وَاِنَّ مِنَ الْبَیَانِ لَسِحْرًا
(الحدیث)

خُطباتِ قاسمی

جلد ہفتم

حضرت مولانا مُحمّد ضِیاء القاسمیؒ

مَکتَبَہ قَاسِمیَّہ
اے بلاک ○ غلام محمد آباد ○ فیصل آباد

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب .... خطبات قاسمی جلد 7

افادات .... حضرت مولانا محمد ضیاء القاسمی رحمۃ اللہ علیہ

مرتب .... حافظ محمد ندیم قاسمی آف پسرور

تاریخ اشاعت اوّل .... دسمبر 2004ء

تاریخ اشاعت دوئم ....

تعداد 1100

صفحات 624

قیمت ....

ناشر .... مکتبہ قاسمیہ 14۔اے غلام محمد آباد فیصل آباد

کمپوزنگ .... اقراء کمپیوٹرز، پریس مارکیٹ فیصل آباد

Tel:041-2633231, 0333-6541232

مطبع .... المطبعۃ العربیہ لاہور

ملنے کا پتہ

☆ **مکتبہ قاسمیہ** 522۔اے بلاک غلام محمد آباد فیصل آباد

فون:041-680775،موبائل:0333-6564074

☆ مکتبہ قاسمیہ 17 بازار لاہور

☆ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور

﴿عرض ناشر﴾

خطیب یورپ وایشیاء حضرت مولانا ضیاء القاسمی رحمۃ اللہ علیہ کی اپنی زندگی کے آخر میں خواہش تھی کہ میں قصص الانبیاء پر مشتمل کتاب لکھوں۔ زندگی کے آخری دور 1999ء میں آپ نے مرکزی جامع مسجد گول غلام محمد آباد فیصل آباد میں اکیس (21) خطبے مسلسل حضرت یوسف علیہ السلام کی سیرت کے موضوع پر ارشاد فرمائے......آپؒ کی خواہش تھی کہ ان خطبات کو کتابی شکل دی جائے، مگر زندگی نے وفا نہ کی۔ آپؒ 29 دسمبر 2000ء بمطابق ۲ شوال المکرّم ۱۴۲۱ھ بروز جمعۃ المبارک کوانتقال فرما گئے......اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ!

حضرت مولانا محمد ضیاء القاسمیؒ کے جانشین حضرت مولانا زاہد محمود قاسمی مدظلہ نے حضرتؒ کی خواہش کی طرف میری توجہ مبذول کروائی تو میرے دل میں تڑپ پیدا ہوئی کیوں نہ یہ سعادت میں حاصل کروں۔

حضرت یوسف علیہ السلام پر حضرتؒ نے جو اکیس (21) خطبے ارشاد فرمائے تھے ان کو میں نے دن رات ایک کر کے کتابی شکل دی، چنانچہ قصص الانبیاء تقریری انداز یا انداز خطابت میں لکھنا اور اسے خطباء کے لئے شائع کرنا امام الخطباء خطیب یورپ وایشیاء حضرت مولانا محمد ضیاء القاسمیؒ کی آرزو تھی۔

الحمدللہ! سورۂ یوسف کے اکیس (21) خطبات پر مشتمل خطبات قاسمیؒ جلد

ہفتم کو کتابی شکل میں علماء، خطباء اور خطابت کے رموز و نکات اور ذوق خطابت کے متلاشی طلباء کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے۔

میں شکر گزار ہوں حضرتؒ کے جانشین مولانا زاہد محمود قاسمی مدظلہ کا جنہوں نے اس کام میں ہر قسم کا تعاون اور میری سرپرستی فرمائی اور اسی طرح میں شکر گزار ہوں، حضرت مولانا خالد محمود قاسمی مدظلہ کا جن کی دعائیں میرے شامل حال رہیں اور قدم قدم پر انہوں نے میری رہنمائی کی اور مسودے پر نظر ثانی کی۔ اسی طرح جامعہ قاسمیہ فیصل آباد کے اساتذہ مولانا حق نواز خالد، مولانا عبدالواحد قاسمی، مولانا محمد ندیم قاسمی آف پسرور، جناب محمد ارشد انجم (اقراء کمپیوٹرز فیصل آباد) اور صاحبزادہ حاجی طاہر محمود قاسمی کا جنہوں نے میرے ساتھ شانہ بشانہ کام کر کے اس علمی کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری اس کاوش کو قبول فرمائے اور حضرت مولانا ضیاء القاسمی رحمۃ اللہ علیہ کے درجات کو بلند فرمائے...... (آمین)

دعا گو

محمد عمر فاروق قاسمی

ڈائریکٹر مکتبہ قاسمیہ

اے بلاک غلام محمد آباد فیصل آباد

اجمالی فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
1	عرض ناشر	3
2	تفصیلی فہرست	6
3	خطبہ نمبر1	15
4	خطبہ نمبر2	39
5	خطبہ نمبر3	66
6	خطبہ نمبر4	93
7	خطبہ نمبر5	122
8	خطبہ نمبر6	156
9	خطبہ نمبر7	183
10	خطبہ نمبر8	213
11	خطبہ نمبر9	245
12	خطبہ نمبر10	279
13	خطبہ نمبر11	309
14	خطبہ نمبر12	342
15	خطبہ نمبر13	376
16	خطبہ نمبر14	407
17	خطبہ نمبر15	438
18	خطبہ نمبر16	463
19	خطبہ نمبر17	482
20	خطبہ نمبر18	511
21	خطبہ نمبر19	539
22	خطبہ نمبر20	571
23	خطبہ نمبر21	599

آئینہ مضامین

مضمون	صفحہ
اجمالی فہرست	5
عرض ناشر	3
تفصیلی فہرست	6
حضرت یوسف علیہ السلام خطبہ 1	15
خطبہ	15
قرآن سمجھنا آسان ہے	15
قرآن کا منشاء کیا ہے؟	16
تجربہ وسیع رہنمائی کرتا ہے	17
سورۂ یوسف کا بھی ایک منشاء ہے	18
ایک بدعتی سے مکالمہ	19
یہود ونصاریٰ سے سوالات	21
حروف مقطعات کیا ہیں؟	22
قرآن واضح احکام بتاتا ہے	24
بات یوسفؑ کی شان محمد مصطفیٰ ﷺ کی	26
حاسدوں کا حسد کارگر ثابت نہیں ہوتا	27
اللہ بتاتا ہے	28
سب سے پیارا قصہ	29
نسبت کی عظمت	30
ایک اعتراض کا جواب	35
تخت سے جیل تک	37
حضرت یوسف علیہ السلام خطبہ 2	39
خطبہ	39
گزشتہ سے پیوستہ	39
اعزاز کی بات	40

مضمون	صفحہ
حضرت یوسف علیہ السلام کا خواب	41
قرآن سمجھنے کے لئے ضروری ہے	42
حضرت یعقوب علیہ السلام کی نصیحت	44
کفار کا حضور ﷺ سے حسد کیوں؟	46
حسد کی وجہ سے	48
حضرت یوسفؑ کا خواب معمولی نہیں تھا	49
حضور ﷺ اور حضرت یوسفؑ کیلئے چاند کی کیفیت	50
قرآن میں تین خواب	51
ہمارے اور نبی کے درمیان فرق	52
پہلا خواب	52
دوسرا خواب	53
تیسرا خواب	55
حج وعمرہ میں حلق اور قصر کی فضیلت	59
شیطانی خواب کی کوئی حقیقت نہیں	62
شیطانی خواب سے بچاؤ کا طریقہ	63
سیدنا فاروق اعظمؓ کا خواب حقیقت بنا	64
حضرت یوسف علیہ السلام خطبہ 3	66
خطبہ	66
گزشتہ سے پیوستہ	66
یہودیوں کا خیال	67
حسد وعناد کی بنیاد کیا؟	68
جلنے والوں کیلئے نشان عبرت	70
اللہ نے سارا واقعہ تفصیل سے بیان فرمادیا	71
والد کی نصیحت پر عمل کیا	72

آئینہ مضامین

مضمون	صفحہ
جھگڑے کی اصل وجہ	73
محبت کا معیار مینڈیٹ نہیں	73
علماء حق کسی سے مرعوب نہیں ہوتے	75
برادران یوسف علیہ السلام کا اعتراض	78
علماء کی دورائے اور صاحبزادے	79
کیسا صاحبزادہ؟	80
ہم سے جھگڑا کیوں؟	81
برادران یوسفؑ کا معیار مودّت	84
والدین ذریعہ نجات	85
ایک وزیر سے ملاقات	86
قتل یوسف علیہ السلام کا مشورہ	88
شیطانی فلسفہ	89
غلط فلسفہ	91
راہ نجات	92
حضرت یوسف علیہ السلام خطبہ 4	93
خطبہ	93
گزشتہ سے پیوستہ	93
قصص کا منشاء	94
حضرت یوسفؑ کو قتل کرنے کا منصوبہ	94
قتل یوسف علیہ السلام کا فیصلہ	95
نظریہ ختم نہیں ہوتا	95
برادر یوسف کی ایک اور رائے	96
برادران یوسف کی میٹنگ اور حضرت یعقوب علیہ السلام سے گفتگو	97
علماء کا استدلال	99
برادران یوسف کا اصرار	99
حضرت یعقوبؑ کی سیر کیلئے رضامندی	100
حضرت یعقوبؑ کا خواب	101
غم اور حزن میں فرق	102
اللہ غیور ہے	104
علم غیب خاصہ خداوندی ہے	105
حضرت یوسفؑ بھائیوں کیساتھ عازم سفر	105
کہاں یہ دین آسان ہے	108
حضرت یوسفؑ اندھے کنوئیں میں	109
صداقت قرآن کی دلیل ہے	111
علماء دین کے وارث	112
صبر کی برکت سے	112
افضل کون؟ نور یا بشر	113
اللہ قادر ہے	114
کنوئیں میں کون؟	117
دو یار دو رفاقتیں	117
سب سے بہادر کون؟	118
ہم سب کو اصلاح کی ضرورت ہے	119
حضرت یوسف علیہ السلام خطبہ 5	122
خطبہ	122
گزشتہ سے پیوستہ	122
قرآن کا طرز	123
برادران یوسفؑ کی محنت	124
قافلہ جا رہا ہے	124
قافلہ راستہ بھول گیا	125

آئینہ مضامین

مضمون	صفحہ
برادران یوسف رات کو واپس آ گئے	126
رات کے شر سے پناہ مانگنے کی تلقین	126
قرآن کا ذوق	127
برادران یوسفؑ کی روتے ہوئے واپسی	128
برادران یوسفؑ کا جلوس	132
اسلام کا مزاج	133
برادران یوسفؑ کی کذب بیانی	135
غلط نظریات کی اشاعت	137
برادران یوسفؑ کی دلیل	137
صبر بلندی درجات ہے	139
جانور بھی انبیاء کا حیاء کرتے ہیں	141
عجیب نقطہ	143
یارانِ رسولؐ کا حیاء	143
چوری پکڑی گئی	144
ماتم جائز ہوتا تو	145
علماء رسول کے نمائندے	146
اللہ والوں کی بادشاہی	148
صبر جمیل کیا ہے	148
اللہ کے دروازے پر جھکو	151
قافلے والوں نے ڈول کنوئیں میں ڈالا	152
نقطے کی بات	153
حضرت یوسف علیہ السلام خطبہ 6	156
خطبہ	156
اجمالی تذکرہ	156
متقی کا معنیٰ	159
غور کرو	159
اللہ کا خصوصی فضل	160
جوہر کی قدر جوہری سے پوچھ	162
صورتِ حال بدل گئی	163
بھائیوں کا دوسرا ظلم	165
انعامِ خداوندی	168
احسانِ خداوندی	170
ایک اور پرچہ شروع	173
حسن یوسفؑ اور حسن محمدؐ	174
بادشاہت کے ماحول میں	177
جہاد ضروری ہے	179
حضرت یوسفؑ بازار مصر میں	180
حضرت یوسف علیہ السلام خطبہ 7	183
خطبہ	183
گزشتہ جمعوں کا خلاصہ	185
اللہ نے عزیز مصر کے دل میں بات ڈالی	185
اولاد سے خالی	186
عقیدے کی بات	187
بات سمجھنا اور بات سمجھانا	189
اللہ کا انعام	189
غلبہ اللہ کی طرف سے ہوتا ہے	190
علم و حکمت کی عطا	191
نیا پرچہ	193
فضا معطر ہوگئی	193
طالب علموں کے لئے	194

آئینہ مضامین

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
قرآن نقشے جماتا ہے	194	اہل بیت کون؟	228
زلیخا کی چال بازی	195	مساجد اجڑ گئیں	228
چودھویں صدی کے پیر	196	لفظ سُوء کیا ہے؟	229
زلیخا نے رب کے چہرے پر پردہ ڈالا	199	بیگم صاحبہ نے سزا نہ دی	231
حضرت یوسفؑ نے رب کو پکارا	201	دو سزائیں	232
اگر اخلاقی جرأت ہوتی	204	نیا سلسلہ شروع	233
اپنا واقعہ	204	جب اللہ نے بات کی تو	233
اللہ سے حیاء کرو	205	بچے نے گواہی دی صداقت یوسفؑ کی	236
اہم نقطہ	206	عزیز مصر سمجھ دار تھا	240
شیطان بہکاتا ہے	206	عورتوں سے خطاب	241
رب کا ارادہ غالب ہوا	208	ایک واقعہ	243
دو مسئلے	212	**حضرت یوسف علیہ السلام خطبہ 9**	245
حضرت یوسف علیہ السلام خطبہ 8	213	خطبہ	245
خطبہ	213	گزشتہ سے پیوستہ	245
گزشتہ جمعوں کا خلاصہ	213	عشق چھپا نہیں	246
نبی معصوم ہوتا ہے	214	پراپوگنڈہ کے اثر سے	248
آپ کی اصطلاح	216	زلیخا کی دعوت	249
اللہ نے برائی کو یوسفؑ سے دور کر دیا	217	نیا پرچہ	253
طالب علموں کے لئے نقطہ	218	نبی حسین ہوتا ہے	254
ہاتھ کی برکت	219	علماء دیوبند کا عقیدہ	258
غور کرنے کی ضرورت	222	حسن یوسفؑ کی وجہ سے	258
اللہ نے نجاست کو نبی سے دور کر دیا	223	نبی غیر محرم کو نہیں دیکھتا	259
اللہ قادر ہے	225	بے دینی کا سیلاب روکیں	262
امتحان در امتحان	226	نبی بشر ہوتا ہے	264
قرآن پڑھو	227	مسلم بنو	265

آئینہ مضامین

مضمون	صفحہ
توحید کا علمبردار	275
حضرت یوسف علیہ السلام خطبہ نمبر 10	279
خطبہ	279
گزشتہ سے پیوستہ	279
مصر کی نسوانیت کا پراپوگنڈہ	280
کیسی محبت وعقیدت	282
مصر کی نسوانیت کا مکروفریب	284
زلیخا نے دعوت کا اہتمام کیا	285
بیگمات کی آمد اور دعوت کا آغاز	290
جب حسن یوسفؑ دیکھا تو	292
یوسفؑ کی رسوائی نہیں سچائی ہوگی	294
صحابہؓ کی محبت رسولؐ	296
حسن یوسفؑ نے دعوت بھلادی	296
کون سا اسلام؟	299
حسن یوسفؑ دیکھ کر ہاتھ کٹادیئے	300
ایسا حسن نہیں دیکھا	303
نبی بشر ہوتا ہے	304
قرآن نہ بدلا جائے گا	305
درس قرآن کی برکت	307
مصر کی نسوانیت کا عقیدہ	207
حضرت یوسف علیہ السلام خطبہ نمبر 11	309
خطبہ	309
گزشتہ سے پیوستہ	309
زلیخا کا اعتراف جرم	310
جیل کی مشقت بری ہے	312
اگر میری خواہش پوری نہ کی تو	314
علماء حق کی قربانیاں	315
عزیمت کا راستہ اختیار کر	319
تیرے فضل کے سہارے	323
رب سے عافیت مانگو	324
حضرت یوسفؑ جیل میں	325
مدینے کی مٹی شفا رکھتی ہے	326
نبوت سے بہاریں	328
جیل کے ساتھیوں کے خواب	332
نبی حسین ہوتا ہے	333
چہرے سے پہچان	337
نبی کا علم عطائی ہوتا ہے	339
حکمرانوں کے مظالم	340
حضرت یوسف علیہ السلام خطبہ نمبر 12	342
خطبہ	342
گزشتہ سے پیوستہ	342
میرا تعلق کس سے ہے	344
میں نے کسے چھوڑا؟	346
میں نے رب کے منکروں کو چھوڑا	349
جیل میں اعلان حق	350
اسوۂ ابراہیمی اپنا	352
کس سے یاری کس سے انکاری	354
کس کی اقتداء کرو؟	355
حضرت لاہوریؒ کی قربانی	356
جلالی اور جمالی	357

آئینہ مضامین

مضمون	صفحہ
بیزاری کن سے	361
اللہ کی حفاظت میں کون	363
کہاں یہ دین آساں ہے	364
عزیمت کا راستہ	366
میں برداشت نہیں کرتا	368
صدیقؓ مُقتداء علیؓ مقتدی	369
مشرکوں سے بائیکاٹ	370
حضرت یوسف علیہ السلام خطبہ نمبر 13	376
خطبہ	376
گزشتہ سے پیوستہ	376
شرک کی تردید	377
سب سے توڑ رب سے جوڑ	378
انبیاء کی شان کے لائق نہیں کہ	379
عقیدے کی بات	381
اگر انبیاء بھی شرک کرتے تو	382
رب کی عبادت بھائی کی تعظیم	390
شرک سے اعمال ضائع ہوتے ہیں	391
کیسی ہدایت؟	393
انبیاء شرک کے خلاف	395
شرک کسے کہتے ہیں؟	397
شرک سے بچو	402
مشرک کی نجات نہیں	403
حضرت یوسف علیہ السلام خطبہ نمبر 14	407
خطبہ	407
گزشتہ سے پیوستہ	407
شرک بدبو ہے	408
قیمتی بن گیا	411
اللہ کا فضل	412
عقیدے کی اصلاح ضروری ہے	413
عقیدے کا وزن ہوگا	414
توحید کا علمبردار	416
رب سوال کرے گا	417
قرآن کہتا ہے	419
افسوس کی بات	420
مشرک کی نجات نہیں	422
عقیدۂ توحید نجات کی کنجی	424
شائد کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات	426
مشرک کی مثال	428
زیادہ بہتر یا ایک	430
الٰہ کون؟	433
سجدہ تعظیمی بھی جائز نہیں	434
اللہ کا امر	436
حضرت یوسف علیہ السلام خطبہ نمبر 15	438
خطبہ	438
گزشتہ سے پیوستہ	438
شرک عقیدہ گندہ کرتا ہے	439
خواب کی تعبیر بتادی	439
ہمیں سبق کیا ملا؟	441
اللہ کے ولی سے مذاق کیا تو	441
نبی کا استاد رب ہوتا ہے	443

آئینہ مضامین

مضمون	صفحہ
اللہ ہی سے مانگو	449
اللہ غیور ہے	450
صحابہؓ کی غلامی دریاؤں نے کی	453
پکاریں سننے والا صرف اللہ ہے	454
قید بڑھ گئی	454
مشرکین مکہ کے سوالات	455
عقیدہ مضبوط بناؤ	457
خلاصہ کلام	458
رب کو سمجھو	460
توحید کے دیوانے بن گئے	462
حضرت یوسف علیہ السلام خطبہ نمبر 16	463
خطبہ	463
گزشتہ سے پیوستہ	463
بادشاہ نے خواب دیکھا	364
ہر فن کا آدمی ہوتا ہے	465
بادشاہ نے خواب کی تعبیر پوچھی	467
ایک درباری نے کہا	468
دریا کوزے میں بند کر دیا	469
یوسفؑ صدیق تھے	471
مدینے چلیں	472
خواب کی تعبیر پوچھی	474
صحابہؓ کے غلام کا استدلال	475
خواب کی تعبیر بتادی	476
جب بادشاہ نے بلایا	477
پہلے دامن نبوت صاف کر	479
اللہ نے ڈنکا بجادیا	480
حضرت یوسف علیہ السلام خطبہ نمبر 17	482
خطبہ	482
گزشتہ سے پیوستہ	482
نفس کا فطری تقاضا	483
انبیاء کی بات الگ ہے	486
صحابیؓ کا استدلال	487
عقیدے کی بات سنو	488
اگر فضل ربی ہو تو	489
نفس کی اقسام	490
حضورؐ کی تربیت کا اثر	490
اللہ کی توفیق سے	494
نبی کی دعا کا اثر	495
حدیث سے صحیح استدلال	498
حسد کا علاج کیا ہے؟	500
تہجد کی بادشاہت	501
حضور کی عبادت کا عالم	503
طالب علموں کے لئے تحفہ	504
قرآن کی تاثیر	505
اللہ کی مہربانی سے	506
حضرت یوسفؑ کی جیل میں تقریر	507
حضرت یوسف علیہ السلام خطبہ نمبر 18	511
خطبہ	511
گزشتہ سے پیوستہ	511
دربا کا نقشہ کیسے ہوتا ہے	513

آئینہ مضامین

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
نبی پہچان جاتا ہے	515	اعمال کی قیمت کب پتہ چلے گی	551
حضرت یوسفؑ کو عزت ملی	516	محسن کون	552
بات چیت شروع ہوئی	517	اللہ کا اجر باقی رہنے والا ہے	554
اللہ نے حضور ﷺ کو جوامع الکلم عطا فرمائے	518	اعزاز ہی اعزاز	556
دعا کا اثر	521	آخرت کی فکر	557
سارے مبہوط ہو گئے	522	برادران یوسفؑ دربار یوسفؑ میں	558
خواب کی مخفی باتیں	525	مرض کی تشخیص ضروری ہے	560
جوہر نکال دیا	526	عالم الغیب اللہ ہے	562
امین کیوں کہا؟ چہرہ بولا	528	برادران یوسفؑ مصر میں	563
فطرت کا تقاضا	530	حضرت یوسفؑ نے پہچان لیا	563
فضا بدل گئی	531	امام اعظمؒ کی ذہانت	565
بادشاہ کی درخواست	533	حضرت یوسفؑ کی سخاوت اور مہمان نوازی	566
اچھے سنگترے	533	مہمان نوازی سنت انبیاء ہے	567
رنگ چڑھ گیا	534	بھائیوں کا اعزاز کیا	569
درد میں ڈوبی آواز سے عرش ہل جاتا ہے	535	جامعہ قاسمیہ کے شعبہ حفظ کی منتقلی اور اس کا پھل	569
حضرت یوسفؑ نے فرمایا	535		
خزانوں کا مالک کون	537	**حضرت یوسف علیہ السلام خطبہ نمبر 20**	571
حضرت یوسف علیہ السلام خطبہ نمبر 19	539	خطبہ	571
خطبہ	539	گزشتہ سے پیوستہ	571
گزشتہ سے پیوستہ	539	حضرت یوسفؑ کی تدبیر	572
بادشاہ کے حضرت یوسفؑ سے مذاکرات	541	آئندہ غلہ مشروط	574
میں حفیظ بھی ہوں اور علیم بھی ہوں	543	علم غیب خاصہ خداوندی ہے	575
دو چیزیں	544	محافظ اللہ ہی ہے	576
مظلومیت کی انتہاء	545	دینے والا صرف ایک اللہ ہے	581
اللہ ہی عزتیں عطا کرتا ہے	547	اللہ رحیم ہے	583

آئینہ مضامین

مضمون	صفحہ
میں تم پر اعتماد نہیں کرتا	585
میرے ساتھ وعدہ کرو	586
حکمران عقل کے ناخن لیں	587
نبی کے ایک ایک لفظ میں توحید ہوتی ہے	589
اللہ وکیل ہے	589
خاندان نبوت کی وجاہت ہوتی ہے	590
حضرت یعقوبؑ کی بیٹوں کو وصیت	591
حسن یوسفؑ دیکھ کر متاثر ہوئے	591
نظر برحق ہے اور اس کا علاج	592
کیسا توکل؟	592
حضرت یعقوبؑ نے بات سمجھادی	593
سید حسین ہوتا ہے	594
نبوت کا حسن	595
اللہ کی تدبیر غالب آ گئی	595
حضرت یوسفؑ بنیامین کے ساتھ	596
نبوت وصداقت جدا نہیں ہوسکتی	596
جب تعارف ہوا تو	597
حضرت یوسف علیہ السلام خطبہ نمبر 21	599
خطبہ	599
گزشتہ سے پیوستہ	599
بنیامین کے اکیلے رہنے کی حکمت	600
حضرت یوسفؑ کے بنیامین سے پوچھا	601
غور کرو اور سوچو	602
علم غیب پیغمبر بھی نہیں جانتا	603
حضرت یوسفؑ نے بتایا کہ میں تیر بھائی ہوں	604
پریشان نہ ہو	605
اللہ نے اپنے نبی کو فرمایا	607
برادران یوسفؑ واپسی کیلئے چل پڑے	608
فسادی کون؟	609
ہم چور نہیں برادران یوسفؑ کا اصرار	611
سامان کی تلاشی شروع ہوئی تو	612
اللہ نے مسئلہ واضح کردیا	613
اللہ کی حکمت	613
جب وزیر اعظم اسیر اعظم ہوا	615
اشکال دور ہوگیا	615
درجات اللہ دیتا ہے	615
اللہ کی عطا کسی کے صدقے	618
برادران یوسف کا ظلم	618
حضور ﷺ کا صبر	620
حضرت یوسفؑ کا صبر	620
ایسا وقت آتا ہے کہ	620
برادران یوسف کی عاجزی	622
تو تو محسن ہے	624

حضرت یوسف علیہ السلام......خطبہ 1

خطبہ:

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی سَیِّدِالرُّسُلِ وَ خَاتَمِ الْاَنْبِیَآءَ وَ عَلٰی اٰلِہِ الْمُصْطَفٰی وَ اَصْحَابِہِ الْمُجْتَبٰی اَلَّذِیْنَ ھُمْ خَیْرُ الْخَلَائِقِ بَعْدَ الْاَنْبِیَآءَ ......

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ
ھُوَالْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُہٗ
لِکُلِّ حَوْلٍ مِّنَ الْاَحْوَالِ مُقْطَھِمٖ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ...... آلٓرٰ تِلْكَ اٰیٰتُ الْکِتَابِ الْمُبِیْنِ اِنَّا اَنْزَلْنٰہُ قُرْئٰنًا عَرَبِیًّا لَعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَیْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَا اَوْحَیْنَا اِلَیْكَ ھٰذَا الْقُرْآنَ وَ اِنْ کُنْتَ مِنْ قَبْلِہٖ لَمِنَ الْغٰفِلِیْنَ اِذْقَالَ یُوْسُفُ لِاَبِیْہِ یٰٓاَبَتِ اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ کَوْکَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَیْتُھُمْ لِیْ سَاجِدِیْنَ قَالَ یٰبُنَیَّ لَاتَقْصُصْ رُءْیَاكَ عَلٰی اِخْوَتِكَ فَیَکِیْدُوْا لَكَ کَیْدًا اِنَّ الشَّیْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ............

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْم

قرآن سمجھنا آسان ہے:

مسلسل ارادہ کرتا رہا ہوں کہ کوئی پہلی فرصت ملے، قرآن حکیم نے انبیاء کے جو واقعات ذکر فرمائے ہیں۔ اُن کا تفصیل کے ساتھ آپ دوستوں کے سامنے ذکر

کیا جائے، لیکن حالات اور عنوانات کا تسلسل ایسا جاری رہتا ہے کہ جس کی وجہ سے اس خواہش کی تکمیل نہ ہو سکی، اس وقت میرا ارادہ ہے کہ تسلسل سے سورۃ یوسف کا ذکر اُن لفظوں میں کیا جائے، جسے خود قرآن مجید نے بیان کیا ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے بیان میں کہ قرآن پاک کے مفسرین کیا کہتے ہیں، اس کی تفصیل زیادہ ہوتی ہے۔ قرآن کیا کہتا ہے اس کی تفصیل کم ہوتی ہے۔ تقریباً ہر حلقے میں یہ روایت عام ہو چکی ہے۔ مفسرین کیا کہتے ہیں اور کسی حد تک یہ بات درست بھی ہے کہ

اللہ کے قرآن کی

جب تک صحیح لوگوں کی

صاحب علم لوگوں کی

قرآن وحدیث جاننے والے لوگوں کی

تفسیر کا اس طرح مفہوم نہ بیان کیا جائے، اس کا پتہ بھی نہیں چل سکتا کہ قرآن کیا کہہ رہا ہے۔ مفسرین کا امت پر بہت بڑا احسان ہے کہ انہوں نے قرآن پاک کے مطالب بیان کر کے ہمارے لئے قرآن کو سمجھنا آسان کر دیا ہے، یہ بہت بڑا احسان ہے۔

قرآن کا منشاء کیا ہے؟

لیکن کوشش یہ کرنی چاہیے کہ قرآن حکیم کی اپنی جو منشا ہے، منشاء قرآن آدمی اس تک رسائی حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ جس طرح ہم اپنی مجلس کی گفتگو میں بھی کہتے ہیں کہ لمبی چوڑی بات چھوڑو، اپنی منشا بتاؤ، یہ ہم اپنی گفتگو میں بھی بات کرتے ہیں کہ لمبی چوڑی بحث چھوڑو، اپنی منشا بتاؤ تم کیا چاہتے ہو، میرا کافی عرصہ

سے یہ وجدان ہے، یہ شوق ہے، زندگی کے بہت سارے شوق اللہ تعالیٰ نے پورے کئے، اُس کے گھر سے یہ اُمید ہے کہ وہ یہ شوق بھی پورا کرے گا، کہ ہم مل جل کر قرآن پاک کو اِس انداز میں سمجھنے کی کوشش کریں کہ قرآن کا منشاء کیا ہے۔ بہت ساری لمبی چوڑی تفسیروں میں، مطالب اور اچھے مفہوم میں جانے کی بجائے منشائے قرآن کے ارد گرد ہم گھومیں اور کتاب وسنت اور مفسرین کی آراء کی روشنی میں اُن آیات کا مفہوم سمجھنے کی کوشش کریں، جن سے اللہ کے قرآن کا منشاء ہے۔

تجربہ وسیع رہنمائی کرتا ہے:

سورۃ یوسف، جن لوگوں کا مجھ سے پرانا تعلق ہے۔ آج سے تیس پینتیس سال پہلے سے مجھے جانتے ہیں۔ اُن کو پتہ ہے کہ میں نے شروع کے اندر بہت طویل عرصہ تک سورۃ یوسف بیان کی ہے، لیکن اس وقت میں خود بھی ....

نوعمر تھا

بچہ تھا

عقل بھی ناپختہ تھی

تجربہ بھی ناپختہ تھا

اور اُس وقت مجھے جو آتا تھا میں وہ بیان کرتا رہتا تھا۔ میرے سننے والے اُسی کو سمجھتے تھے کہ ایسا بیان ہم نے کبھی نہیں سنا۔ اُس وقت جو میں نے اپنے اکابر سے پڑھا تھا۔ اُسے اُس وقت کے علم اور تجربے کے مطابق میں بیان کرتا تھا۔ الحمد للہ! ساتھیوں پر اس کا رنگ بھی چڑھا، لیکن چالیس سال سے اتنا بڑا تجربہ ہے کہ اِس میں سنگترے اور مالٹے فروخت کرنے والے کو پتہ چل جاتا ہے کہ مالٹے اور سنگترے زیادہ

کس طرح بکتے ہیں۔ تجربہ ہوتا ہے ہر چیز کا، تقریر کرنے والے کو بھی پتہ لگ جاتا ہے، تقریر کسے کہتے ہیں۔ مُطالعہ کسے کہتے ہیں۔ معلومات کِسے کہتے ہیں اور جو صاحب قرآن مجید کا یہ مطلب بیان کر رہے ہیں۔ وہ کس چینل سے بول رہے ہیں، یعنی تجربات اُسے بتاتے ہیں۔ ہر زندگی کے مشن میں اس کا تجربہ وسیع تر اس کی رہنمائی کرتا ہے۔ اس لئے یہ جو طویل تجربہ ہے۔ اُس نے مجھے ایک ذوق دیا ہے کہ کچھ سمجھنے کی کوشش کریں کہ قرآن یہ جو بات کہہ رہا ہے، اُس میں اس کا منشا کیا ہے؟ منشاء قرآن۔

سورۃ یوسف کا بھی ایک منشاء ہے:

سورۃ یوسف کا بھی ایک منشا ہے، جتنے قرآن کریم میں انبیاء سابقین کے تذکرے ہیں۔ یہ ایسے کہانیاں نہیں کہ جس طرح عورتیں رات سوتے وقت اپنے بچوں کو سناتی ہیں۔ اِس طرح کی نہیں۔ اِس کا ایک منشا ہے، اِن کا ایک مقصد ہے۔ ان کا ایک مقصود ہے۔ اِن میں اللہ تعالیٰ کچھ بتانا چاہتا ہے، مخاطبین قرآن کو، میں آپ سے یہ بات کرنا چاہتا ہوں اور اس کا یہ منشاء ہے، یہ مقصد ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نبوت کا اعلان کیا، بہت سارے مسئلے سامنے آئے، ایک مسئلہ اُس وقت بھی بڑے مولویوں اور پیروں کا مسئلہ تھا۔ بڑے مولوی اور پیر اپنے آپ کو بڑا عالم سمجھتے تھے اور وہ سمجھتے تھے کہ ہمارے مقابلے میں جو کوئی بات کرے گا۔ اس کی کوئی حیثیت نہیں۔ ہم اتنے بڑے قد آور ہیں کہ ہمارے مقابلے میں کسی کی کیا مجال ہے کہ کھڑا ہو کر کوئی بات کر سکے، یہ چودہ سو سال پہلے کے پوپ اور پادریوں کی عادت نہیں اب کے پیر اور مولوی بھی یہی کرتے ہیں۔ وہ یہی

سمجھتے ہیں کہ ہم جو کچھ ہیں وہ حرف آخر ہے۔ یہ ایک مرض ہے جو اس وقت سے ہے جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے۔ اُس وقت سے اب تک ہے کہ میں آخر ہوں، چھوٹے کے کمال کو نہ ماننا اپنی چھوٹی سی بات کو بھی ارشاد سمجھنا کہ یہ حضرت صاحب کا ملفوظ ہے۔ چھوٹا بے شک بے چارہ آسمان پر اُڑتا ہو اس کا یہ قصور ہے کہ چھوٹا کیوں ہے؟

مکے کے پیروں کو

مکے کے پادریوں کو

مکے کے بڑے بڑے لوگوں کو

ان کو یہ بات بڑی بری لگی کہ...... مِنْ قَرْيَتِنَا ...... یار ہم میں سے ایک لڑکا اٹھا ہے۔ گاؤں کا اور کہتا ہے کہ میں ایک ایسا کمال لے کر آیا ہوں کہ جو کسی اور کے پاس نہیں، وہ کیا کمال ہے کہ میں فرش پر بیٹھ کر عرش والے سے باتیں کرتا ہوں۔ بات تو بہت بڑی ہے جو ان لوگوں کو کھا گئی۔ وہ کوشش کرنے لگ گئے کہ کسی طرح اس کو باتوں باتوں میں ہی شرم سار کریں۔ مسئلہ اس سے وہ پوچھو جس کا اسے جواب ہی نہ آئے۔ جواب نہیں آئے گا تو ہمارے مرید شور کر دیں گے۔ دیکھا ناں بڑا مولوی بنتا تھا۔ اِس کو تو ایک سوال کا جواب نہیں آیا۔ یہ کیسا عالم ہے؟ ایسی بات کرنی ہے۔ جس کے ساتھ بندہ یک دم مبہوط ہو کر رہ جائے۔ اپنی علمی بالادستی قائم کرنے کیلئے۔

ایک بدعتی سے مکالمہ:

میں شروع شروع میں مائی دی جھگی خطیب ہوتا تھا۔ وہاں ایک بہت بڑا حلقہ تھا اہل بدعت کا، پیر آیا اور بے چارہ لمبی مونچھوں والا، داڑھی صاف، کہنے لگے بڑی ہستی ہے۔ اس کے سامنے کوئی مولوی دم نہیں مار سکتا۔ میں اس وقت بچہ تھا۔ مجھے

لے گئے کہ اگر ہمارے پیر کا جواب دیدے تو ہم مان لیں گے۔ میں نے اللہ سے دعا کی کہ یا اللہ اِس فتنے سے بچالے۔

مجھے پوچھنے لگا مولوی جی آ گئے ہو، میں نے کہا جی آ گیا ہوں، کہتا ہے رب ہے؟ میں نے کہا جی ہے، کہاں ہے؟ میں کہاں بتاؤں، میرے سامنے جو اتنے بیٹھے ہو، میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ رب ہے؟ بولو؟ (ہے) بتاؤ کہاں ہے؟ کہتا ہے دکھاؤ، میں اِنہیں کیسے دکھاؤں، رب یہ ہے، کافر یہ کہتے تھے......اَرِنَا اللّٰہَ جَھْرَۃً..........ہمیں سامنے دکھا رب کون ہے؟ حضور ﷺ سے، یعنی یہ کوئی سوال ہے؟......اَرِنَا اللّٰہَ جَھْرَۃً......اگر تم اللہ کے نبی ہو، تم ہمیں رب سامنے دکھاؤ، کبھی کہتے تھے کہ جب آسمانوں سے کتاب لے کر آئے ہو قرآن، اِس کتاب کا نازل ہونا، اِس کا وجود ہماری آنکھوں کو نظر آئے، ایک کامل ہستی ہاتھ میں پکڑ کر قرآن آسمانوں سے اتر کر تیرے پاس لے کر آئے، تیرے ہاتھ میں کتاب پکڑوائے، یہ میاں ہم تیری کیفیت دیکھیں گے، پھر مانیں گے کہ تو اللہ کا نبی ہے۔ اس طرح کوئی کرسکتا ہے؟

کہتا ہے اللہ ہے، میں نے کہا جی ہے، دکھا کہاں ہے؟ میں نے کہا یہ اس وقت شیطان کا نمائندہ ہے اور مجھے یہ سمجھتا ہے کہ میں رحمان کا نمائندہ ہوں، اُس نے یہ سمجھا ہے، اگر تو بھی اپنے بندے کی مدد نہ کرے تو!

طعنہ دیں گے بت کہ مسلم کا خدا کوئی نہیں

مہربانی فرما کوئی ایسا جواب دے کہ......فَبُھِتَ الَّذِیْ کَفَرَ......اس کے دانت ٹوٹ جائیں، فوراً میرے ذہن میں آیا اُس وقت، میں نے کہا روح ہے؟ تیرے اندر روح ہے؟ اُس نے کہا ہے، میں نے کہا کہ دکھا کہاں ہے؟......فَبُھِتَ

الَّذِیْ کَفَرَ ...... کبھی اُدھر دیکھے، کبھی اِدھر دیکھے، میں نے کہا کہ اللہ کی ایک مخلوق روح تو نہیں دکھا سکتا اور جو روح کا خالق ہے اسے میں کیسے دکھا سکتا ہوں۔

ڈھکوسلے سے اسلام سمجھ نہیں آتا، یا آپ کی زبان میں ڈھکوسلہ، کسی کو عاجز کرنے کیلئے مسئلہ پوچھنا۔

یہود و نصاریٰ سے سوالات:

تو ان مولویوں نے، جن کے............

بڑے بڑے قد تھے

بڑے بڑے جُبّے تھے

بڑی بڑی موٹی گردنیں تھیں

اور غیر اللہ کے چڑھاوے کھا کھا کر جان بنائی ہوئی تھی۔ اُن کو بڑا اشتیاق گزرا۔ حضور ﷺ کی نبوت کی بات برداشت نہ ہوئی تو کہنے لگے، اِس سے یہ پوچھو کہ بنی اسرائیل تو کسی اور علاقے کے رہنے والے تھے وہ مصر کیسے آ گئے؟ یوسف علیہ السلام کا کیا قصہ ہے۔ اُن کو پتہ تھا کہ ہماری تورات میں لکھا ہے، یہ پڑھا ہوا بھی نہیں۔ اس نے تاریخ بھی نہیں پڑھی، یہ اُمی ہے۔

کسی سکول میں بھی نہیں گیا

کسی کالج میں بھی نہیں گیا

کسی استاد کے سامنے دو زانو ہو کر بھی نہیں بیٹھا

جب ہم اس سے پوچھیں گے، بتاؤ بنی اسرائیل اپنے علاقے کو چھوڑ کر مصر میں کِس طرح آباد ہوئے تھے؟ یعقوب علیہ السلام کون تھے؟ اور یوسف علیہ السلام

کون تھے؟ ہم تو تورات میں پڑھے ہوئے ہیں۔اسے جواب نہیں آئے گا اور ہماری لیڈری چل جائے گی۔اپنی لیڈری کے شوق میں، میرے محبوب کو خاموش کرانے کیلئے انہوں نے سوال کیا۔ بول نہ سکے، اللہ تعالیٰ نے اُن کا بھانڈا چوراہے میں پھوڑ دیا، فرمایا محبوب مغموم کیوں بیٹھے ہو، یا اللہ سوال جو ایسا کرتے ہیں اس کا جواب میں کیا دوں؟

حروف مقطعات کیا ہیں؟

اللہ فرماتے ہیں......آلـر...... یہ جو......آلـرٓ......ہے، یہ اسی طرح ہے جس طرح......الم......ہے۔اسے عرب کی اصطلاح میں، طلباء بھی، علماء بھی اِسے حروف مقطعات کہتے ہیں اور اس کے بارہ میں تمام مفسرین اپنا سارا زور لگا کر اس مقام پر پہنچے...... اَللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ......اللہ اور رسول کے علاوہ اِس کا معنیٰ کوئی نہیں جانتا، کیا مطلب؟ اس کا مطلب کیوں کیا جا سکتا ہے کہ محبوب تیار ہو جا، جو تیرا امتحان لے رہے ہیں۔ تیرے سے پوچھ رہے ہیں۔ تجھے پریشان کرنے کیلئے تاریخ کا ایک ایسا سوال کر رہے ہیں، جو دنیا کی اُس کتاب میں تو لکھا ہے اور موجود ہے جو کتاب اُنہوں نے پڑھی ہے، تو کسی سکول کالج اور مدرسے میں......

آج تک گیا ہی نہیں

جب تو پڑھا بھی نہیں

کسی کتاب کا مطالعہ بھی نہیں کیا

تم سے یہ سوال کر رہے ہیں، جس کا تو جواب نہیں دے گا......

......تو مکے میں......

یہ مذاق کریں گے

شور کریں گے

آپ کو شرمندہ کرنے کیلئے یہ طرح طرح کا پراپوگنڈہ کریں گے

لیکن میں تیرا رب جو موجود ہوں۔

میں نہیں چاہتا کہ میرا نبی شرمندہ ہو

میں نہیں چاہتا کہ میرا نبی شرم سار ہو

میں نہیں چاہتا کہ میرا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کسی مقام پر ان بے ایمانوں کے سامنے......

عاجز ہو کر

حیران ہو کر

درماندہ ہو کر

پریشان ہو کر

ماتھے کو پکڑ کر بیٹھ جائے

اس لئے آپ تیار ہو جائیں، آپ پریشان کیوں ہیں؟ عرض کیا میرے رب، میں پریشان کیوں نہ ہوں، جو انہوں نے سوال کیا ہے، مجھے اس کا جواب نہیں آتا......

نہ میں مصر گیا ہوں

نہ میں نے مطالعہ کیا ہے

نہ میں نے کوئی کتاب پڑھی ہے

نہ میں یعقوب علیہ السلام کو جانتا ہوں

نہ میں نے یوسف علیہ السلام کے تذکرے کسی کتاب میں پڑھے ہیں

یا اللہ! تو بتا میں جب اِن کے سوالوں کا جواب نہیں دے سکوں گا۔ میں مکے کی گلیوں میں چلنے کے قابل نہیں رہوں گا۔

اللہ فرماتے ہیں......آلرٓ......فکر نہ کر محبوب، تو طاقتور ہو جا، ہوشیار ہو جا، توجہ کرنا تیرا کام ہے، پردے ہٹا کر مصر کی تاریخ بیان کر کے ان مکے والوں کے دانت توڑنا میرا کام ہے یہ ہے...... آلـرٓ......کا معنی، اس کا اصل معنی رب جانتا ہے یا رسول جانتا ہے۔

قرآن واضح احکام بتاتا ہے:

تِـلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِيْن ......میں جو بات آپ کو سنانے لگا ہوں...... تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِيْن ......میں وہ بات سنانے لگا ہوں، جو اُس کتاب میں لکھی ہوئی ہے اور ایسی بات نہیں جو سمجھ نہ آئے، بعض بندے یہ بات کرتے ہیں کہ سننے والا بعد میں دوسرے سے پوچھتا ہے کہ اس نے کون سی بات کی تھی۔ کچھ کا پتہ چلتا ہے، کچھ کا نہیں۔ اللہ کی یہ عادت نہیں، سبحان اللہ کہیں، زور سے کہیں (سبحان اللہ) ......اللہ کی یہ عادت نہیں کہ اِس طرح کی بات کرے کہ کسی کو سمجھ آئے کسی کو سمجھ نہ آئے، گول مول بات ہو، کوئی اُس کا مطلب اور بیان کرے، دوسرا اُس کا مطلب اور بیان کرے، یہ نہیں ہوسکتا، جس طرح آپ باتیں کرتے ہیں کہ جنرل مشرف نے جو یہ اعلان کیا ہے۔ اس کا یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے۔ اس کا یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے، کچھ وکیل اس کا یہ مطلب لیتے ہیں، کچھ اور مطلب لیتے ہیں۔ اللہ فرماتے ہیں یہ تمہاری باتیں ہوں گی۔ جن کے کئی مطلب ہوں گے، میں جو بات کروں گا، اتنی واضح ہوگی کہ

...... كِتَابٍ مُّبِيْنٍ...... جس طرح میری ذات واضح سمجھ آتی ہے۔اسی طرح میری بات بھی واضح سمجھ آئے گی۔

حلال کا بھی پتہ چلے گا
حرام کا بھی پتہ چلے گا
جائز کا بھی پتہ چلے گا
ناجائز کا بھی پتہ چلے گا
اچھائی کا بھی پتہ چلے گا
برائی کا بھی پتہ لگے گا

میری باتیں گول مول نہیں ہوتیں کہ تمہیں سمجھنے کیلئے دنیا کے چکر کاٹنے پڑیں......وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ......فرمایا میں نے قرآن کو اِتنا آسان کر کے بیان کیا ہے کہ اسے ابُوبکرؓ بھی سمجھے گا اور حبشے کا بلالؓ بھی سمجھے گا......

اگر قرآن بھی اِس طرح کی مُہمل باتیں کرے جو سمجھ ہی نہ آئیں، جیسے کہتے ہیں کہ حضرت صاحب کی بات ہمیں سمجھ نہیں آسکتی اور حضرت کوئی آسمانوں سے اترا ہوا ہے کہ جس کی بات تمہیں سمجھ نہ آئے، یعنی جو بات پلے نہ پڑے اسے کہہ دیا یہ معرفت کی بات ہے، کوئی معرفت نہیں، سب سے بڑی معرفت اللہ کی کتاب ہے اور اِسی معرفت کو سمجھانے کیلئے اللہ نے ایک ایسا مفسر بھیجا کہ

جس کی کلام بھی اعلیٰ
جس کی زبان بھی اعلیٰ

یہ قرآن پہیلیاں نہیں ڈالتا، اگر کسی کو سمجھ نہیں آتی، اُس کی اپنی ذات کا قصور ہے، اُس کی اپنی گفتگو کا قصور، اُس کی تقریر کا قصور......تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ

الْمُبِیْنِ......فرمایا میرے محبوب اِن سے کہہ جو تجھ سے سوال کرتے ہیں......

یہ پوپ

یہ پادری

یہ بڑی پگڑیوں والے

یہ مکے میں رہ کر مکے کے نام پر بلیک میلر، یہ اللہ کے دین کو لُوٹنے والے، چڑھاوے کے مال کھانے والے، میں اسی طرح کی بات اب نہیں کروں گا، انہوں نے تجھ سے حضرت یوسف علیہ السلام کا ذکر کیا ہے۔ میں اس طرح بیان کروں گا کہ کائنات کی گول جامع مسجد میں یا یوسف علیہ السلام کی دُھوم ہوگی یا محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دُھوم ہوگی۔

بات یوسف علیہ السلام کی شان محمد مصطفیٰ ﷺ کی:

قرآن کیا کہہ رہا ہے؟ میں نے تمہیں پہلے یہ بتایا، منشاء قرآن کیا ہے؟ اگر یہ یوسف علیہ السلام کی بات نہ سنائے پھر کیا ہو جائے گا؟ اللہ فرماتے ہیں میں بات یوسف علیہ السلام کی کروں گا اور............ جوتے مکے والوں کو ماروں گا کیوں؟ مسئلہ نکلا اس سے، فرمایا! جب انہوں نے بات پوچھی ہے، جس طرح آپ کہتے ہیں کہ ''میرے کندھوں پر رکھ کر بندوق نہ چلاؤ'' کہتے ہو کہ نہیں۔

اللہ فرماتے ہیں نہ پوچھتے، جب خاموش تھا، یہ بھی خاموش تھے۔ اب انہوں نے پوچھی ہے، جب انہوں نے میرے نبی کو تنگ کیا ہے؟ اب میرے محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِن کو سناؤ، اِن کو بھی صبر کرنا چاہیئے، اب تنگ نہ کریں، میں بات اُس نبی کی کرنے لگا ہوں۔

جس کے علم جیسا علم نہیں
جس کے تکلُّم جیسا تکلُّم نہیں
جس کے حُسن جیسا حُسن نہیں
جس کے اَخلاق جیسا اَخلاق نہیں
جس کی سلطنت جیسی سلطنت نہیں

اور جو مقصودِ خلائق ہے، جو اپنوں کی نظر میں بھی کھٹکتا تھا، بیگانوں کی نظر میں بھی کھٹکتا تھا۔ میرے محبوب جو اُس وقت کے اپنے یا بیگانے اُس کا کچھ نہیں کر سکے، ہاں ہاں! کیسا استنباط ہے، کملی والے، اگر اپنے اور بے گانے مل کر اُس کا کچھ نہیں بگاڑ سکے، سوہنے، اُس سوہنے کا کچھ نہیں بگاڑ سکے تو تیرے جیسے سوہنے کا بھی کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے، جس طرح وہ کنعان کے کنوئیں سے نکل کر تختِ مصر پر بیٹھ گیا، اسی طرح آپ مکے سے نکل کر مدینے کے تخت پر بیٹھیں گے، جس طرح اُس کے بھائی اُس کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہوگئے۔ اسی طرح مکے کے چوہدری تیرے سامنے پہیلیاں ڈالتے ہیں، یہ بھی ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہوں گے، اب تیری مرضی ہے کہ یوسف علیہ السلام کی طرح انہیں معاف کر دینا یا تیری مرضی ہے ان کی گرفت کر لینا، لیکن میں مسئلہ ان کو کہ نام میں یوسف علیہ السلام کا لوں گا، شان تیری بیان کروں گا۔

حاسدوں کا حسد کارگر ثابت نہیں ہوتا:

اس میں ایک بات ہمیں بتائی گئی تقریر کرنے والوں کو کہ تقریر کا ایک یہ انداز رکھو، بات کرو واقعات کی، آپ کو کسی کا نام لینے کی ضرورت نہیں، بات فٹ ہو جائے گی، قرآن کے طرز کا منشاء ہی یہ ہے کہ آپ کسی کا نام نہ لیں، اس طرح محسوس ہوگا

کہ آج کی تاریخ کیلئے قرآن نازل ہوا ہے۔نہیں سمجھے؟

تمہیں ضرورت ہی نہیں

تمہیں ضرورت نہیں کسی وزیر اعظم کا نام لینے کی

تمہیں ضرورت نہیں اخباروں کی سرخیاں سنانے کی

تمہیں ضرورت نہیں بڑے بڑے لیڈروں کے کیسوں کا تذکرہ کرنے کی

آپ قرآن پڑھتے جائیں سب کا آپریشن ہوتا جائے گا۔ یہ قرآن کی خوبی ہے۔

اللہ فرماتے ہیں میرے محبوب، بات میں اُن کی کروں گا پرانی، اِن کی نہیں کرتا، یہ ابوجہل اور ابولہب اینڈ کمپنی کی بات نہیں کروں گا، نام اِن کا نہیں لوں گا، محلے اِن کے نہیں گنوں گا، اِن کی خلوت وجلوت کا تذکرہ نہیں کروں گا، اِن کی نشست و تقاریر نہیں سناؤں گا، اِن کی سازشیں نہیں بتاؤں گا، اِن کی تدابیر نہیں بتاؤں گا، تدابیر یوسف کے بھائیوں کی بتاؤں گا نتیجہ یوسف کے حق میں نکالوں گا، تاکہ دنیا کو پتہ چل جائے، اگر حاسدین کا حسد یوسف علیہ السلام کے بارے میں کارگر بھی ثابت نہ ہوسکا، تو حاسدوں کا حسد میرے محمد ﷺ کے بارے میں کارگر ثابت نہیں ہوسکے گا۔ کیسی بات کہی یہی قرآن کا منشا ہے۔ چھری چلی ان کے نیچے کون ذبح ہو، کیا ضرورت ہے؟ کسی کیسوں سے لوگ بچیں گے، کیوں بھائی؟ جب تم نام لوگے، اس وقت ماشاءاللہ آجائیں گے فرشتے۔

اللہ بتاتا ہے:

اللہ فرماتے ہیں......آلـــرٓ......طاقتور ہو جامیں شروع ہونے لگا ہوں۔ یہ

پہلے وارننگ دے کر کہ جس طرح یہ تمہیں کہتے ہوشیار ہوجائیں......تِـلْـكَ اٰيٰـتُ الْـكِتَـابِ الْمُبِيْنِ ......باتیں بھی واضح کروں گا، خدا کی باتیں گول مول اور چھپی ہوئی نہیں ہوتیں، کتابِ مبین ہوگی، واضح، اللہ آج موڈ میں لگتا ہے؟ جب انہوں نے چھیڑا ہے، پھر نہیں وہ چھوڑتا، نہ چھیڑے نہ سہی......نَـحْـنُ نَـقُـصُّ عَـلَيْكَ اَحْسَـنَ الْـقَـصَصِ ......محبوب میں آپ کے سامنے......نَقُصُّ......میں خود بیان کرتا ہوں۔

آج مزے لے لو، تقریر میری ہو، سبحان اللہ کہو؟ (سبحانَ اللہ)

آپ کہتے ہو......

ضیاء القاسمیؒ تقریر کرے

عطاء اللہ شاہ بخاریؒ تقریر کرے

مولانا غلام اللہ خانؒ تقریر کرے

مولانا احمد علی لاہوریؒ بولے

اللہ فرماتے ہیں، آج کوئی مولوی نہیں بولے گا......نَـحْـنُ نَـقُـصُّ عَلَيْكَ ......آج محبوب میں خود بولوں گا، مقرر میں ہوں گا، تقریر میں کروں گا، سامعین میں کون ہو؟......عَلَيْكَ ......

سینہ تیرا، بیان میرا

زبان میری سامع تو

سننے والا تو

سب سے پیارا قصہ:

موضوع کیا ہے میرے رب؟ فرمایا......اَحْسَـنَ الْقَصَصِ ......سب سے

پیارا قصہ......اَحْسَنَ......کا معنی سب سے پیارا...... قَصَصِ......قصوں میں سب سے پیارا قصہ، یہ میں تو نہیں کہہ رہا، رب کہہ رہا ہے، قصے اور بھی ہیں، واقعات اور بھی ہیں، انبیاء کے، قرآن میں اللہ نے بیان کئے ہیں، لیکن سارے قصوں میں پیارا قصہ، سبحان اللہ کہو؟ (سبحان اللہ) میں نے مسئلے آپ کو یہاں ہی لاکر غوطہ دینا ہے...... اَحْسَنَ الْقَصَصِ ......میں نے آپ کو یہاں ہی موتی نکال کر دینا ہے، اللہ بیان کررہے ہیں کہ یہ عام قصہ نہیں، اس کی نسبت ایک پیارے نبی کے ساتھ ہے۔ سبحان اللہ۔

نسبت کی عظمت:

جب نسبتیں، توجہ کرنا، جب نسبتیں پیاروں کے ساتھ ہوں، آپ نہیں پہنچے، ایک پوری تقریر ہے، نسبت، پیارے سے ہوئی، قصہ پیارا بن گیا، صرف قصے کی نسبت پیارے نبی کے ساتھ، قصہ پیارا بن گیا، ابوبکرؓ کی نسبت پیارے نبی سے، صدیق بن گیا، اس سے مسئلہ ہی نکالنا ہے، نسبت ہوگئی، ابوبکرؓ کی، ایک لفظ کی، ایک واقعہ کی نسبت نبی ﷺ کے ساتھ ہو واقعہ پیارا، ایک بندے کی نسبت نبی ﷺ کے ساتھ ہو، بندہ پیارا، اب اگر میں یہاں ہی بیٹھا رہوں، سارا جمعہ اِسی پر لگ جائے،

واقعہ کی نسبت نبی کی طرف واقعہ پیارا
شہر کی نسبت نبی کی طرف شہر پیارا

کتنے پھول لگے ہوئے ہیں مدینے کو، نسبت پیاری، شہر پیارا، کون سی نہریں چلتی ہیں دودھ کی مکے میں، نسبت پیاری شہر پیارا۔

کون پوچھتا ہے بلال حبشیؓ کو نسبت پیاری بلالؓ اونچا، پہنچتے جا رہے ہو

میرے ساتھ؟

کون پوچھتا ہے حلیمہ سعدیہؓ کو، کہاں کی رہنے والی مائی، کتنے مقدروں والی مائی آئی محمد ﷺ کو ملنے، اپنی نبوت والی چادر اس کے قدموں کے نیچے بچھائی، نسبت کے ساتھ اونچی ہوگئی،

اسی طرح میں اس کو لمبا نہیں کرتا، چابی میں نے لگادی ہے کھولتے جانا...... اَحۡسَنَ الۡقَصَصِ ......فرمایا محبوب، ایک پیارے نبی ﷺ کا واقعہ، اُس پیارے کے ساتھ واقعہ کی نسبت ہوگئی، واقعہ بھی پیارا ہوگیا۔

اُمت کی پیارے نبی کے ساتھ نسبت ہوگئی اُمت بھی پیاری ہوگی اور مسجد نبوی کی نسبت ہوگئی میرے پیارے نبی کے ساتھ مسجد نبوی بلند ہوگئی۔

عورتیں تو اور بھی دنیا میں موجود ہیں، لیکن اللہ فرماتا ہے......نَسَآءَ النَّبِيِّ لَسۡتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ ......اے نبی کی بیویو! مجھے اپنی کبریائی کی قسم ہے، اگر ساری خدائی کی عورتیں اکٹھی کرلی جائیں، میرے محمد کی بیویوں کا مقابلہ نہیں کرسکتیں، کیوں میرے اللہ؟ فرمایا اگر ایک واقعہ نبی کے ساتھ منسوب ہوجائے، وہ واقعہ اونچا ہوجاتا ہے، اگر عائشہؓ کی نسبت میرے محمد ﷺ سے ہوجائے، عائشہؓ ساری خواتین سے اونچی ہوجائے گی، یہ ہے منشاء قرآن۔

ایک وہ تقریر ہے جو میں نے مائی دی جھگی بیان کی ہے، یوسف علیہ السلام کی کتاب سامنے رکھ کر، ایک میرا وہ بیان ہوتا تھا ایک یہ ہے، کوئی فرق ہے کہ نہیں؟ (ہے) بات کر اس پر، قرآن آگے چلنے ہی نہیں دیتا، کوئی جھگڑا نہیں، میں دعوے سے کہتا ہوں، خدا کی قسم نسبت مصطفیٰ اتنا منصب اور مقام ہے۔

جو بات منسوب ہوگئی، میرے محمد ﷺ کے ساتھ، اللہ فرماتے ہیں......وَ مَا

یَنۡطِقُ عَنِ الۡهَوٰی اِنۡ هُوَ اِلَّا وَحۡیٌ یُّوۡحٰی ......اگر اس بات کی کوئی مثال نہیں، تو اس خاتون کی کوئی مثال نہیں، جو میرے محمد ﷺ کے نکاح میں آ گئی۔

ہم صحابہؓ پر ایسے ہی جان نہیں دیتے، ہماری جان اِن پر ایسے ہی قربان نہیں......اَحۡسَنَ الۡقَصَصِ ......رب کہتا ہے وہ قصہ پیارا، اگر کہے تو اور تمہیں قرآن میں داخل کردوں۔

اللہ فرماتے ہیں......لَقَدۡ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اِذۡیُبَا یِعُوۡنَکَ......اگلی بات میں نے تمہیں بتانی ہے......یُبَایِعُوۡنَکَ تَحۡتَ الشَّجَرَةِ......فرمایا محبوب، اللہ ان مؤمنوں سے راضی ہوگیا، کس سے؟ جو تیرے ہاتھ پر بیعت کررہے تھے، اللہ میاں کہاں؟ یہ کہاں والی بات میں نے آپ کو سنانی ہے، سبحان اللہ کہو ذرا......سبحان اللہ......مُردوا و نچی سبحانَ اللہ کہو......سبحانَ اللہ......سبحان اللہ کی دھوم مچ جائے...... سبحان اللہ......

اے اللہ کہاں؟ یہ کہاں بیعت کررہے تھے۔ اللہ نے بتایا......تَحۡتَ الشَّجَرَةِ ......یہ درخت کے نیچے، میں اِس کا معنی پوچھتا رہتا ہوں لوگوں سے، یہ کون سا درخت ہے؟ کچھ لوگوں نے بتایا کہ یہ کیکر کا درخت ہے، کچھ کہتے ہیں ببول کا درخت ہے، ببول بھی اس طرح کی، ایک جھاڑی ہوتی ہے، جنگلوں میں، کیکر، زیادہ صحیح ہے، کیکر کے درخت کی کوئی حیثیت ہے؟ کوئی دکھاؤ،

کسی بادشاہ کے باغ کے اندر کیکر کا درخت لگا ہو تو دکھاؤ،

گلاب ہوں گے

چنبیلی ہوگی

کلیاں ہوں گی

رات کی رانی ہوگی

کیکر کسی باغ کی زینت بنتا ہے، جی ٹی روڈ پر بے چارے کھڑے ہیں کوئی پوچھتا نہیں، کسی کے محل کے اندر کسی نے سنا ہو کہ کیکر بھی لگا دینا، کوئی نزدیک نہیں لگنے دیتا، اللہ فرماتے ہیں اے کیکر تجھے لوگوں نے کہنا ہے کچھ، تجھے لوگوں نے پوچھنا ہی نہیں، اے کیکر آ میں تجھے اونچا کروں، ذرا تو کھڑا ہو کہ، میں نبی ﷺ کے صحابہؓ کو تیرے نیچے بٹھا کر نبی کے ہاتھ پر بیعت کرا کر تیری عرش و فرش پر دھوم مچادوں......اَحۡسَنَ الۡقَصَصِ......

نسبت ہوگئی؟ کیکر کو اونچا کردیا۔ بلند کردیا۔ پہاڑوں کے پتھر اونچے ہوگئے، نسبت کی وجہ سے، اور اِدھر یُوسف علیہ السلام ہے، قصہ اُونچا ہوگیا، وہ آدمی ایڑھیاں اُٹھا کر چلتا ہے جو بادشاہ سے مل کر آ جائے، پھر وہ درخت کیوں نہ اونچا ہو جس نے محمد ﷺ کی زیارت کی، صلی اللہ علیہ وسلم۔

جس نے چودہ سو صحابہؓ کو اپنی آنکھوں سے......ہم ترستے ہیں مدینے کو، تو جس درخت نے میرے مدینے والے کو دیکھا، ہم ترستے ہیں اُن پہاڑوں کو اور جس اُحد نے حضور ﷺ کو سیر ہو کر دیکھا ہو، پیارو......میں نے کئی دفعہ آپ کو بیان کیا ہے، زم زم کیا ہے؟ ایک پانی کا نام ہے، لیکن اسماعیلؑ پیغمبر کا قدم لگ گیا تھا، زم زم کیا ہے......

نہ رنگ بدلے

نہ مزہ بدلے

نہ خوشبو بدلے

اللہ نے اُسے بے مثال بنا دیا، میں کہتا ہوں، کوئی دلیل بھی ہمارے پاس نہ

ہو، یہی لاکھوں دلیلوں میں ایک دلیل ہے کہ چودہ سو سال ہو گئے روضہ میں آج تک سوئے ہوئے ہیں۔ رنگ کے ساتھ رنگ مل گیا......اَحۡسَنَ الۡقَصَصِ......

محبوب ایک پیارے نبی کا آپ کو واقعہ سنایا، جو خود بھی پیارا، واقعہ کو بھی پیارا بنا دیا، ہمارا ایک شاعر تھا کمتر

محبوب گُل سوہنا خَتم رُسُل
جتھوں لنگدا گیا رنگ لاندا گیا

میں کہتا ہوں کہ ایک عالم دین کی تین گھنٹے کی تقریر ایک طرف، کمتر کا ایک یہ مصرع ایک طرف

جتھوں لنگدا گیا رنگ لاندا گیا

مدینے کی جن گلیوں سے گزر گیا وہ معطر ہو گئیں۔ مکے کے جن شہروں میں چلا گیا، اُن کا رنگ بدل گیا، شہر منور ہو گئے۔

جتھوں لنگدا گیا رنگ لاندا گیا

اس لئے اللہ نے فرمایا، میرے محبوب، ان سے کہو کہ اب سوال تو کیا ہے، ذرا سیدھے ہو کر بیٹھیں......اَحۡسَنَ الۡقَصَصِ......میں تمہیں پیارے کی ایک پیاری بات سنانے لگا ہوں اور ساتھ ان کے دانت ٹوٹ جائیں گے۔

یہ کہتے ہیں یہ اُمّی ہے، اسے پتہ نہیں، ذرا توجہ کرنا......اَحۡسَنَ الۡقَصَصِ......انہیں پتہ نہیں، یہ کس طرح بتائے گا، فرمایا......بِمَا اَوۡحَيۡنَا اِلَيۡكَ هٰذَا الۡقُرۡآنَ ...... اَوۡحَيۡنَا ...... پیارے ذرا سینہ کھول کر بیٹھ......اَوۡحَيۡنَا اِلَيۡكَ......آج تو سینہ کھول، میں بیان کروں گا، یہاں تیرا اور میرا چودھویں صدی کا مطلب ہی حل ہو گیا۔

اللہ فرماتے ہیں، یہ کہتے ہیں اسے علم نہیں، یہ کس طرح بیان کرے گا، انہیں

پتہ نہیں کہ تیرا علم اور نبی کا علم الگ ہوتا ہے، انہیں پتہ نہیں، علم ہی الگ نہیں، پڑھانے والے ہی الگ۔

مجھے پڑھانے والا ملاں
تجھے پڑھانے والا پروفیسر
تجھے پڑھانے والا منطقی اور فلسفی

اور اسے پڑھانے والا خود اللہ، میں خود پڑھاؤں گا......اَوۡحَیۡنَا اِلَیۡكَ هٰذَا الۡقُرۡآنَ وَ اِنۡ كُنۡتَ مِنۡ قَبۡلِهٖ لَمِنَ الۡغَافِلِیۡنَ ......میں خود کہتا ہوں کہ میرے نبی کو اِس سے پہلے یوسف علیہ السلام کے واقعہ کا علم ہی نہیں تھا۔ میں خود کہتا ہوں، اسے خبر نہیں تھی، اِس بات کی، لیکن جب میں نے ٹیلی فون کر کے سارا واقعہ سنا دیا، اِسے پڑھا دیا، اب علم والے کتابیں بند کر کے اِس کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھیں گے، کوئی علم، علم بنتا ہی نہیں ہے جب تک اس کی نسبت مصطفیٰ ﷺ کی طرف نہ ہو، یہی فرق ہے میرا اور تمہارا۔

ایک اعتراض کا جواب:

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ دیوبندی علم نبوی ﷺ کے قائل نہیں، انہیں خود اس کا پتہ نہیں، ان بے علموں کو کہ قران تو یہ کہتا ہے، یہ میری بات یاد رکھنا، یہ بات جو ہے، پکی اپنے سینے میں لکھ لو کہ ایک ہے علم نبوی ﷺ اور ایک ہوتا ہے علم غیب، ان دونوں باتوں میں فرق ہے، گڑ بڑ کیوں کرتے ہو، علم نبوی ﷺ اور علم غیب دونوں میں فرق ہے۔

علمِ غیب خاصہ خدا ہے، اور علمِ نبوی ﷺ یہ عطائے خدا ہے، نبی ﷺ کو علم خدا پڑھاتا ہے۔

میں نے علم پڑھا مولانا عبدالخالق رحمۃ اللہ علیہ سے...... میں نے علم پڑھا مفتی محمودؒ سے...... میں نے علم اپنے اَساتذہ سے پڑھا...... آپ نے اپنے اساتذہ سے پڑھا اور حضور ﷺ نے علم پڑھا رب سے،

اور حاجی صاحب وہاں تو جبرائیل آ کر کہتا رہا...... اِقْــــرَأْ...... فرمایا جا، جا...... مَا اَنَا بِقَارِیءٍ ...... فرمایا...... اِقْرَأْ...... فرمایا...... مَا اَنَا بِقَارِیءٍ ...... جا ہٹ جا، میں پڑھ ہی نہیں سکتا، تو مجھے اِقْــرَأْ، اِقْــرَأْ پڑھا رہے ہو، اس نے پھر کہا...... اِقْرَأْ ...... وہ سمجھ گیا کہ یہاں کئی جبرائیل آ چکے ہوں گے، یہ تو ہمیں پڑھانے آیا ہے، میں اسے کہہ رہا ہوں اِقْرَأْ، اُس نے کہا اچھا جی...... اِقْرَأْ بِـاسْمِ رَبِّكَ ...... چابی لگا دی؟ حضور ﷺ نے پڑھنا شروع کر دیا، سبحان اللہ کہو...... سبحان اللہ......

علمِ نبی ﷺ اور چیز ہے اور علمِ غیب اور چیز ہے، دونوں میں فرق ہے، آپ کرتے نہیں، ہمارا عقیدہ ہے دیوبندیوں کا کہ اللہ نے نبی ﷺ کو جو جو علم ضرورت تھی، جتنا ضرورت تھی، جب چاہئے تھا، جس وقت ضرورت تھی رب نے سارا دے دیا۔

میں پھر دہراتا ہوں، اللہ نے نبی کی شان کے مطابق جو علم تھا، اُسے جتنی ضرورت تھی، جب ضرورت تھی، جس وقت ضرورت تھی، اللہ نے فرمایا، نبی، سینہ کھول وہ سارا تجھے دیا، جو تیری شان کے لائق وہ سب عطا کر دیا۔

یا اللہ مجھے ضرورت ہے، مجھ سے سوال کرتے ہیں کہ یوسف علیہ السلام کون تھے؟ یعقوب علیہ السلام کون تھے؟ مجھ سے سوال کرتے ہیں، مجھے اس کی ضرورت ہے...... اَوْحَیْنَا...... محبوب سینہ کھول ابھی بتاتا ہوں...... اِلَیْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ......

کسی نے آ کر پوچھا قیامت کب آنی ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا تیرا اس کے ساتھ تعلق ہی کوئی نہیں، اللہ نے فرمایا...... اِنَّــهٗ عِلْــمُ السَّـاعَةِ ...... قیامت کا علم

میرے ساتھ خاص ہے۔ مجھ سے پوچھ، تیرا اس کے ساتھ کیا تعلق، لڑکا ہوگا یا لڑکی، یہ اللہ کو علم، تیرا اس کی ساتھ کیا تعلق، یہاں مرنا یا وہاں، تیرا اس کے ساتھ کیا تعلق، مجھے پتہ ہے کہ اب میرے ساتھ کیا ہونے والا ہے، ہم میں سے کسی کو پتہ ہے؟ (نہیں) جمعہ کے بعد کیا ہونا ہے؟ پتہ ہے؟ (نہیں) پتہ ہے کسی کو؟ نہیں۔

تخت سے جیل تک:

پانچ بجے جہاز نہ اُترنے دینا، لیکن جب ہمارے ساڑھے پانچ بج گئے جہاز اتر گیا جو لوگ تھے اُترے اور جو روکنے والے تھے ملٹری کے آفیسران کے پاس گئے، سر تیار ہو جاؤ، انہوں نے کہا کہاں؟ کہا اسی جگہ جہاں اعظم طارق ہے۔ تیار ہو جاؤ، جس جگہ مولویوں کو بھیجتے ہو، یا اللہ یہ کیا ہوا یہ تو ملک کا وزیر اعظم ہے، فرمایا ہوگا وزیر اعظم، کل کیا ہونا ہے اس کا میرے سوا کسی کو علم نہیں۔

نہیں کسی کو علم، پتہ ہی نہیں، اب بیٹا روتا ہے کبھی کہتا ہے واجپائی کو، کہتا ہے کہ ہمیں ملنے نہیں دیا جاتا، یہ ہنسنے کی بات ہے، جنگ نے لکھا کہ وہ کہتا ہے کہ میں روتا رہا، کہ جب رانا مقبول کو پیش کیا عدالت میں وہ رونے لگ گیا، آئی جی، اس نے روکر عدالت کو کہا سر، میری بوڑھی ماں ہے مجھے اُس سے بات کرنے کی ٹیلی فون پر اجازت دی جائے جنگ نے لکھا...... فَاعْتَبِرُوْا يَآ اُولِي الْاَبْصَارَ......

عید میں دو دن باقی ہیں۔ اعظم طارق چارپائی پر پڑا ہے۔ پولیس پکڑ کر لے جارہی ہے۔ بچے کہتے ہیں ابو کو عید تو ہمارے ساتھ پڑھنے دو، اب رب نے پکڑا ہے تمہیں...... فَاعْتَبِرُوْا يَآ اُولِي الْاَبْصَارَ...... رو رو کر کہتا ہے، میری ماں کو مجھ سے بات نہیں کرنے دی جاتی، یہ پتہ نہیں کتنی مائیں اور بھی ہیں، پنجاب اور پاکستان میں،

جن کے جوان بچے، پولیس نے مقابلے میں مار کر ذبح کر دیئے ہیں، آخر ان کی بھی کوئی سننے والا ہے، جنرل مشرف صاحب جہاں تم اتنے بڑے بڑے پیٹوں والوں کا احتساب کرتے ہو، وہاں پاکستان کی پولیس اور افسر شاہی اِن کی گردنوں میں بھی رَسیاں ڈال، تا کہ پتہ چلے دنیا کو کہ اِن جیسا بے غیرت بھی دھرتی پر ماں نے کوئی نہیں جنا۔ حیاء نہیں آتی، ظالم اور قاتل سیاست دان تم، بڑے تم جمہوریت کو روتے ہو۔ جنرل مشرف تمہارے ساتھ صحیح کر رہا ہے۔ یہ جمہوریت ہے کہ ۲۳ پکڑے ہیں، ۳۰۰ آدمی جنہوں نے سارا ملک لوٹ کر کھالیا یہی جمہوریت ہے کہ جمہوریت مار کھا رہی ہے اور تم ناچ رہے ہو، کوئی جمہوریت نہیں اس ملک میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قانون کے سوا کسی جمہوریت کو نہیں چلنے دیا جائے گا۔

لیکن ہم نے اللہ کو بھی جواب دینا ہے کبھی اللہ کی بات بھی سنا کریں۔

وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

حضرت یوسف علیہ السلام......خطبہ 2

خطبہ:

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی سَیِّدِالرُّسُلِ وَ خَاتَمِ الْاَنْبِیَآءِ وَ عَلٰی اٰلِہِ الْمُصْطَفٰی وَ اَصْحَابِہِ الْمُجْتَبٰی اَلَّذِیْنَ ھُمْ خَیْرُ الْخَلَائِقِ بَعْدَ الْاَنْبِیَآءِ ......

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ...... اِذْقَالَ یُوْسُفُ لِاَبِیْہِ یٰٓاَبَتِ اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ کَوْکَبًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَیْتُھُمْ لِیْ سَاجِدِیْنَ ، قَالَ یٰبُنَیَّ لَا تَقْصُصْ رُؤْیَاکَ عَلٰی اِخْوَتِکَ فَیَکِیْدُوْا لَکَ کَیْدًا اِنَّ الشَّیْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیْن وَ کَذٰلِکَ یَجْتَبِیْکَ رَبُّکَ وَ یُعَلِّمُکَ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ وَیُتِمُّ نِعْمَتَہٗ عَلَیْکَ وَ عَلٰی اٰلِ یَعْقُوْبَ کَمَا اَتَمَّھَا عَلٰی اَبَوَیْکَ مِنْ قَبْلُ اِبْرَاھِیْمَ وَ اِسْحَاقَ اِنَّ رَبَّکَ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ......

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْم

گزشتہ سے پیوستہ:

گزشتہ جمعہ آپ کے سامنے ابتدائی آیت کریمہ پر گزارشات پیش کی تھیں۔ آج کا یہ خطبہ بھی مسلسل سورۃ یوسف کا مربوط حصہ ہے، جیسا کہ میں نے گزشتہ جمعہ عرض کیا تھا کہ قرآن حکیم انبیاء سابقین کے جس انداز کے ساتھ واقعات بیان کرتا ہے،اس کا مقصد صرف قصے کہانیاں سنانا نہیں بلکہ قرآن پاک کا

ایک ایک لفظ

ایک ایک نقطہ

ایک ایک حرف

مستقل موتی ہے اور ہمارے لئے بہت سارے اس میں............

معارف ہیں

رموز ہیں

نقاط ہوتے ہیں

ہماری عادت ہے کہ ہم ایک واقعہ کو بیان کرتے ہیں۔ سناتے ہیں۔ ایک کہانی کے انداز میں، ایک صاحب اس کو بیان کرتے ہیں۔ دوسرے کان لگا کر سنتے ہیں۔ نہ بیان کرنے والا ٹھہر کر اُس کے معارف اور اس کی گہرائی اور اس کے نتائج بیان کرتا ہے۔ نہ سننے والے کو اُس کے ساتھ دلچسپی ہوتی ہے۔

میں اس ڈگر سے ہٹ کر، یہ جو ہماری کہانیاں سننے اور سنانے کی ڈگر ہے۔ اس سے ہٹ کر آپ کے سامنے قرآن حکیم کے لفظوں میں غوطہ لگا کر میری کوشش ہوتی ہے، اللہ کے فضل سے، ان موتیوں کو نکال کر آپ کے دامن میں ڈالوں، جو قرآن کی اس آیت میں مخفی ہیں۔ اللہ تعالیٰ جو آیت میں نے اس وقت تلاوت کی ہے، اس میں ارشاد فرماتے ہیں......اِذْقَالَ يُوْسُفُ لِاَبِيْهِ...... جب عرض کیا یوسف علیہ السلام نے اپنے والد کو، یعنی یوسف علیہ السلام نے جب ایک بات اپنے والد یعقوب علیہ السلام کو سنائی، اللہ فرماتے ہیں کہ میں تمہیں سنانے لگا ہوں۔

اعزاز کی بات:

گویا کہ یوسف علیہ السلام کی بات میں اللہ کی معرفت ہمیں مل رہی ہے اور پہنچ رہی ہے۔قران حکیم نے اِسے محفوظ کیا ہے۔ یہ بھی تو ایک معجزہ ہے۔اللہ تعالیٰ کی اس کتابِ مقدس کا بھی اعجاز ہے اور حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام کا بھی اعجاز ہے کہ ان کی بات کو اللہ تعالیٰ گول مسجد والوں کو سنا رہے ہیں۔ یہ اعزاز والی بات ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا خواب:

فرمایا میرے پیغمبر......اِذْقَالَ یُوْسُفُ لِاَبِیْهِ......جب یوسف علیہ السلام نے یہ بات کی، اپنے والد صاحب کے ساتھ، کون سی بات کی...... یٰٓاَبَتِ......اے ابا جان......اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ کَوْکَبًا......میں نے خواب دیکھا کہ گیارہ ستارے......وَالشَّمْسَ......سورج......اَلْقَمَرَ......چاند......میں نے دیکھا......رَاَیْتُهُمْ لِیْ سَاجِدِیْنَ......کہ وہ سارے میرے احترام میں میرے لئے سجدہ ریز تھے۔

میں نے اب اس بحث میں نہیں جانا کہ......سَاجِدِیْنَ......کا لفظ جو ہے، اس کا اگر ترجمہ کیا جائے، ترجمہ تو یہی بنتا ہے کہ ’’وہ مجھے سجدہ کرنے والے ہیں۔سجدہ کررہے ہیں‘‘ اِس پر اگر میں کھڑا رہوں کہ......ساجد......سجدہ تو اللہ کے سوا کسی کو جائز ہی نہیں۔اِس بات کا اس مقام پر اس بحث کی ضرورت نہیں۔

پھر دیکھا کسے؟ چاند اور سورج کو، کوئی بندہ بتا سکتا ہے کہ چاند اور سورج، اور ستارے سجدہ کرتے ہین تو اس کی شکل کیا ہوگی، میں نہیں بتا سکتا، میں آپ کے سامنے بیان کرر ہا ہوں، ہمارا سجدہ تو ہر بندے کو سمجھ آتا ہے اور ہم جب کوئی لفظ بولتے ہیں، تو فوراًاپنے اوپر قیاس کر کے اُس کا معنی تلاش کرتے ہیں۔

مثلاً ہم کہتے ہیں کہ ہم نے رکوع کیا، ہمارے رکوع کا ایک مطلب ہے، گھٹنوں پر ہاتھ رکھ لینا، جھک جانا، اس کو رکوع کہتے ہیں۔

مثلاً ہم یہ لفظ بولتے ہیں کہ التحیات کی حالت میں بیٹھے ہیں۔ دو زانوں ہو کر بیٹھنا، ہاتھ رانوں پر رکھ کر اس کو التحیات کی کیفیت کہتے ہیں، ہماری اپنی جو کیفیت ہوگی، ہم عربی کے لفظ کا معنی بھی اپنی کیفیت کے مطابق بنانے کی یا سمجھنے کی کوشش کریں گے۔

قرآن سمجھنے کیلئے ضروری ہے......

اس لئے میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ قرآن حکیم کو سمجھنے کیلئے ضرورت ہے اُن علماء کی جو قرآن سمجھتے ہیں، قرآن حکیم وہی سمجھا سکتے ہیں، جو قرآن پڑھیں، جنہوں نے قرآن پڑھایا۔

ایک آدمی ریڑھی چلاتا چلاتا وعظ کرنا شروع کردے۔ کھڑا ہو جائے۔ سبزی بیچ کر آئے اور رات کو وعظ کرنا شروع کردے۔ اسے نہ اس بات کی اجازت ہے، نہ وہ قرآن سمجھا سکتا ہے۔ ہر بندہ مبلغ نہیں بن سکتا۔

نہ ہر کہ آئینہ دارد

سکندری دا نند

جو بندہ شیشہ لے کر پھرتا ہو اسے سکندر نہیں کہتے، جو بندہ سر منڈا لے اسے قلندر نہیں کہتے، اس نے سر مُنڈایا ہوا ہے لہٰذا یہ قلندر ہے۔

قرآن سمجھنے کیلئے ضروری ہے کہ اس بندے کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھے جو قران کا عالم ہے نہیں تو مجھے کوئی ریڑھی فروش، کوئی دُکاندار جو بہت بڑا مبلغ اپنے آپ کو کہلاتا ہو، تو وہ مجھے بتائے، مجھے سمجھائے کہ...... رَأَيْتُهُمْ لِيْ سَاجِدِيْنَ...... کہ چاند

اورسورج مجھے سجدہ کررہے تھےاوراس سورج کی پیشانی کون سی تھی۔سورج نے کہاں سر رکھا تھا۔ستارے کس طرح جھکے تھے اور تمہیں کیسے پتہ چل گیا کہ وہ سجدہ کررہے ہیں۔اِس پر جو لفظ سجدہ بولا گیا ہے،اس کی آخر ایک کیفیت ہوگی۔جس طرح ہماری کیفیت ہے سجدے کی۔

کوئی کہے کہ ضیاء القاسمی سجدہ کررہا ہے،تو ہر بندہ سمجھ جائے گا کہ اس نے اپنی پیشانی زمین پر رکھی ہوئی ہے،دھرتی پر رکھی ہوئی ہے۔

اگرانسان یہ کہے کہ درخت سجدہ کرتا ہے......وَالشَّجَرُ......سورۃ رحمٰن میں آتا ہے کہ درخت سجدہ کرتے ہیں۔اب بندہ یہ کہے کہ قرآن غلط کہتا ہے،ہم نے کبھی درخت کو زمین پر سر رکھتے ہوئے نہیں دیکھا۔

ایک مخصوص، ہر طبقے کے ساتھ اس معنی کو فِٹ کیا جائے گا اس طبقے کے ساتھ...........جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحیم ہیں،رحمۃ اللعالمین ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کے مطابق اس کا معنی کیا جائے گا اور جب رب کو رحمٰن اور رحیم کہتے ہیں،تو رب کے رحمان ہونے کی شان کے مطابق اس کا معنی کیا جائے گا۔

......رَأَيْتُهُمْ لِيْ سَاجِدِيْنَ......

میں نے دیکھا

رات کو دیکھا

خواب میں دیکھا

کہ وہ مجھے سجدہ کرتے ہیں

اس کا مطلب علماءِ محققین نے یہ بیان کیا کہ خواب میں دیکھا ہے کہ چاند

اورسُورج اپنی جگہ سے ہٹ کر حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف جھکے ہوئے ہیں اور اسی جھکنے کا نام سجدہ ہے۔ اگر انسان کے علاوہ کوئی اللہ کی مخلوق سجدہ کرتی ہے۔ سُورج اور چاند سجدہ کرتے ہیں تو اِس کا مطلب اُن کا جھکاؤ ان کا جُھکنا حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف ہے۔ اُنہوں نے اِس کو سجدے کے ساتھ تعبیر کیا اور تیرہ (۱۳) سال کی عمر تھی۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کی نصیحت:

حضرت یعقوب علیہ السلام چونکہ اللہ کے نبی تھے، تو اس لئے انہوں نے بلا تکلف، بغیر سوچے، اِس پر غور وفکر کرنے کیلئے یہ نہیں کہا کہ بیٹا، تو ذرا ٹھہر، میں اس پر سوچ لوں، نہیں، اِس واسطے کہ اللہ نے جس جس موضوع پر نبی کو پڑھایا ہوتا ہے، کئی موضوع ہیں پڑھائی کے، تعلیم کے، تو حضرت یعقوب علیہ السلام جس جس موضوع پر اللہ نے پڑھایا ہوا تھا۔ تعلیم دی ہوئی تھی۔ اس کے مطابق فوراً حضرت یوسف علیہ السلام کے خواب کو سمجھ گئے تو فرمانے لگے...... یٰبُنَیَّ......اے میرے چاند سے حسین بیٹے...... یٰبُنَیَّ...... تصغیر ہے۔ پیار کا لفظ ہے۔ اے عزیز چاند جیسے بیٹے، چاند سے حسین بیٹے...... لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰٓى اِخْوَتِكَ ......اپنے بھائیوں کے سامنے یہ قصہ بیان نہ کرنا۔ یہ قرآن کے لفظ ہیں۔ میں اپنی طرف سے کوئی لفظ نہیں کہہ رہا...... لَا تَقْصُصْ ...... یہ بات، یہ قصہ، اپنے بھائیوں کے سامنے بیان نہ کرنا۔ کیوں؟ ساتھ ہی کیوں بتا دی۔ فرمایا اس لئے کہ...... فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا......اُنہوں نے نبی کے گھر میں پرورش پائی ہے۔

صحبت صالح ترا صالح کند

انہوں نے مجھے دیکھا ہے میری مجلس میں رہے ہیں، میری باتیں سنی ہیں، میرے ماحول میں بیٹھے ہیں۔ اُنہیں اِس بات کا پتہ چل جانا ہے کہ یہ جو خواب ہے، یہ کوئی معمولی خواب نہیں، اس کے عوض آپ کو ایک ایسے بڑے انعام کے ساتھ نوازنے کی بشارت دی ہے، جو صرف آپ کے ساتھ مخصوص ہے...... لَا تَقْصُصْ ......تم اسے بیان نہ کرنا......فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا......وہ سارے مل کر تیرے خلاف تدبیریں کرنے لگ جائیں گے۔ تجھے راستے سے ہٹانے کی تجاویز کرکے، میٹنگیں کرکے اس پر عمل شروع کردیں گے۔

اب اس سے اک بات معلوم ہوئی کہ اگر کوئی بندہ ایسا ہے جسے اللہ کوئی نعمت عطاء فرماتا ہے تو وہ ہر آدمی کو نہ بتائے۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ جو نعمت والی چیز اللہ تمہیں عطا کرتا ہے ہر بندے کو اُس وقت تک نہ بتایا کرو، جب تک وہ مل نہ جائے۔ ہم لوگ تو کچے ہیں، ہمیں کوئی اچھا خواب آجائے ہم ہضم نہیں کرسکتے۔ ہمیں دس روپے نفع کے زیادہ مل جائیں، ہم بہانہ تلاش کریں گے کہ فلاں آدمی کو بتائیں۔

تو یعقوب علیہ السلام نے حکمت نبوت کے پیش نظر، اپنے بیٹے کو کہہ دیا کہ بعض نعمتوں والی باتیں جو اللہ کسی کو عطا فرماتا ہے۔ وہ بتانی نہیں چاہیئے، خاموش ہوکر اسے بھائیوں سے چھپائے رکھو......فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا......اُن کو پتہ چل گیا کہ تُو اتنا بلند ہونے والا ہے خواہ نبی کے بیٹے ہوں ان سے برداشت نہیں ہوگا۔ اصول بیان ہوگیا۔ دیکھو اس قصے کا یہی مقصد ہے۔

اصول بیان ہوگیا کہ بعض اوقات لوگ کسی کی عزت کو دیکھ نہیں سکتے، کسی کا کاروبار اچھا ہے تو ضروری ہے کہ تم بتاتے پھرو کہ مجھے اتنا منافع ہوا ہے۔ کسی کے بچے نیک ہیں، کسی کے ماحول کے اندر پاکیزگی ہے۔ کسی کی عبادت ہے۔ کسی کو سہانے

خواب آتے ہیں۔ یہ حسد ایسی مرض ہے کہ اس پر با قاعدہ احادیث ہیں، یہ آخری سورتیں نازل بھی اس وجہ سے ہوئیں۔ حسد کھا جاتا ہے بندے کو، کسی کو اللہ نے اچھا کاروبار دیا ہے، سارا محلّہ ہی جلتا رہتا ہے۔ سارا ماحول اس سے سڑتا ہے۔ کسی کو اچھی آواز دی ہے تو جتنے کوّے کی آواز والے ہیں۔ سارے اس سے جلتے ہیں۔ کوئی اچھی تقریر کر لیتا ہے۔ سارے مولوی اس کے پیچھے پڑے رہتے ہیں ہاتھ دھو کر، کوئی اچھا قرآن پڑھ لیتا ہے۔ سارے قاری کے اس خلاف ہوں گے۔ لے اِسے کیا پتہ ہے پڑھنے کا، قرآن تو میں پڑھتا ہوں۔ اس لئے حضرت یعقوب علیہ السلام نے اصولی ایک بات بیان کر دی...... لَا تَقْصُصْ رُوْيَاكَ...... اپنا خواب جو بے قدرے ہیں اُن کے سامنے قدردان بات ہی نہ کریں۔ یہ مجھے اور آپ کو بھی سبق ہے، ورنہ آپ دیکھ لیں، بعض اوقات انسان سوچتا ہے کہ یہ جو بندے ہیں میرے کیوں مخالف ہیں۔ بعض اوقات انسان اکیلا بیٹھ کر سوچتا ہے۔ (ان کو میں نے کچھ نہیں کہا۔ ان کا کوئی پیسہ نہیں دینا۔ اِن کے ساتھ میں لڑا نہیں۔ ان کے ساتھ میں نے کبھی برائی نہیں کی۔ ان کے ساتھ میں نے کبھی زیادتی نہیں کی)۔ پھر یہ میرے خلاف کیوں ہیں؟ بعض اوقات انسان سوچتا ہے۔

کفار کا حضور ﷺ سے حسد کیوں؟

اللہ فرماتے ہیں۔ میرے نبی نے پہلے ہی اپنے بیٹے کو بتا دیا کہ بعض نعمتیں ایسی ہیں جس کو دیکھ کر دوسرا بندہ برداشت نہیں کر سکتا۔ وہ بے چارہ اس غم میں مَرا رہتا ہے۔ حسد کرتا ہے...... مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ...... اور میں نے کئی دفعہ اِشاروں اِشاروں میں بتایا ہے کہ بعض بندے تو اس لئے جلتے رہتے ہیں حضور ﷺ کے خلاف

کہ لو جی ہماری برادری کا نوجوان ہو کر کہتا ہے میرے سر پر نبوت کا تاج رکھا گیا ہے۔ یہ کس طرح ہوسکتا ہے۔ یہ تو ہمیں عزت ملنی چاہئے تھی۔ ساری عمر انہوں نے اسی پر گزار دی۔ نہیں مانیں......مِنۡ قَرۡیَتِنَا...... بڑا انہیں رنج تھا......

اب یہ کس طرح برداشت کر سکتے تھے کہ حبشہ کا ایک غلام آئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے برابر بیٹھ جائے۔ حضور ﷺ کے برابر بیٹھ جائے۔ کبھی کبھی آ کر کہتے تھے۔ ان کو اٹھا دو۔

اگر ہمارے ساتھ بات کرنی ہے، اللہ نے فرمایا اِن کو بٹھا

اگر میرے ساتھ بات کرنی ہے، وہ کہتے تھے اِن کو اُٹھا

اگر میرے ساتھ بات کرنی ہے، اللہ فرماتے ہیں اِن کو بٹھا

اگر میرے ساتھ بات کرنی ہے اُس نے کہا کہ یہ بات میں نے نہیں ہونے دینی۔ یہ ساری کائنات کو میرے لئے چھوڑ بیٹھے ہیں۔ ان کو آپ نہ اٹھائیں......لَا تَطۡرُدِ الَّذِیۡنَ یَدۡعُوۡنَ رَبَّھُمۡ بِالۡغَدٰوۃِ وَالۡعَشِیِّ ......فرمایا میرے محبوب جنہوں نے سب کچھ چھوڑ کر تیرا دروازہ پسند کیا ہے۔ اُن کو بٹھا، ان کو میں نے اٹھنے نہیں دینا۔

مکتب عشق کا یہ دستور نرالہ دیکھا
اس کو چھٹی نہ ملی جس کو سبق یاد ہوا

اِن کو بٹھا کر رکھ، اِن کو اٹھا نہیں سکتا، اب ایسا نہیں ہے، اب حسد کھائی جاتا ہے، بھائی ایک حسد تو یہ ہے کہ

تاجر تاجر سے جلے

مولوی مولوی سے جلے

طالبِ علم طالبِ علم سے جلے

سرمایہ دار سرمایہ دار سے جلے

یہ اندر سے ہی طبقہ ہے

نہ تین میں ہے

نہ تیرہ میں ہے

جلتا رہ

سڑتا رہ

مرتا رہ

ایسے ہی جلتا رہے گا

ایسے ہی مرتا رہے گا

حسد کی وجہ سے:

اس لئے اللہ کے نبی نے فرمایا!......یٰبُنَیَّ...... اے میرے بیٹے، میری جان سے پیارے بیٹے......لَا تَقْصُصْ رُؤْيَاكَ......اس خواب کو ان کے سامنے بیان نہ کرنا......عَلٰٓى اِخْوَتِكَ......اپنے سگے بھائیوں کے سامنے۔

معلوم ہوا کہ حسد ایک ایسی مرض ہے......

برادری کی باتیں چھوڑ

محلے کی باتیں چھوڑ

شہر کی باتیں چھوڑ

علاقے کی باتیں چھوڑ

اپنے ماحول کی باتیں چھوڑ

اپنے ملک کی باتیں چھوڑ

یہ تو سگی برادری بھی برداشت نہیں کرتی، یہ جھگڑے کیسے ہیں؟ یہ روز مرنا اور قتل وغارت کیسی ہے؟ یہی تو ہے...... لَا تَقْصُصْ رُؤْيَاكَ عَلٰى اِخْوَتِكَ ...... بیان ہی نہ کر...... فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا ...... یہ تیرے ساتھ بڑی زیادتیوں کی باتیں کریں گے...... يَكِيْدُوْا ...... بیٹھ کر مشورہ کر کے ایک ایسا پلان بنانا کہ یہ بندہ اونچا نہ ہو جائے۔

اور جب کوئی بندہ کسی کے خلاف بات کرتا ہے۔ گھُسر پھُسر شروع کر دیتا ہے...... فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا ...... پھر ایک چیئرمین ہے بے ایمانون کا، اس کا نام ہے شیطان...... اِنَّ الشَّيْطَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ...... اِس شیطان سے بڑا بے ایمان کائنات میں رب نے پیدا ہی کوئی نہیں کیا۔ یہ ساتھ مل جاتا ہے۔ یہ طاقتور ہوتا ہے۔ اس کو شاباش دیتا ہے۔ قوت دیتا ہے۔ لو جی، طاقت ور ہو جا۔ میں تیرے ساتھ ہوں...... فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا ...... طرح طرح کی سازشیں کرتے ہیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا خواب معمولی نہیں تھا:

اس واسطے حضرت یعقوب علیہ السلام نے بڑی عجیب، دانائی کی بات یا تو انبیاء سے ملتی ہے، یا قرآن سے ملتی ہے۔ بڑی دانائی کی بات ہے......

رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ لِيْ سَاجِدِيْنَ ......

ابا جان وہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔ میں نے آپ کے سامنے اس لئے بیان کیا، آپ مجھے جان سے بھی زیادہ عزیز رکھتے ہیں۔ پیار رکھتے ہیں۔ آپ کے سامنے میں نے بیان کر دیا ہے، تاکہ میری منزل کی نشاندہی کر دیں، یعقوب علیہ السلام نے فرمایا...... يَا بُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُؤْيَاكَ عَلٰى اِخْوَتِكَ ...... اپنے بھائیوں کے سامنے اس کو بیان نہ

کرنا، کیونکہ میں اللہ کا نبی ہوں اور مجھے آپ کے خواب سے یہ پتہ لگ گیا ہے،

یہ جو چاند ہے یہ کوئی معمولی چیز نہیں

سورج معمولی چیز نہیں

ستارے معمولی چیز نہیں

رات ہو جاتی ہے، ساری کائنات کو جگمگا دیتے ہیں، ستارے اور رات کی ظلمتیں اندھیرا پیدا کرتی ہیں، چاند اپنی روشنی کے ساتھ ساری دنیا کو منور کر دیتا ہے اور جب اندھیرے ساری دنیا پر اپنا راج برقرار کر دیتے ہیں۔ میں سورج کو بھیجتا ہوں، سورج جب آتا ہے وہ سارے اندھیرے کو بھگا دیتا ہے۔

حضور ﷺ اور حضرت یوسف علیہ السلام کیلئے چاند کی کیفیت:

یہ جو قوتیں آسمانوں پر فل پاور ہیں۔ جن کو میں نے بہت قوتیں روشنی کی دی ہیں۔ جب وہ قوتیں میرے یوسف علیہ السلام کے سامنے جھک گئیں۔ تو پھر دنیا کو پتہ لگ جانا چاہئے، اے محمد ﷺ یہ مکے والے جو تیری مخالفت کرتے ہیں۔ آج سے صدیاں پہلے ایک نبی یوسف نامی آیا تھا، جس نے آسمانوں کے ستاروں اور چاند کو جُھکا کر اُس کی بادشاہی فرش سے عرش والوں کو منوا دی۔ اے کملی والے یتیم فکر نہ کر جس طرح یوسف علیہ السلام کی دھوم عرش پر مچ گئی اس طرح تیری دھوم عرش پر مچے گی یہ ہے مطلب قرآن کا۔

رَاَیۡتُهُمۡ......اب آپ تھوڑا سا غور کر لیں۔ سورج اور چاند بڑی طاقت والے ہیں، لیکن میرے پیارو، تھوڑا سا مدینے چلیں، مکے کی سیر کر لیں، یہی چاند جو آسمان پر براجمان ہو کر اپنی بادشاہی کا ساری دنیا سے سکہ منوا رہا ہے، لیکن جب یتیم کی

انگلی اُس طرف اُٹھتی ہے......اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ......اللہ فرماتے ہیں، پھر چاند کے میں ٹکڑے کر کے محمد ﷺ کی گود کی طرف رجوع کرا دیتا ہوں۔

یہ جو سورج اپنی بادشاہی پر ناز کرتا ہے۔اس سورج کو بھی میں نے بتا دیا کہ......یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا وَّ دَاعِیًا اِلَی اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا ......جس طرح آسمان کا سورج اور چاند کائنات کو روشن کرتا ہے۔آمنہ کے یتیم میں دنیا میں اسی طرح تیری نبوت کو عام کروں گا۔اس طرح عام ہو جائے گی۔تیری نبوت کی روشنائی، یہ ہزار ہا میل ہے، مکہ اور مدینے سے فیصل آباد، جس طرح تیری نبوت کا ڈنکا مکے اور مدینے میں بجے گا، اسی طرح گول مسجد کے اندر بھی تیرا ڈنکا بجاؤں گا، تا کہ دنیا کو پتہ چل جائے، نہ یوسف علیہ السلام کی بادشاہی کو کوئی ختم کر سکتا ہے، نہ کوئی میرے محمد ﷺ کی عظمت کو مٹا سکتا ہے۔یہاں لا رہا ہے قرآن۔

سِرَاجًا مُّنِیْرًا ......اب مسئلہ میں یہاں بیان کرنا چاہتا ہوں۔مجھے امید ہے اِن شاء اللہ آپ محظوظ ہوں گے میں بہت خوش ہوں کہ اللہ کا قرآن سنتے ہو اور سمجھتے ہو، یہ دیکھا تھا خواب، کیا تھا؟ (خواب) خواب دیکھا کس نے؟ (یوسف علیہ السلام نے) اللہ نے خواب کو حقیقت بنا دیا۔اب قرآن سے پوچھوں اگر اجازت دو......

قرآن میں تین خواب:

اللہ کا قرآن کہتا ہے، تین خواب ہیں، طالب علم گن لیں۔پھر یہ تقریروں میں جا کر بیان کریں۔تین خواب ہیں تین، جو نبیوں کو آئے، وہ خواب نہیں تھے، بلکہ میرا حکم تھا، جو میں نے جبرائیل علیہ السلام کے بغیر ان کے سینوں پر نازل کیا......

کبھی میں اپنے نبی سے براہ راست بات کرتا ہوں

کبھی میں پردے میں بات کرتا ہوں

اور کبھی میں جبرائیل کے ذریعے بات کرتا ہوں

یہ میرے بات کرنے کے طریقے ہیں جن طریقوں سے میں نبی کے ساتھ خطاب کرتا ہوں، کبھی میں جبرائیل کو بھی نہیں بھیجتا...... کبھی میں فرشتے کو بھی نہیں بھیجتا، لیکن میں اپنے نبی کے ساتھ بات کرلیتا ہوں، میرے رب وہ تیرا طریقہ کیا ہے؟ فرمایا! جب نبی سویا ہوتا ہے......

ہمارے اور نبی کے درمیان فرق:

اسی لئے اللہ کے نبی اور تمہارے درمیان ایک فرق واضح ہوجاتا ہے، اللہ کا نبی سورہا ہے اور آپ جاگتے ہیں، پھر بھی آپ کو بعض باتوں کا پتہ نہیں چلتا۔ اللہ کا نبی سویا ہوا ہو، تو میں خواب میں اس کے ساتھ باتیں کرتا ہوں اور اللہ کا نبی خواب سے بیدار ہوکر اس بات کو حقیقت بنا کر پیش کرتا ہے، تاکہ دنیا کو پتہ لگ جائے کہ اللہ کے نبی کے ساتھ جو باتیں جبرائیل علیہ السلام کی معرفت ہوئیں۔ وہ بھی سچی ہوتی ہیں اور جو سوئے ہوئے اللہ نے نبی کے ساتھ باتیں کیں ہیں وہ بھی سچی ہوتیں ہیں۔

گول مسجد والو......کوئی ضروری نہیں، میں ہمیشہ بات کرنے کیلئے جبرائیل کو درمیان میں لاؤں، کوئی ضروری نہیں، ہمیشہ جبرائیل علیہ السلام کی مَعرفت میں بات کروں، بعض اوقات میرا نبی سویا ہوتا ہے، میں بات کرتا ہوں اور نبی سنتا ہے اور اُٹھ کر اُس کی تعمیل کرلیتا ہے۔ سمجھ رہے ہو؟ یہ مستقل تقریر ہے۔

پہلا خواب:

تین حکم ایسے ہیں جو خواب ہیں، ہیں خواب، لیکن ہے اللہ کا حکم۔

ایک تو یہ کہ..........رَاَیۡتُ اَحَدَ عَشَرَ کَوۡکَبًا وَالشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ رَاَیۡتُهُمۡ لِیۡ سَاجِدِیۡنَ ......**یعقوب نبی علیہ السلام نے کہا کہ یہ خواب نہیں، یہ تو جو مستقبل کے اندر اللہ نے تیرے سر پر نبوت کا تاج رکھ کر تجھے نبی بھی بنانا ہے۔ تجھے بادشاہت بھی عطا کرنی ہے، صرف نبوت ہی نہیں دینی، تجھے تو وزارتیں بھی دینی ہیں، تجھے تو ایک ملک کی بادشاہت بھی عطا کرنی ہے، یہ معمولی خواب نہیں، نبی کے خواب بھی وحی ہوتے ہیں۔**

یہ بندے کہیں فیصل آباد والے یہ نہ سمجھ لیں چھوڑو جی، یہ یعقوب علیہ السلام کے بیٹے کا خواب ہے، فرمایا ایک وقت آئے گا، گول مسجد والو، جس نبی نے خواب دیکھا ہوگا، اسے میں کنعان کے کنوئیں سے نکال کر کنعان کی جیل سے نکال کر، جیل مصر سے نکال کر، میں تخت مصر پر بٹھاؤں گا، تاکہ دنیا کو پتہ چلے......وَاَوۡحَیۡنَـآ اِلَیۡهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمۡ بِاَمۡرِهِمۡ هٰذَا ......**اللہ فرماتے ہیں، لوگو! بعض اوقات نبیوں کے ساتھ سوئے ہوئے میں جو باتیں کرتا ہوں، اُن کو حقیقت بنا کر کائنات کے سامنے رکھ دیتا ہوں، سمجھ گئے ہو ایک یہ خواب ہے۔**

دوسرا خواب:

دوسرا خواب مشہور ہے۔ آپ کو ہر کسی کو علم ہے......یٰبُنَیَّ ......**دوسرا خواب**......اِنِّیۡ اَرٰی فِی الۡمَنَامِ اِنِّیۡ اَذۡبَحُكَ ......**سمجھ گئے ہو**......**بیٹا**......اَرٰی فِی الۡمَنَامِ ......**خواب میں، میں نے دیکھا ہے، کیا دیکھا ہے آپ نے حضور**......اِنِّیۡ اَذۡبَحُكَ ......**میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں**......فَانۡظُرۡ مَاذَا تَرٰی ......**اب میں تمہیں اگلی بات نہیں کہتا، میں نے خواب دیکھا ہے۔ سبحان اللہ کہو......سبحان اللہ......اگلی**

بات میں نے نہیں کہنی، اسماعیل علیہ السلام عرض کرتے ہیں ابا جان، اگلی بات آپ کہیں نہ کہیں، میں بھی اُسی مدرسہ کا پڑھا ہوا ہوں، جس کے آپ طالب علم ہیں، میں نے بھی اُسی جگہ سے سبق حاصل کیا ہے، اس لئے......یٰٓا اَبَتِ الْفُعَلْ مَاتُؤْمَرُ...... ابا جان جو حکم ہوا ہے۔ جلدی کرکے اس کی تعمیل کرلو، کہیں پرچے کا ٹائم ختم نہ ہوجائے......یٰٓا اَبَتِ الْفُعَلْ مَاتُؤْمَرُ......اب......تُؤْمَرُ......کا لفظ عربی جاننے والے طالب علم جانتے ہیں۔ ابا جان جو حکم ہوا ہے......تُؤْمَرُ......جو آپ کو حکم ہوا ہے ایمان سے بتاؤ حکم کون سا ہوا تھا، یہ تو خواب دیکھا تھا خواب......اِنِّیْ اَرٰی فِی الْمَنَامِ ...... میں نے خواب دیکھا ہے......فَانْظُرْ مَاذٰا تَرٰی ......اب جو تیری مرضی ہے تو کر، اُس نے کہا......تُؤْمَرُ...... یہ خواب نہیں یہ حکم ہے۔

مسئلہ ثابت ہوگیا کہ اللہ کا نبی بعض اوقات خواب دیکھتا ہے، لیکن وہ خواب نہیں ہوتا اللہ کا دیا ہوا حکم ہوتا ہے، تیرے، میرے اور نبی کے سونے میں بھی فرق ہے، نیند میں بھی فرق ہے۔ جاگنے میں بھی فرق ہے، ہم سو جائیں، تو اُٹھ کر وضو کر کے نماز پڑھنی پڑتی ہے۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ حضور ﷺ تہجد کی نماز پڑھتے پڑھتے بعض اوقات سو جاتے تھے۔ اُسی طرح پھر اُٹھ کر نفل شروع کر لیتے تھے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ......اَنْتَ تَنَامُ ......آپ تو سوئے ہوئے تھے۔ فرمایا کہ عائشہؓ میرے اور امت کے اندر فرق ہے، لوگ سوتے ہیں، وضو ٹوٹ جاتا ہے، اللہ کا نبی سوتا ہے تو وضو میں پہلے سے زیادہ نشاط پیدا ہوجاتی ہے۔ فرق ہوگیا؟ نبی کے سونے میں اور آپ کے سونے میں۔

عظمتیں ہیں اللہ کے نبی کی اور اللہ کے رسول ﷺ کی اور یہ عظمت ہر انسان

کو حاصل نہیں......تُؤمَرُ......جو حکم ہوا کر گزرو......سَتَجِدُنِیْ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ مِنَ الصَّابِرِیْنَ ......میں صبر کروں گا۔اللہ نے بھی پھر اس کو اُسی طرح فرمایا......میرے ابراہیم...... قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْیَا ......یار تو نے خواب سچا ہی کر دکھایا، میں نے تو تجھے خواب میں دکھایا تھا، تو نے سچا ہی کر دیا۔اللہ میاں جب دکھایا تھا، میں بھی خلیل تھا اور مجھے بھی پتہ تھا کہ تو دکھا رہا ہے، میرے ساتھ مذاق تھوڑا کر رہا ہے، تو نے جو مجھے حکم دیا ہے، میں اُسے کر گزرا۔

اللہ فرماتے ہیں...... وَفَدَیْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ ......فرمایا اس خواب کی تعبیر یہی ہے کہ اب قیامت تک جو ادائیں آج اسمٰعیل کے گلے پر تو نے آزمائی ہیں یہ میں نے ساری کائنات کو عطا کیں۔دو خواب۔

تیسرا خواب:

تیسرا خواب وہ بھی قرآن نے بیان کیا، قرآن کہتا ہے......لَقَدْ صَدَقَ اللّٰہُ ......اللہ فرماتے ہیں......رُؤْیَا......اے نبی جو میں نے تجھے خواب دکھایا ہے وہ سچا کر دکھاؤں گا کون سا خواب اللہ؟ فرمایا......لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ......تھوڑا سا ڈوب جائیں......لَقَدْ صَدَقَ اللّٰہُ رَسُوْلَهُ الرُّؤْیَا......اللہ نے نبی کا خواب سچا کر دیا، کون سا خواب؟ خواب میں دیکھا......لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ ......حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ میں اپنے صحابہ کے ساتھ، اپنی جماعت کے ساتھ، میں داخل ہو رہا ہوں، مسجد حرام میں، خواب میں دیکھا کہ میں اور میری جماعت......لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ ......مسجد حرام میں داخل ہو رہے ہیں کب؟ جب مدینہ طیبہ میں تھے، ایک تو وہ موقع تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مکے سے جا رہے تھے۔ آپ نے سنی ہے میری وہ تقریر اور مکے کی طرف ہاتھ کر کے فرمایا کہ میں مجبور ہوں اگر آج یہ قوم مجھے تجھ سے جدا ہونے پر مجبور نہ کرتی۔ اے مکہ میں تجھے کبھی چھوڑ کر نہ جاتا۔

حضور ﷺ نے دیکھا، کہ میں مسجد حرام میں داخل ہو رہا ہوں، خواب میں دیکھا......اِنْ شَاءَ اللّٰهُ ......لفظ دیکھنا قرآن کے......اِنْ شَاءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُؤُسَكُمْ ...... یہ کیا ہے صوفی؟......لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ ......میری طرف توجہ کریں۔ خواب میں حضور ﷺ دیکھتے ہیں کہ ہم مدینہ شریف میں خواب دیکھتے ہیں، مسجد حرام میں داخل ہو رہے ہیں، جس مسجد میں سے ہجرت کر کے گئے تھے۔ جس شہر کو جبراً مکے والوں نے چھڑایا تھا......صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّؤْيَا ......خواب میں دیکھا کہ میں اور میری جماعت صحابہ کی مسجد حرام میں داخل ہو رہی ہے اور قرآن کے لفظ ہیں......اِنْ شَاءَ اللّٰهُ ...... چونکہ خواب اللہ کے نبی کا تھا تو لفظ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ وہاں بھی فرما دیا......

میں دیکھ رہا ہوں کعبہ کا دروازہ ہے
میں دیکھ رہا ہوں مطافِ کعبہ ہے
میں دیکھ رہا ہوں صحنِ کعبہ ہے
میں دیکھ رہا ہوں ملتزم ہے
میں دیکھ رہا ہوں درِ کعبہ ہے

اور ہم کعبہ کا غلاف پکڑ کر رب سے دعائیں کر رہے ہیں، میں دیکھ رہا ہوں میرے ساتھی......لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ ......اللہ آپ کو بھی یہ منظر دکھائے، ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔

جو دوست گئے ہیں اُن کو پتہ ہوگا، جب لبیک کہہ کر کعبۃ اللہ کا چکر لگاتے ہیں اللہ پہلے چکر میں ہی کہہ دیتا ہے، میاں سارے گناہ معاف ہو گئے، جا جا، میں نے تجھے ایسے پاک کر دیا ہے، جس طرح آج ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے، بڑا منظر ہوتا ہے، (اللہ آپ کو بھی لے جائے، (آمین) بیت اللہ شریف کی زیارت کروائے، طواف کروائے) کالے، پیلے نیلے، لنگڑے لولے بادشاہ، سارے وہاں ایک ہی لباس......لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ......کہہ لیں......آ گیا اللہ میاں میں آ گیا، اللہ فرماتے ہیں تو آ گیا تو میری رحمت بھی آ گئی، تو مانگ کیا مانگتا ہے، میں نے تجھے خالی نہیں لوٹانا، تو بہت دور سے آیا ہے۔ میں نے تجھے خالی دامن نہیں لوٹانا......لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ......کوئی کعبہ کا غلاف پکڑے کھڑا ہے۔

کوئی طواف کر رہا ہے
کوئی رو رو کر مانگ رہا ہے
کسی نے کعبہ کو پکڑا ہوا ہے
کوئی ملتزم کو پکڑے کھڑا ہے
کسی نے سرتن پکڑی ہوئی ہے
کوئی جناب حجر اسود کو بوسہ دے رہا ہے
کوئی پھر جناب حطیم کے اندر کھڑا رو رہا ہے

اللہ کے نبی نے خواب میں دیکھا......لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ......اللہ نے اگر چاہا تو میں نے خواب میں دیکھا ہے...... اٰمِنِیْنَ ...... مکے والے دنگ رہ جائیں گے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرامؓ کو لے کر کعبہ میں داخل ہو جائے گا۔

بہت بڑی بات تھی جو اللہ نے خواب میں دکھائی، قرآن ہے میں قصے نہیں

سنا رہا، یہ تیسرا خواب ہے، میرے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا......اِنْ شَآءَ اللّٰہُ اٰمِنِیْنَ ......کیسا جملہ ہے؟ مکے والے دیکھنا نہیں چاہتے تھے، مار مار کر چمڑے ادھیڑ دیئے صحابہ کے، ایسے مصائب کہ بندہ سُن نہیں سکتا، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا......اٰمِنِیْنَ......میں مکے میں داخل ہو رہا ہوں۔ مجال ہے کہ کوئی بندہ آگے کھڑا ہو کر یہ بھی کہے کہ کیوں آئے ہو آپ، ٹھہرو......اٰمِنِیْنَ...... وہ بہت پرامن، امن اور سکون کے ساتھ میں کعبے میں داخل ہو رہا ہوں، حرم میں داخل ہو رہا ہوں اور ساتھ ہی اگلی بات بھی سنادی، اِدھر دیکھو......مُحَلِّقِیْنَ رُؤُسَکُمْ وَ مُقَصِّرِیْنَ......جب حج اور عمرے پر بندہ جاتا ہے، جس وقت احرام کھولنے کا وقت آتا ہے...... مُحَلِّقِیْنَ ......سر منڈواؤ، اسے حَلق کہتے ہیں، اُسترا پھیرادو، بڑے بندے اُس وقت پریشان ہوتے ہیں، بال کی قربانی دو، مولوی تو دے دیتے ہیں، مولوی پھر پریشان، کیونکہ بابو کی تو صورت ہی بہت بنتی ہے، حسن ہی بہت بنتا ہے اگر بال رہیں اور اگر مسٹر کے بال اُڑ جائیں، اُس کے پلے تو رہتا ہی کچھ نہیں، اگر ماشاء اللہ بال نہ رہیں جو انہوں نے لمبے لمبے بال رکھے ہوئے ہیں، پتہ نہیں لگتا کہ مرد ہے کہ عورت ہے، یہ سارے عمران خان کے بیٹے، یہ سارے جتنے بھی بڑے بڑے رُقص کرنے والے ہیں، لمبے بالوں والی، مجھے قسم ہے رب کی، بڑی پریشانی ہوتی ہے، ان کے لئے بھی اور ان کے بیوی بچوں کے لئے بھی، ڈیڈی سر نہ منڈانا، وہاں بھی پر صفا اور مروہ پر قینچیاں لے کر بیٹھی ہوئی ہیں، مرد عورت، چھوٹی چھوٹی بچیاں، بابو پھر کہتے ہیں صرف یہاں سے بال کاٹ دے، حالانکہ یہ بال کاٹنے سے حلق بھی نہیں ہوتا اور قصر بھی نہیں ہوتا، ساری چیزیں ساتھ ہی رہ جاتی ہیں، اس طرح گناہ رہ جاتے ہیں، یہ میں نہیں کہہ رہا، اللہ تعالیٰ کا قرآن کہہ رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا......محبوب، یہ میرا حج ہے، یہ میرا عمرہ ہے، میں تجھے خواب میں دکھا رہا ہوں، جن زُلفوں کی میں قسم کھاتا ہوں، سبحان اللہ کہہ، جن زلفوں کو قرآن کہتا ہے......وَاللَّیْلِ......محبوب جو زلفیں جو تجھے رب نے عطا کیں، مجھے قسم ہے اُن زلفوں کی، اُن کا مقابلہ کوئی نہیں کرسکتا، لیکن جب تو حج اور عمرے پر آئے گا، ان زلفوں کی قربانی میرے لئے دے دے......مُحَلِّقِیْنَ......حلق کرا، حلق کا معنی، استرا، واجب، ضروری،

لیکن اللہ کو پتہ تھا، اللہ مارشل لاء نہیں لگاتا۔ رب تو اپنے بندوں کے ساتھ بڑے رحم کا معاملہ کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ آپ مجھے جانتے ہی نہیں، بندہ کوشش کرتا ہے کہ پھنسے، اور میں کوشش کرتا ہوں کہ یہ رہا ہو، بندے کی کوشش ہوتی ہے کہ

یہاں سے بچ جائے، سیشن میں پھنس جائے
سیشن میں سے بچ جائے، ہائی کورٹ میں پھنس جائے
ہائی کورٹ سے بچ جائے، سپریم کورٹ میں پھنس جائے

بندے کی کوشش ہوتی ہے ملزم بچے نہ اور میری کوشش ہوتی ہے کہ پہلی پیشی میں بری ہو جائے رب اور بندے میں یہی فرق ہے۔ سبحان اللہ

فرمایا میں پھر اتنی سختی نہیں کرتا۔ میں نے اپنے محبوب کو دونوں پہلو دکھا دیئے۔ ایک پہلو یہ کہ......مُحَلِّقِیْنَ رَؤُسَکُمْ ......میں نے خواب میں دیکھا اپنی جماعت کو، ہم بیت اللہ میں داخل ہو رہے ہیں، عمرہ کر کے میرے بعض صحابہ ایسے ہیں جنہوں نے سروں پر استرے پھرائے ہوئے ہیں، خواب میں دکھا دیا......مُحَلِّقِیْنَ ......اور کچھ ایسے ہیں......مُقَصِّرِیْنَ......جنہوں نے قصر کرایا تھا۔

اللہ آپ کو لے جائے، موقع ملے، تو قصر کا یہ معنی نہیں ہوتا کہ ادھر سے بال

پکڑے کہ جس طرح عورتوں کے کاٹتے ہیں، کاٹ دیئے جائیں، یہ نہیں، سارے سر کا قصر کرنا ہے، وہاں کے نائی کو پتہ ہے، وہ جانتے ہیں اور کرتے رہتے ہیں، سارے بال پکڑے، سر کا کوئی بال ایسا نہ رہ جائے جس کا چوتھا حصہ، نہ کاٹا جائے، اس کو قصر کہتے ہیں، ضروری نہیں کہ پھر اُسترا پھرائے، قصر بھی کرا سکتا ہے، دونوں شکلیں جائز ہیں۔

حج و عمرہ میں حلق اور قصر کی فضیلت:

حضور ﷺ سے کسی نے پوچھا، تو میرے آقا نے فرمایا...... قَدْ حَلَقَ ...... جو بندہ حج اور عمرے پر آ کر حلق کرائے، اُس پر اللہ کی رحمت ہو، اُس نے پھر پوچھا، فرمایا، حلق والے پر اللہ کی رحمت، پھر قصر کا پوچھا، فرمایا اس پر بھی اللہ کی رحمت، لیکن فرمایا جو اُسترا پھرائے گا اُس پر دو رحمتیں، جو قصر کرائے گا اس پر ایک رحمت۔

اس لئے جب حضور ﷺ عمرے پر گئے ہیں، حلق کرایا ہے تو یاد رکھنا میری بات، حلق کرایا، بال تھے حضور ﷺ کے، حدیث میں آتا ہے کہ آپ نے تین طرح کے بال رکھے، ایک پٹے، جیسے ہم کہتے ہیں، یہ یہاں تک آتے تھے، کندھوں تک حضور ﷺ کے، بعض اوقات اِنہیں کٹواتے تھے، کانوں کی لوء تک آتے تھے، اور بعض اوقات یہاں سے بھی کٹواتے تھے۔ تھوڑے سے لوء سے کم ہوتے تھے۔

لیکن ایک حج پر آپ نے حلق کرایا، اُسترا پھرا دیا اور پھر یہ اگلی بات ہی، عشق صحابہؓ کی، کہ ایک ایک بال اٹھا کر محفوظ کر لیا۔ حضور ﷺ کا تو ایک بال حضرت خالد بن ولیدؓ کو ملا تھا تو ٹوپی میں سی لیا تو ایک غزوے میں ٹوپی گر گئی۔ گھوڑے سے چھلانگ لگا کر سب سے پہلے ٹوپی اٹھائی، ساتھیوں نے پوچھا خالدؓ! اتنی عزیز کہ دشمن

کے نرغے میں، دشمن کی تلواروں کا خوف نہیں، ٹوپی اٹھانے کیلئے بھاگے ہو، فرمایا اس میں تو میرے محبوب کا بال محفوظ ہے تو پھر یہ صحابہؓ کے ایک ذوق اور عشق کی دلیل ہے کہ

حضور ﷺ وضو فرماتے تھے اور صحابہؓ پاؤں کا دھون لے کر اپنے چہروں پر ملتے تھے۔

مُحَلِّقِيْنَ رَؤُسَكُمْ ......وَمُقَصِّرِيْنَ......فرمایا کہ میرے محبوب نے خواب دیکھا، میں اور میری جماعت پوری کی پوری بیت اللہ میں داخل ہو رہی ہے۔

صبح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا، میں نے رات خواب دیکھا، حدیث میں آتا ہے، سارے صحابہؓ نے خوشیاں منائیں۔ (احرام لینے لگ گئے۔ سواریاں خریدنے لگ گئے۔ اونٹوں کی تیاری شروع ہوگئی۔ گھوڑے تیار کرنے لگ گئے۔ کیوں کرتے ہو، کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب آیا ہے، کبھی غلط ہو سکتا ہی نہیں)۔

ہم گئے اگلے سال، پھر کسی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اس خواب کا کیا ہوا؟ فرمایا کہ اس خواب میں یہ بتایا تھا کہ آپ جائیں گے۔ حرم میں داخل ہوں گے۔ یہ تھوڑا فرمایا تھا کہ سن ۵ ھ میں جائیں گے۔ اللہ نے ایک پیشین گوئی فرمادی۔

حضرت یوسف علیہ السلام کو خواب آیا تھا کہ مجھے میرے بھائی سجدہ کر رہے ہیں۔ چالیس سال کے بعد اس خواب کی تعبیر سامنے آئی۔ چالیس سال کے بعد۔

اس لئے بعض اوقات خواب آتا ہے۔ لیکن آدمی یہ سمجھتا ہے کہ آج رات خواب آیا ہے۔ صبح آٹھ بجے خواب کی تعبیر نکل آئے گی۔ نہیں، یہ اللہ کی مرضی ہے۔

اللہ تعالیٰ جس طرح چاہتے ہیں، کرتے ہیں۔

تو معلوم ہوا کہ جو میں موضوع کے مطابق بات کرنا چاہتا ہوں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب دیکھا کہ......اَحَدَ عَشَرَ کَوْکَبًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَیْتُهُمْ لِیْ سَاجِدِیْنَ ......ایک یوسف علیہ السلام کا خواب اللہ نے وہ بھی سچ کر دکھایا، اور ایک حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خواب، وہ بھی اللہ نے سچا کر کے دکھا دیا، اور اسی طرح میرے محبوب کا خواب ایک دن آیا کہ چودہ سو صحابہ مل کر حضور ﷺ کے ساتھ عمرے پر گئے ہیں۔ خواب سچے ہو گئے جو خواب دیکھا تھا وہ پورا ہو گیا۔

دو منٹ صرف اگلے مسئلے پر لگاتے ہیں۔ یہ صرف نبیوں کے خواب ہوتے ہیں جو وحی ہوتے ہیں۔ یہاں آپ کے سمجھنے کا بھی مسئلہ ہے۔

شیطانی خواب کی کوئی حقیقت نہیں:

کہتے ہیں کہ ہمارے حضرت صاحب کو ایک دن خواب آیا کہ الٹے لٹک جائیں، یہ آپ کے خواب ہیں، ہم تو اسی روز الٹے لٹک جائیں کہ بابے کو خواب آیا ہے تو چارپائی پر کیوں نہیں سوتا، یہ بابا جی کا خواب ہے۔

گیارھویں والے پیر کو خواب آیا کہ عبدالقادر جیلانی یہ......

نمازیں

روزے

حج

زکوٰۃ

چھوڑ دے

تجھے اس کی کیا ضرورت ہی، کتابوں میں لکھا ہے۔ حضرت نے کہا کہ میں سمجھ گیا...... ذٰلِكَ اَضۡغَاثُ اَحۡلَامٍ ...... یہ وہی خواب ہے جو شیطان رات کو سجاتا ہے......

ایک ہوتا ہے خوابِ روحانی

ایک خواب ہوتا ہے شیطانی

شیطانی خواب کی کوئی حقیقت نہیں۔ مجھے اور آپ کو آتے رہتے ہیں۔ ایک ہوتا ہے وجدانی، نفسانی جسے کہتے ہو، اگر چالیس گاڑیاں ہوتیں تو مجھے اتنا نفع ہو جانا تھا۔ اتنے بیٹے بیاہ لیتا۔ اتنے بنگلے بنا لینے تھے۔ کوٹھیاں بنا لینی تھیں۔ اسی پر سوچتا رہتا ہے۔ رات کو یہی کچھ خواب میں دیکھتا رہا۔ بڑی بات ہے۔ یہ شیطانی خواب ہے...... یُوَسۡوِسُ......

خواہ مولوی کو خواب آئے

خواہ پیر کو آئے

خواہ کسی کو آئے

جو خواب شیطانی ہوگا اس کے خواب کی شریعت کے اندر کوئی حقیقت نہیں، اگر شیخ گیارہویں والے کو کہا کہ مجھے نمازوں کی ضرورت ہی کوئی نہیں، اللہ تعالیٰ خواب میں آئے۔ نماز کی قضا کا حکم تو کبھی محمد ﷺ کو نہ ہوا۔ صلی اللہ علیہ وسلم،

صحابہؓ نے کبھی نماز نہ چھوڑی

کملی والے نے نہ چھوڑی

خلفائے راشدین نہ چھوڑی

تو شیخ جیلانیؒ کو کس طرح یہ خواب آ سکتا تھا، فرمایا اچھا، سرکار یہاں بھی

پہنچ چکے ہیں، مجھے غلط راستے پر ڈالنے کیلئے، میں اس خواب کو مانتا ہی نہیں، یہ شیطانی خواب ہے۔

شیطانی خواب سے بچاؤ کا طریقہ:

شیطانی خواب کا حضور ﷺ نے فرمایا، کسی کو اگر اس طرح کا ڈراؤنا خواب آئے اور اسے جاگ آ جائے، بائیں جانب تھوک دو، اُسی جگہ بستر پر ہی، حضور ﷺ نے فرمایا، تین دفعہ اُدھر تھوک دو...... لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ...... پڑھو، شیطانی خواب کا حل ہی یہی ہے۔

سیدنا فاروق اعظمؓ کا خواب حقیقت بنا:

ہاں کچھ خواب ایسے ہیں، فرمایا...... لَا يَبْقٰى مِنَ النُّبُوَّةِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتِ ...... کچھ خواب ایسے ہیں لیکن یہ پھر آتے ہیں اُن کو جن کا شیشۂ دل تقویٰ اور طہارت کے ساتھ صاف ہوتا ہے۔ وہی خواب سنا کر ختم کرتا ہوں۔

حضور ﷺ نے صحابہؓ کی میٹنگ بلائی، فرمایا ہم نماز پڑھنے لگے ہیں، نماز مسجد نبوی میں ہوا کرے گی تو لوگوں کو کس طرح اطلاع دیا کریں کہ نماز کیلئے آؤ۔

کسی نے کہا ڈھول بجایا کریں، فرمایا نہیں مجھے یہ اچھا نہیں لگتا۔ اگر ڈھول اچھا ہوتا جو آپ درباروں پر بجاتے ہیں تو اُس دن اِس کی منظوری مل جاتی۔ اگر اچھا ہوتا تو اُس دن منظوری مل جاتی تھی۔

کسی نے کہا کہ پھر اِس طرح کرتے ہیں۔ عرب میں مشہور تھا کہ جب کسی دوست، دشمن کو بلانا ہو کہ ہمارے اوپر حملہ ہو گیا۔ لکڑیاں جمع کر کے آگ جلا لیتے تھے۔ جب آگ جلتی، اُس کا دھواں اٹھتا، یہاں بھی دیکھیں گے، کہاں آگ لگ گئی،

دھواں اٹھ رہا ہے، روشنی ہے، سارے لوگ اکٹھے ہو جائیں گے۔ایک بندے نے یہ تجویز دی۔فرمایا یہ بھی اچھی نہیں لگتی۔

ایک بندہ کہتا ہے کہ گھنٹی بجا دیا کریں۔ یہ جو سکولوں میں بجتی ہے یا گرجوں میں چرچ میں فرمایا یہ بھی اچھی نہیں لگتی۔

یہ اب مشورے ہو رہے ہیں۔حضور ﷺ کی شوریٰ بیٹھ کر اس پر مشورہ کر رہی ہے۔سوچ رہی ہے کہ کیا کریں؟ ایک حضور ﷺ کی شوریٰ کا ممبر اور رکن تھا۔اسے رات کو خواب آیا کہ سب سے پہلے حضور ﷺ کی محفل میں بھاگتا ہوا آیا۔کہتا ہے یا رسول اللہ مجھے خواب آیا ہے۔فرمایا کون ہے؟ عمرؓ ہے، کیا خواب آیا ہے؟ کہنے لگے کہ میں سویا ہوا تھا۔ایک آدمی آیا بڑا بزرگ، نورانی چہرے والا، پھر؟ پھر اس نے کہا......اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ......حضور ﷺ کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا، پھر اس نے کہا ......اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه...... اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰه...... حَيَّ عَلَى الصَّلٰوة...... حَيَّ عَلَى الفَلَاح...... اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ......

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه ......ساری اذان، خواب میں اُس بندے نے میرے سامنے کھڑے ہو کر یہ کلمات کہے ہیں، تو مجھے اشارہ دیا کہ اپنے محبوب کو جا کر کہہ دے کہ اس ڈھول اور گھنٹی کی ضرورت نہیں۔جب نماز کیلئے بندے اکٹھے کرنے ہوں، اِن کلمات کو بلند جگہ پر کھڑے ہو کر بیان کر دینا۔یہ اللہ کی طرف سے تحفہ ہے۔

او فیصل آبادی! یہ وہ اذان کے کلمات ہیں جو خواب کے اندر میرے رب نے عمرؓ کو سکھائے، حدیث میں آتا ہے کہ جب اذان ہوتی ہے، شیطان بھاگ جاتا ہے۔سبحان اللہ کہو......سبحان اللہ......

اس لئے حضور ﷺ نے فرمایا عمرؓ، جب تجھے شیطان دیکھتا ہے، راہ چھوڑ جاتا

ہے، آج بھی راستہ چھوڑ جاتا ہے۔ یہ مساجد میں جو تراویح ہورہی ہے، توجہ کے ساتھ ضیاء القاسمی کی بات سننا، یہ تراویح کی جماعت، یہ بھی میرے عمرؓ کی سنت ہے اور جو اذانیں مساجد میں گونجتی ہیں، یہ بھی عمرؓ کی سنت ہے۔

یہ ایک سنت ہے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی اور یہ وہ خواب ہے، جو انبیاء علیہم السلام کے خواب کے بعد حدیث میں آتا ہے۔ یہ کوئی گپ نہیں، حدیث میں آتا ہے کہ یہ خواب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! اس کی انکوائری کی ضرورت نہیں۔ ساری دنیا کی اذان وہ ہو...... جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ لے کر آیا ہے۔

وَآخِرَ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

حضرت یوسف علیہ السلام......خطبہ 3

خطبہ:

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی سَیِّدِالرُّسُلِ وَ خَاتَمِ الْاَنْبِیَآءِ وَ عَلٰی اٰلِہِ الْمُصْطَفٰی وَ اَصْحَابِہِ الْمُجْتَبٰی اَلَّذِیْنَ ھُمْ خَیْرُ الْخَلَائِقِ بَعْدَ الْاَنْبِیَآءِ ......

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ
ھُوَالْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُہٗ
لِکُلِّ حَوْلٍ مِّنَ الْاَحْوَالِ مُقْطَھِمٖ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ...... لَقَدْ کَانَ فِیْ یُوْسُفَ وَ اِخْوَتِہٖ اٰیَاتٌ لِّلسَّائِلِیْنَ اِذْ قَالُوْا لَیُوْسُفُ وَ اَخُوْہُ اَحَبُّ اِلٰی اَبِیْنَا مِنَّا وَ نَحْنُ عُصْبَۃٌ ط اِنَّ اَبَانَا لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ اُقْتُلُوْا یُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْہُ اَرْضًا یَّخْلُ لَکُمْ وَجْہُ اَبِیْکُمْ وَ تَکُوْنُوْا مِنْ بَعْدِہٖ قَوْمًا صَالِحِیْنَ قَالَ قَائِلٌ مِّنْھُمْ لَا تَقْتُلُوْا یُوْسُفَ وَاَلْقُوْہُ فِیْ غَیٰبَتِ الْجُبِّ یَلْتَقِطْہُ بَعْضُ السَّیَّارَۃِ اِنْ کُنْتُمْ فَاعِلِیْنَ......

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْم

گزشتہ سے پیوستہ:

گزشتہ جمعہ سورۃ یوسف کی ابتدائی آیات پر تفصیلی گزارشات پیش کی تھیں۔ اُن خطبات کا تسلسل آج کا خطبہ بھی ہے اور حصہ ہے اور اُس کی مسلسل کڑی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے اس قصے کے بارے میں ارشاد

فرمایا کہ یوسف علیہ السلام اوران کے بھائیوں کے قصہ میں اللہ تعالیٰ نے سوال کرنے والوں کے لئے بہت ساری نشانیاں بیان کی ہیں۔ابتداء میں میں آپ کے سامنے اُن کا تذکرہ کرچکا ہوں، یہ اس ساری تفصیل کا مختصر جملوں میں خاکہ ہے، کہ اے محبوب جن لوگوں نے آپ سے سوال کیا کہ ملک شام میں رہنے والا خاندان مصر میں کس طرح منتقل ہوگیا۔اپنی طرف سے تو اُنہوں نے بہت بڑا لاَ نَیَحَلُ سوال اٹھایا تھا۔ان کو یقین تھا کہ آپ کسی مدرسہ میں نہیں پڑھے۔کسی سکول کا حصہ نہیں بنا۔بنی اسرائیل، یعقوب علیہ السلام کی اولاد شام سے مصر کس طرح منتقل ہوگئی۔یہ سوائے تورات وانجیل کے کسی کتاب میں اس کا تذکرہ نہیں اور جناب کو اس بات کا علم ہی نہیں......مَا کُنْتَ تَدْرِیْ مَا الْکِتَابُ وَلَا الْاِیْمَانُ ......اِن واقعات کا علم ہی نہیں، کسی جگہ پڑھے ہوں یا جناب خود پڑھے ہوں۔

یہودیوں کا خیال:

مدینہ کے یہودیوں کا خیال یہ تھا کہ یہ اس کی نبوت کا امتحان ہے۔اس طرح کرو کہ اُن سے پوچھو کہ اولادِ یعقوب مصر کس طرح منتقل ہوگئی۔تو اس کا جواب نہیں دے سکیں گے،تو خود ہی لوگوں کے سامنے اُن کو خِفت اٹھانی پڑے گی، لیکن اُن کو یہ پتہ نہیں تھا کہ تیری ہر ادا کا ذمہ دار عرش والا ہے۔تیرے علم کا مرکز بھی وُہی ہے، تیری معلومات کا مرکز بھی وُہی ہے۔اس لئے اُن بھلے مانسوں کو......لَقَدْ کَانَ فِیْ یُوْسُفَ وَاِخْوَتِہٖ ......یوسف علیہ السلام اوران کے بھائیوں کے واقعہ کے اندر...... آیات......بہت بڑی نشانی ہے۔اگر یہ انسان کے بیٹے ہوں تو اِس واقعہ کو سننے کے بعد ان کی زلفوں میں تیری نبوت کے بارے میں کوئی اشکال نہیں رہنا چاہئے۔

کوئی آدمی کسی سے سوال کرتا ہے کہ آسمانوں کے اوپر والی سطح پر کیا چیز ہے؟ سامنے والی سطح تو ہمیں نظر آتی ہے۔ اِس کے اوپر جو سطح ہے یا اتنی دور نہ جائیں۔ مسجد کی یہ چھت تو ہمیں نظر آتی ہے۔ تو اس پر ہم تھوڑی سی مشقت کر کے بتادیں گے کہ اس کے اتنے پنکھے ہیں اتنے اس میں دروازے ہیں۔ کھڑکیاں ہیں۔ گنتی کریں گے تو ہمیں پتہ چل جائے گا۔ اِس کے ستون کتنے ہیں۔ انہوں نے چھت پر کتنے گاڈر بنائے ہیں۔ چھت کے اوپر والے حصے کا تو نہیں پتہ، اگر کوئی سوال کرے کہ اوپر کیا ہے، تو اگر کوئی اوپر والی بات بتادے، جس سے پوچھا جائے، اگر وہ اوپر والی بات بتادے کہ چھت پر فلاں چیز ہے، تو پھر اس پوچھنے والے کو انسان بننا چاہئے۔

پوچھا اُنہوں نے کہ یعقوب پیغمبر کے بیٹے شام سے مصر کس طرح چلے گئے۔ اُنہیں یقین تھا کہ اس کا تو کسی کو علم ہی نہیں، اس کا کسی کو پتہ ہی نہیں، تو حضور ﷺ سے پوچھیں گے تو بتا نہیں سکیں گے، تو ہم تالیاں بجائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں تم کو اپنے محبوب پر تالیاں نہیں بجانے دوں گا۔ میں اس کا ذمہ دار ہوں۔

اس لئے فرمایا، پیارے جب آپ اس واقعے کو بیان کریں گے تو مجھ سے سن کر، ایک تو یہ واقعہ نبوت کا اعجاز بن جائے گا دلیل نبوت بن جائے گا...... اٰیٰتٌ لِّلسَّآئِلِیْنَ......

حسد وعناد کی بنیاد کیا؟

دوسرا اس میں ان کے لئے جو یہ سوالات کرتے ہیں، اُن کے لئے اور عبرت کا مقام ہے۔ یہ حسد اور عناد کی بنیاد پر تیرے پیچھے پڑ گئے ہیں تو جب ان کو یوسف کا واقعہ سنائیں گے تو انہیں پتہ لگ جائے گا کہ حاسدین کی مٹی خراب ہوتی ہے تو

محسود تخت مصر کا وارث بن جاتا ہے......اٰیٰتٌ لِّلسَّائِلِیْنَ......

اس لئے قرآن کے الفاظ، ہمیں اس بات کی بھی نشان دہی کرتے ہیں کہ حسد کی بنیاد پر کسی عالم سے ایسا سوال کرنا یہ سمجھ کر کہ اِس کا اسے جواب نہیں آئے گا تو ہم محلے میں پروپیگنڈہ کریں گے، یہ بھی بہت بڑی بے ایمانی ہے اور یہ ہم میں عام ہے۔

ایک دکاندار

ایک تاجر

ایک سیٹھ

ایک مل اونر

ایک کاروباری

اگر یار ومولوی کو تھوڑا سا ڈاؤن بھی کرلے تو اُس کے کاروبار میں کیا فرق پڑتا ہے، کسی کاروباری کا حسد، کاروبار والے کے ساتھ تو سمجھ آتا ہے، اُس کا بھی کاروبار، اس کا بھی کاروبار ہے، دوسرا اُس سے حسد کرتا ہے۔

☆ ایک عطرفروش کا حسد کسی عطرفروش سے ہو، یہ تو سمجھ آتا ہے۔

☆ ایک لیڈر کا حسد ایک لیڈر سے ہو، یہ تو سمجھ میں آتا ہے۔

☆ ایک محلے کے عام آدمی کا چونکہ وہ محلے دار ہے، اس کی عزت فلاں آدمی سے کم کیوں ہے، وہ جلتا رہتا ہے، یہ حسد سمجھ نہیں آتا۔

آپ کا ہمسایہ ہے، وہ جلتا ہے، میرے ساتھی اور ہمسایہ کے گھر میں سوئی گیس ہے، میرے ہاں سوئی گیس نہیں، میرے گھر موٹر ہے اس کے پاس نہیں، اس کے ہاں مہمان آتے ہیں، کھانا کھلاتا ہے انہیں، یہ کوئی جلنے کی بات تو نہیں۔

اللہ فرماتے ہیں، انہیں ذرا یوسف علیہ السلام کا واقعہ مکے والوں کو سنا، کچھ ان کا جلنا بھی ختم ہو، اِن کی جو آگ جلتی رہتی ہے، ہر وقت کہ ہمارے گاؤں کا ایک آدمی نبی کیوں بن گیا...... مِنْ قَرْيَتِنَا ...... ہمارے گاؤں کا نوجوان ہو کر کہے کہ میں نبی ہوں، سڑتے رہتے ہیں، لوگ آتے ہیں، اُس کے ساتھ پیار کرتے ہیں، اُسے آمین کہتے ہیں اُس کے پاؤں میں پلکیں بچھاتے ہیں، اُس سے فیصلے کراتے ہیں اس کے پاس جا کر اپنی امانتیں رکھتے ہیں۔

اُسے اپنا رہنما سمجھتے ہیں
اُسے سچا سمجھتے ہیں
اُسے صادِق سمجھتے ہیں
یہ جلتے رہتے ہیں

جلنے والوں کیلئے نشانِ عبرت:

جب انہوں نے بات پوچھ ہی لی، تو کھول کر بیان کر...... اٰيٰتٌ لِّلسَّآئِلِيْنَ ...... یہ میرے نبی یوسف علیہ السلام کا واقعہ کئی جلنے والوں کیلئے کوئلہ کر کے رکھنے کیلئے کافی ہے۔ انسانوں جیسا سوال کیا کریں، جس سوال کا تمہارے ساتھ تعلق نہیں۔ اللہ سے توفیق مانگیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو، مجھے، ہم سب کو حسد کی طرف نہ لے جائے، یہ بھی تو کہہ سکتے ہیں کہ یا اللہ جو نعمت تو نے عطا کی اسے، وہ مجھے بھی عطا کر، اللہ سے کہنا ہے، ایک ہی جملے میں اللہ نے اپنی ساری تقریر سنادی۔ سورۃ یوسف علیہ السلام کا خلاصہ بیان کر دیا...... اٰيٰتٌ لِّلسَّآئِلِيْنَ ...... یہ جو سوالی ہیں، تیرا امتحان لینے کیلئے طرح طرح کے تجھ سے سوال کرتے ہیں۔ ایک سوال انہوں نے ساتھ یہ بھی کر دیا ہے کہ وہ

کس طرح آئے تھے۔

اللہ نے سارا واقعہ تفصیل سے بیان فرمادیا:

آپ کو علم نہیں، میں بیان کرتا ہوں اور اس طرح صاف ستھرا بیان کروں گا کہ اُن کی بھی کتابوں میں موجود نہیں ہوگا۔

تورات میں
انجیل میں

اس طرح نہیں ہوگا۔ اتنی تفصیل سے نہیں ہوگا، جتنا یہ تفصیل سے بیان کیا جارہا ہے اور کسی عالم سے پوچھ لو، کہ سورۃ یوسف میں حضرت یوسف علیہ السلام کا تزکرہ اتنی تفصیل کے ساتھ قرآن حکیم نے ایک ہی جگہ، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعے کو......

کسی سپارہ میں
کسی سورت میں
کوئی کسی جگہ پر
کوئی کسی مقام پر

اس واقعہ کو اللہ نے امتیازی حیثیت عطا فرمائی ہے۔ واقعہ ایک اور تفصیل کے ساتھ ایک ہی جگہ بیان کر کے ساری دنیا کے سوال کرنے والوں کے پرخچے اڑا کر رکھ دیئے کہ لو میں تمہیں سمجھا دیتا ہوں کہ

مصر والے کون تھے؟
اور مکے اور مدینے والا کون ہے؟

اٰيٰتٌ لِّلسَّآئِلِيۡنَ ...... پھر یہ بسم اللہ کی، خود قرآن پاک بیان کرتا ہے، میں اسی

کے لفظ جیسا کہ میں نے خود پہلے عرض کیا تھا کہ میں اپنی بات کرنے کی بجائے، قرآن کے لفظوں میں اتر کر کوشش کروں گا۔موتی تلاش کرتے ہیں۔لفظوں سے،

اللہ نے اتنی بات تمہیدی بیان کر کے آگے فرمایا، اب واقعہ شروع فرمایا......اِذْ قَالُوْا......ایک دن یوسف علیہ السلام کے بھائی، جن کے بارہ میں ہم ......تَقْصُصْ رُؤْيَاكَ عَلٰىٓ اِخْوَتِكَ ......اپنا خواب ان کے سامنے نہ بیان کرنا۔کیوں......فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا......یہ تیرے خلاف سازش کریں گے مجھے پتہ چل گیا ہے۔

والد کی نصیحت پر عمل کیا:

اب مفسرین یہ فرماتے ہیں کہ یوسف علیہ السلام نے والد کی اس نصیحت کے مطابق اس خواب کا تذکرہ نہیں کیا۔بتایا نہیں ان کو، لیکن نبوت کی پیشانی کے نور نے بتا دیا کہ یوسف علیہ السلام ایک ایسی عظیم شخصیت بننے والی ہے کہ تم دس کے دس بھائی اپنے اس بھائی کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ وہ کس بات نے بتایا وہ بات ساتھ بتا دی......اِذْ قَالُوْا ......سارے ایک دن بیٹھ کر میٹنگ کر کے کہنے لگے......لَيُوْسُفُ وَ اَخُوْهُ ......ساروں نے میٹنگ کی......لَيُوْسُفُ وَ اَخُوْهُ ......یاروں عجیب بات ہے کہ یوسف اور اس کا بھائی۔آپس میں باتیں کر رہے ہیں، یوسف علیہ السلام اور اس کا بھائی، اب الزام سن لو......اَحَبُّ اِلٰٓى اَبِيْنَا مِنَّا ......ہم جب بھی دیکھتے ہیں۔یوسف اور یوسف کا بھائی ہمارے والد گرامی کی گود میں بیٹھے ہوئے ہیں اور وہ پیار کر رہا ہے۔یعقوب علیہ السلام یوسف کی طرف دیکھتا ہے اور یوسف ان کی طرف دیکھتا ہے۔اسی طرح بنیامین، اُن کے اوپر مہربانی، اُن کی شفقتوں کا مرکز اور مہور بنے ہوئے ہیں......يُوْسُفُ وَ اَخُوْهُ اَحَبُّ اِلٰٓى اَبِيْنَا مِنَّا ......ہم جب بھی گھر آئیں ابا جان کبھی یوسف کے ساتھ پیار کرتے ہیں۔اور کبھی بنیامین کے ساتھ پیار کرتے

ہیں۔اب یہ اُن کے پیار کا تذکرہ کر کے آپس میں باتیں کرتے ہیں......اَحَبُّ اِلٰیٓ اَبِیْنَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ ......حالانکہ ہم اتنے زیادہ ہیں طاقتور اور، ہم کمانے والے ،اور بازاروں میں ہم کاروبار کرنے والے، والد کے پاؤں دبانے والے اور محبت اور مودّت کا مرکز اور محور یہ دونوں بن گئے۔سارا دن ہم، ساری ساری رات اپنے والد کی محبت اور ان کی خدمت میں رہتے ہیں، لیکن یارو ہم تمام کے تمام کو وہ محبت اور شفقت وہ محبت والی نظر یعقوب نبی کی نہیں ملی۔جو ملنی چاہئے تھی۔

جھگڑے کی اصل وجہ:

اب میری یہاں بات غور سے سننا یہ جھگڑا صرف اتنا ہے، کہ یعقوب نبی، ان کے ساتھ زیادہ محبت کیوں کرتا ہی؟ محبت کا جھگڑا ہے، منظور نظر یہ دونوں ہیں ہماری نسبت، اس پر تھوڑا غور کریں۔یہ فلسفے والی بات ہے۔ہم بھی گھر میں رہتے ہیں، لیکن پیار ان کے ساتھ زیادہ، یہ آپس میں میٹنگ کرتے ہیں۔اللہ نے ان کی میٹنگ کی، میں تمہیں بھی سنا دیتا ہوں......اَحَبُّ اِلٰیٓ اَبِیْنَا مِنَّا ......سب سے زیادہ پیار ان کے ساتھ کرتے ہیں۔

محبت کا معیار مینڈیٹ نہیں:

توجہ ہے؟ پھر آپ کو غوطہ دیتا ہوں۔حالانکہ اُن کو پیار، اب دلیل دیتے ہیں، ہمارے ساتھ زیادہ کرنا چاہیے کیوں کہ......نَحْنُ عُصْبَةٌ ......

ہم طاقتور

قدآور

قوت والے

دانا تو ہم ہیں

مضبوط ہم

طاقتور ہم

ہم سے سارا علاقہ ڈرتا ہے

ہمارا نام سن کر، پیار تو ہمارے ساتھ زیادہ ہونا چاہیئے۔

معلوم ہوا کہ انہوں نے پیار کا معیار قرار دیا اُس دور کی......نَحنُ عُصبَۃٌ ......کہ مینڈیٹ تو ہمارے پاس زیادہ ہے۔ پیار ان دو کے ساتھ کرتے ہیں یا اس کے علاوہ کوئی اور ترجمہ آپ بتائیں۔ یا پھر آپ کی چودھویں صدی کی مغربی جمہوریت کی اصطلاح ہے......نَحنُ عُصبَۃٌ......ہم بہت زیادہ ہیں۔ ہم جمہور ہیں۔ جمہوریت ہیں۔ اور یہ پیار دو کے ساتھ کرتا ہے۔ جھگڑا یہ تھا سارا، نہیں تو آپ مطالعہ کرکے اگلے جمعہ بتا دینا کہ میں غلط کہتا ہوں۔ اب بتادو، کوئی کھڑا ہو جائے......نَحنُ عُصبَۃٌ......ہم زیادہ ہیں، تعداد ہماری زیادہ، گنتی میں ہم زیادہ، کتنے تھے؟ دس، دو یہ تھے یوسف علیہ السلام اور بنیامین، وہ اقبال والی بات آ گئی یہاں کہ

جمہوریت ایک طرز حکومت ہے کہ جس میں
بندوں کو گنا جاتا ہے تولا نہیں جاتا

ہم زیادہ، تو زیادہ کو ہی اگر مینڈیٹ دینا ہوتا تو پھر حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے یہی طعنہ نہ دیتے کہ پیار صرف یوسف علیہ السلام اور بنیامین کے ساتھ اور ہمیں پوچھتا ہی نہیں، جمہور ہم ہیں، اسلام تیرے والی مغربی جمہوریت کا قائل نہیں۔

علماءِ حق کسی سے مرعوب نہیں ہوتے:

مجھے کسی بابو کا رعب نہیں۔ نہ میں کسی سے مرعوب ہوتا ہوں۔ میرا نظریہ اپنا

ہے۔ میرے اپنے دلائل ہیں۔ یہ ساری مغرب کی اصطلاحات ہیں۔ انسانی بنیادی حقوق، مساوات، عورتوں کے بنیادی حقوق، یہ سب بکواس ہیں۔ اسلام سے زیادہ نہ کوئی مساوات دیتا ہے نہ عورتوں کو حقوق اسلام سے زیادہ کوئی دیتا ہے اور نہ مساوات سے زیادہ اسلام کسی طرز فکر کی اس سے زیادہ کوئی عکاسی کرتا۔ اس سے زیادہ کون مساوات کا قائل ہے کہ نکیل پکڑ کر پیدل عمر فاروق ؓ چلتا ہے اور غلام سواری پر سوار ہے۔ اس طرح کی مساوات کی کوئی مثال تو پیش کرو۔ یہ جو مساوات اپنی مسجد میں قائم ہے۔ مجھے نہیں پتہ، آپ میں سے افسر کون ہے؟ آپ میں سے کاروالا کون ہے؟ آپ میں سے کلرک کون ہے؟ آپ میں سے تاجر کون ہے؟ سارے اکٹھے بیٹھے ہو۔

اس سے بہتر مساوات کیا ہے؟ کہ حضور ﷺ مصلے پر ہیں اور صحابہ ؓ ساتھ بیٹھے ہیں۔ یہ ہے مساوات؟ اس سے زیادہ جمہوریت اور کیا ہوسکتا ہے۔ انسانی بنیادی حقوق۔

ایک بدّو اٹھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھتا ہے۔ یہ آپ نے دو چادریں کہاں سے لی ہیں۔ یہ مغربی جمہوریت۔

بندوں کو گنا جاتا ہے تولا نہیں جاتا

بندے گنوں اور ووٹ جدھر زیادہ ہو گئے، ادھر حکومت دے دو اور اسلام مشاورت کا قائل ہے۔ اسلام ان چیزوں کا قائل نہیں ہے، جو تم لئے پھرتے تھے۔ ہم نہیں مانتے ان کو، ہم ملاں ہیں تو ملاں ہی سہی، آپ بابو ہو، مسٹر ہو تو مسٹر ہی سہی، ہم نہیں مانتے۔ کسی مسٹر کی جمہوریت کے فلسفے کو، کہاں کی جمہوریت ہے کہ چیچنیا کے اندر روس چڑھ بیٹھے، کوئی اس کا دروازہ روکنے والا نہیں، اگر افغان قوم کے طالبان تھوڑا سا اختلاف کریں تو امریکہ چڑھ دوڑے، ایسی غنڈہ گردی کو امریکہ جیسی ظالم سازش کو ہم

پسند نہیں کرتے۔ نہ اس کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق ہے۔ یہ سب بکواس ہے۔ انسانی بنیادی حقوق، انسان کو بنیادی حق اُس نے دیا ہے۔ جس نے ماں کے پیٹ کے اندر نو مہینے اس کی تربیت کی۔ جب تیرے پاس آیا تو تو نے ڈبے کا دودھ لگا دیا۔ تیرا بنیادی حق دیکھ لے۔ ماں کا دودھ نہیں بازار کا دودھ آ گیا۔ ماں کی گود میں آیا۔ ملازمتی دودھ آ گیا۔ ماں کی گود میں آیا تو بازار سے دودھ خرید کر بچے کے منہ کے ساتھ لگا دیا۔ اور جب تک ماں کے پیٹ میں رہا۔ اللہ نے اپنے پاس سے غذا مہیا کر کے بچے کو عطا فرمائی۔ یہ بنیادی حق ہے جو رب اپنے بندے کو عطا کرتا ہے تو کون سے بنیادی حقوق کی باتیں کرتا ہے۔

مولوی بھی اِن مسٹروں سے مرعوب ہو جاتے ہیں، ہم تو کبھی مرعوب نہیں ہوئے۔ وزیر ہو، یا کوئی اور ہو، ہمیں کیا۔ ہم اسلام کے ترجمان ہیں۔ ہم کسی غلط نظریات کے ترجمان نہیں۔ یہ فلسفہ تو ان کا تھا۔ جنہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کے مسئلے پر حسد کیا۔ کیا کیا؟ حسد کیا، کیا کہا انہوں نے؟...... نَحْنُ عُصْبَةٌ ...... ہم زیادہ، ہمارا مینڈیٹ زیادہ، ہماری اکثریت زیادہ، ہم بڑی جفاکش قوم، ہم کارخانے اور مل والے، جس طرح اب کہہ رہے ہیں۔ سیاسی لیڈر، ہمارا مینڈیٹ زیادہ، ہماری قوت زیادہ، ہمارا پیسہ زیادہ، ہمارے جناب افراد زیادہ، ہمارے ایم این اے زیادہ، اللہ فرماتے ہیں۔

لئے بیٹھا رہ ایم این اوز کو
لئے بیٹھا رہ اپنی تعداد کو

جس طرح میں یعقوب نبی کے زمانے اندر باصلاحیت لوگوں کے ساتھ پیار کرتا تھا۔ اسی طرح اب بھی میں ان لوگوں سے پیار کرتا ہوں۔ جو دن کو کاروبار

کرتے ہیں اور رات کو مصلے پر بیٹھ کر میری پکار کرتے ہیں، میں تیرے مینڈیٹ کو کیا کروں......نَحنُ عُصبَةٌ......

میرے پیارو، یہ جمہوری مینڈیٹ والے آج نہیں پیدا ہوئے۔انہوں نے بھی یہی کہا...... نَحنُ عُصبَةٌ ......اور آگے بڑھ کر ایک بات یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے اور کہی اور وہ بڑی غلط بات ہے۔بڑی ناجائز بات کہی انہوں نے،انہوں نے کہا......اِنَّا اَبَانَا لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ......ہمارے والد سے زیادہ غلط کار کوئی نہیں۔اتنی بڑی غلطی کر رہا ہے۔اس کی غلطی تاریخ کے اندر......اِنَّا اَبَانَا لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ......اب جو عربی والے لوگ ہیں ان کو پتہ ہے کہ......ضَلٰلٍ......کسے کہتے ہیں۔بہت محتاط سے محتاط ترجمہ بھی کوئی کرے یہ بنے گا کہ ہمارا والد غلط راستے پر پڑ گیا ہے۔مجھے قسم ہے رب کی،ساری دنیا غلط راستوں پر چل سکتی ہے۔اللہ کا نبی جس راستے پر چل پڑتا ہے۔اس راستے کو راہِ مستقیم کہتے ہیں۔صراط مستقیم کہتے ہیں۔جن گلیوں میں چلا جائے وہ گلیاں سیدھی،سبحان اللہ کہو۔سبحان اللہ۔جن بازاروں سے چلا جائے، وہ بازار سیدھے،جن جنگلوں سے چلا جائے وہ جنگل سیدھے۔جن پہاڑوں پر اللہ کا نبی قدم رکھ دے وہ پہاڑ اونچے اور جن غاروں کو اللہ کا نبی اپنے قدم کے ساتھ مشرف فرمادے وہ غار اونچے ہو جاتے ہیں۔

برادرانِ یوسف علیہ السلام کا اعتراض:

اس لئے یہ کہنا......اِنَّا اَبَانَا لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ......ہمارے والد کو تو پتہ ہی نہیں۔اس نے ایک غلط روایت قائم کردی ہے کہ ہم سب کو چھوڑ کر دو کے ساتھ پیار کرنے لگ گیا ہے۔دو کو اپنا منظور نظر بنالیا ہے۔بس یہی نقطہ اعتراض ہے ان کا، کہ

اکثریت کو چھوڑ کر، جمہوریت کو چھوڑ کر دو کو اپنا منظور نظر بنالیا ہے۔ پڑھ لو قرآن، اس کے سوا کوئی اور معنی ہے تو مجھے بتاؤ، ہم مل جل کر جمعہ میں ہم سب مل کر اللہ کے قرآن میں غوطہ لگائیں، شکر کرو، کچھ مساجد ایسی ہیں جن میں قرآن سنایا جاتا ہے اور میں اس پر اللہ کا شکر کرتا ہوں کہ ایک مسجد ہماری بھی ان مساجد میں شامل ہے۔ جہاں ساتھی قرآن سنتے ہیں......

جمعے اُجڑ گئے

لوگ مساجد چھوڑ گئے

کلبوں میں چلے گئے

کرکٹ کی طرف چلے گئے

ٹیلی ویژن کی طرف چلے گئے

شادی میں چلے گئے

لیکن اللہ کا شکر ہے کہ پھر بھی یہ مسجد آباد ہے اور جمعہ والے دن آپ دور دراز سے تشریف لا کر اللہ کا قرآن سنتے ہیں اور میرا بھی فرض ہے کہ میں آپ کو قرآن کے حقیقی انوارات اور موتی چن چن کر آپ کی جھولی میں ڈالوں۔ میرا بھی یہ فرض ہے کہ اور دعا آپ کریں، دعا کرو ان شاء اللہ قرآن کے موتیوں سے دامن بھر دوں گا۔

علماء کی دو رائے اور صاحبزادے:

اس لئے علماء کی دو رائے ہیں۔ محقق علماء کہتے ہیں کہ برادران یوسف علیہ السلام نبی نہیں تھے۔ یہ ذہن میں رکھنا، محقق علماء کی رائے یہ ہے کہ برادران یوسف نبی نہیں تھے، کیونکہ اللہ کے نبیوں کے دلوں میں نہ حسد ہوتا ہے، نہ سازش ہوتی ہے، نہ

اللہ کے نبی کے بارہ میں یہ لفظ کہتے ہیں، ان کو اگرچہ معافی مل گئی تھی۔اس لئے علماء نے ان کے بارہ میں لکھا ہے کہ یہ صاحبزادے تھے۔یعقوب علیہ السلام کے،تو معافی کے بعد اُن کا درجہ جس طرح نبی کے نیک اور مومن صاحبزادے کا ہوتا ہے۔اس طرح ہوگیا تھا،لیکن نبی نہیں تھے تو صاحبزادے جب اُکھڑ جائے تو آپ کو پتہ نہیں ہے کہ دیوبندیوں میں سارا فساد ہی صاحبزادوں کا ہے۔ یہ جتنے اختلاف ہیں، نام لوں گا تو پھر ناراض ہوتے ہیں ساتھی، سارا فساد ہی ان صاحب زادوں کا ہے، ہر کوئی ایک ایک گدی بنا کر بیٹھ گیا، اور کہتا ہے کہ جو میں ہوں وہ بھلا کوئی اور ہے؟ اور کوئی نہیں۔صاحبزادگی بھی بڑا فتنہ پیدا کرتی ہے۔اگر بندہ راستے پر پڑ جائے، ان کو اس بات کا ناز تھا۔اس لئے جتنے شاہ صاحبان ہیں۔ان کے بارہ میں پنجاب میں رائے ہے کہ صاحبزادے ہیں، گدی نشینوں کے جو کریں کچھ نہ پوچھیں، اسی کے ساتھ ہی تو ساری فضا خراب ہوئی ہے۔سید فیصل شاہ صاحب قبلہ،تیس کروڑ کا دھندہ، دیکھا کبھی، کہو ہم نے ایک کروڑ نہیں دیکھا،تیس کروڑ کھا گیا، ڈکار ہی نہیں مارا شاہ صاحب نے، مزاروں پر بیٹھنے والے پوری امت کو لوٹ کر کھا گئے، جتنے صاحب زادے ہیں۔

اس لئے اللہ نے حضور ﷺ کا ایک بھی صاحب زادہ زندہ نہیں رکھا، رکھا؟ (نہیں) فرمایا انہیں پہلے ہی اٹھالیں۔ بعد میں یہ نہ ہو کہ لوگ کہیں کہ نہیں جی نہیں صدیق نہیں چاہیئے، صاحبزادہ چاہیئے، فرمایا میرا محبوب تو اپنے معیار کو بلند کرتا ہے۔ مقدار کو بلند کرتا ہے۔بہت بڑا مسئلہ میں نے آپ کے سامنے رکھ دیا ہے۔

کیسا صاحبزادہ؟

صاحبزادگی کیا چیز ہے؟ حضرت نوح علیہ السلام کو اسی بات پر کہا گیا......یَا

نُوۡحُ اِنَّہٗ لَیۡسَ مِنۡ اَھۡلِكَ...... اِنَّہٗ عَمَلٌ غَیۡرُ صَالِحٍ ...... یہ صاحبزادہ بگڑا ہوا ہے آپ کا، اس کو صاحبزادہ نہ کہہ، اس نے عقیدہ توحید اجاڑ دیا، یہ شرک کی جھاڑیوں، ان علاقوں میں اگا کر، اللہ کے دربار سے لوگوں کو ہٹا کر غیر اللہ کی پوجا کی دعوت دیتا رہا۔ جب صاحبزادہ بگڑ جائے تو پھر اللہ کو مداخلت کرنی پڑتی ہے کہ اس کے بارہ میں یہ بھی نہ کہہ کہ اُسے میں معاف کردوں۔ فرمایا جب شرک اور صاحبزادگی اکٹھی ہو جائے۔ مجھے اپنی کبریائی کی قسم ہے۔ نہ میں شرک کو معاف کرتا ہوں، نہ میں شرک کرنے والے صاحبزادے کو معاف کرتا ہوں۔ ایسے نہ اکھڑا کرو کہ جی یہ صاحبزادہ صاحب ہے۔

نَحۡنُ عُصۡبَةٌ ......ہم بڑے طاقتور، ہم بہت زیادہ، ہم قوت میں زیادہ، اللہ نے فرمایا! میرے نبی......

قوت والوں کو

معیار والوں کو

مقدار والوں کو

جب دونوں کا مقابلہ ہو جائے۔ ایک طرف طاقت ہو، ایک طرف صداقت ہو، میرا نبی اس کے سر پر ہاتھ رکھے گا جس میں صداقت ہوگی۔

ہم سے جھگڑا کیوں؟

اس میں اب ہمارا تو بس کوئی نہیں، تھوڑا سا غور کرو، بعض بندے ہمارے ساتھ لڑتے ہیں کہ صدیق اکبرؓ سب سے زیادہ حضور ﷺ کو پیارے کیوں تھے؟ میں کیا بتاؤں کہ پیارے کیوں تھے۔ میں تو اپنی بات بتا سکتا ہوں کہ حضور ﷺ صدیق ؓ کو سب سے زیادہ پیارا سمجھتے تھے۔ ہم بھی سب سے زیادہ پیار کرتے ہیں، میں تو اپنی

بات کرتا ہوں۔ حضور ﷺ صدیق ؓ کے کندھوں پر سوار ہوتے تھے۔ ہم صدیق ؓ کو اپنے کندھوں پر ایمان کا سوار بناتے ہیں۔ ہمارا اپنا معیار ہے۔ میں تمہیں کیا بتاؤں؟

سارے حبشہ میں سے کالے بلال ؓ کو پیار کر کے اس کو مؤذن بنادیا۔ میرے ساتھ کیوں بحث کرتا ہے۔ میں تجھے کیسے سمجھاؤں، حضور ﷺ سے پوچھ کہ اس کے ساتھ کیوں پیار کرتے تھے۔

گورے بھی موجود تھے

رشتہ دار بھی موجود تھے

قبیلے والے بھی موجود تھے

بڑے بڑے پیارے بھی موجود تھے

کعبے کی چھت پر بلال ؓ کو چڑھا دیا یہ مجھے کیوں پوچھتا ہے۔ حضور ﷺ سے

پوچھ،

دو بیٹیاں عثمان ؓ کو دے دیں، تو جب دوسری کا انتقال ہوا تو فرمایا عثمان ؓ چالیس بھی ہوتی ایک فوت ہو جاتی۔ دوسری کا نکاح تیرے ساتھ کر دیتا۔ میرے جیسا تجھے خسر کوئی نہیں ملتا۔ تیسرے جیسا مجھے داماد کوئی نہیں ملنا۔ یہ اب حضور ﷺ نے پسند کی اپنی۔ میں تجھے کیا بتاؤں کہ کیوں کیا؟ حضور ﷺ سے پوچھ۔

دیکھو یہ قرآن اس لئے تو ہے کہ قرآن اپنا آپ بتاتا ہے۔ آپ اپنی کشتی لے کر آگے چلتے ہیں، یہاں کھڑا ہو کہ ہم بہت زیادہ ہیں، ہم ...... عُصْبَةٌ ...... ہیں۔ ہم قوت والے ہیں۔ فرمایا! میں قوت والوں سے کم پیار کرتا ہوں، ایمان کی قوت والوں سے زیادہ پیار کرتا ہوں۔

آپ وزن تو لتے ہیں کہ یہ وزن ڈیڑھ من، میں کہتا ہوں کہ میں نے تیرے

وزن کو کیا کرنا ہے۔ مجھے تیرے ایمان کے وزن کی ضرورت ہے، میں نے تیرے اس مادی وزن کو کیا کرنا ہے۔ یہ سمجھنے کی بات ہے۔

سارے صحابہؓ اپنی جگہ پر، علیؓ کے ہاتھ میں خیبر کا جھنڈا عطا فرمایا، کہ آج میں صبح جھنڈا اسے دوں گا، جس کے ہاتھ میں جھنڈا ہوگا۔ وہ خیبر کو فتح کرلے گا۔ اب میں تجھے کیسے بتاؤں کہ سارے صحابہؓ کی موجودگی میں حضور ﷺ نے جھنڈا میرے مولیٰ علیؓ کو کیوں عطا فرمایا۔ سارے صحابہ کرامؓ سے انتخاب کیا۔ حضور ﷺ کی مرضی ہے۔

میں تجھے کیسے بتاؤں کہ سرکار ﷺ مدینہ میں آئے، سارا مدینہ سراپا تمنا اور التجا بن گیا، میں تمہیں کیسے سمجھاؤں مدینہ باہر نکل آیا۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّةِ الْوَدَاع

یہ جہاں سے اونٹنی گزرے، سارے ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہو جائیں، حضور ﷺ ہمارے گھر تقدم، یارسول اللہ سارے مدینے میں لوگوں کی خواہش اور تمنا ابھر آئی،

میرے گھر

میرے گھر

میرے گھر

لیکن اونٹنی والے نے کہا کسی کے گھر نہیں، میں وہاں جاؤں گا جو اس کا انتخاب عرش پر ہوا ہے، میں تجھے کیسے سمجھاؤں؟

اَحَبُّ اِلٰی اَبِیْنَا مِنَّا وَ نَحْنُ عُصْبَةٌ .... یہ بات یاد رکھیں کہ دل پر قبضہ رب کا ہوتا ہے۔ تھوڑا سا اس پر غور کریں، قرآن ہے۔ میں تمہیں کس طرح سمجھاؤں؟ کس طرح تیرے دل میں ڈالوں؟ نبی کے دل کا کنٹرول رب کے پاس ہوتا ہے۔

اچھا بات سنیں، ہمیں آپ کو اجازت ہے کہ جس کے ساتھ مرضی یاری لگائیں۔ اچھی جگہ لگاؤ گے اچھے رہو گے۔ بری جگہ اٹھو گے بری رہو گے۔

چنگیاں دے لڑ لگیاں میری جھولی پھُل پئے
منديان دے لڑ لگیاں میرے پہلے وی رُل گئے

ہمیں اختیار ہے جہاں مرضی جائے، جہنم میں جاؤ، آپ کو بتا دیا ہے کہ اچھوں سے یاری لگانا برے سے بچنا، نہیں تو آپ کی مرضی۔

نبی کو کیوں کہتے ہو؟ تیرا اوران کا فرق ہے، جو تیرے ساتھ یاری لگائے، پہلے مجھے دل دکھائے، انتخاب میں کروں گا۔ میں منتخب کروں گا۔ یہ تو دنیا کی یاری ہے جس کا انتخاب میں اور جمہوریت، گنتی کی بنیاد پر، اور ووٹ کی بنیاد پر کرتے ہیں۔ میرے نبی کی اسمبلی کی بنیاد ووٹوں پر نہیں دل کی بنیاد پر ہے وہ بیان کرتا ہوں۔

سارے صحابہؓ موجود ہیں، لیکن بیٹی ابوبکرؓ سے لی، ساری خواتین موجود ہیں۔ حضرت آدم سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ بی بی مریم طاہرہ تک بڑے بڑے اونچے خاندانوں کی خواتین محترمہ لیکن قرآن نے یہ تمغہ اور اعجاز صرف میرے حضور ﷺ کی بیویوں کو دیا کہ......یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ...... اے میرے محبوب کی بیویو! ساری کائنات کی عورتیں ایک طرف ہوں لیکن تم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتیں، معیار ہے مقدار نہیں۔

برادران یوسف کا معیار مودت:

یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے یہ معیار بنایا تھا کہ......یُوْسُفُ وَ اَخُوْہُ اَحَبُّ اِلٰٓی اَبِیْنَا مِنَّا وَ نَحْنُ عُصْبَۃٌ ......ہم مقدار میں زیادہ ہیں۔ اللہ فرماتا ہے کہ مجھے مقدار زیادہ نہیں چاہیئے، مجھے تو معیار زیادہ چاہیئے، گندم کی مقدار زیادہ

ہے،سونے کا معیار زیادہ ہے،نہیں؟ (ہے) یہ گُڑ منڈیوں میں ڈھیر لگا ہوا ہے۔اس طرح بیٹھے ہیں۔جس طرح مولوی حلوے کے اردگرد بیٹھے ہوتے ہیں۔دیکھیں ہمیں منڈی،سونا ایک تولہ ہی کیوں نہ ہو،ڈبی میں ڈال کر بند کر کے بکس میں رکھ کر تالہ لگایا جاتا ہے،گڑ کی طرح نہیں کوئی رکھتا، اللہ فرماتا ہے کہ تو مقدار تلاش کرتا پھر، میں معیار۔

مقدار اور معیار میں فرق ہے......وَنَحْنُ عُصْبَةٌ...... اِنَّ اَبَانَا لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ......ہمارے والد صاحب اچھی بات نہیں سوچ رہے۔دوسرے الفاظ میں کہ لیں کہ ابا جان کو خیال نہیں اچھے برے کا، یہ تو آپ بھی کہہ دیتے ہیں، یعنی جب ہم بوڑھے ہو جاتے ہیں، میرے سمیت، جوان کہیں گے، ابا جان کو نہیں پتہ چلتا آپ میرے ساتھ بات کریں، جب یہ زیادہ پڑھ لکھ جائے گا،تو وہ تو اس طرح کہے گا اور جو ماشاء اللہ چپل مار کہ ہوگا۔وہ کہے گا او بوڑھے تجھے کیا پتہ دنیا کا، بزرگو شکر کرو، ہم مولوی زندہ ہیں آپ کی عزت باقی ہے، ورنہ یہ اولاد آپ کو گھروں میں داخل نہ ہونے دے، یہ بہت جمہوریت کے ماموں۔

والدین ذریعہ نجات ہیں:

میں تو یورپ جاتا رہتا ہوں، پورا یورپ میں نے دیکھا ہے۔وہاں جب آدمی ساٹھ سال کا ہو گیا، یہ گھروں سے نکال کر بوڑھے خانے میں چھوڑ آتے ہیں یہ ہیں انسانی حقوق......ان یورپ جیسا منافق کوئی نہیں۔انسانیت کا دشمن کوئی نہیں۔اسلام کیا کہتا ہے؟......وَلَا تَکُنْ لَّھُمَا اُفٍّ وَ لَا تَنْھَرْ ھُمَا ......ماں باپ کے قدموں کو دھو کر پی،اُن کی خدمت کر،اُن کی بے عزتی اور توہین نہ کر،اسلام یہ کہتا ہے۔

اور جمہوریت والے کہتے ہیں کہ جب بوڑھے ہو جائیں گھروں سے نکال دو، یہ ہمیں دیتے ہیں جمہوریت رکھو اپنے پاس، لعنت ہے تمہاری جمہوریت پر، ہم مولوی اچھے ہیں، ہم نے یہ کہتے رہنا ہے ہم نے آپ پر تنقید کرتے رہنا، ہم نے اِن نوجوانوں کو کہتے رہنا کہ یہ جو بوڑھے والدین ہیں اُن کی خدمت کرو۔

حضور ﷺ کی خدمت میں حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا آئیں، چادر پاؤں میں بچھادی۔ یہ بوڑھے سفید داڑھیوں والے غنیمت ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ جب آدمی کی داڑھی میں سفید بال آجاتے ہیں تو مجھ سے آدھی رات کو اٹھ کر کچھ مانگے۔ تو مجھے ناں کہتے ہوئے شرم آتی ہے۔ سفید بالوں والا ہے۔ ہماری تو حیاء ختم ہوگئی۔ کیسے یہ پڑھے لکھے ہیں، کس طرح کی تعلیم ہے۔ اتنے بڑے بڑے بستے اٹھائے ہوئے ہیں۔ پہلی جماعت کے بچے نے، اتنا خود نہیں جتنا بستہ ہے۔ ہمارے پاس ایک تختی ہوتی تھی، ایک قلم ہوتی تھی۔ ایک قاعدہ ہوتا تھا۔ میں صرف چار جماعتیں پڑھا ہوا ہوں۔ پرائمری پاس ہوں۔

ایک وزیر سے ملاقات:

میں اور مولانا اعظم طارق کل ملے ہیں افسروں کو، ایک ایل ایل بی کو بھی ملے ہیں۔ ایک وزیر کو بھی ملے ہیں اور اسے بولنا نہیں آتا۔ شہباز شریف کو ملتے تھے۔ مجھے کہا کرتا تھا مولانا بس کریں۔ دلائل میں، میں نہیں بول سکتا۔ دلائل میں نہیں بول سکتے تو کس چیز میں بول سکتے ہو، آپ کے پاس تو صرف اقتدار ہے۔ آپ کے پاس پولیس ہے۔ لے لو پولیس کو آئی جی سمیت اندر، کہتے ہیں جیل ٹھیک ہیں، مچھر تنگ کرتے ہیں۔ ہمارے مولویوں کو جیلوں میں نہیں رکھتے تھے، وہاں انہیں مچھر نہیں

کاٹتے تھے۔

"خس کم جہاں پاک"

اس طرح کہتا تھا شہباز شریف، میں نے کہا کہ یہ جو لڑکے قتل کرتے ہو خدا کا خوف کھاؤ، کہتا ہے قاسمی صاحب چھوڑیں......خس کم جہاں پاک......اب خدا بھی کہتا ہے......خس کم جہاں پاک......اب کیوں روتے ہو، مکافات عمل......

ہے یہ گنبد کی صدا
جیسی کہو ویسی سنو

ہر حاکم کو، ہر حکمران کو سوچنا چاہیے، مینڈیٹ، مینڈیٹ تو قرآن نے یہاں ردّ کر کے رکھ دیا۔

اِنَّ اَبَانَا لَفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنِ......ایک ان میں عقل مند تھا کہنے لگا یار بات سنو، یہ تقریریں بند کرو، نبی کے سامنے مینڈیٹ نہیں چلنا، پھر کیا کریں، یہ مینڈیٹ غلام آباد میں چلاؤ، یہاں کوئی بات نہیں چلنی، کیا کریں؟ کہنے لگا......اُقۡتُلُوۡا یُوۡسُفَ...... میں تمہیں سیدھی سی بات بتاؤں، میرا دل چاہتا ہے کہ میرے ساتھ مل کر اب ڈبکی لگاؤ، غوطہ لگاؤ،......اُقۡتُلُوۡا......قتل کر دو، اللہ یہ قتل والی بات کیوں نقل فرمادی۔ فرمایا، یہ اصل بات ہے۔ میں نام تو اس صدی کا لیتا ہوں، بات مکے والوں کی سناتا ہوں کہ تم بھی رات کو میٹنگیں کرتے ہو کہ......اُقۡتُلُوۡا مُحَمَّدَ......میٹنگیں کرتے ہو، اسے قتل کر دو۔

اگر کسی کے قتل کے منصوبوں سے سارے کام ہو جاتے تو یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے پہلے قتل کا فیصلہ کیا تھا۔ آپ ختم ہو گئے۔ جس کے قتل کا فیصلہ کیا تھا۔ اسے تخت مصر نصیب ہو گیا۔

اب بھی اس طرح ہوا پھر کہو گے کہ مولوی ہٹتا نہیں، میں کیوں ہٹوں تم ہٹے ہو، شام کو ساڑھے پانچ بجے فیصلہ کیا، جہاز نہ اترنے دو، رب نے کہا ٹھیک، یہ اس طرح کے فیصلے کرتے ہیں۔ مجھے بھی تو دیکھا کریں۔ مجھے نہیں جانتے۔آپ بہت کچھ سوچتے رہتے ہیں۔ اگر تمہاری سوچ پر چلتا ہوتا۔تو یوسف علیہ السلام تو قتل ہوئے تھے۔

کل ایک بہت بڑا افسر مجھے کہنے لگا۔میں نے کہا کہ یہ ہوا کیا؟ میں نے کہا کہ یار یہ ہوا کیا؟ اس نے چہرہ نیچے کرلیا چونکہ وہ ہمیں گرفتار کرنے والوں میں تھا۔ مجھے، مولانا محمد اعظم طارق اور مولوی محمد احمد کو، ہم تینوں اس کے سامنے لاہور بیٹھے تھے۔اس نے ہمیں دیکھ کر گردن نیچے کرلی۔ یہ مولوی تو پھر آ گئے۔میں نے کہا کہ یہ ہوا کیا؟ ہائے کچھ نہ کہہ سکا۔قلم تمہارے پاس تھا۔ اختیار تمہارے پاس تھے۔قوت تمہارے پاس تھی۔ سازشیں تمہارے پاس تھے...... نَحۡنُ عُصۡبَةٌ ......تم تھے، مینڈیٹ تمہارے پاس تھا۔ یہ ہوا کیا۔ کہنے لگا قاسمی صاحب سچی بات بتاؤں، بعض اوقات اللہ بتاتا ہے کہ میں بھی ہوں۔ اللہ نے بتایا، ورنہ بندہ تو چاہتا ہے کہ میرا مخالف دنیا میں پیدا ہی نہ ہو، فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فیصلہ کیا کیا تھا کہ پیدا ہی نہ ہو......خس کم جہاں پاک......اگر ہو جائے تو قتل کردو، یہ قتل پرانی بات ہے۔

نواز شریف اور شہباز شریف یہ سمجھتے تھے کہ سپاہ صحابہ کے لڑکوں کو گرفتار کرو اور جیلوں سے نکال کر قتل کردو، پولیس مقابلہ بنادو، اب وہ داڑھی والا آئی جی ملتا ہی نہیں کہیں۔ اِن شاء اللہ اس پر بھی قتل کے پرچے ہوگئے ہیں۔جس کو دیکھا داڑھی سے اسے پکڑ کر اندر کردیا۔ یہاں کئی داڑھی والے فیصل آباد سے گرفتار۔

ایک میرا شاگرد ہے پڑھا رہا ہے۔ اس بیچارے کی شادی قسمت سے

ہورہی تھی۔ وہ شادی کا کارڈ مجھے دینے آیا۔ یہاں سے اسے پکڑ کر جیل میں، تو تو دہشت گرد ہے، وہ کہے کہ میں تو شادی کا کارڈ دینے آیا ہوں۔ میں دہشت گرد نہیں۔ اس نے کہا کہ تیری داڑھی بتاتی ہے کہ تو دہشت گرد ہے۔

اب اخبار والوں کو بھی شرم آنی چاہئے۔ وہ ساری سٹوریاں اب رو رہی ہے۔ اب بیٹھی ہے، اس کی آنکھوں سے آنسو، ہمارے آنسو بھی نکلتے ہیں۔ ان یتیموں کا حال بھی سنو، جو حق نواز کے بیٹے جھنگ میں پھرتے ہیں، وہ بھی تو کسی باپ کے بیٹے ہیں، بیلف لئے پھرتے ہو۔

قتل یوسف علیہ السلام کا مشورہ:

انہوں نے کہا...... اُقْتُلُوا یُوْسُفَ ...... قتل کردو، دوسرا جو ہے وہ تھوڑا رحم دل تھا۔ دوسرا بھائی، وہ کہنے لگا یار قتل نہ کرو، آخر بھائی ہے۔ میری تجویز یہ ہے وہ مانو، کیا؟...... اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا ...... دور کی جگہ اسے چھوڑ آئیں...... یَخْلُ لَکُمْ وَجْهُ اَبِیْکُمْ ...... جب یہ ملے گا ہی نہیں پھر والد صاحب ہمارے ساتھ ہی انہوں نے بات چیت کرنی ہے۔ پیار ہمارے ساتھ ہی کرنا ہے، یار اسے کہیں دور پھینک آئیں، کسی ملک سے بے دخل کردیں، وطن سے بے وطن کردیں، نہ یعقوب علیہ السلام کے سامنے آئے، نہ وہ پیار کرے، پیار کا مرکز ہے۔ اس نے کہا کہ ہم یہ گناہ کریں۔

شیطانی فلسفہ:

اب ایک آگے شیطانی فلسفہ جو میرے سمیت ہم سب میں ہے۔ انہوں نے کہا کہ کوئی بات نہیں گناہ کریں...... وَتَکُوْنُوْا مِنْ م بَعْدِهٖ قَوْمًا صَالِحِیْنَ ...... بعد میں جا کر پھر توبہ کرلیں گے۔ اس میں سے ایک دوسرے کو کیوں نکالیں، کوئی بات نہیں مولوی صاحب، انسان جو ہوا بات بھول گیا، اپنی غلطی چھپانے کیلئے بات کسی اور کی۔

کہتے ہو کہ نہیں؟ (کہتے ہیں) بابا بھول گیا تھا......وَتَکُوْنُوْا مِنْ م بَعْدِہٖ قَوْمًا صَالِحِیْنَ......کوئی بات نہیں، بعد میں توبہ کرلیں گے۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ بندہ اس طرح کرتا کرتا گناہ کے نقطے اپنے دل پر لگاتا رہتا ہے۔

ایک نقطہ

دو نقطے

تین نقطے

چار نقطے

آخر ایسا وقت آتا ہے کہ دل پورا سیاہ ہوجاتا ہے۔ اللہ توبہ کی توفیق ہی سلب کرلیتا ہے۔ موقع ہی نہیں دیا۔

ایک مولوی تھا یہاں مشرک ہوگیا۔ پیسے کے لئے۔ شیخ القرآن سے قرآن پڑھتا تھا۔ میرا ابھی بستر اٹھائے رکھتا تھا۔ میں نے اسے بہت سمجھایا کہ تو بے ایمان ہوگیا ہے۔ اللہ کو کیا جواب دے گا تو شرک کی تائید میں تقریریں کرتا ہے۔ کہتا ہے کہ مجھے قسم ہے پیسے کیلئے ہوا ہوں۔ مرتے وقت توبہ کرلوں گا۔ موقع ہی نہیں ملا۔ موت آئی ایک منٹ میں۔

وَتَکُوْنُوْا مِنْ م بَعْدِہٖ قَوْمًا صَالِحِیْنَ ...... بعد میں دیکھیں گے کیا ہوتا ہے۔ اللہ فرماتے ہیں......اِنَّ الشَّیْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ......شیطان انسان کے پیچھے لگا ہوا اسے دلیل دیتا ہے۔ مطمئن کردیتا ہے کہ یہ مولوی کرتے ہی رہتے ہیں۔ اس طرح کی مارتے رہتے ہیں آپ کرتے جاؤ۔ آخری وقت چھوڑ دیں گے اور توبہ کرلیں گے۔ کوئی بات نہیں۔

انہوں نے بھی کہا......وَتَكُونُوا مِنْ م بَعْدِهٖ قَوْمًا صَالِحِيْنَ ...... بعد میں توبہ کر کے صوفی ، یہ صالح کا مطلب ہے۔ پھر صوفی بن جائیں گے۔ ایک مسواک کان میں لگا لی۔ اور اونچی شلوار کر لی، سرمہ لگا لیا اور ماشاء اللہ یہ موٹروں میں، یہ نڑ والے چوک میں خوشبو ہے۔ وہاں بکتی ہے۔ وہ لگا کر شیشی پوری لگا کر، ایسا صوفی تو ماں نے جنا ہی نہیں، سبحان اللہ۔

"سو چوہے کھا کر بلی حج کو چلی"

اللہ پھر بھی معاف کر دے گا، لیکن اللہ فرماتے ہیں کہ یار کچھ بندے ایسے بھی ہیں جو میرے ساتھ بھی بے ایمانی کرتے ہیں۔ اللہ اس طرح کی باتیں ہمیں سناتا رہتا ہے۔

اللہ نے فرمایا......يُخَادِعُونَ اللّٰهَ ......اللہ کو دھوکہ دیتے ہیں......وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا......ایمان والوں کو دھوکہ دیتے ہیں......وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّا اَنْفُسَهُمْ ......ان کو پتہ نہیں اس وقت پتہ چلے گا۔

جب ان کے گریبان کے اندر میری اس دستگیری کا ہاتھ ہوگا، پھر میں ان سے سوال کروں گا، اب بتاؤ......لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ......اپنی تاویلیں کر کے میرے دین کو برباد کرنے والے، تمہیں بہت کہتے رہے۔ علماء تم مانتے نہیں تھے۔ تم کہتے تھے کہ کوئی بات نہیں بعد میں دیکھی جائے گی۔ اب بتاؤ۔ موت نے مہلت دی؟ مہلت ہی نہیں دی۔ توبہ نصیب ہی نہیں ہوئی۔ توبہ کا دروازہ ہی بند ہو گیا۔

غلط فلسفہ:

یہ ان کا فلسفہ غلط فلسفہ تھا کہ گناہ کر لو بعد میں توبہ کر لیں گے۔ یہ ہمارا بھی فلسفہ ہے۔ سود لے لو، مرتے وقت توبہ کر لیں۔ اب تو کوٹھی بنائیں۔ حیرانگی کی بات ہے۔ بڑے

بڑے حاجی، ایک ہوتا ہے، حاجی اور ایک ہوتا ہے حاجا۔ خدا کی قسم سود خور۔

اور مولوی کو ایک عمرہ کرادیں گے کہ حضرت یہ عمرے کیلئے تھوڑی سی خدمت میری طرف سے یہ قبول فرمائیں۔ وہ سود کی چھوٹی سی پڑیا لے کر آ جاتے ہیں اور پیارو، قبر کی رات بہت لمبی ہوتی ہے۔ آؤمل کر توبہ کریں۔ پڑھو۔ اَسْتَغْفِرُاللّٰہَ...... اَسْتَغْفِرُاللّٰہَ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَ اَتُوْبُ اِلَیْہِ...... یااللہ ہمیں توبہ کی توفیق عطا فرما۔ اگر تو نے اپنے دروازے سے ہمیں دھتکار دیا، میرے اللہ پھر ہمارے لئے کوئی دوسری جگہ نہیں۔ ساری ساری رات مصلےٰ پر بیٹھ کر حضور ﷺ ہمارے لئے۔ اے اللہ اگر تو ان کو معاف کردیں، یہ تیرے بندے ہیں، ساری ساری رات حضور ﷺ ہمارے لئی دعا کرتے رہے۔ معافی کی، ہم ہیں گناہ گار میرے رب، ہم آپ کی رحمت کے امیدوار ہیں۔ اے اللہ ہمیں اپنی گرفت سے بچنے کی وجہ سے اپنے گناہوں سے اکھڑنے کی توفیق نہ دے، ہمیں اپنے دروازے پر جھکنے کی توفیق دے اور اس جھکنے کا نام بھی توبہ ہے۔

میرے ساتھیو! پیری مریدی یہی چیز ہے۔ پیر کا یہ کام نہیں کہ مرید کو پہلے سے زیادہ طاقتور کردے، کوئی بات نہیں ہمارے ساتھ سب ٹھیک ہے۔ طاقتور کردیا۔ ایسا نہیں۔

راہ نجات:

حضرت فاطمہ کو حضور ﷺ نے فرمایا تھا...... اِتَّقِیُ اِتَّقِیُ ...... فاطمہ ڈر، یہ نہ سمجھنا کہ محمد ﷺ کی بیٹی ہونے کی وجہ سے بخشش ہوگی۔ یہ سمجھنا کہ مصلےٰ پر رونے کی وجہ سے بخشش ہوگی۔

وَ آخِرُ دَعْوَنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حضرت یوسف علیہ السلام......خطبہ 4

خطبہ:

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی سَیِّدِالرُّسُلِ وَ خَاتَمِ الْاَنْبِیَآءِ وَ عَلٰی اٰلِہٖ الْمُصْطَفٰی وَاَصْحَابِہٖ الْمُجْتَبٰی اَلَّذِیْنَ ھُمْ خَیْرُالْخَلاَئِقِ بَعْدَ الْاَنْبِیَاءَ ......

یَـــارَبِّ صَلِّ وَسَلِّـمْ دَائِـمًـــا اَبَـدًا

عَـلـــیٰ حَبِیْبِکَ خَیْـــرِ الْـخَـلْقِ کُلِّھِمٖ

اَمَّـا بَـعْـدُ فَـاَعُـوْذُ بِـالـلّٰـہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الـرَّحِیْمِ......قَالَ قَائِلٌ مِّنْھُمْ لَا تَقْتُلُوْا یُوْسُفَ وَاَلْقُوْہُ فِیْ غَیٰبَۃِ الْجُبِّ یَلْتَقِطْہُ بَعْضُ السَّیَّارَۃِ اِنْ کُنْتُمْ فَاعِلِیْنَ......قَالُوْ یٰٓاَبَانَا مَالَکَ لَا تَأْمَنَّا عَلٰی یُوْسُفَ وَ اِنَّـا لَہٗ لَنَا صِحُوْنَ اَرْسِلْہُ مَعَنَا غَدًا یَّرْتَعْ وَ یَلْعَبُ وَ اِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ قَالَ اِنِّیْ لَیَحْزُنُنِیْ اَنْ تَذْھَبُوْ بِہٖ وَ اَخَافُ اَنْ یَّأْکُلَہِ الذِّئْبُ وَ اَنْتُمْ عَنْہُ غَافِلُوْنَ......

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْم

گزشتہ سے پیوستہ:

کچھ عرصہ پہلے سورۃ یوسف کا آغاز کیا تھا۔ درمیان میں رمضان شریف بھی آ گیا اور کچھ ایسے موضوعات اور عنوانات ہنگامی طور پر آتے رہے، جن کی وجہ سے سورۃ یوسف کا موضوع تسلسل کے ساتھ جاری نہیں رہ سکا۔ میں نے عرض کیا تھا کہ قرآن حکیم نے انبیاء کے واقعات تفصیل کے ساتھ بیان فرمائے ہیں۔ جن میں سے حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ خاص طور پر بڑی تفصیل، مفصل انداز میں بیان فرمایا۔

قصص کا منشاء:

اللہ تعالیٰ کا مقصد قصے سنانا نہیں۔ جس طرح رات کو سوتے وقت پرانے بزرگ اور عورتیں اپنے بچوں کو واقعات سناتی ہیں اور حکایات سناتے تھے۔ اس طرح قصہ گوئی قرآن کا مقصد نہیں، قرآن انبیاء کے واقعات سے استدلال کرتا ہے اور ان کے جو نتائج اور عواقب ہوتے ہیں۔ اُن سے لوگوں کو واقف کرنا ضروری سمجھتا ہے۔

ہر واقعے کا کوئی نتیجہ ہوتا ہے
ہر واقعہ اپنے اندر کچھ حقائق رکھتا ہے
کسی کیلئے اِس میں عبرت ہوتی ہے
کسی کے لئے اس میں سبق ہوتے ہیں
کسی کیلئے اِس میں مستقبل کو متعین کرنے کی ہدایات ہوتی ہیں۔

قرآن اپنے اندر جتنے بھی جواہرات اور موتی رکھتا ہے۔ ان کو پھر انبیاء کے واقعات کی روشنی میں لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کو قتل کرنے کا منشاء:

پچھلے خطبے میں آپ سن چکے ہیں کہ یوسف علیہ السلام کو محض اس لئے بھائیوں نے یعقوب علیہ السلام سے الگ کرنے کا فیصلہ کیا کہ یعقوب علیہ السلام سب سے زیادہ حضرت یوسف علیہ السلام سے پیار کرتے تھے......لَیُوْسُفُ وَ اَخُوْہُ اَحَبُّ اِلٰٓی اَبِیْنَا مِنَّا...... یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ ہمارے والد...... اَحَبُّ ......ہم سے زیادہ محبت کرتے ہیں، حالانکہ...... نَحْنُ عُصْبَۃٌ ......ہم بڑی مضبوط جماعت بھی ہیں۔ ہمیں مینڈیٹ حاصل بھی ہے اور ہم اکثریت کے بھی حامل

ہیں۔ پیار تو ہمارے ساتھ کرنا چاہئے کہ

گروہ ہمارا مضبوط

اکثریت ہماری زیادہ

یہ ان کا اشکال تھا کہ یعقوب علیہ السلام جمہوریت کے ساتھ پیار نہیں کرتے۔ فرد کے ساتھ پیار کرتے ہیں یہ اشکال تھا ان کا۔ حالانکہ اللہ کے نبی، میرا جملہ یاد رکھنا، مقدار کے ساتھ پیار نہیں کرتے۔ معیار کے ساتھ پیار کرتے ہیں۔ یہ ایک ہی لفظ کافی ہے۔ مقدار گنتی کو کہتے ہیں، معیار اوصاف کو کہتے ہیں۔ اللہ کے نبی یہ دیکھتے ہیں کہ اوصاف کس کے اچھے ہیں۔ چہرے پر نظر نہیں ہوتی دل پر نظر ہوتی ہے......لَيُوسُفُ وَ اَخُوهُ اَحَبُّ اِلٰىٓ اَبِيْنَا مِنَّاوَ نَحْنُ عُصْبَةٌ......

قتل یوسف کا فیصلہ:

اس لئے انہوں نے اور میں یہ بیان کر چکا ہوں۔ اسکی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں۔ فیصلہ کیا......اُقْتُلُوا يُوسُفَ ...... یوسف کو قتل کر کے راستے سے ہٹا دو۔

نظریہ ختم نہیں ہوتا:

معلوم ہوا کہ بعض اوقات لوگ یہ سوچتے ہیں کہ کسی کے قتل کے ساتھ وہ نظریہ ختم ہو جاتا ہے جو نظریہ فروغ پا رہا ہوتا ہے، حالانکہ ایسا نہیں۔ اگر قتل کے ساتھ ہی صداقت ختم ہوتی تو بڑے انبیاء قتل کئے ہیں۔ يَقْتُلُوْنَ الْاَنْبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ......لوگ انبیاء علیہم السلام کو ناحق قتل کرتے تھے۔ قتل کرنے والوں کا نام ونشان بھی باقی نہیں۔ انبیاء کا اب بھی ڈنکا بج رہا ہے۔ قتل کے ساتھ نظریات ختم نہیں ہوتے۔

شاہ اسماعیل شہید کو قتل کیا گیا، آج بھی بالاکوٹ کی چوٹیوں میں ان کی

پرواز، اسی بلندی پر جاری ہے اور قتل کرنے والوں کا نام ونشان دنیا میں باقی نہیں۔

کتنے انبیاء ہیں

کتنے اولیاء ہیں

کتنے صحابہ ہیں

جو قتل ہوئے، لیکن ان کے قتل سے کوئی اسلام کی عظمت کم نہیں ہوتی۔ یہ غلط فلسفہ ہے اور برادرانِ یوسف نے اسی فلسفے کو اپنایا اور خیال کیا......اُقْتُلُوْا یُوْسُفَ ...... قتل کردو۔

برادر یوسف کی ایک اور رائے:

اور ان میں سے ایک نے کہا، کچھ عقل مند بھی تو ہوتے ہیں اور عادات بھی مختلف ہوتی ہیں۔ آراء مختلف ہوتی ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ سب کی آراء ایک جیسی ہوں۔ قران مجید نے ان بھائیوں کی میٹنگ کو ریکارڈ کر کے نشر کردیا غلام آباد پہنچادی۔

فرمایا ایک نے کہا......نہیں، قتل نہ کرو یار......اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا......اسے کسی ایسی جگہ دور دراز چھوڑ آؤ......یَخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِيْكُمْ ......تمہارے والد کی اُس پر نظر ہی نہ پڑے۔ نہ دیکھے گا اور نہ اس سے پیار کرے گا۔ اسے غائب کردو نظرِ نبوت سے۔ والد کی نظر سے......يَخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِيْكُمْ ......اپنے والد کے چہرے کی نظر کی، بصیرت کی، بصارت کی دوری اسے عطا کردو، نہ یہ سامنے آئے۔ نہ ابا جان کی محبت ہم سے زیادہ اس کے ساتھ ہو،......وَتَكُوْنُوْا مِنْ م بَعْدِهٖ قَوْمًا صَالِحِيْنَ ...... جب دنیا سے خود ہی ختم ہو جائے گا، پھر ہماری موجیں ہو جائیں گی، یعنی ایک اللہ کے نبی کو راستے سے ہٹا کر موج ہو جائے گی......وَتَكُوْنُوْا مِنْ م بَعْدِهٖ قَوْمًا

صَالِحِیۡنَ ......کا یہ معنی ہے۔اس کے بعد صوفی بن جائیں گے......صالحین......یا دوسرا معنی یہ کہ جب یہ نہیں رہے گا تو پھر ہمارا ہی سکہ چلنا ہے پھر والد صاحب مجبور ہوں گے ہمارے ساتھ پیار کرنے پر......اس لئے......وَتَکُوۡنُوۡا مِنۡ م بَعۡدِہٖ قَوۡمًا صَالِحِیۡنَ......یہ کام کرو۔

برادران یوسف کی میٹنگ اور حضرت یعقوب علیہ السلام سے گفتگو:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ یہ میٹنگ کر کے سارے مل کر حضرت یعقوب علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور بات کو اس انداز میں شروع کیا جس طرح دل میں کوئی بغض ہوتا ہے۔ جب دل میں بات کوئی اور ہو اور زبان پر کچھ اور ہو، پھر بندہ جب بات کرتا ہے، تو پھر وہ بات ان ہونی ہوتی ہے۔ وزن نہیں ہوتا اس میں، شدت نہیں ہوتی......یٰۤاَبَانَا......ابا جان......لَا تَاۡمَنَّا عَلٰی یُوۡسُفَ ......یوسف کے بارہ میں آپ ہم پر اعتماد نہیں کرتے۔ دیکھیں ابھی تو اعتبار اور اعتماد کی بات ہی شروع نہیں ہوئی۔ پہلے آپ کوئی بات کریں، پھر یعقوب علیہ السلام جواب دیں کہ نہیں نہیں میں نہیں اس طرح کرتا۔ پھر آپ کہیں کہ جناب یہ مسئلہ ہے، وہ کہیں گے میں نہیں مانتا، پھر کہیں......لَا تَاۡمَنَّا عَلٰی یُوۡسُفَ ......کہ جناب آپ یوسف علیہ السلام کے بارہ میں ہم پر اعتماد کیوں نہیں کرتے، لیکن یہ پہلا ہی جملہ کہہ کر اندر کا جو چور تھا۔ اُس کا اظہار کر دیا......لَا تَاۡمَنَّا عَلٰی یُوۡسُفَ ......جس طرح بندہ پہلے راوی کھانے لگ جاتا ہے۔ کوئی بات نہیں کی۔ میں نے ظلم نہیں کیا۔ میں نے غلط کام نہیں کیا۔ پہلے ہی کہہ دیتا ہے جیسے بندہ، ایسے ہی میرے اوپر الزام لگایا جاتا ہے۔ انہوں نے ابھی کوئی بات نہیں ہوئی۔ ابھی کوئی بات نہیں شروع ہوئی۔ پہلے شروع کر دیا......لَا تَاۡمَنَّا عَلٰی

یُوْسُفَ ......ابا جان آپ ہمارے اوپر یوسف علیہ السلام کے بارہ میں اعتماد کیوں نہیں کرتے، یقین نہیں کرتے۔ آپ کو ہمارے اوپر شبہ ہی رہتا ہے۔ آپ کی ہمارے اوپر اعتماد والی پوزیشن بحال ہی نہیں ہوتی......لَا تَأْمَنَّا عَلٰی یُوْسُفَ......

یہ کہہ کر جواب نہیں سنا یعقوب علیہ اسلام کا، وہ جواب دیتے سنو، نہیں، خود ہی آگے......اَرْسِلْـهُ مَعَنَا غَدًا ......کل یوسف کو ہمارے ساتھ بھیجیں، ہم اکیلے ہی جاتے ہیں۔

جنگل میں سیر کرتے ہیں
سیر و تفریح کرتے ہیں
پکنک کرتے ہیں

اکیلے ہوتے ہیں تو اُس وقت ہمیں بڑا خیال آتا ہے کہ یار یوسف بھی ہمارے ساتھ ہوتا تو کتنی اچھی بات تھی، لیکن ہم اپنے پیارے بھائی کو اپنے ساتھ نہیں دیکھتے تو ہمیں افسوس ہوتا ہے، اس لئے ہماری گزارش ہے......اَرْسِلْـهُ مَعَنَا ......کل ہمارے ساتھ اسے بھیجیں......غَدًا......کیا کریں......یَرْتَعْ وَ یَلْعَبْ......

وہاں کھائے پیئے
پکنک منائے
...... وَیَلْعَبْ......
کھیلے
کودے
گھوڑسواری کرے
اونٹوں کو دیکھے
تیراندازی کرے

اس لئے آپ ہر وقت اسے اپنے گھر ہی بٹھائے رکھتے ہیں کبھی باہر تفریح پر بھی بھیجا کریں۔

علماء کا استدلال:

اس لئے علماء نے استدلال کیا ہے کہ یوسف علیہ السلام کے بارے میں جو تفریح کا، کھانے پینے کیلئے باہر جانے کا، جنگل میں جانے کا جو سوال کیا تھا۔ اللہ کے نبی نے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا تو معلوم ہوا کہ اسلام میں حدود کے اندر رہ کر تفریح کرنی ناجائز نہیں، اس طرح کہ خشک صوفی نہیں بننا چاہئے کہ لڑکوں کو کہو کہ آپ کمپنی باغ نہیں جاسکتے۔ آپ جناب کھیل نہیں سکتے۔ آپ تفریح نہیں کر سکتے۔

یا اپنے دوست احباب کے ساتھ باہر پکنک پر چلے جاتے ہیں۔ چلو کسی نہر کے کنارے پر جا کر کھانا وغیرہ پکا کھائیں گے۔ اسلام کی صحت پر اس کا کوئی اثر نہیں، اگر حدود کے اندر رہا جائے جو چیزیں جائز ہیں آپ انہیں تصوف میں لا کر ناجائز قرار دے دیتے ہیں اور جو ناجائز ہیں سینما وغیرہ وہ سر پر کنگھی کر کے تم سارے چلے جاتے ہو، کبھی اس پر غور نہیں کیا،

نہ ماں روکے
نہ باپ روکے

برادران یوسف کا اصرار:

اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا...... ابا جان کل بھیجیں ہمارے ساتھ...... یَرْتَعْ...... کھائیں پئیں...... وَيَلْعَبْ...... کھیلیں......

مسابقت کریں
گھوڑ دوڑ کریں

گھوڑسواری کریں
تیراندازی کریں

جنگل میں مختلف فنون جو ہیں، ان سے ہم جب کریں گے، اسے بھی حصہ ملے گا۔ یہ گھر بیٹھا بیٹھا پریشان ہوجاتا ہے۔ کبیدہ خاطر ہوجاتا ہے۔ ہمارے ساتھ بھیجیں۔ مہربانی کرواور ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ......اِنَّـا لَهٗ لَحافِظُوْنَ ......ہم آپ کو پہلے ہی کہہ چکے ہیں کہ ہم اتنے طاقتور اور مضبوط ہیں کہ ہمارے ساتھ کون مقابلہ کرسکتا ہے......اِنَّا لَهٗ لَحافِظُوْنَ......ہم خوداس کی حفاظت کریں گے، خوداس پر پہرہ دیں گے۔

قرآن حکیم تفصیلات کو چھوڑ جاتا ہے، کیونکہ بعض باتیں دردناک ہوتی ہیں کہ مفسرین فرماتے ہیں کہ ان کو بیان کرنے سے جگر پھٹ جاتا ہے۔ ان کو پھر بیان نہیں کیا جاتا۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کی سیر کیلئے رضامندی:

حضرت یعقوب علیہ السلام نے اتنی بات سننے کے بعد ان کا اصرار، درخواست دیکھنے کے بعد کہ......اِنَّـا لَـهٗ لَـحافِظُوْنَ ......ہم خوداس کی حفاظت کریں گے اور فرماتے ہیں بڑے سادے سے الفاظ میں......اِنِّـیْ لَیَـحْـزُنُنِیْ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ ......فرمایا مجھے بڑا غم ہوگا، یا غم ہورہا ہے، میرا دل غم زدہ ہوگیا، یہ بات سن کر کہ تم میرے بیٹے کو جنگل میں لے جانا چاہتے ہو......اِنِّیْ لَیَحْزُنُنِیْ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ ......کہ میں اسے تمہارے ساتھ بھیج دوں۔ یہ چلا جائے، فرمایا کہ مجھے اس بات کا بہت ڈرلگتا ہے کہ......اِنْ یَّـاْ کُلَـهُ الذِّئْبُ ......میں نے سنا ہے کہ اس جنگل میں بڑے بڑے بھیڑیئے ہوتے ہیں۔

مفسرین نے اس پر بہت بحث لکھی ہے۔ بڑے، بڑے جنگل میں بھیڑیئے رہتے ہیں بھیڑیئے رہتے ہیں، بھیڑیا بڑا ظالم قسم کا درندہ ہوتا ہے۔ شیر کے بعد اس کی چیر پھاڑ بہت مشہور ہے۔ فرمایا کہ جس جنگل میں میرے بیٹے کو لے جانا چاہتے ہیں۔ میں نے سنا ہے کہ.....لَيَحْزُنُنِيٓ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ ......میں تو اس جنگل سے ڈرتا ہوں۔ خوف زدہ ہوں۔ میرے دل میں بہت دکھ ہوا ہے۔ یہ بات سن کر، لے جاؤ اگر تم میرے بیٹے......اَنْ يَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ ......کہیں بھیڑیا میرے بیٹے کو کھا نہ لے......وَ اَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ ......تم اپنے خیال میں رہو۔ میرے بیٹے کو بھیڑیا چیر پھاڑ کر اپنا کام کر جائے، مجھے رب کی قسم ہے۔ میں ساری زندگی اس طرح سو جاؤں گا۔ میری آنکھیں ترس جائیں گی، یوسف علیہ السلام کو دیکھنے سے، مجھے یہ غم ہے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کا خواب:

علماء فرماتے ہیں کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو ایک خواب آیا تھا۔ اس خواب کا خدشہ بیان کیا، یعقوب علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ دس بھیڑیئے میرے بیٹے پر حملہ آور ہو رہے ہیں۔ ایک نے ان میں سے دفاع کر کے میرے بیٹے کو بچایا، لیکن وہ کہیں گم ہو گیا۔ یہ خواب تھا۔

یا تو اس خواب کی بنیاد پر فرمایا......لَيَحْزُنُنِيٓ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَاَخَافُ اَنْ يَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ وَ اَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ ......یا واقعتاً حضرت یعقوب علیہ السلام کے سامنے اس جنگل کے خونخوار درندوں کی تصویریں موجود تھیں اور وہ یہ سمجھتے تھے کہ اس جنگل میں جب تم میرے بیٹے کو اس طرح لے کر جاؤ گے، ممکن ہے......اَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ ......تم کسی اور کام میں لگے ہو اور کوئی بھیڑیا میرے بیٹے کو اٹھا کر لے جائے، چیر پھاڑ دے، اس لئے......اَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ......مہربانی کرو میرا دل غمزدہ

ہے......یَحْزُنُنِیْ ......مجھے حزن ہے۔

غم اور حزن میں فرق:

یہاں طالب علم اگر غور کریں تو ان کیلئے میں ایک نقطہ عرض کروں گا کہ جو حزن ہوتا ہے حزن، لفظ حزن یہ اپنا نہیں ہوتا۔ دوسرے کا ہوتا ہے۔

یہ یاد رکھنا

لکھ لینا

نوٹ کرنا

ایک ہے لفظ خَوف، ایک ہے لفظ حُزن، حزن دوسرے کا ہوتا ہے، خوف اپنا، مجھے غم ہے کس کا؟ یوسف کا، کہ کہیں اسے بھیڑیا نہ کھائے، مجھے یوسف علیہ السلام کا غم ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو غار میں فرمایا تھا......لَا تَحْزَنْ......غم نہ کر، معلوم ہوتا ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اپنا غم نہیں تھا۔ مصطفیٰ ﷺ کا غم تھا۔ سمجھے ہو؟ (جی)

قرآن حکیم ان واقعات کو، قرآن کا مطلب ہی یہی ہے کہ اس میں غوطہ لگاؤ......لَیَحْزُنُنِیْ......مجھے یار غم کھا رہا ہے کس کا؟ یوسف کا......

صدیق اکبرؓ نے بھی وہاں غم کھالیا تھا مصطفیٰ ﷺ کا، غمگین ہوگیا غار میں، تو اللہ کو فرمانا پڑا...... لَا تَحْزَنْ ......محبوب اسے کہہ کہ غم نہ کرے، یہ تیرا غم کرتا ہے۔ اگر یار جدا ہوگیا، تو صدیق کہاں جائے گا......لَاتَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا ......اللہ ہمارے ساتھ ہے اور جس کے ساتھ اللہ ہو، ساری کائنات ایک طرف ہو، تو کوئی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

اس لئے حضرت یعقوب علیہ السلام نے یہ لفظ فرمایا...... لَیَحْزُنُنِیْٓ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَ اَخَافُ اَنْ یَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ وَ اَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ...... اب بیٹوں نے پھر اسی طرح کا جواب دیا...... قَالُوْا لَئِنْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ ...... آگے جواب دیتے ہیں...... لَئِنْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ ...... سب نے مل کر کہا، ابا جان اگر بھیڑیا یوسف کو کھا جائے...... لَئِنْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ ...... اس نے یوسف کو کھالیا، حملہ آور ہو گیا...... وَ نَحْنُ عُصْبَةٌ ...... ہماری جوانیاں بھی وہاں موجود ہوں، ہم طاقتور بھی وہاں موجود ہوں، ہم تو اپنے آپ کو حسن و جوانی کا پیکر رعنا سمجھتے ہیں۔ ہم بھی وہاں موجود ہوں اور ہم پہلے کہہ چکے ہیں...... نَحْنُ عُصْبَةٌ...... اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ...... پھر ابا جان ہمارے جینے کا کیا فائدہ ہے۔ ہمارے ہوتے ہوئے اگر بھیڑیا یوسف علیہ السلام کی طرف آ جائے، ہم اس کا جبڑا پکڑ کر دو ٹکڑے کر دیں گے...... نَحْنُ عُصْبَةٌ...... ہماری موجودگی کے اندر مجال ہے کسی بھیڑیئے کی کہ تیرے بیٹے یوسف علیہ السلام کی طرف اپنا اور درندگی کا مظاہرہ کرنے کیلئے اس کے قریب آ سکے...... لَئِنْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ ...... اگر بھیڑیا یوسف علیہ السلام کو کھا جاتا ہے اور ساتھ اپنے بارہ میں کہتے ہیں...... اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ...... تو ہم جیسا نکما ہی دنیا میں کوئی نہیں۔ یقین دلا رہے ہیں کہ ہم کس لئے ہیں۔ ہمارے جیسا نکما کون ہے۔ ہمارے جیسے کڑیل جوان موجود ہوں تو پھر یوسف علیہ السلام کو ایک درندہ کھا جائے...... نَحْنُ عُصْبَةٌ...... اذا لخاسرون......

پھر ہمارے جینے کا کیا فائدہ ہے

ہماری جوانیوں کا کیا فائدہ ہے

ہمارے طاقتور ہونے کا کیا فائدہ ہے

یہ بھیڑیئے ان کو کھائیں گے جن کا مالک کوئی نہ ہو، جن کا وارث کوئی نہ ہو،

سبحان اللہ!

سمجھنے کی کوشش کرنا، جو بے وارث ہو، جن بھیڑوں اور غلے کا رکھوالا کوئی نہ ہو، جو چاہے بھیڑیا، اسے اٹھا کر لے جائے۔ بھیڑیئے کی مجال کیا ہے۔ ہمارے جیسے جوانوں کی موجودگی میں یوسف علیہ السلام کے پاس اس انداز میں درندگی کا مظاہرہ کرکے ان کو چیر پھاڑ جائے۔ ابا جان ہمارے اوپر اعتماد کریں، ہم آپ کے اعتماد پر پورا اتریں گے۔

اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر فرماتے ہیں۔ بیٹا، اس یقین دہانی کے باوجود جاؤ میں نے اپنے یوسف کو تمہارے حوالے کیا۔

اللہ غیور ہے:

یہاں سے تھوڑا سا مسئلہ، اللہ نے فرمایا اچھا پھر، ان کے حوالے کیا ہے، ان سے لے لینا، آپ کو بتادوں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات حساس بہت ہے۔ معاف کرنے پر آئے تو بلّی کو پانی پلانے پر چھوڑ دے۔ پوچھتا ہے، احتساب اور مواخذے پر آئے تو صرف اتنی بات تھی...... اِنَّا لَهٗ لَحافِظُوْنَ...... یہ تصور توحید کے اعلیٰ مقام کے منافی تھا۔ بات کوئی نہیں اتنے سے محاورے پر اتنا تو فکر ہے۔ ہم روز کہتے رہتے ہیں۔ جا یار لے جا تیرے حوالے، خیال کرنا، اس میں کسی کا خیال تھوڑا ہوتا ہے کہ رب نہیں تیرے حوالے، کسی کا خیال نہیں ہوتا۔ آپ کا بچہ لاہور جاتا ہے اپنے چچا کے ساتھ، خیال کرنا بھائی، میری بیٹے کا، وہ کہتا ہے فکر نہ کر، میرا بیٹا ہے توحید کے تصور کے منافی نہیں ہوتا، لیکن اللہ اپنے نبیوں کی اس بات کا بھی خیال رکھتا ہے کہ لفظوں میں بھی میری توحید کے خلاف کوئی لفظ نہ آئے۔

علم غیب خاصہ خداوندی ہے:

کل کیا ہوگا۔ یہ اتنی بڑی بات نہیں؟ اصحاب کہف کتنے ہیں؟ فرمایا میں کل بتاؤں گا۔ پھر کیا ہوا اگر یہ بات کہی کہ میں کل بتاؤں گا۔ سوچو ذرا قرآن پر غور کرو، کون سی مواخذے کی بات ہے، کون سے محاسبے کی بات ہے، یقین سے یہ بات کہہ دی۔ انہوں نے پوچھا اصحاب کہف کتنے ہیں۔ فرمایا میں کل بتادوں گا۔ اللہ نے جبرائیل علیہ السلام کو فرمایا جانا ہی نہیں۔ بات کیا ہے؟ آپ مجھے سمجھائیں، سولہ دن وحی بند رہی۔ سولہ دن، سولہ دن حضور ﷺ پہاڑی پر چڑھ کر آسمانوں کی طرف دیکھتے رہے۔ وحی بند کیوں ہوگئی۔ سولہ دنوں کے بعد ایک دن جبرائیل علیہ السلام آئے۔

آ کر فرمایا...... لَا تَقُوْلَنَّ لِشَیْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ...... یہ نہ کہا کر محبوب، میں کل بتاؤں گا میں، اپنی طرف بتانے کی نسبت نہ کیا کر، یا اللہ کس طرح کہا کروں؟ فرمایا...... اِلَّآ اَنْ یَّشَاءَ اللّٰهُ ...... اس طرح کہا کہ...... اِنْ شَآءَ اللّٰهُ ...... اللہ کا نام ساتھ لیا کر۔

اس لئے کہ تو میری توحید کا آخری مبلّغِ اعظم ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام بھائیوں کے ساتھ عازمِ سفر:

اس لئے جب حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان کے...... اِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ ...... ہم تیرے بیٹے کو اپنا بھائی سمجھتے ہیں اور ہماری موجودگی کے اندر اسے بھیڑیا کھا جائے، ہم بھیڑیئے کا جبڑا نہ توڑ دیں۔ ابا جان...... اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا یَّرْتَعْ وَیَلْعَبْ ...... ذرا یوسف کو ہمارے ساتھ بھیج کر دیکھ، اگر آ کر ہماری محبت کا اظہار نہ کرے، یہ نہ کہے میں نے تو روز جایا کرنا ہے...... فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ ...... اللہ فرماتے ہیں کہ وعدہ اپنے والد کے ساتھ یہ کیا ہے کہ جا کر حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے کندھوں پر بٹھایا، پھر دو تین میل کے فاصلے پر کندھوں سے اتار کر کہا اب پیدل چلو،

یوسف علیہ السلام پیدل چلتا ہے، چھوٹی عمر والا۔ اتنی ابھی جوانی کوئی نہیں۔ تھوڑا سا آگے چلتے ہیں۔ تھک جاتے ہیں، پھر یوسف علیہ السلام فرماتے ہیں مجھے کندھوں پر نہیں سواری پر بٹھالیں۔ تو تو گیارہ ستاروں کی بات کرتا تھا۔ طعنہ دیا، کہتا تھا...... رَاَیۡتُ اَحَدَ عَشَرَ کَوۡکَبًا وَّ الشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ رَاَیۡتُهُمۡ لِیۡ سَاجِدِیۡنَ ......تو کہتا تھا کہ مجھے سجدہ کرتے ہیں چانداور سورج، اس چاند کو کہہ کہ مجھے بچائے۔ اسے کہہ کہ تیری مصیبت دور کرے۔ اب اباجان کو لا، تجھے تنہائیوں میں تیری مشکل کشائی اور حاجت روائی کریں۔

ہم تجھے گھوڑے پر بھی نہیں بٹھاتے
ہم سواری پر بھی نہیں بٹھاتے
ہم کندھوں پر بھی نہیں اٹھاتے

اسی طرح چلائیں گے نہیں نہیں بلکہ تپتی ہوئی زمین پر چلائیں گے۔ نہیں نہیں بلکہ سنگ ریزوں والی زمین پر چلائیں گے۔ ہم نکیلی زمین پر چلائیں گے۔ پاؤں زخمی ہوں گے، پھر تمہیں پتہ چلے گا، کہ تمہیں خواب آتے ہیں اور کس طرح نظر انداز کیا جاتا ہے۔

اللہ فرماتے ہیں......فَلَمَّا ذَهَبُوۡا بِهٖ ......لے کر چلے گے جو پیغمبر کی، حضرت یوسف علیہ السلام ......وَاَجۡمَعُوۡا عَلٰۤی......فرمایا اسی بات پر انہیں جا کر اجماع کرلیا، سب نے اس بات پر میٹنگ کر کے اتفاق کرلیا، کہ......اَنۡ يَّجۡعَلُوۡا فِیۡ غَيٰبَتِ الۡجُبِّ......اسے کسی ایسے کنوئیں میں پھینک دو، جس جگہ اندھیرا ہو، پتہ نہ چلے، بچھو ہوں، جانور موذی ہوں، اس کنوئیں میں ہوں۔ سانپ ہوں خود ہی ڈنگ مار مار کر مار دیں گے، نہ یعقوب نبی کو اس بات کا علم ہو، نہ کنوئیں میں گر کر یہ اپنی فریاد نبی تک پہنچا سکے۔ قرآن حکیم ہے لفظوں کے بعد تفصیل نہیں بیان کرتا، چھوٹے

چھوٹے لفظ......فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ ......فرمایا جب لے کر چلے گئے پھر......
وَاجْمَعُوْا ......سارے اس بات پر متفق ہو گئے، کس بات پر؟......اَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ......اندھے کنوئیں میں ڈال دیں۔

اب تو ترقی کا دور ہے، ہم سارے سائنس دان ہیں، اب اس طرح کے کنوئیں نہیں رہ گئے۔ تقسیم سے پہلے جو دیہات میں ہوتے تھے، دو کنوئیں، سارے گاؤں کی بچیاں اس سے پانی بھرتی تھیں اور بعض کنوئیں ایسے خطرناک ہوتے تھے ان کو لوگ بند کر دیتے تھے۔

کوئی ایسا کنواں تلاش کریں، ایسا کنواں ہو......غَيٰبَتِ الْجُبِّ ......جس طرح قبر میں جانے کے بعد بندے کا پتہ نہیں چلتا۔ اس طرح اس کنوئیں میں ڈالنے کے بعد یوسف علیہ السلام کا پتہ نہ چلے۔

بعض مفسرین فرماتے ہیں۔ انہوں نے پھر ایک کنواں ایسا تلاش کیا، کنوئیں میں پانی پھر سالوں کا جمع شدہ، ناقابل استعمال، اس میں ایسے جانور پیدا ہو گئے جو موذی تھے۔ سانپ، بچھو، پانی میں بعض چیزیں ایسی ہیں، جو میں ان کے نام بھی نہیں جانتا۔ ایسے جانور موذی، جو انسان کو کاٹ لیں کہ پانچ منٹ بھی زندہ نہیں رہ سکتا۔ یعنی پوری انہوں نے سازش کر لی کہ ایسے ماحول میں لے جاؤ جس ماحول کی ایک چیز بھی یوسف علیہ السلام کی حمایت نہ کرے۔

تھوڑا سا اس پر میرا ساتھ دیں۔ میرا ساتھ دینے کا معنی یہ نہیں کہ ہم جلوس نکالیں، تھوڑا سا غور کریں۔ سانپ ہوں۔ پانی کے موذی جانور ہوں۔ تھوڑا سا تصور کریں۔ راستے میں کسی جنگل میں کنواں ہو، اور خود کنوئیں کا نقشہ بھی اتنا بھیانک اور خطرناک ہو کہ اس کو ڈیزائن کرنے والوں نے اس کے کنارے خوبصورت نہ بنائے

ہوں تو کنوئیں کی جان ہوتی تھی۔اس کے کناروں سے، اس طرح لگے جیسے ندی ہو کنارے پر، وہاں پھینک دیں، وہاں یعقوب علیہ السلام کو کیسے پتہ چلنا ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام وہاں سے کس طرح زندہ سلامت واپس آ سکتا ہے۔ساتھ ہمارا نام نہیں لگے گا، کنوئیں میں گرے گا یا تو سانپ ڈنگ مارے گا وہیں مر جائے گا، پتہ ہی نہیں لگے گا یا......يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ......ایک نے کہا کہ یا اس طرح ہوگا کہ کوئی قافلہ بھولا ہوا اس راستے سے گزرے گا انہیں پانی کی ضرورت پڑے گی۔کنواں دیکھ کر وہاں آ جائے گا۔آگے ڈول ڈالیں گے۔یوسف چمٹ جائے گا۔ اسے لے کر چلے جائیں گے تب بھی ہماری جان چھوٹ جائے گی مر جائے تب جان چھوٹی کوئی لے کر چلا گیا تب جان چھوٹی۔پورا منصوبہ بنا کر......

کہاں یہ دین آسان ہے؟

علماء کرام، مفسرین فرماتے ہیں کہ ہاتھ باندھے پیر باندھے، تصور کرو ذرا، یہ دین کیا آسان ہے؟ دین کے پیچھے ایک لمبی تاریخ ہے۔استقلال وعزیمت، دکھوں اور صدموں کی ہمیں تو آسان گھر بیٹھے دین مل گیا ہے۔

چمڑیاں کسی کی گئیں
جسم کسی کے چیرے گئے
آنکھیں کسی کی گئیں
مکے کی گلیوں میں کسی کو گھسیٹا گیا
آرا کسی کے سر پر چلا
تختہ دار پر کوئی چڑھا

تو حلوے ہمیں ملے۔اس لئے ہمیں دین کی قدر نہیں۔اللہ تعالیٰ فرماتے

ہیں......وَمَا قَدَرُ اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ ......آپ کو اللہ کے دین کی اور اللہ کی قدر کوئی نہیں۔آپ کو گھر بیٹھے جنت جھولی میں پڑ گئی۔اس سے بڑی آپ پر اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی اور کیا ہو سکتی ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام اندھے کنوئیں میں:

اس لئے ہاتھ باندھے،تھوڑا سا تصور کریں۔یعقوب علیہ السلام کا یہ فرزند یہ بیٹا یوسف علیہ السلام سارے بھائیوں سے چھوٹا تھا۔بڑی عمر نہیں تھی۔چھوٹی تھی یہ نہیں کہ جوانی کو پہنچ گئے تھے۔نہیں، چھوٹی، چھوٹے بچے کو، ہاتھ باندھے لئے جائیں، پاؤں باندھے لئے جائیں، نبوت والے رخساروں پر تھپڑ مارے جائیں اور جب فریاد کرے تو اسے کہیں کہ

بلا اپنے والد کو
بلا اپنے ستاروں کو
بلا اس چاند کو
بلا سورج کو

تھوڑا سا تصور کرو، اس دکھی اور اس حالت کا، اس رنج اور کلفت کی زندگی کا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں...... فَلَمَّا ذَھَبُوْا بِہٖ اَجْمَعُوْا ......انہوں نے اجماع کر لیا، متفق ہو گئے، کس بات پر؟......اَنْ یَّجْعَلُوْہُ فِیْ غَیٰبَتِ الْجُبِّ ......قرآن کے الفاظ ہیں۔اس بات پر جب اتفاق کر کے یعقوب علیہ السلام کے بیٹے اپنے بھائی کو کنوئیں میں پھینکنے لگے تو کہا!

ذرا آپ میری آنکھوں کے سامنے کر رہے ہو، مہربانی کرو، والد صاحب کو

جا کر کیا جواب دو گے۔ یہ باتیں کر رہے ہیں۔ ساتھ کنوئیں کے منڈیر پر کھڑا کر کے ہاتھ پاؤں باندھ کر رسیوں کے ساتھ مفسرین فرماتے ہیں۔ جس طرح ڈول کو لٹکاتے ہیں۔ رسیاں ڈال کر یوسف علیہ السلام کو اسی طرح لٹکا رہے ہیں۔ سارے سہارے ٹوٹ گئے۔

نہ والد کا سہارا

نہ بھائیوں کا سہارا

جب سارے سہارے ٹوٹ گئے

یوسف علیہ السلام کنوئیں میں جانے لگے۔ اس وقت آہستہ سے پکارا یارب، اے اللہ! اے میرے پروردگار، یہ کیا ہونے لگا۔ اللہ بھی اللہ ہے۔ اب قرآن یہ نہیں کہتا کہ اللہ نے کہا ہو کہ فکر نہ کر میں ابھی بچاتا ہوں تجھے، یہ نہیں کہا......اَوْحَيْنَا اِلَيْهِ......میں نے وحی کی......اِلَيْهِ ...... یوسف کی طرف......لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا...... صبر کر، صبر کر، یعنی یہ نہیں کہا کہ میں واپس لاتا ہوں، یہ نہیں کہا، نہیں نہیں، تو جا امتحان دے، تو پرچہ حل کر، کنوئیں میں چلا جا......لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا ...... یہ جو کنوئیں پر کھڑے تجھے کنوئیں میں ڈال رہے ہیں کسی دن یہ گناہ گار بن کر ہاتھ جوڑ کر تیرے سامنے کھڑے ہوں گے اور تجھے میں تخت مصر پر بٹھاؤں گا...... لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا......ایک وقت آئے گا۔

بڑی عجیب بات ہے قرآن نے بتائی کہ بعض اوقات ظالم کا ظلم سہہ لیا کرو تاکہ آپ کو بھی کبھی موقع ملے کہ اب کیوں روتے ہو، کل تصویریں دیکھیں جب فرد جرم لگی دیکھیں؟

اللہ فرماتے ہیں، کنوئیں میں چلا، کبھی پھینکنے والوں کو تمہیں بھی کہنے کا موقع ملے گا، کنوئیں میں ڈالنے والو، پھینکنا تمہارا کام تھا۔ تخت مصر پر بٹھانا میرا کام ہے،

کیوں بھائی، یہ ہے قرآن۔

صداقت قرآن کی دلیل:

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ قرآن کی صداقت کی دلیل ہے کہ قرآن قیامت تک ہر باطل پر فٹ ہوکر اس کا اپریشن کرتا رہے گا۔ یہ قرآن کی صداقت کی دلیل ہے۔

فرمایا تو برداشت کر جا............

اِن کے ظلم کو

اِن کے ستم کو

اِن کی تعدی کو

اِن کے تشدد کو

اِن کے تکبر کو

برداشت کر جا...... لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا......ایک وقت آئے گا۔ان کو کہنا تم وہی ہو، یہ سمجھیں گے،لیکن یہ کہنے والا کون ہے جو ہمیں کہتا ہے تم وہی ہو، فرمایا تم تخت پر بیٹھے ہوگے یہ ملزم بن کر کٹہرے میں کھڑے ہوں گے۔

اب بھی نہیں سمجھے،تو قیامت کو سمجھو گے۔

علماء دین کے وارث:

۱۲۔اکتوبر سے پہلے ہم سنتے تھے مولویو تم پکڑے جاؤ گے،اللہ فرماتے ہیں کہ مولوی منبر پر پھر بولیں گے، پکڑنے والے خود پکڑے جائیں گے۔ان سے پوچھا جائے گا۔ان مولویوں سے نہ جھگڑو یہ نمائندے ہیں خدا ورسول کے، یہ جو ملاں ملاں کرتے ہو، یہ اللہ اور اس کے رسول کے دین کے نمائندے ہیں۔

صبر کی برکت سے:

لَتُنَبِّئَنَّهُمُ ......کیا جملہ ہے......بِاَمْرِهِمْ هٰذَا......کنوئیں میں جا رہے ہیں حضرت یوسف علیہ السلام، ظلم سہہ رہے ہیں، ستم سہہ رہے ہیں۔ اللہ فرما رہے ہیں، صبر کر، اللہ نے یہ نہیں کہا کہ نہیں، میں نہیں کنوئیں میں گرنے دوں گا۔ اللہ فرماتے ہیں کنوئیں میں جا، ستم برداشت کر، پرچہ دے، امتحان دے، فکر نہ کر ایک دن ہوگا، جب تو انہیں کہے گا کہ تم وہی ہو،

معلوم ہوا کہ اللہ حق والوں کو یہ موقع دیتا ہے، حق والے باطل کو کہتے ہیں کہ تم وہی ہو۔

سیرت پڑھ کر دیکھو، بدر میں صحابہ گئے، نبی کے ساتھ، فتح ہوگئی ستر بے ایمان کنوئیں میں ڈالے گئے قبر نہ ملی۔ جن میں ابوجہل بھی شامل ہے۔ گڑھے میں ڈال دیا گیا۔ ستر بے ایمان مرے ابوجہل سمیت، جا کر فرمانے لگے۔ اے گڑھے والو! اے ابوجہل اینڈ کمپنی، تم وہی ہو، جو کہتے تھے......

......أعلى هُبَلُ ......

لات اعلیٰ

عزیٰ اعلیٰ

تم وہی ہے، تم سے تمہارے معبدوں نے جو وعدہ کیا تھا، وہ پورا ہو گیا؟

میرے ساتھ میرے رب نے وعدہ کیا تھا......لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ......محبوب فکر نہ کر ان بھوکے ننگوں کو، میدان بدر میں لے جانا تیرا کام ہے، نبوت کے جھنڈے گاڑ کر اللہ کی عظمت کو بلند کرنا میرا کام ہے۔

اب فرمایا تم وہی ہو، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سوال کیا یا رسول اللہ ﷺ!

یہ سنتے ہیں، فرمایا یہ تم سے اس وقت زیادہ سنتے ہیں اب ان کو پتہ چلا ہے۔

لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا...... وَ هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ......تم جب ان سے پوچھو گے اچھا اچھا تم وہی ہو، تم تخت مصر پر ہو گے اور یہ ہاتھ باندھ کر روٹیاں مانگ رہے ہوں گے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا تھا یا اللہ، مدد آ گئی، پانی بھی گہرا، بہت اندھیرا، بہت دور جا کر، مفسرین فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو ہاتھ باندھ کر رسی کے ساتھ لٹکا رہے تھے، جب کنوئیں کے درمیان تک گئے رسی کاٹ دی، رسی کاٹی، تو اللہ فرماتے ہیں جبرائیل......لَبَّيْكَ يَا جَلِيْلُ......فرمایا چل جلدی چل، یوسف کے کنوئیں میں جانے سے پہلے پہلے اپنے نوری پر بچھا دے۔

افضل کون نور یا بشر؟

تا کہ فیصل آباد والوں کو پتہ چل جائے کہ نور افضل نہیں بشر افضل ہے۔ سبحان اللہ کہو۔ سبحان اللہ......فرمایا مسئلہ بھی سمجھو۔

تو مردِ میدان تو میر لشکر
نوری حضوری ہیں تیرے سپاہی
کچھ قدر تو نے اپنی نہ جانی
یہ کم نگاہی یہ بے سوادی
فرشتوں سے بہتر ہے انسان بننا
مگر اس میں ہوتی ہے محنت زیادہ

فرمایا جا! نوری پر یوسف کے جانے سے پہلے پہلے، محل بنا دے کنواں۔

اللہ قادر ہے:

اللہ میاں اندھیرا، فرمایا جو یونس کیلئے مچھلی کے پیٹ میں روشنی کرسکتا ہے، پتہ ہے آپ کو، لائٹیں چلا دین، بجلی چلادی، مچھلی کا پیٹ ہے، دریا کا اندھیرا ہے، رات کا اندھیرا، تین اندھیرے اکٹھے ہوگئے، یونس علیہ السلام روکر پکارتے ہیں...... لَآ اِلٰـهَ اِلَّآ اَنْـتَ سُبْـحَـانَكَ اِنِّـىْ كُـنْـتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ...... یااللہ تیرے سوااس اندھیرے میں میری فریاد کو سننے والا کوئی نہیں۔ اللہ فرماتے ہیں مچھلی یہ جو یونس میں نے تیرے پیٹ میں بھیجا ہے اس کی حفاظت کا انتظام کر، اس کی لائٹ کا انتظام کر، میں نے باہر سے لائٹ نہیں چلانی۔ مجھے رب کہتے ہیں، مجھے...... عَـلـىٰ كُـلِّ شَـىْءٍ قَـدِيْـر ...... کہتے ہیں میں بھی رب نہیں، اگر تیرے پیٹ میں روشنی کر کے اپنی توحید کا منظر نہ دکھاؤں۔

ادھر یوسف علیہ السلام کنوئیں میں جاتے ہیں......وَاَوْ حَيْـنَـا ...... جبرائیل پہلے پہنچ گیا۔ فرمایا موذی جانورو! یہ میرا نبی آ رہا ہے، یہاں بھی میں آپ کو کہوں گا کہ میرے ساتھ غوطہ لگاؤ، نبی آ رہا ہے، کنوئیں کا میل ختم، سانپ کا زہر ختم، نبی تو نبی ہوتا ہے۔ میں تو زہر کا اثر اس پر نہیں ہونے دیتا۔ خبردار...... اگر کسی موذی نے میرے نبی پر حملہ کیا، حاضر بیٹھے ہو؟ ہمیں مصر کا کنواں بتا رہا ہے کہ موذی کتنا بڑا کیوں نہ ہوجائے، نبی پر حملہ نہیں کرسکتا۔ مسئلہ نہیں سمجھے؟ نبی پر حملہ نہیں کرسکتا۔ موذی کی مجال کیا ہے۔ موذی نبی پر حملہ کرے۔ میں نے سنت اور سیرت مصطفیٰ ﷺ سے یہ جائزہ لیا ہے کہ موذی صرف نبی پر نہیں نبی کے صحابہ رضی اللہ عنہم پر بھی حملہ نہیں کرسکتا۔ موذی کی کیا مجال ہے کہ نبوت پر حملہ آور ہوں۔ نبوت کے یاروں پر حملہ آور ہوں۔

اللہ یہ جو زہر ہے کیوں نہ ختم کردیں۔اب اگر تم میرے ساتھ چلو،تو حضور ایک گھر میں دعوت کھا رہے ہیں اور دعوت والی عورت نے فیصلہ کیا کہ زہر ملا دوں۔

نہ قتل کرو

نہ حملہ کرو

نہ تیر مارو

نہ تلوار مارو

اس کی دعوت کرو اور زہر ڈال دو، زہر والا کھانا کھائے گا محمد ﷺ پھر ختم ہو جائے گا یا جو زہر ڈال رہی تھی اسے پتہ تھا یا پیدا کرنے والا ہے اسے پتہ تھا۔جب حضور ﷺ کھانے لگے۔تناول فرمانے لگے...... وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَا ...... لقمے سے آواز آئی مصطفیٰ ﷺ مجھے نہ کھانا میرے اندر زہر ہے۔ساری کائنات کو اللہ نے غلام بنا دیا میرے محبوب کا۔ساری کائنات کی......

زہر

موذی

اپنی ساری قوت صرف کرلیں، نبی کو ان کا کیا اثر ہے۔

فرمایا یوسف تو چل، کنوئیں نے تیری غلامی کرنی ہے، سانپ تیری غلامی کریں گے۔سب سے پہلے میں تیرے سب کے بڑے خادم جبرائیل کو وہاں بھیج رہا ہوں۔یہ تیرے قدموں تیرے اپنے نورانی پر بچھائے بیٹھا ہے۔ساری کائنات اچھی ہو جائے،لیکن میرے پیغمبر کی بشریت کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔

اَوْ حَيْنَا اِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا...... وَ هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ......ان کو پتہ ہی نہیں لگے گا، ایک وقت ایسا آئے گا، جب میرا نبی ان کو جھٹلائے گا، وہ تو پھینک کر گئے تھے کنوئیں کے اندر تا کہ یوسف علیہ السلام کا کچھ نہ رہے۔میں نے تو اس کنوئیں

کی اتنی عظمتیں اور بلندیاں بنا دیں، آج گول مسجد میں اس کنوئیں کا ذکر ہو رہا ہے......راتیں گزاریں، اس کنوئیں......فِیْ غَیٰبَتِ الْجُبِّ......اوفیصل آبادی۔

میرے ساتھ رہیں، میں تمہیں اس کنوئیں کی بجائے، آج اس غار میں لے جاؤں جس جگہ میرے مصطفیٰ ﷺ نے صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ چند راتیں گزاریں۔

نہ میرا رب اس غار کے تذکرے کو بھولا ہے
نہ اس کنوئیں کے تذکرے کو بھولا ہے

اگر تو حاضر ہو، تو میں اگلی اور بات بھی کروں گا یوسف کے کنوئیں میں ایک یوسف ہے، یا جبرائیل ہے اور غار ثور میں محمد مصطفیٰ ﷺ ہے یا صدیق رضی اللہ عنہ ہے۔

دیکھو! یہ کوئی بات نہیں ہے جو میں بیان کر رہا ہوں، یہ یوسف علیہ السلام کا وہ واقعہ ہے جو مولوی غلام رسول نے لکھا ہے۔ میں چھوٹا ہوتا یہی سنا تا تھا، لیکن یہ اب آپ کی دعا سے رب کی توفیق سے بیان کرتا ہوں یہ اپنے بزرگوں کے پاؤں کی خاک بننے کا نتیجہ ہے۔ یہ اللہ کا خاص فضل ہے۔

''من آنم کہ من دانم''

الحمدللہ میں نے اپنے اکابرین، علماء دیوبند کا تذکرہ کر کے ان کی عظمتوں کو چاردانگ عالم میں عام کیا۔ اب آج اللہ نے بھی سینہ کھول دیا۔

کنوئیں میں کون ہے؟

کنوئیں میں کون ہے، ذرا غور کرو، کتابی مسئلہ نہیں۔ ایک یوسف، سبحان اللہ کہو......سبحان اللہ......بات بھی سادی سمجھائی ہے۔ کنوئیں میں کون ہے؟

ایک یوسف، وہ بھی پیارا
اور ایک جبرائیل، وہ بھی پیارا

یوسف حسن کا پیکر

اور جبرائیل بھی حسن کا پیکر

حسن یوسف کا بھی کوئی مقابلہ نہیں اس کی آنکھ کو یعقوب نے دیکھا

اور جبرائیل کی آنکھ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کو دیکھا

یوسف نے اپنے والد کو دیکھا

اور جبرائیل نے سارے نبیوں کو دیکھا

سارے نبیوں کی زیارت کی

یہ کنوئیں کے یار ہیں اور صدیق و مصطفیٰ ﷺ غار کے یار ہیں۔ یوسف علیہ السلام نے دیکھا یعقوب کو اور صدیقؓ نے غار میں مصطفیٰ ﷺ کو دیکھا۔

دو یار دو رفاقتیں:

میں کہتا ہوں کہ ساری کائنات کا مطالعہ کرلو، ایسی دولت کسی کو ملی ہے؟ فرمایا صدیقؓ میرا دل کرتا ہے میں تھوڑا آرام کرلو، غار میں، بستر تو ہے کوئی نہیں، صدیق اکبرؓ اپنی جھولی میں سلاتے ہیں اور صدیق اکبرؓ اپنی جھولی میں تاجدار انبیاء کو دیکھتے ہیں۔

یوسف علیہ السلام نے یعقوب علیہ السلام کو دیکھا تو صدیقؓ کی جھولی میں نبوت آگئی۔ سارا کچھ حاصل کرلیا ہے اس پر میں کبھی تقریر کروں گا۔ پہلے کئی دفعہ کرچکا ہوں کہ صدیقؓ نبوت ﷺ کے رنگ میں اتنا رنگا گیا کہ جس دن نبوت صدیق کی جھولی میں آگئی تو اب کوئی یہ شور کرتا رہے کہ خلیفہ بلافصل علیؓ ہیں، خلیفہ بلافصل تو بعد کی بات ہے اس کی جھولی میں تو نبوت ﷺ پڑی ہے۔

......کنوئیں میں......

بھیڑیئے کی طاقت نہیں

سانپ کی طاقت نہیں

بچھوؤں کی طاقت نہیں

موذی جانوروں کی طاقت نہیں

کہ میرے یوسف پر حملہ کریں جبرائیل موجود ہے

غار میں طاقت نہیں ان سانپوں کی، کفار نبوت پر حملہ کرنے کیلئے نکلے، ان کی کیا جرأت ہے حملہ کرنے کی، کسی کی طاقت ہے کہ حملہ کرے۔ وہاں جبرائیل موجود تھا۔ یہاں صدیق ؓ موجود ہے۔

سب سے بہادر کون؟

اس لئے کسی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟ فرمایا ابوبکرؓ، پھر کہتا ہوں حضرت علیؓ سے کسی نے پوچھا سب سے زیادہ امت میں بہادر کون ہے، فرمایا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، اس نے کہا کہ دلیل کیا ہے؟ فرمایا سب سے بڑا معرکہ اسلام کے اندر بدر کا معرکہ ہے، یہ حضرت علیؓ نے دلیل دی، سب سے بڑا معرکہ بدر کا معرکہ ہے تو بدر والی رات خیمے پر صرف پہریدار صدیق ؓ کو بنایا ہے۔ یہ تو نبوت ﷺ کا اعتماد تھا۔

اس لئے پیارو، میں تو اپنی خطابت کی نظر سے کہتا ہوں، وہ کنواں اونچا ہو گیا جس میں یوسف علیہ السلام گئے، میں نبی تک پہنچا کر تقریر ختم کروں، اس کنوئیں کا مقابلہ کوئی نہیں، جس کنوئیں میں حضرت یوسف علیہ السلام گئے۔ اے کنوئیں اگر تو مجھے مل جائے میں تیرے پانی کو اپنے جسم پر ملوں، کیونکہ مجھے اس کنوئیں سے اونچا کوئی کنواں نظر

نہیں آتا، جس میں اللہ کا نبی، اللہ کا پیغمبر گرا ہے، وہ کنواں کہتا ہے قاسمی، مجھے بھی نہ بھولنا، میرے اندر یوسف علیہ السلام جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ آئے تھے اور اس غار کو بھی نہ بھولنا، جس غار میں کملی والا صدیق ؓ کے ساتھ آیا تھا۔

ہم سب کو اصلاح کی ضرورت ہے:

انشاء اللہ یہ تقاریر اگر میرے قابو آ گئیں، خطبات قاسمی میرا خیال ہے شائع کرنے کا، میں حضرت تھانویؒ کی آج کل ملفوظات پڑھ رہا ہوں، اس لئے کہ میری اصلاح ہو جائے، آپ کی نہیں، بندے پر ایک وقت ایسا آ جاتا ہے، وہ چاہتا ہے کہ اب مجھے اللہ اللہ کرنا چاہئے۔ میرا بھی دل چاہتا ہے کہ اب کسی خانقاہی نظام سے وابستہ ہو کر، میں بھی مرید ہوں، حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی ؒ کا، آپ نے تو دیکھے نہیں، اب مجھے خانقاہی نظام دور دور اندھیرا نظر آتا ہے۔ میرا دل ہے کہ میں خطبات میں سارا مطالعہ کر کے چھٹی جلد نکالوں، ان شاء اللہ، آپ دعا کریں۔

حضرت تھانویؒ کے میں ملفوظات پڑھتا ہوں اور ایسے لگتا ہے کہ انسان کو بازو سے پکڑ کر جنت میں لے جاتے ہیں۔ ایسے لگتا ہے اور یہ حکیم الامت تھے، وہ فرماتے ہیں کہ تین کتابیں ایسی ہیں کہتے ہیں کہ اللہ نے مجھے بڑا نوازا، لیکن یہ تین کتابیں قابو میں نہیں آتیں، حضرت تھانویؒ نے فرمایا۔

اللہ کی کتاب قرآن

دوسری بخاری شریف

تیسری مثنوی مولانا روم

فرماتے ہیں قابو نہیں آتیں، جو میں یہ باتیں بیان کر رہا ہوں، یہ کتابوں میں تو نہیں لکھیں......

آپ آج اس کا مطالعہ کریں اور چیز ہوگی

کل پڑھو گے اور چیز ہوگی

آج کوئی نقطہ اور ہوگا

کل کوئی نیا نقطہ نکل آئے گا

یہ قرآن کی تاثیر ہے

یہ قرآن کا اعجاز ہے

اس لئے اللہ نے قرآن کو عام کرنے کیلئے لمبے کالج اور سکولوں کی بات نہیں کی، فرمایا

غریبو

مسکینو

اپنے بچوں کو مدارس اور مساجد میں بھیجو، میں اتنا آسان کردوں گا کہ ایل ایل بی ہونا مشکل ہے، حافظ قرآن ہونا بڑا آسان ہے، بوڑھے کو کہہ کہ قرآن یاد کر نہیں ہوگا، مشکل ہوگا، بچہ چھوٹا سا، وہ فرفر یاد کرے گا۔

اس لئے میں کہتا ہوں کہ تھوڑا سا طالب علموں کو میں کہتا ہوں کہ مدارس شروع ہورہے ہیں۔ میں نے پختہ ارادہ کیا ہے کہ جامعہ قاسمیہ میں ہر سال ترجمہ اور تفسیر پڑھاؤں گا۔ ان شاء اللہ! اس دفعہ میں نے بہت سختی سے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ضرور یہ بات کرنی ہی کرنی ہے۔ طلباء کو کہوں گا قرآن پڑھنے کیلئے، ترجمہ وتفسیر جامعہ قاسمیہ میں داخلہ لو قرآن ہی بتائے گا یہ خیریں، ایسے ایسے موتی اور جواہرات، کسی اور کتاب میں نہیں ملتے۔ (ان شاء اللہ باقی اگلے جمعہ)

وَآخِرَ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حضرت یوسف علیہ السلام......خطبہ 5

خطبہ:

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی سَیِّدِالرُّسُلِ وَ خَاتَمِ الْاَنْبِیَآءِ وَ عَلٰی اٰلِہِ الْمُصْطَفٰی وَ اَصْحَابِہِ الْمُجْتَبٰی اَلَّذِیْنَ ھُمْ خَیْرُ الْخَلَائِقِ بَعْدَ الْاَنْبِیَآءِ ......

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ
ھُوَالْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُہٗ
لِکُلِّ حَوْلٍ مِّنَ الْاَحْوَالِ مُقْتَحِمٖ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ......وَجَآؤُوْا اَبَاھُمْ عِشَاءً یَّبْکُوْنَ...... قَالُوْا یٰٓاَبَانَا اِنَّا ذَھَبْنَا نَسْتَبِقُ وَ تَرَکْنَا یُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَکَلَہُ الذِّئْبُ وَمَا اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَ لَوْکُنَّا صٰدِقِیْنَ...... وَ جَاءُوْ عَلٰی قَمِیْصِہٖ بِدَمٍ کَذِبٍ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَکُمْ اَنْفُسُکُمْ اَمْرًا فَصَبْرٌ جَمِیْلٌ وَّ اللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ...... وَ جَآءَ تْ سَیَّارَۃٌ فَاَرْسَلُوْا وَارِدَھُمْ فَاَدْلٰی دَلْوَہٗ قَالَ یٰبُشْرٰی ھٰذَا غُلَامٌ وَّ اَسَرُّوْہُ بِضَاعَۃً وَّ اللّٰہُ عَلِیْمٌ بِمَا یَعْمَلُوْنَ......

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَا نَا الْعَظِیْم

گزشتہ سے پیوستہ:

پچھلے جمعہ حضرت یوسف علیہ السلام کی حیات طیبہ کا وہ ورق اور حصہ پیش کررہا تھا جب برادران یوسف نے ایک سوچے سمجھے پروگرام کے مطابق، اور ایک

منصوبے کے تحت حضرت یوسف علیہ السلام کو ایک اندھے کنوئیں کے اندر پھینک کر اپنی اس سازش کو بظاہر پایہ تکمیل تک پہنچادیا۔ کنوئیں میں حضرت یوسف علیہ السلام تین دن اور تین راتیں رہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان تفصیلات کو ذکر نہیں کیا جو تفصیلات حضرت یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں درپیش آئیں۔

مفسرین کے بقول وہ ایسے تلخ اور دل گداز واقعات ہیں کہ ان کو بیان کرنے کیلئے بھی ایک درد اور غم کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔

قرآن کا طرز:

قرآن کریم کی یہ عادت ہے، یا طرز ہے کہ صرف متن کے اندر ان باتوں کو پیش کرتا ہے جو عبرت کا باعث بنتی ہیں، جن سے سبق حاصل کیا جاسکتا ہے اور جو انسانی عظمت کو اجاگر کرتی ہیں اور اس کیلئے راہنمائی کا سامان مہیا کرتی ہیں۔

کنوئیں میں جو کیفیتیں طاری ہوئیں ان کا میں اجمالاً تذکرہ گزشتہ جمعہ کر چکا ہوں۔ تین راتیں یوسف کنوئیں میں رہے، تین راتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم غار میں رہے۔ کنوئیں کی تین راتیں تمہید بنی تخت مصر کی، غار کی تین راتیں تمہید بنی فتح مکہ کی، سلطنت مصر حضرت یوسف علیہ السلام کو تین راتیں کنوئیں میں کاٹنے کے بعد نصیب ہوئی اور سلطنت مدینہ حضور ﷺ کو غار میں گزارنے پر ملی۔

اس کی تفصیلات میں جمع کر کے انشاء اللہ خطبات میں دوں گا...... مکے والوں کو بتانا مقصود تھا۔ سورۃ یوسف کے ذریعے کہ آپ بے معنی کوشش کر رہے ہو، میرے محبوب کو مکے سے ہجرت کرنے پر مجبور کر کے بے معنی کوشش ہے تمہاری، اس کوشش کا نتیجہ تمہارے حق میں نہیں جائے گا۔ میرے مصطفیٰ ﷺ کے حق میں جائے گا۔

برادران یوسف علیہ السلام کی محنت:

برادران یوسف کو بھی بتایا کہ تم جو محنت کرر ہے ہو، یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں ڈالنے کی، اس کا نتیجہ تمہارے حق میں نہیں جائے گا بلکہ...... لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا......اس کا نتیجہ بھی یوسف کے حق میں جائے گا۔

یوسف علیہ السلام تین راتیں کنوئیں میں گزارتے ہیں۔ اللہ کی شان ہے، اللہ کسی وقت اپنا آپ انسان کو سمجھاتا ہے۔ بندہ نہ سمجھے تو اس کی اپنی مرضی ہے یا اس کی نالائقی ہے اور بندہ اکثر اپنی نالائقی کو اپنی ذہانت کے ساتھ تعبیر کرتا ہے کہ یہ سب میری وجہ سے ہوا ہے۔ اللہ فرماتے ہیں کہ تجھے یہ پتہ بھی ہے نالائق، تو کچھ سوچتا تھا اور ادھر ہم تیرے لئے کچھ کرتے ہیں۔

قافلہ جارہا ہے:

قافلہ اپنے راستے پر، اپنے راہ پر، منزل کی طرف چلا جارہا ہے، یعنی اس نے مصر کے علاقے میں اپنے کاروبار کیلئے جانا ہے اور......

اپنی منزل پر

اپنے راستے پر

اپنے روڈ پر سیدھا جارہا ہے

نہ قافلے والوں کو یہ پتہ کہ ہم کسی وقت بھول سکتے ہیں۔ نہ برادران یوسف علیہ السلام کو اس بات کا پتہ کہ کوئی قافلہ آ کر یہاں یوسف علیہ السلام کو کنوئیں سے نکال کر لے جاسکتا ہے۔ اسے کہتے ہیں قدرت خداوندی، ایک سیدھے راستے جانے والے قافلے کو بھلا کر اللہ تعالیٰ نے اُدھر بھیج دیا۔ جس راستے میں یہ کنواں آتا تھا۔ اندھا

کنواں، یہ حکمت خداوندی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے اور اللہ تعالیٰ ان حکمتوں کے ساتھ ہی ذات بالا کے، جو حکمتیں ہیں ان کا اظہار کرتا ہے۔

اب تو ترقی کا دور ہے ماشاء اللہ، ہمیں پانی کی قلت نہیں۔

پانی

برف

مشروبات

کھانے پینے کی اشیاء

روڈ پر اتنی ملتی ہیں کہ اتنی وافر ملتی ہیں، بڑے بڑے ہوٹل ہیں اور جو بیرون ممالک ہیں ان ممالک میں روڈ پر ایسے ایسے ہوٹل ہیں۔ مثلاً انگلینڈ میں، جس طرح ہمارا Inter Kantinental ہے اس طرز کے ہوٹل سڑکوں پر ہیں اس وقت یہ چیزیں نہیں تھیں۔ صدیاں پہلے، ایک قافلہ سیدھے راستے پر جا رہا ہے۔ مشکیزے بھر کر اپنے پاس رکھتے تھے۔ سامان سارا کھانے پینے کا اپنا نظام مرتب کر کے قافلوں والے چلتے تھے۔ اگر راستے میں کہیں پانی آ جاتا تھا تو ان کیلئے اس سے بہتر کوئی نعمت نہیں ہوتی تھی۔

قافلہ راستہ بھول گیا:

قافلہ بھول کر اس راستے چلا جا رہا ہے جس راستے میں حضرت یوسف علیہ السلام اس کنوئیں میں ہیں۔ بے بس، مظلوم، مسافر اور ابھی جوانی میں بھی قدم نہیں رکھا۔

بچپن

لاڈلہ

خوبصورت

والد سے جدا ہوا ہے بچہ، تین راتیں اس کنوئیں میں بہارستان بنا کر بیٹھا ہے، گلزار بنا ہوا ہے۔ کنوئیں پر پہنچ گئے۔ ادھر سٹاپ کر کے برادران یوسف کنوئیں میں ڈال کر خود، اپنے دوسرے نمبر پر تجویزیں کرنے لگ گئے کہ ہم نے واپس جانا ہے واپس جا کر والد کو کیا بتائیں گے انہیں کیسے مطمئن کریں گے۔ ان کے ساتھ کس انداز سے اس واقعہ کی ڈیلنگ کریں گے۔

برادران یوسف علیہ السلام رات کو واپس آ گئے:

چنانچہ قرآن حکیم ان کی زبان میں ان کا نقشہ کھینچا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے......
قَالُوْا یٰۤاَبَانَا ...... یہ اب اپنا خاکہ خود مرتب کر کے جاتے ہیں۔ قرآن مجید کہتا ہے......
وَجَاءُوْا اَبَاهُمْ عِشَاءً یَّبْكُوْنَ ...... جب رات ہو گئی دن گزر گیا۔ واقعہ دن کا ہے۔ جب کنوئیں میں ڈالا، یوسف علیہ السلام کو، چاہئے تو یہ تھا کہ واپس جا کر والد گرامی کو اس سانحے سے باخبر کرتے، لیکن انہوں نے دن کو، سورج کی روشنی میں جانا مناسب نہ سمجھا، کیونکہ آج بھی دنیا میں اصول ہے کہ آنکھ کی شرم روشنی میں زیادہ محسوس ہوتی ہے۔ اس واسطے جو لوگ، افسر آپ نے دیکھے ہوں گے، کالی عینکیں پہن کر بیٹھتے ہیں، ان کالی عینکوں کی وجہ یہی ہوتی ہے کہ سارا دن کام والے بندے ان کے پاس آ کر مجبور کرتے ہیں۔ اگر سامنے آنکھ سے آنکھ مل جائے تو پھر بندہ سچی بات کرنے سے تھوڑا سا حجاب کرتا ہے۔ کالا شیشہ سچی بات میں مانع کر دیتا ہے۔ جس طرح کالا شیشہ حجاب بن جاتا ہے۔ اسی طرح کالی رات بھی حجاب بن جاتی ہے۔

رات کے شر سے پناہ مانگنے کی تلقین:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں...... قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ......مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ

......جس وقت رات ہوجاتی ہے تو پھر......

بچھو بھی نکل آتے ہیں

سانپ بھی نکل آتے ہیں

اس لئے حدیث میں فرمایا گیا، اپنے بچوں کو کالی رات میں گھر سے باہر نہ جانے دیا کرو......اندھیرے میں آنکھ کی حیاء بھی ختم ہوجاتی ہے اور ظلم بھی پھیل جاتا ہے۔اندھیرے میں حیاء بھی کم ہوجاتی ہے۔شرافت بھی کم ہوجاتی ہے اور روشنی میں کسی کو دھوکہ آسانی سے نہیں دیا جاسکتا۔رات کو دھوکہ بھی جلدی دیا جاتا ہے، یہ بات مجھے سمجھانے کیلئے مثالیں دینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

رات ہوتی ہے تو سڑکوں پر چور بھی آجاتے ہیں

رات ہوتی ہے تو جرائم پیشہ بھی آجاتے ہیں

رات ہوتی ہے تو ڈاکو بھی آجاتے ہیں

روشنی میں اپنی غلط بات کو جلدی نہیں منوایا جاسکتا۔اس لئے برادران یوسف نے......جَاؤُ اَبَاهُمْ عِشَاءً......رات کا وقت انہوں نے حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس جانے کیلئے منتخب کیا، تاکہ ابا جان اندھیرے میں ہمارے چہرے کی جھوٹی کیفیتیں نہ پڑھ لیں......سمجھے ہو......قرآن پردے کھول دیتا ہے۔

قرآن کا ذوق:

قرآن کا ایک ذوق ہے۔قرآن اپنی بات کرتا ہے اپنے انداز میں، آپ مارے ہوئے ہیں کرکٹ میچ کے، یہ دیکھو ٹائم کیا ہوا ہے، کرکٹ میچ کا اثر ہے کہ نہیں......

ٹی وی دیکھیں

کرکٹ دیکھیں

یا جمعہ پڑھیں

بحث تو اس ملک میں یہ ہو رہی ہے کہ اس ملک میں جمعہ کی چھٹی ہونی چاہئے یا اتوار کی۔ میں کہتا ہوں، اس پر بحث ہونی چاہئے کہ چھٹی خواہ جمعہ کی ہو یا اتوار کی ہو، جمعہ پڑھنا ضروری ہے، اس طرف نہیں آتے۔

برادران یوسف علیہ السلام کی واپسی روتے ہوئے:

اللہ کا قرآن اپنا انداز سبحان اللہ فرمایا......جَآءُوْٓ اَبَاهُمْ ......آ گئے ابا جان کے پاس، کون سا وقت منتخب کیا......عشاء......عشاء کا لفظ جو ہے اگر میں اس کا ترجمہ نہ بھی کروں، تو اتنا ہی لفظ کافی ہے......

عشاء کے وقت

اندھیرے کے وقت

رات کے وقت

......یَبْكُوْنَ......

قرآن نے لفظ بولا......یَبْكُوْنَ......روتے ہوئے آئے۔

ہائے مر گئے

ہائے لوٹے گئے

ہائے ہمارے پاس کچھ نہیں رہا

جس طرح عورتیں بین کرتی ہیں۔ آپ کو تو پتہ ہے، لیکن آج کے نوجوان کو

میں نہیں سمجھا سکتا۔ مکان کسے کہتے ہیں؟ یہ تو بوڑھوں کو پتہ ہے۔ جب کوئی فوت ہوجاتا ہے۔ ہمارے پنجاب میں رواج ہیں۔ عورتیں تعزیت کیلئے دیہات میں آتی تھیں اکٹھی ہوکر، جس کے گھر میں میت ہوتی تھی۔ وہ گھر جب ایک فرلانگ دوررہ جاتا تو انہوں نے وہاں سے سر پر ہاتھ رکھ لینا۔

☆...... ہائے وے وزیر محمد، تو چلا گیا تو ہمیں حقہ کون رکھ کردے گا ایسے کرتے تھے......

☆...... ہائے وے پیو جب تو ہوتا تھا۔ ہمیں ضرورت ہی نہیں تھی کسی طرف جانے کی کہ ہمیں کہیں سے ٹھنڈا پانی لائیں تو......

خود ہی نلکے سے پانی لے آتا تھا

خود ہی جانوروں کا چارہ لے آتا تھا

اب کون جانوروں کیلئے چارہ لائے گا

یہ کون گدھوں کیلئے سامان لائے گا

یہ ایسی باتیں کرتی ہوئیں آتی ہیں، دور دراز سے آتی ہیں۔

اسی طرح چیختے ہوئے آوازیں لگاتے ہوئے آرہے ہیں...... جَاءُوْا اَبَاهُمْ عِشَاءً اَنْ یَّبْکُوْنَ ...... راستہ کے اندھیرے میں، شام غریباں مناتے آرہے ہیں، چودھویں صدی کی میں نے اصطلاح استعمال کرلی۔ شام غریباں، رورہے ہیں سارے، جلوس نکالا ہوا ہے۔

سارے چل کر قافلے اور جلوس کی شکل میں روتے آرہے ہیں

ماتم کرتے آئے رہے ہیں

آوازیں لگاتے آرہے ہیں

معلوم ہوا کہ رات کو جلوس نکال کر رات کے اندھیرے میں رو رو کر آوازیں

لگانا۔ یہ ہمارے دور کی ماشاء اللہ عادت نہیں۔ یہ یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کے دور کی عادت ہے کہ

افسوس کرنا

مارنا بھی خود

زندوں کو رونا

ماتم بھی خود ہی کرنا

افسانہ بھی خود بنانا

غلط کاری بھی خود بنانا

جلوس بھی خود ہی نکالنا

کنوئیں میں بھی خود ڈالنا

حضرت یوسفؑ پر ظلم بھی خود کرنا

اور جلوس بھی خود نکال کر شام غریباں بھی منانی

یہ کوئی نئے دور کی اصطلاح نہیں، یہ پرانے دور کی اصطلاح ہے۔ سمجھے ہو، لمبے مضمون کی ضرورت نہیں۔

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ قرآن کی خوبی ہے کہ اسے چودہ صدیاں بعد بھی پڑھو، یہ ہر باطل فرقے کی جڑیں کاٹتا ہے۔

جلوس بنا کر رونا

اندھیرے میں

افسانہ بنانا

بات کوئی ہو

کرنی کچھ

یہ نئی بات نہیں ہے پرانی بات ہے...... جَـاؤُ ا اَبَـاهُـمْ عِشَـاءً اَنْ یَّبْکُوْنَ ...... معلوم ہوا کہ یہ جو جھوٹا رونا ہے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ کوئی روتا ہوا وروہ سچا ہو، نہیں سمجھے نوجوانو! یہاں ہاتھ سر پر رکھ کر یَا اَمام، گھوڑے کو دیکھ کر رونا شروع کر دیا۔ یہ دُلدُل، میں تیرے پاؤں کی مٹی کو چوموں تو میرے سوار کو کہاں چھوڑ آئے ہو، رو رہے ہیں۔

اگر اللہ کا قرآن نہ ہوتا تو ہم نے سمجھنا تھا رونے والے سچے ہوتے ہیں۔ ہمیں تو لوگوں نے دلیلیں دے دے کر چپ کرانے کی کوشش کرنی تھی کہ مولوی صاحب یہ عشق یوسف علیہ السلام میں رو رہے ہیں......

نہ وہ عشق یوسف علیہ السلام پر رو رہے تھے

نہ وہ عشق حسین میں رو رہے تھے

انہوں نے بھی ڈرامہ رچایا تھا۔ ان لوگوں نے بھی ڈرامہ رچایا ہوا تھا۔ نہ وہ حقیقت نہ یہ حقیقت۔

جَـاءُ وْٓا اَبَـاهُمْ ...... دیکھو طالب علمو، قرآن اس لئے ہے کہ اس میں سے استنباط کریں، مسئلہ نکالیں، اگر کشتی اوپر اوپر چلاتے رہیں دریا پر۔

نہ مچھلیوں کا پتہ چلے

نہ موتیوں کا پتہ چلے

میرے پاس آؤ تو ایسی کشتی پر سوار کراؤں گا۔ قرآن والی پر کہ نیچے والے موتیوں کا بھی پتہ چلے گا، جواہرات کا بھی پتہ چلے گا۔ سبحان اللہ، خوشبو بھری شیشیاں آپ کو ملیں گی، ایسی ہی کشتی پر بیٹھا کنارے پر پہنچ جائے گا۔ کنارا تو مل جائے، گا لیکن موتیوں سے محروم رہے گا۔

ترجمہ وہ بھی پڑھنا ہے جو مدرسوں میں استاد تجھے پڑھاتے ہیں اور یہاں سے بھی ترجمہ پڑھ، مجھ سے بھی تفسیر سن، اللہ کے فضل وکرم سے تجھے پتہ چلے کہ قرآن کون کون سے جواہرات دیتا ہے۔ اسمیں غوطہ لگا، پتہ کر قرآن کیا کہتا ہے؟

جَـاءُوْٓا اَبَـاهُـمْ ......اپنے ابا جان کے پاس آئے......عشاء......رات کو، اندھیرے میں، کیا؟......یَبْکُوْنَ......

سارے روتے ہوئے

بین کرتے ہوئے

آوازیں لگا رہے ہیں

مارے گئے

لوٹے گئے

کچھ نہیں رہا

ہمارا پلہ خالی ہوگیا

برادران یوسف علیہ السلام کا جلوس:

یعقوب علیہ السلام نے شور سنا کہ عاشقوں کا جھرمٹ جلوس آرہا ہے۔ شور سنا باہر آ گئے......یَبْکُوْنَ......روتا دیکھ کر پوچھا کیا ہوا؟

بیٹو کیا ہوا تمہیں؟

کیوں روتے ہو؟

تمہارے اوپر کس نے حملہ کر دیا

یا تمہیں کسی نے نقصان پہنچایا

اب سارے بھی کہتے ہیں......یَـآ اَبَـانَا......ابا جان......اِنَّـا ذَهَبْـنَا......ہم آپ کے یہاں سے چلے گئے تھے، وہاں جا کر ہم نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے ساتھ رکھا۔ساتھ ساتھ کھلاتے پلاتے رہے۔جنگل میں جا کر ہم نے آپس میں فیصلہ کیا......

چلو ایک دوسرے سے دوڑ لگائیں

مقابلہ کریں

دوڑ لگائیں

اسلام کا مزاج:

اسلام اس پر کوئی پابندی نہیں لگاتا، ایسی کھیلیں جو دین کیلئے نقصان دِہ نہیں، اسلام ان پر کوئی پابندی نہیں لگاتا، ہم مولوی اتنے تنگ نظر نہیں کہ

تمہاری کرکٹ اسلام کے خلاف ہے

آپ کی ہاکی اسلام کے خلاف ہے

یا تمہاری گھوڑ دوڑ اسلام کے خلاف ہے

......یہ تنگ نظری ہم میں نہیں......

لیکن اگر تمہاری ان کھیلوں سے اسلام کے کسی مسئلے پر کوئی اثر پڑتا ہے، یہ ناجائز ہے، ہم کھلم کھلا کہیں گے۔اگر تمہاری کھیل کے ساتھ اسلام کا کوئی مسئلہ متاثر ہوتا ہے۔نماز کا وقت آتا ہے......

تم نماز نہیں پڑھتے

تم روزہ نہیں رکھتے

اور اللہ کے قرآن کی تلاوت کی بجائے تم

ٹیلی ویژن دیکھتے ہو

ریڈیو سنتے ہو

اسلام اس سے منع کرے گا۔ اسلام اس کی ممانعت کرے گا۔ اسلام کبھی نہیں منع کرتا کہ

......اپنی بچی کو......

اردو نہ پڑھاؤ

تاریخ نہ پڑھاؤ

قرآن نہ پڑھاؤ

حدیث نہ پڑھاؤ

حساب نہ پڑھاؤ

انگریزی نہ پڑھاؤ

جیومیٹری نہ پڑھاؤ

سکول میں نہ پڑھاؤ

......اسلام کبھی نہیں کہتا......

حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو دوسری زبانیں پڑھنے کی تلقین فرماتے تھے۔ لکھنے کی تلقین فرماتے تھے۔ اسلام ان سے نہیں روکتا۔

اگر ان باتوں کی وجہ سے مفاسد پیدا ہوتے ہیں۔ اسلام کے احکام ٹوٹتے ہیں۔ ان سے ہم منع کرتے ہیں۔ پھر کہتے ہیں دیکھ لو، مولوی صاحبان ہمیں تفریح سے روکتے ہیں۔ مولوی صاحب ہمیں جائز باتوں سے روکتے ہیں۔ ہم تو کبھی کسی جائز کام سے نہیں روکتے۔ ہماری طبیعت پر کیا اثر ہے۔ اگر نماز پر تمہاری کسی تفریح کا اثر پڑے

گا۔لڑکے بیٹ لے کرمیدان میں کھڑے ہوں۔کرکٹ کا میچ ہورہاہو،تو......

آپ جمعہ چھوڑدیں

آپ خطبہ چھوڑدیں

آپ مسجد میں آنا چھوڑدیں

اسلام اس کو ناجائز سمجھتا ہے۔اسلام اس کو غلط سمجھتا ہے اور آپ ناراض ہیں۔تب بھی ہم کہیں گے اگر آپ خوش ہوں،تب بھی ہم کہیں گے۔اسلام تفریح کا انکارنہیں کرتا،لیکن اگرتفریح کی وجہ سے اسلام کا کوئی مسئلہ متاثر ہوتا ہے،تو علماء اس کی یقیناً تردید کریں گے اوراس کی اصلاح کی کوشش کریں گے۔

قرآن حکیم کی اس آیت سے یہ بات سمجھ آتی ہے۔

برادران یوسف علیہ السلام کی کذب بیانی:

یَآ اَبَانَا ......ابا جان......اِنَّا ذَهَبْنَا......ہم یہاں سے چلے گئے تھےاور ہم نے جا کر فیصلہ کیا......نَسْتَبِقُ......مسابقت کریں۔دوڑنے میں دیکھیں کہ ایک دوسرے سے کون آگے بڑھتا ہے۔یہ حضور ﷺ کے زمانے میں بھی ہوتی تھی۔یہ جائز ہے۔بڑے صوفی نہ بنا کریں،صحابہؓ کوحضور ﷺ دیکھتے تھے دوڑ میں مسابقت کرتے تھے،کیونکہ جہاد میں کسی وقت دوڑ کر پہنچنا پڑتا،اس کی مشق ضروری ہے۔

شاید کسی کو پتہ نہ ہو،علماء کے سوا،آپ ﷺ جہاد میں جارہے تھے کہ حضور ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کوفرمایا۔بخاری شریف کا واقعہ ہے عائشہؓ نے عرض کیا کہ آج میں آپ کے ساتھ دوڑتی ہوں۔یہ حدیث کا واقعہ ہے۔اکیلے ہیں جنگل ہے،تنہا ہیں،مسابقت ہوئی۔

اسی طرح صحابہ کرامؓ تیر اندازی کرتے تھے،تو حضور ﷺ ان کوخوشی سے

اجازت دیتے تھے کیوں؟ یہ جہاد کی ایک ضرورت ہے۔

اسلام ان کے خلاف نہیں ہے

تَرَکْنَا یُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا ......ہم تو ایک دوسرے سے دوڑتے ہیں تو کپڑے یہاں رکھ دے......تَرَکْنَا یُوْسُفَ ......عِنْدَ مَتَاعِنَا ...... بھائی جان آپ یہاں بیٹھیں ہم مسابقت کر کے آتے ہیں، جو پھر آگے بڑھ گیا ہم میں سے نمبر لے گیا......تَرَکْنَا یُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا ......یوسف کو ہم نے اپنے سامان کے پاس بٹھا دیا، پھر؟ ہم دور چلے گئے، وہی جملہ جو یعقوب علیہ السلام نے فرمایا تھا...... اِنِّیْ لَیَحْزُنُنِیْ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ ......تم اسے لے جاؤ گے تو مجھے خطرہ ہے...... لَّا کَلَهُ الذِّئْبُ ......اسے کہیں بھیڑیا نہ کھا جائے۔ یہ جملہ انہوں نے اپنے ذہن میں پکا لیا اور یہی بنا کر اسے بیان کرنے لگ گئے کہ ہم......ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَ تَرَکْنَا یُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا......بھیڑیا آ گیا اس نے دیکھا کہ یوسف علیہ السلام اکیلا بیٹھا ہوا ہے...... اَکَلَهُ الذِّئْبُ ......بھیڑیا چیر پھاڑ کر یوسف علیہ السلام کو کھا گیا۔

میں نے وہ سخت بات نہیں کرنی، بات آپ کو سمجھانی ہے اور سمجھانی ضرور ہے۔ جب وہ کہہ رہے ہیں کہ بھیڑیا کھا گیا کہہ بھی وہ یعقوب نبی کے سامنے ہیں۔ نبی کے سامنے،......

پلنے والے وہاں کے
رہنے والے وہاں کے
کھانے والے وہاں کے
پینے والے وہاں کے

ان سے کوئی پوچھے کہ آپ کا والد تو حاضر ناظر ہے۔ یہ تو عالم الغیب ہے، یہ

اس طرح کی آپ اس کے سامنے بات کرتے ہو، یہ تو اُسے پتہ چل جائے گا۔

غلط نظریات کی اشاعت:

فیصل آباد میں تو لوگ کہتے ہیں کہ قبر پر جانور بیٹھا ہو تو قبر والے کو پتہ چل جاتا ہے کہ چڑی یا چڑا ہے۔ اب قبر والے کی یہی ڈیوٹی رہ گئی ہے کہ وہ یہ پتہ کرتا رہے کہ چڑا بیٹھا ہے کہ چڑی۔

ہمارے نزدیک وہ بن گیا جو ہمارے ذہن کا غماز ہو۔ انہوں نے یہ بات اس لئے بنائی تھی، وہ گھر میں رہنے والے تھے۔ انہوں نے یہ بھانپ لیا تھا کہ جو یہ سازش کر کے یعقوب نبی کے سامنے بیان کرنے لگیں ہیں۔ اسے کون سا پتہ چلنا ہے۔ والد محترم کو، یہ ایک ڈھکوسلہ ہے۔

برادران یوسف علیہ السلام کی دلیل:

فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ ......بھیڑیا کھا گیا۔ قرآن پر بھی قربان جائیں، آگے فوراً یعقوب علیہ السلام نہیں بولے، خود ہی بول پڑے......وَمَا اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَ لَوْ كُنَّا صَادِقِيْنَ ......ابا جان بات یہ ہے، اگر ہم ساری کائنات کی سچائی لاکر، سر پر رکھ کر قسمیں کھا کر آپ کو بیان کریں۔ آپ نے ماننا ہی نہیں، آپ کے ساتھ یعقوب علیہ السلام نے بات کی کہ میں نہیں مانتا؟ ابھی بات ہوئی نہیں۔ خود ہی شروع ہو گئے...... وَمَا اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا ......جو بندہ جھوٹا ہو، ابھی آپ اسے کہیں بھی نہ کہ تم جھوٹ بول رہے ہو۔ غلط بیان کرتے ہو۔ پہلے ہی اس طرح کی باتیں کرنے لگ جائے گا۔ جس سے اس کی گفتگو مکمل ہو جائے گی۔ مشکوک ہو جائے گی۔ پتہ ہی نہیں چلے گا کہ یہ کیا کہنا چاہتا ہے......وَمَا اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا ......ہم جتنا مرضی کہتے رہیں، آپ نے

یقین ہی نہیں کرنا۔ کیوں یقین نہیں کرنا۔تم سیدھی بات کرو، کیوں یقین نہیں کرنا۔تم سچی بات کرو، بندہ خود ہی یقین کرے گا۔ کیوں یقین نہیں کرے گا۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا

زیادہ شور نہ کرو

ہنگامہ نہ کرو

آنسوں نہ بہاؤ

ایسے آنسو نہ بہاؤ

ایسے میرے سامنے شور نہ کرو

لاؤ تمہارے پاس کوئی دلیل ہے کہ بھیڑیا حضرت یوسف علیہ السلام کو کھا گیا ہے؟ دلیل ہے تو دو، دلیل سے بات کرو۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے میدان خالی نہیں چھوڑا۔

غم کے باوجود

تکلیف کے باوجود

صدمے کے باوجود

دل ریزہ ریزہ ہو گیا تھا اس کے باوجود

بلکہ تورات میں لکھا ہے کہ جب یعقوب علیہ السلام کو انہوں نے کہا کہ یوسف علیہ السلام کو بھیڑیا کھا گیا۔ پیغمبر غش کھا کر زمین پر گر گئے۔ بچے کی بات تھی، بیٹا بھی وہ جس میں......اَحَبُّ اِلٰیٓ اَبِیْنَا ......اس طرح کا بیٹا مائیں کم جنتی ہیں، جو بیٹا اللہ نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو دیا تھا۔ جب پتہ چلا کہ بیٹا نہیں آیا تو غش کھا کر گر گئے۔

لیکن صاحبِ حوصلہ لوگ جو ہوتے ہیں۔ وہ لوگ نہ ہوں، بلکہ نبی ہوں، وہ حوصلے سے...... وقار سے صدمے کو بھی برداشت کرتے ہیں۔ فرمایا ٹھیک ہے تمہارا یہ کیس ہے، تمہارا یہ مقدمہ ہے کہ یوسف علیہ السلام کو بھیڑیا کھا گیا۔ دلیل لاؤ؟ انہوں نے کہا، یہ ہے دلیل۔

وَجَآءُوْا عَلٰی قَمِیْصِهٖ ......لاؤ دلیل دو؟ وہ بھاگا ہوا آیا، اس نے کُرتا نکالا ایک بھائی نے...... قَمِیْصِهٖ...... حضرت یوسف علیہ السلام کا کرتا......بِدَمٍ کَذِبٍ ...... کُرتا نکال کر لے آئے۔ یہ ہمارے پاس دلیل ہے۔ فرمایا کیا دلیل ہے؟ ابا جان سارا کرتا دیکھیں خون کے ساتھ رنگین ہے۔

یہاں بھی مفسرین نے ایک بات لکھی ہے جس کو بیان کرنے پر بھی کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ مفسرین فرماتے ہیں کہ جب یعقوب علیہ السلام نے یوسف کا کرتا دیکھا، جو کائنات میں سب سے زیادہ عزیز یوسف کو سمجھتا تھا۔ کرتا سامنے آیا۔ غش کھا کر اللہ کا نبی زمین پر گر گیا۔ بے ہوش ہو گئے۔

اور یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے جو سمجھ میں نہ آئے۔ جن ماؤں کے بیٹے گم ہو جائیں۔ جس والد کا بیٹا، گم ہو جائے۔ اسے کوئی اس کے کپڑے دے، تو بیٹا تو دنیا سے گیا یہ اس کا کرتا موجود ہے، کوئی ماں، کوئی والد بیٹے کا لباس دیکھ کر اپنے ہوش و حواس قائم رکھے، غم اور صدمے میں بے ہوش نہ ہو جائے۔ یہ نظامِ قدرت کے خلاف ہے۔

صبر بلندیٔ درجات ہے:

صحابہؓ نے حضور ﷺ سے پوچھا ابراہیم کی وفات پر، یا رسول اللہ...... اَنْتَ ......آپ روتے ہیں؟......اِنَّ بِفِرَاقِكَ يَا اِبْرَاهِيْمُ لَمَحْزُوْنُوْنَ ......فرمایا میرا

بیٹا ہے، میرا دل ہے، والد کا دل بیٹے کی وفات پر محزون ہو جاتا ہے۔ مغموم ہو جاتا ہے۔ یہ غمِ ابراہیم کے آنسو ہیں جو محمد ﷺ کی آنکھوں سے بہہ رہے ہیں۔

اور یہاں یوسف اللہ اکبر، کرتا سامنے آیا، بے ہوش ہو گئے، محفلمیں سناٹا چھا گیا، ہوش آیا، پھر پوچھا، تو کہا کہ یوسف علیہ السلام کو بھیڑیا کھا گیا۔

ادھر ایک پیغمبر چھری کے نیچے ہے اور ایک پیغمبر چھری چلا رہا ہے، فرمانے لگے بیٹا کوئی پیغام، عرض کیا ابا جان اور کوئی پیغام نہیں، جب گلے پر چھری چلے، خون کے فوارے میرے کُرتے پر پڑیں، یہ کُرتا میری والدہ کو جا کر پیش کر دینا۔ اندازہ کرو، اس وقت غم واندوہ کی کیفیت ہاجرہ پر کیا ہوگی۔

ہم بھی اولاد والے ہیں، ہم بھی بچوں والے ہیں، وہ کُرتا۔ نبوت کے ساتھ، یوسف کے خون کے ساتھ، رنگین ہو، یعقوب علیہ السلام ہوں اور وہ کچھ نہ کر سکے۔ اس کُرتے کو چوما اور اپنے چہرے پر ڈال لیا۔

مفسرین فرماتے ہیں کہ چہرے پر آنکھوں میں جھڑیاں آنسوؤں کی لگ گئیں۔ کُرتا ساتھ تھا لپٹا ہوا۔ اس سے خون کے اوپر نبی کے آنسو گرے ہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی داڑھی پر قطرے گرتے رہے۔ داڑھی رنگین ہوگئی اور اسی غم میں فرمانے لگے، بیٹا، تم نے میرے یوسف علیہ السلام کا کُرتا پیش کیا ہے۔ تم نے اس کُرتے کو میرے سامنے پیش کیا، تم تو سچ نہیں بولے، میرے بیٹے کا کُرتا بول رہا ہے۔

توجہ فرماؤ! تم نہیں بولے، تمہیں جرأت نہیں ہوئی۔ تمہیں ہمت نہیں ہوئی۔ تمہیں صداقت کے اظہار کی ہمت اور ولولہ کی دل کے اندر کیفیت پیدا نہیں ہوئی۔ تم نہیں بولے، میرے یوسف کا کُرتا بول رہا ہے، کرتا کیا کہتا ہے، کُرتا یہ کہہ رہا ہے، یوسف کا کُرتا، میرے بیٹو، وہ بھیڑیا تھا وہ بھائی نہیں تھا۔

میں سمجھتا ہوں کہ ساری تقریر ایک طرف ہو، یہی جملہ کافی ہے کہ بیٹو یہ کُرتا کہہ رہا ہے کہ بھیڑیا اور چیز ہوتی ہے، بھائی اور چیز ہوتے ہیں، یہ بھائیوں کی مجال تھی کہ انہوں نے یوسف علیہ السلام کے خلاف سازش کی، جنگل کے بھیڑیئے اللہ کے نبی کے خلاف سازش نہیں کر سکتے۔

جانور بھی انبیاء کا حیاء کرتے ہیں:

خدا کی قسم......اگر جمعہ کا وقت کم نہ ہو، تو میں اسی نقطے پر بیٹھا پورا جمعہ کا ایک خطبہ دوں کہ موذی جانور اللہ کے نبیوں سے حیا کرتے ہیں۔

انسانوں کو نبیوں سے حیاء نہیں، آدم علیہ السلام کی اولاد کو نبیوں سے حیاء نہیں۔قریش کو نبیوں سے حیاء نہیں۔ بڑے بڑے مدبروں اور فلسفیوں کو اور فلاسفروں کو نبیوں سے حیاء نہیں۔اے میرے پیارو......جنگل کے جانور نبیوں کا حیاء کرتے ہیں۔

اس بات کو سمجھنے کی کوشش کرو۔فرمایا بیٹا، یہ بھیڑیئے کا کام نہیں، یہ بھائیوں کا کام ہے۔اس لئے فرمایا کہ بھائی اور چیز ہوتے ہیں یہ جو برادری لئے پھرتا ہے قسم ہے اللہ کی۔

خون کی دشمن
عزت کی دشمن
وقار کی دشمن
نام کی دشمن
مجال ہے کہ اپنی برادری کے کسی کو
اچھا کھاتا دیکھ سکیں

اچھا پہنتا دیکھ سکیں
اچھا مکان دیکھ سکیں
اچھا کاروبار دیکھ سکیں

برادری اور لوگوں میں یہ مکے والوں کو صرف حضور ﷺ کے ساتھ یہی مخاصمت تھی کہ مکے والے کہتے تھے......مِنْ قَرْيَتِنَا...... یہ ہمارے گاؤں سے ہو کر کہتا ہے کہ میں رسول اللہ ہوں۔ میں اللہ کا رسول ہوں۔ یہ ہمارے پاس رہنے والا، ہماری بستی میں رہنے والا، ہمارے محلے میں رہنے والا۔ اس پر اللہ کے نبی نے، اللہ نے اس پر نبوت کا تاج کیسے رکھ دیا۔

او غلام آباد کے مسلمانو! یہ برادری بہت بڑے فتنے پیدا کرتی ہیں۔ اس لئے اللہ کے نبی نے فرمایا، اے یوسف کا کرتا پیش کرنے والو، یہ جانوروں کا کام نہیں۔ سمجھو بات کو، یہ موذی کا کام نہیں۔ میرے بیٹے کے کُرتے پر خون کے چھینٹے، یہ موذی جانور نہیں، چھینک سکتا، پھر اگلی بات کہوں، میرے بیٹے کو رسی کے ساتھ کوئی جانور نہیں باندھ سکتا۔

اگلی بات کہوں میرے بیٹے کو جنگل میں لے جا کر اس کے نبوت والے رخسار پر کوئی جانور طمانچے نہیں مار سکتا۔ مکھی کی کیا مجال ہے کہ میرے نبی کے جسم پر بیٹھ جائے۔

اس مکھی کو کسی نے پوچھا کہ اے مکھی محمد ﷺ کے جسم پر کیوں نہیں بیٹھی، مکھی نے کہا کہ میرے اوپر پابندی ہے۔ میں محمد ﷺ کے نبوت والے جسم پر نہیں بیٹھ سکتی۔

ان جانوروں کی کیا مجال ہے کہ یہ جا کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تنگ کریں۔ یہ جانور تھا جو نمرود کے ناک میں داخل ہو گیا...... یہ جانور کہ جو نبی کو دکھ دے، نبی کو تکلیف دے......فرمایا! میرے تصور سے یہ بات باہر ہے...... سُبْحَانَ اللّٰهِ

الْعَظِیْم......

مسئلہ حل ہوگیا، ساری تاریخ حل ہوگئی، بھیڑیئے کی کیا مجال ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے جسم پر حملہ کرے۔ سانپ کی کیا مجال ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کریں۔

عجیب نقطہ:

بعض سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ جو سانپ غار میں آیا تھا۔ حضور ﷺ سے حیا کر......وہ تو زیارت کیلئے آیا تھا۔ راہ مانگتا تھا۔ صدیق رضی اللہ عنہ نے راہ نہیں دیا، نہیں سمجھے؟ راہ نہیں دیا تو اس نے صدیق کو ڈنگ مارا۔ معلوم ہوا کہ موذی صدیق رضی اللہ عنہ کو ڈنگ مار سکتا ہے، نبی کو نہیں ڈنگ مار سکتا۔ موذیوں کا یہ کام ہی نہیں ہے اللہ کے فضل سے، صدیق رضی اللہ عنہ کو ڈنگ مارا۔

یارانِ رسول ﷺ کا حیاء:

جانور کی کیا مجال کہ نبی پر حملہ کرے، صحابی سے پوچھا کہ کوئی راستے کی بات سنا۔ اس نے کہا کہ حضور ﷺ کیا سناؤں راستے میں شیر آیا تھا تو اس نے آواز لگا کر دھاڑ کر میرے اوپر حملہ کرنے کی کوشش کی، فرمایا پھر، حضور ﷺ جب میں نے دیکھا کہ مجھے کھانے لگا ہے، میں نے دور سے ہی آواز دی......اَنَـــا غَلَامٌ رَسُـــوْلِ اللّٰه......"میں رسول اللہ ﷺ کا غلام ہوں"...... پیچھے ہٹ گیا۔ شیر پیچھے ہٹ گیا۔ شیر کی مجال کیا کہ میرے مصطفیٰ ﷺ کے غلاموں پر حملہ آور ہو۔

چوری پکڑی گئی:

اگر شیر حضور ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم پر حملہ نہیں کرتا تو بھیڑیا یوسف پر حملہ کیسے

کرے۔فرمایا بات سنو، میرے ساتھ یہ چالاکی، چالبازیاں نہ کرو، اس طرح کا شیر سمجھ دار، کون سامل گیا تھا۔ پروفیسر ہی لگتا ہے مجھے وہ شیر، بھیڑیا، کوئی فلسفی معلوم ہوتا ہے۔کوئی اقبال لگتا ہے۔کوئی وکیل ہی لگتا ہے، بار ایسوسی ایشن لاہور کا، کوئی وکیل ہوگا جو میرے بیٹے پر حملہ کر کے اس کی بوٹیاں بھی کر گیا۔کُرتے کو بھی کچھ نہیں کہا۔اسے خون لگا کر تمہارے کر حوالے گیا ہے۔

جب جسم پر حملہ کرتے ہے تو جسم کو پھاڑتا۔کُرتا سالم ہے۔اوپر خون لگا ہوا ہے۔یوسف کو کھا گیا......اَکَلَ......تم کہتے ہو، مجھے تو، حضرت یعقوب علیہ السلام نے فوراً فرمایا......بَلْ سَوَّلَتْ لَکُمْ اَنْفُسُکُمْ اَمْرًا......یہ بات بتاتی ہے کہ یہ ساری بے ایمانی تمہاری ہے۔یہ سارا قصہ تم نے بنایا ہے......سَوَّلَتْ لَکُمْ اَنْفُسُکُمْ اَمْرًا...... یہ سارا تمہارا کیا دھرا ہے۔

لو جی چوری تو گئی پکڑی، اب ذرا تھوڑا سا درود پڑھ کر میری طرف آؤ...... آؤ اب میری طرف......

اب اللہ نے فرمایا کہ اب تمہارا اگلا پرچہ ہے۔اب میں نے دیکھنا ہے کہ تم کیا کرتے ہو،

اتنا غم

اتنا دکھ

اتنا صدمہ

اتنا اضطراب

اب میں دیکھوں گا

کپڑے پھاڑتا ہے

دامن چاک کرتا ہے

بال نوچتا ہے

خاک ڈالتا ہے

بے صبری کا مظاہرہ کرتا ہے

اب تیرا پرچہ ہے، اب میں نے دیکھنا ہے، عاشق کون ہے اور فاسق کون ہے؟

ماتم جائز ہوتا تو......

فیصل آبادی سن بات کو، اگر غم یوسف علیہ السلام میں یعقوب علیہ السلام کیلئے جائز ہے

بال نوچنے

سر پیٹنا

ماتم کرنا

واہ ویلا کرنا

جزع فزع کرنا

......تو......

پھر مکے میں بھی کر

پھر مدینے میں بھی کر

پھر کراچی میں بھی کر

پھر تو لاہور میں بھی کر

پھر نشتر پارک میں بھی کر

پھر ریل بازار میں بھی کر

پھر موچی دروازے میں بھی کر

اللہ فرماتے ہیں! یوسف جیسا بیٹا ماں نہیں جنتی، یعقوب جیسا باپ پھر کائنات میں پیدا نہیں ہونا۔اس طرح کا صدمہ بھی کسی کے گھر میں کبھی کبھی ہونا ہے، لیکن!

فیصل آبادی...... پتہ ہے پھر میرے پیغمبر نے کیا کیا؟ دو باتیں کیں، پہلی بات......فَصَبْرٌ جَمِيلٌ ...... یہ ہے قرآن، اللہ کا واسطہ میرے ساتھیو! قرآن پڑھو......فَصَبْرٌ جَمِيلٌ ......صبر، صبر کا لفظ آپ ہمیشہ سنتے ہیں۔

صبر کے عربی میں کئی معنی ہیں۔ایک ہی معنی نہیں۔اگر ایک بندہ مکے مار دے تو کہو کہ میں صبر کرتا ہوں یہ معنی نہیں۔

علماء رسول ﷺ کے نمائندے:

جس طرح اب جنرل پرویز مشرف نے کہا ہے کہ میں اس طرح کا صبر نہیں کروں گا کہ ایک کوئی طمانچہ مارے تو دوسرا رخسار آگے کر دوں۔ میں دانت نکال دوں گا۔

تمہارے اپنے خیال ہوں گے۔میرا خیال یہ ہے کہ یہ ججوں کے ساتھ جو ہوا ٹھیک ہوا۔سجاد علی شاہ کو انہوں نے فارغ کیا تھا۔اس پر تمہیں کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ جب چڑھائی کی تھی سپریم کورٹ پر، اس وقت کسی کو تکلیف نہ ہوئی کہ عدلیہ کی عصمت دری ہوگئی، کیا عصمت دری اور کیا عدلیہ۔

جنرل ضیاء الحق کے دور میں ان تمام ججوں نے حلف اٹھائے تھے، اب اس میں کیسے عصمت دری ہوگئی ہے، ٹھیک کیا۔

جنہوں نے سپاہ صحابہ کے سترہ نوجوان شہید کر کے ان کی آنکھیں نکال کر ماؤں کو لاشیں دی ہیں، ان کے ساتھ ایسا ہوتا رہے، جنہوں نے پاکستان میں ظلم کی حد کردی، جنہوں کے ظلم کے ساتھ علماء کے جسموں پر ستر ستر زخم بموں کے ہوں، علماء شہید ہو گئے، جن کے قاتل اب تک نہیں پکڑے گئے، ان کے ساتھ یہ ہونا چاہئے یہ انصاف ہے، یہی فطرت ہے۔

میں کسی جمہوریت کو نہیں مانتا، اگر جمہوریت کا معنی یہی ہے کہ یہ جائے اور پچھلے آئیں، ہم اس طرح کی کسی جمہوریت کو نہیں مانتے، ہمیں تو حکومت ملی نہیں، یہ ہمارے پاس منبر ہے، اللہ کے فضل کے، سارے ہمیں مارنے والے گئے۔

ایوب نے مجھے پکڑا وہ گیا

یحییٰ نے پکڑا وہ گیا

بھٹو نے پکڑا وہ گیا

ماشاءاللہ

نواز شریف برادران نے پکڑا وہ گئے

خس کم جہاں پاک...... پکڑ کر اندر، اور ہم باہر، جمہوریت اسی کا نام ہے، کتنوں نے حلف اٹھایا زیادہ نے کے کم نے؟ زور سے، (کم نے) جمہوریت کسے کہتے ہیں۔ ہم بھی تنگ ہیں۔ ہماری تم مانتے نہیں۔ ہماری کون مانے؟ نہ مانو، ہمیں ضرورت بھی کوئی نہیں، خدا کی قسم جو یہ بادشاہی ہے۔ اس طرح کی بادشاہی کہیں سے ملتی ہی نہیں۔

اللہ والوں کی بادشاہی:

ایک اللہ والے کے ہاتھ ایک ہی غلام تھا۔ مرید کو کہنے لگا کہ یار اس کی

جوئیں نکال، اگر کوئی ملنے والا آئے، تو کہہ دینا کہ حضرت صاحب فارغ نہیں تو جوئیں نکال، یہ جوؤں والا دور ہم نے بھی دیکھا ہے۔تم تو صاف ستھرے ہو، ہم صاف ستھرے تھے، لیکن جوئیں اس دور میں بھی پڑ جاتی تھیں، نہ ہمیں یہ کوٹ ملتے تھے نہ واسکٹ ملتی تھی، جامع مسجد میں پڑھتا تھا۔ایک کپڑا ہوتا تھا اور ایک نیچے ہوتا تھا۔اس طرح کا دور تم نے دیکھا ہے پرانا، جوئیں ہو جاتی ہیں۔اس نے کہا کہ جوئیں نکال کوئی ملنے آ جائے، باہر بٹھانا، بادشاہ آ گیا، اس وقت بادشاہ بھی اچھے تھے، وہ بھی فقیروں کے پاس جاتے تھے۔درویشوں کے پاس، اس نے دروازہ کھٹکٹایا، خلیفے نے حضرت صاحب سے کہا کہ کیا بات ہے، دوڑتا ہوا اندر آیا، کہا بادشاہ آ گیا تو فرمانے لگے کہ میں نے سمجھا کہ کوئی بڑی جوں پکڑ لی گئی ہے، تمہاری بادشاہت کیا ہے، ہم خود بادشاہ ہیں۔

یہ گول مسجد خود دارالامراء ہے، دارالسلطنت ہے، ہم جتنے بھی غریب بیٹھے ہیں، ہمیں کوئی فکر ہے؟ یہ بڑے بڑے دستاروں والے جمعہ چھوڑ گئے، غریبو تم نے نہیں چھوڑا، ان شاء اللہ، اللہ کا فضل بھی تم پر ہوگا۔

صبر جمیل کیا ہے؟

میرے دوستو! قرآن قرآن ہے میں آپ کو یہ بات سمجھا رہا تھا کہ اللہ نے فرمایا میرے یعقوب علیہ السلام اب میں نے دیکھنا کہ کام کیا کرنے لگے ہو، اب کیا ہوگا۔اتنا غم اور اتنا صدمہ، جس طرح آپ سن چکے ہو، کہ کُرتا یوسف کا چہرے پر رکھ کر بے ہوش ہو گئے۔فرمایا......فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ......ایک تو وہ صبر ہے۔

ایک جمیل، جمیل کا معنی، کسی سے بات بھی نہیں کرنی، یہ ہے جیسے یار آج

مجھے درد ہے، فرمایا یہ تو صبر کے خلاف ہے، یہ بات کیوں کی ہے۔

تیرے صبر میں اور نبی کے صبر میں فرق ہے، سبحان اللہ کہو...... سبحان اللہ...... مسئلہ نکل آیا۔

تیرے کھانے میں اور نبی کے کھانے میں فرق

تیرے اٹھنے میں اور نبی کے اٹھنے میں فرق ہے

تیرے بیٹھنے میں اور نبی کے بیٹھنے میں فرق ہے

تیری سوچ میں اور نبی کی سوچ میں فرق ہے

تیرے سونے میں اور نبی کے سونے میں فرق ہے

تم سو جاؤ وضو ٹوٹ جاتا ہے نبی سوئے تو اسی وضو سے نماز پڑھ لے

نیند کا فرق

صبر کا فرق

فَصَبْرٌ جَمِيلٌ ...... یوسف گیا، کسی کے ساتھ......

بات نہ کرنا

جزع بھی نہ کرنا

فزا بھی نہ کرنا

صبر کا دامن بھی نہ چھوڑنا

تھوڑا سا اگر آپ غوطہ لگائیں تو مسئلہ سمجھ آجائے گا۔ فرمایا یوسف کو بھی میں نے کہہ دیا ہے۔ آپ کو بھی کہتا ہوں، تم فکر نہ کرو، اسے بھی کہہ دیا ہے کہ فکر نہ کرو، اگر باپ کا سایہ نہیں رہا تو میں تو ہوں، ایک شفقت نہ رہی تو دوسری آ گئی۔

میں حمام میں ساتھ

میں پانی میں ساتھ

میں صحرا میں ساتھ

میں جیل میں ساتھ

میں جنگل میں ساتھ

میں قافلے میں ساتھ

میں خلوت میں ساتھ

میں جلوت میں ساتھ

میں کنوئیں میں ساتھ

میں اندھیرے میں ساتھ

میں زلیخا کے گھر میں ساتھ

میں تجھے کیسے نکال کر جیل سے تخت مصر پر بٹھاتا ہوں۔ میری شفقتیں ساتھ ہوں گی......فَصَبْرٌ جَمِيلٌ ...... کسی سے بات نہ کر، اللہ میں باپ ہوں۔ میں والد ہوں۔

میں اس کا مُربی ہوں

میں اس کے ساتھ پیار کرنے والا ہوں

میں اس کے ساتھ محبت کرنے والا یعقوب ہوں

یا اللہ میں کسی سے بات نہ کروں ...... ذرا سبحان اللہ کی چھَلک آئے...... سبحان اللہ...... یا اللہ پھر مجھے بتا، میں کس سے کہوں، لوگ تو دکھ کے وقت کہتے ہیں۔ نام لیتے ہیں۔

ہائے والد

ہائے چچا

ہائے بیٹا

ہائے استاد

ہائے شیخ

اللہ کے دروازے پر جھکو:

میں کسے کہوں فرمایا......وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ ......فرمایا تو میرے دروازے پر سر جھکا دے، جتنا جھکے گا اتنا بلند کردوں گا......وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ ......مجھ سے مدد مانگ، میرے سامنے جھک، استعانت مجھ سے لے......وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ ......مجھ سے مدد مانگ......

یا اللہ کہہ

یا الٰہی کہہ

یَا رَبَّنَا کہہ

اَللّٰھُمَّ کہہ

مجھ سے مانگ

جو کشتیاں میرے حوالے ہوتی ہیں کبھی نہیں ڈوبتیں، دیر ہوسکتی ہے، اندھیر نہیں ہوسکتا......وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَاتَصِفُوْنَ ......تو میرے پر اعتماد کر تو پھر میں تیرے بیٹے کے ساتھ کس طرح کرتا ہوں......اللہ اکبر......

اس کو ذرا یہیں رہنے دیں تو میرے ساتھ یاری نبھاؤ، میں کس طرح کرتا ہوں......قافلہ جارہا ہے اللہ نے فرمایا! بھلا دے راہ، فرشتے کو بھیج دیا ان کو راہ بھلا

دے، اچھا، ایک بندے کو منتخب کیا، تو کنوئیں پر جا، وہ کنوئیں پر چلا گیا، قافلے والے ڈھول رسا، ساتھ رکھتے تھے، راستے میں کنوئیں جو آتے تھے۔

قافلے والوں نے ڈول کنوئیں میں ڈالا:

اللہ فرماتے ہیں، میں نہیں کہتا۔ اللہ فرماتے ہیں......فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ ......اس قافلے والوں نے اپنا ایک بندہ، جو نمائندہ تھا، جو مینیجر تھا پانی، روٹی، کھانے دانے کا، اس کو قافلے والے نے کہا، جا کسی اس علاقے میں کنوئیں کی تلاش کر، ہائے، لوگ اپنی تلاش میں رہتے ہیں، جن کا کام تجارت کرنا تھا، مصر میں جا کر ان کے ذہن میں ڈالا کہ کہیں سے کنوئیں کو تلاش کر، چل چل کنواں تلاش کر، اسے اس کام پر لگا دیا، تلاش کرتا کرتا اس جگہ چلا گیا، ہائے یہ نصیب والا بندہ، اس جگہ چلا گیا۔ مان کہتے ہیں، من، جو کنوئیں پر ہوتا ہے دائرہ، من اسے کہتے ہیں۔

اب جا کر اپنا ڈول لے کر اب میری طرف دیکھو، ڈول لے کر، اس طرف بریکیں لگا دیں، فرمایا تو مجھ سے مانگ، اس نے کہا کہ رب میں چپ ہوں......فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ......میں تجھ سے ہی مانگتا ہوں، میرا بیٹا......

میں نہیں تلاش کرتا

میں نہیں خط لکھتا

میں نہیں آدمی بھیجتا

میں نہیں قاصد بھیجتا

میں نہیں لوگوں کو شور کر کے بتاتا

تیرے اوپر چھوڑتا ہوں، مجھے خود تلاش کر دے

اللہ فرماتے ہیں......اَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ فَاَدْلٰى دَلْوَهٗ ......گیا اور کنوئیں میں

مان پر کھڑا ہو کر، من پر......اَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ فَاَدْلٰى دَلْوَةٗ ......اس نے ڈول کنوئیں میں ڈالا، یوسف علیہ السلام دیکھتے ہیں کہ ڈول آ رہا ہے۔ بڑی عجیب بات ہے سمجھنے کی کوشش کرنا......اَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ فَاَدْلٰى دَلْوَةٗ ......ڈول چلا گیا، فرمایا جبرائیل، مجھے بھی تین راتیں ہو گئیں اس جگہ، اس طرح کر، یوسف کو کہہ کہ ڈول میں بیٹھ جائے۔

نقطے کی بات:

میں یہاں ایک بات کہتا ہوں، سادی سی بات ہے، کوئی فلسفے کی نہیں، ڈول کے پانی کا وزن پانچ کلو ہوگا، اور نبی کا وزن؟ اب آپ ایمانداری سے سوچیں تو حضور ﷺ جب اُحد پر گئے ہیں اُحد پہاڑ ہل گیا۔

بعض محدثین فرماتے ہیں کہ ایک نبی کا بوجھ نہیں برداشت کر سکا۔ اور ایک حدیث میں آتا ہے کہ اگر ساری کائنات ایک طرف ہو پلڑے میں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا وزن ایک پلڑے میں ہو تو ساری کائنات اس وزن کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

تو یہاں یوسف علیہ السلام تھے......حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے معراج والی رات یوسف کو دیکھا، آسمانوں پر جاتے ہوئے، اتنے خوبصورت تھے کہ ساری کائنات کو اللہ نے حسن پیدا کر کے ساری دنیا کو آدھا دیا اور آدھا یوسف علیہ السلام کو دے دیا۔

اب آپ سوچ لیں
پنجابی میں سوچ لیں
عربی میں بھی نہ سوچو
ہندی میں بھی نہ سوچو

فارسی میں بھی نہ سوچو

اب اللہ کا نبی جب ڈول میں بیٹھ گیا، وہ جو......دَلْوَۃٌ......تھا......وَارِدُ...... تھا۔ وہ یوسف کو کھینچ کیسے سکا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جس وقت نبوت کا بوجھ اٹھانا پڑا، بیت اللہ کی تصویریں صاف کرنے کیلئے، عرض کیا کہ مجھ میں ہمت نہیں کہ میرے کندھوں پر کھڑے ہوکر آپ تصویریں صاف کریں۔ میرے اندر ہمت کہاں کہ میں نبوت کا بوجھ اٹھاؤں؟ اس لئے فرمایا کہ تم میرے کندھوں پر آ جاؤ۔

نبوت کا بوجھ......اَرْسَلُوْا وَارِدَھُمْ فَاَدْلٰی دَلْوَۃٌ......فرمایا یوسف، یار ڈول میں بیٹھ جا، انہیں ڈول میں بٹھا دیا۔ ڈول بھی چھوٹا ہوگا۔

اگر میں پوچھوں تو جبرائیل کہے گا قاسمی، ڈول تو علامت تھی، اصل میں میرے پر پر بیٹھا ہوا تھا۔ وہ تو علامت تھی۔ میں ڈول کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔ یوسف علیہ السلام بیٹھا ہے، ڈول پر، وہ پانی سمجھ کر کھینچ رہے تھے۔ دیکھو سمجھ سمجھ کی بات ہے۔ ان کو یہ تصور بھی نہیں، انہوں نے سمجھا پانی، رب نے فرمایا پانی نہیں۔ میرا نبی ہے۔ فرمایا پانی سے سینے میں ٹھنڈک پڑتی ہے۔ نبی کیساتھ تو ایمان میں ٹھنڈ پڑتی ہے۔

اگلی بات کہوں، جس کے ڈول میں نبی بیٹھے اس کی دُھمیں تو قرآن میں ہوں۔ جس کی جھولی میں نبی بیٹھے ہجرت کی رات اس صدیق رضی اللہ عنہ کی دُھمیں کائنات میں کیوں نہ پڑیں۔

آں اَمَّنَ النَّاسِ بَرْ مَوْلاءِ مَا
آں کلیمِ اَوَّلِ سَیْنَاءِ مَا
ہمت او کشتِ ملت راچوں ابر

ثانی اسلام غار و بدر و قبر
پروانے کو چراغ بلبل کو پھول بس
صدیق کیلئے خدا کا رسول بس

گھڑی صدیق کے نام پر کھڑی ہوگئی ہے

وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حضرت یوسف علیہ السلام......خطبہ 6

خطبہ:

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی سَیِّدِالرُّسُلِ وَ خَاتَمِ الْاَنْبِیَآءَ وَ عَلٰی اٰلِہِ الْمُصْطَفٰی وَاَصْحَابِہِ الْمُجْتَبٰی اَلَّذِیْنَ ھُمْ خَیْرُالْخَلاَئِقِ بَعْدَ الْاَنْبِیَآءَ ......

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ...... وَجَآءَتْ سَیَّارَۃٌ فَاَرْسَلُوْا وَارِدَھُمْ فَاَدْلٰی دَلْوَہٗ قَالَ یٰبُشْرٰی ھٰذَا غُلَامٌ وَّ اَسَرُّوْہُ بِضَاعَۃً وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ بِمَا یَعْمَلُوْنَ وَ شَرَوْہُ بِثَمَنٍۢ بَخْسٍ دَرَاھِمَ مَعْدُوْدَۃٍ وَّ کَانُوْا فِیْہِ مِنَ الزَّاھِدِیْنَ وَ قَالَ الَّذِی اشْتَرٰہُ مِنْ مِّصْرَ لِاِمْرَاَتِہٖ اَکْرِمِیْ مَثْوٰہُ عَسٰی اَنْ یَّنْفَعَنَا اَوْ نَتَّخِذَہٗ وَلَدًا کَذٰلِکَ مَکَّنَّا لِیُوْسُفَ فِی الْاَرْضِ وَ لِنُعَلِّمَہٗ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰی اَمْرِہٖ وَ لٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ......

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْم

اجمالی تذکرہ:

پچھلے جمعہ حضرت یوسف علیہ السلام کے حالات واقعات اس مرحلے کا بیان ہو رہا تھا کہ جب ایک قافلہ راستے سے ہٹ کر اس کنوئیں کی طرف چلا گیا، جہاں حضرت یوسف علیہ السلام امتحان کی گھڑیاں بسر کر رہے تھے۔اللہ تعالیٰ نے جیسا کہ میں نے اجمالی طور پر گذشتہ جمعہ عرض کیا تھا۔دردناک جو واقعات ہیں۔ان کو بیان

نہیں فرمایا! ان کی تفصیلات قرآن حکیم نے نظر انداز کردی۔

اور یہ کوئی اتفاقاً ایسا نہیں ہوا بلکہ اگر اللہ تعالیٰ دردو اندوہ کے اُن واقعات کو بیان کر دیتے۔ انسانوں کے جگر پھٹ جاتے۔ اُن مصیبت کی ساعتوں کو جو یوسف علیہ السلام پر بیتی تھیں۔ اُن کا بیان نا قابل سماعت ہوتا، نا قابل برداشت ہوتا، اللہ تعالیٰ نے اجمالی رنگ میں اشارے بھی کئے اور بعض باتوں کی وضاحت بھی فرمائی۔

مثال کے طور پر فرمایا کہ قافلے والوں نے......فَـارْسَـلُـوْا وَارِدَهُمْ ...... وَارِدُ ......کہتے ہیں پانی لانے والے کو، جو قافلے میں موجود ہوتا ہے۔ عربی میں اسے وَارِدُ کہتے ہیں۔ اردو اور پنجابی میں اسے سقہ کہتے ہیں۔ پنجابی والے اسے سقہ کی بجائے ماشکی کہتے ہیں۔

فوجوں میں اور قافلوں میں لوگ جب سفر کرتے ہیں۔ مختلف امور کی انجام دہی کیلئے اس فن کے ماہر کی خدمات حاصل کی جاتی ہیں۔

ڈرائیور کی جگہ ڈرائیور

علاج معالجہ کیلئے ڈاکٹر

راہ بتانے والوں کی جگہ راہ بتانے والے

اب بھی حاجیوں کے قافلے جاتے ہیں اُن میں یہ ساری چیزیں موجود ہوتی ہیں۔

سَقّہ کو

ماشکی کو

اس جگہ بھیجا کہ تو پانی لے کر آ، اب یہ اگلی بات قرآن نے ذکر نہیں کی۔ اتنی بات بتائی......فَارْسَلُوْا وَارِدَهُمْ ......ماشکی یا پانی لانے والا، کنوئیں پر گیا......فَادْلٰی

دَلْوَہٗ ......اس نے ڈول کنوئیں میں لٹکایا، اب یہاں یہ ڈول کس چیز کا تھا۔اس کا ذکر بھی نہیں، جو کنوئیں پر پچھلے زمانے میں ہم جانتے ہیں، پانی کھینچنے کیلئے جو آلات ہوتے تھے۔ڈول کی جگہ، اسے چرّس کہتے ہیں، بوکا کہا جاتا ہے۔لہٰذا جس کے ساتھ زمین کو سیراب کرنا ہوتا ہے بوکے ہوتے تھے، بوکے سے بھی زیادہ جس چرّس ہوتا تھا۔وہ بھی بیلوں کے ساتھ کھینچتے تھے۔بوکا دو آدمی مل کر کھینچتے تھے۔

یہاں تھوڑا سا غور کرو، خواہ ڈول ہولوہے کا، خواہ بوکا ہو، کھینچنے والے کو اندازہ ہوتا ہے کہ اس میں اتنا وزن ہوگا۔یہ تو کوئی ایسی فلسفے والی بات نہیں ہے جو سمجھ نہ آسکے مثلاً ایک ڈول میں پانچ کلو پانی آتا ہے تو کھینچنے والے کو حساب ہوگا کہ اس کا وزن پانچ کلو ہوگا۔ایک بوکے میں دس کلو پانی آتا ہو تو کھینچنے والے کو اندازہ ہوگا کہ اس میں دس کلو وزن ہوگا......فَاَدْلٰی دَلْوَہٗ ......اس کھینچنے والے کو اس کنعان کے کنوئیں میں، ڈول ڈالنے والے کو بھی اس بات کا تو اندازہ ہی ہوگا۔

میں اب آپ سے پوچھتا ہوں یا ہم غور کرتے ہیں کہ اس کے پاس جو ڈول ہوگا، پانچ کلو کا یا دس کلو کا، اسے یہ تو اندازہ ہوگا کہ اس کا وزن اتنا ہے۔

تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے حکم دیا کہ یوسف آپ ڈول میں بیٹھ جائیں۔اب یہ کوئی کتابی بات تو نہیں، لیکن اس کے ساتھ ضروری ہے کہ اس پر ہم غور کریں۔اگر دس کلو پانی ہے تو یوسف علیہ السلام کا اپنا بھی تو کوئی وزن ہوگا کہ نہیں ہوگا ......ہوگا......اگر یوسف علیہ السلام کا اور ڈول کا پانی مل کر وزن بڑھنا ہے، عقل بھی یہ کہتی ہے کہ قیاس بھی یہ کہتا ہے اجتہاد بھی یہ کہتا ہے کہ ڈول نکالنے والے کو

دشواری ہونی چاہیے

مشکل ہونی چاہیے تھی

وہ ڈول نکالتے وقت شور کر دیتا کہ میرا ڈول وزن والا کیوں ہو گیا ہے، سوچ

رہے ہو؟ (جی)

متقی کا معنی:

قرآن حکیم ان سوچوں کے لئے ہمارے ذہنوں کو چابیاں لگاتا ہے۔ یہ جو قرآن کہتا ہے...... هُدًی لِّلۡمُتَّقِیۡن ......اس کا معنی یہ ہے کہ قرآن راہ دکھاتا ہے تلاش کرنے والوں کو۔

ہم متقی کا معنی کرتے ہیں پرہیز گار، اس میں بندہ سوچنے لگتا ہے کہ اچھا پرہیز گاروں کی راہنمائی تو کرتا ہے۔ گناہ گاروں کی نہیں کرتا۔ یہ نہیں مطلب، اس کا مطلب یہ ہے کہ متقی اُسے کہتے ہیں جو بچ بچا کر اپنے دامن کو محفوظ کرتا ہے۔ گناہ کو چھوڑ کر نیکی کو تلاش کرنے کے لئے جدوجہد کرتا ہے۔ کوشش کرتا ہے۔ تو اللہ فرماتے ہیں جو گناہ کو چھوڑ کر نیکی کو تلاش کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ قرآن اس کا بازو پکڑ کر منزل تک پہنچا دیتا ہے۔

غور کرو:

اس لئے ہمیں مل کر اس پر غور کرنا ہے مل جل کر کہ...... فَأَرۡسَلُوۡا وَارِدَهُمۡ فَأَدۡلٰی دَلۡوَهٗ ......اُس نے ڈول پھینکا، تو اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو حکم دیا اور میں یہ عرض کر چکا ہوں کہ ساتھ جبرائیل تھا۔ حکم دیا کہ تو اس ڈول میں بیٹھ جا۔ اگر چھوٹا ہے ڈول، اس کا سرف چھوٹا ہے، پھر اس میں ایک نبی کامل کا بیٹھنا کیا مطلب؟ اگر بڑا ہے تو پانی کا وزن تو پہلے ہی زیادہ ہے، تو یوسف علیہ السلام کے بیٹھنے سے اس کا وزن بڑھ گیا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ ڈول نکالنے والے نے جب یوسف علیہ

السلام کو دیکھا تو شور کیا، کھینچا تو شور کیوں نہ کیا، جس وقت حضرت یوسف علیہ السلام نے وزن ڈال دیا۔ اس وقت شور کیوں نہ کیا، کیونکہ وزن تو بڑھ گیا تھا۔ اللہ نے اس میں بھی راز رکھا، کہ تو خاموش ہو کر بیٹھ جا، میں نے تیرے بیٹھنے کا پتہ ہی نہیں لگنے دینا، جبرائیل خود ہی تیرا وزن اٹھائے گا۔ پتہ ہی نہیں لگنے دینا۔

اس کو اگر آپ فٹ کریں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے کندھوں پر کہ صدیق ؓ کو پتہ ہی نہیں چلا کہ اتنا بڑا وزن کہ اُحد پہاڑ نہ برداشت کر سکا۔ اس کی مثال پہلے موجود ہے، میں نے ڈول میں یوسف علیہ السلام کا وزن نہیں محسوس ہونے دیا۔ تو محبوب میں تیرا وزن کیسے محسوس ہونے دوں گا۔ شور انہوں نے کرنا ہے وہ کرتے رہیں، تو یہاں بھی خاموش رہ، میں خاموش ہو کر تیری صداقت کا فیصلہ کر دوں گا۔ وہاں بھی وہ خاموش رہا اور میں نے اسے خاموش رہنے کی وجہ سے وہ دولت عطا کر دی کہ ڈول والے کو، ذرا غور کرنا۔ ڈول والے کو یوسف صدیق مل گیا اور گود والے کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم رفیق مل گیا۔

پھر کہہ دوں کہ ڈول والے کو یوسف صدیق مل گیا، اور گود والے کو، گود کا آپ کو پتہ ہی نہیں ضروری نہیں کہ میں ہر جمعہ وضاحتیں کرتا رہوں۔ گود تھی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی سر تھا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا، گود والے کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم رفیق مل گیا۔

اللہ کا خصوصی فضل:

اس لئے مجھے طالب علم ہونے کی حیثیت سے یہ بات سمجھ آتی ہے کہ اللہ نے ڈول میں بٹھا دیا، لیکن وزنِ نبوت کا پتہ ہی نہیں چلنے دیا اور جب وہ کنارہ پر آیا، جب اس کی نبی پر نظر پڑی، پھر وہ کہتا ہے...... هٰــذَا غُلَامٌ...... جب نظر پڑی، معلوم

ہوا کہ جب نبی پر نظر پڑ جائے تو انسان خاموش نہیں رہ سکتا...... یَا بُشْرٰی هٰذَا غُلَامٌ ...... بشارت ہو تمہیں، خوشخبری ہو...... یَا بُشْرٰی...... وہ ساری باتیں بھول گیا۔ کسی کا نام نہیں لیا، نہ قافلے والے سربراہ کا نام لیا، نہ کسی اور کا بلکہ اس نبوت والے کے پیار کے اندر اتنا گم ہو گیا...... جیسے آپ کہتے ہیں جذبے میں ایسا جذب ہو گیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے اس حسن کو دیکھ کر اتنا محو ہو گیا، اور کوئی بات نہ کر سکا۔ قرآن کہتا ہے...... قَالَ يٰبُشْرٰی هٰذَا غُلَامٌ ...... اے قافلے والو خوشخبری ہو۔

یہ بھی نہیں پتہ کہ اس کی پیشانی میں نور نبوت چمک رہا ہے
اللہ کے نبی کو دیکھنے کے بعد بھی اسے نہیں پتہ کہ اللہ کا نبی ہے
یہ بھی نہیں پتہ کہ یوسف علیہ السلام یعقوب علیہ السلام کا بیٹا ہے
یہ بھی اسے نہیں پتہ کہ کس مقام سے آیا ہے اور کن منزلوں پر جانا ہے
یہ بھی اسے علم نہیں ہے کہ کنعان کا فرماں رواء نہیں یہ ملک مصر کا فرماں روا ہے
مخفی یعنی موتی مل گیا ہیرا مل گیا اسے یہ نہیں پتہ اس ہیرے میں اور کتنے
ہیرے ہیں اور اس میں کتنی انوارات کی لڑیاں بند ہیں
اسے علم ہی نہیں اس شیشی میں کتنے کتنے عطر ملے ہوئے ہیں
اس لئے جب سب سے پہلے اُس نے نظر یوسف علیہ السلام پر ڈالی، تو اُسی
وقت کہتا ہے...... يَابُشْرٰی هٰذَا غُلَامٌ ...... اے قافلے والو......

مجھے غلام ملا ہے
مجھے ایک بچہ ملا ہے
مجھے ایک شہزادہ ملا ہے
مجھے ایک حسن کا پیکر ملا ہے

مجھے ذی شکل اپنے ڈول میں نظر آیا ہے

ان آنکھوں نے کائنات میں بڑے حسین اور بڑی جمال والی دنیا کے بڑے بڑے اعلیٰ اور ارفع حسن و جمال کے پیکر دیکھے ہیں، لیکن اس طرح کا پیارا اور لاڈلا آج تک میری نظروں سے نہیں گزرا، لفظ کا اظہار کررہا ہے کہ قافلے والو،

ہم تو جیت گئے

ہم تو عزتیں پاگئے

ہم تو عظمتیں پاگئے

ہم تو شان پاگئے

کہ اللہ نے ہمیں غلام عطا فرمادیا پیارا اور لاڈلہ

جوھر کی قدر جوھری سے پوچھ:

میں چاہتا ہوں کہ قرآن کے لفظوں پر آپ کو غور کرواؤں۔ ظاہر بات ہے، وہ دور تھا غلامی کا، اس دور میں بندے بیچے جاتے تھے اور بندے خریدے جاتے تھے، غلامی کا دور جو آپ سنتے ہیں کہ پرانے وقت میں غلامی کا ایک رواج تھا، تو پھر اسلام نے آکر مہربانی کی۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ترغیب دی کہ غلام آزاد کیا کرو، اللہ کے بندوں کو غلام رکھنا اچھی بات نہیں۔

یہ تو پہلے غلامی کا رواج تھا جیسے غلام بکتے تھے۔ بھیڑ بکریاں اور اونٹ اور گائے بکتی تھیں اور اسی طرح غلام بھی بکتے تھے اور غلام بہترین دولت اور مال سمجھا جاتا تھا۔ جس طرح ہمارا رأس المال ہے، سب سے اعلیٰ سرمایہ سونا ہوتا ہے، جوہر

سونا، بہت بڑا مال ہے، جس کے پاس سونا ہو وہ بہت بڑا دولت مند سمجھا جاتا ہے اور جس کے پاس اچھے سے اچھا غلام ہو، اس غلام کی قیمت اس مارکیٹ اس بازار میں سب سے زیادہ ہوتی تھی۔ اس لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو لوگ بڑے طعنے مارتے تھے کہ ابوبکرؓ تو کس طرح کا تاجر بنا ہے، تجھے یہ نہیں پتہ کہ یہ کالا بلالؓ اتنے پیسے دے کر خرید لیا ہے۔ فرماتے ہیں یہ تو نظر صدیقؓ سے دیکھو، بلالؓ کو دیکھنا ہے یا تو نظر بنوت سے دیکھ یا نظر صدیقؓ سے دیکھو۔

نبی کے جوہر بھی ہر کسی پر نہیں کھلتے۔ یہاں سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہو گیا، نبی کے جوہر ہر بندے پر نہیں کھلتے اس لئے بھی جہاں آنکھیں ہیں یہ پتلیاں ہیں بصیرت والی، ان آنکھوں میں ایک آلہ بصارت کا لگا ہوا ہے، ایک آلہ بصیرت کا لگا ہوا ہے، بصارت دیکھنے کو کہتے ہیں اور بصیرت اس روحانی آلے کو کہتے ہیں۔ جب کسی پر نظر پڑے تو پتہ چل جاتا ہے کہ یہ کس بھاؤ کا مال ہے، دولت ہے اس لئے صرف اتنی بات کا پتہ چلا تھا۔ کہ یہ دولت مجھے مل گئی ہے۔ کنوئیں سے اس لئے اس نے آواز دی...... یَابُشْرٰی ھٰذَا غُلَامٌ ...... اے لوگو......

مجھے ایک بچہ ملا ہے

مجھے ایک غلام ملا ہے

مجھے ایک جوان ملا ہے

اور اتنی قیمتی چیز ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ تم مصر سے مال خریدو گے تمہیں اس پر نفع ملے گا۔ مجھے کنوئیں سے نفع مل گیا، مجھے تو فوری نفع یہاں سے مل گیا ابھی منزل پر بھی نہیں پہنچے۔

صورت حال بدل گئی:

اب قرآن نے درمیانی بات چھوڑ دی، اور اتنا جملہ کہا......وَ اَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً ...... اسے عقل نے کہا کہ شور بند کر، شور نہ کر، اتنی قیمتی چیز ملی ہے، بعض اوقات شور کرنے سے قیمتی چیز ضائع ہو جاتی ہیں، اس لئے......واسروه بضاعة ......اسے اپنا مال بنا کر محفوظ کر لے، شور نہ کر، اعتماد کے ساتھ خاموش ہو کر اسے چھپا لے۔ یہ مسئلہ آج بھی دنیا میں موجود ہے۔ اگر کوئی قیمتی چیز بازار میں سے گری ہوئی مل جائے، شور نہیں کرتا، چپ کر کے ہزار کا نوٹ ملا ہے تو چپ کر کے جیب میں ڈال لے گا۔ کیوں اگر کسی کو پتہ چل گیا تو لینے والا نہ آ جائے۔

اس لئے اسے بھی عقل نے سمجھایا کہ......وَ اَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً ......شور نہ کر، یہاں بندوں کو پتہ چل جائے گا۔ پتہ نہیں اس مال کو لینے والا اور بھی مارکیٹ میں آ جائے۔ تیرے شور کا تجھے فائدہ نہیں، بعض اوقات مال فروخت کرنے والے اب بھی یہ اصول رکھتے ہیں کہ شور نہیں کرتے۔ خاموشی کے ساتھ مارکیٹ میں مال لاتا ہے، اس کو پتہ ہوتا ہے یا خریدنے والے کو پتہ ہوتا ہے، تیسرا درمیان میں کوئی شریک نہیں ہوتا۔

اس لئے اللہ تعالیٰ ان کی بات بیان کرتے ہیں کہ......وَ اَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً ...... جب انہیں میرا یوسف بطور مال ملا، غلام کی حیثیت سے ملا، اب انہوں نے مناسب یہی سمجھا کہ شور کریں گے تو بات کھل جائے گی پتہ چل جائے گا......وَ اَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً ......انہوں نے مل کر نہیں، چپ کر کے یوسف علیہ السلام کو چھپا لیا، پتہ نہ چلے۔

لیکن اللہ تعالیٰ جب مسئلے کو کھولنا چاہتے ہیں، پھر صورت حال بدل جاتی ہے......وَ اَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً ......وہ چھپاتے ہیں، بھائی کہیں نزدیک بیٹھے دیکھ رہے تھے۔ایک کی ڈیوٹی لگائی ہوئی تھی، کہ روز خبر رکھا کر کہ کہیں یوسف کو کوئی بندہ نکال کر لے جائے، ترس کھا کر چھوڑ جائے، ہمارا مسئلہ کہیں خراب نہ ہو جائے، اس پر نظر رکھنی ہے، وہ نظر رکھ کر بیٹھے تھے، ایک نے دیکھا کہ یوسف سامنے آ گیا، تدبیریں کرنے لگ گئے کہ اب اگر پتہ چل گیا، انہوں نے چھوڑ دیا، تو پھر ابا جان کے پاس چلا جائے گا۔ مسئلہ پھر خراب ہو جائے گا، جس کے لئے ہم نے سب کچھ کیا ہے، ہمارا پھر وہ ڈرامہ کیا کرایا کنوئیں میں چلا جائے گا۔

اس لئے انہوں نے تدبیر کی، شور کیا، کہ اے قافلے والو ہمارا غلام بھاگ کر آیا تھا۔ اس طرح معلوم ہوتا ہے کہ تم اس پر قبضہ کر گئے ہو، ہم اس طرح تھوڑا اپنے اس غلام کو تمہارے پاس جانے دیں گے، خبردار! اگر اس غلام کو ہماری اجازت کے بغیر لے گئے۔ زبان پر کچھ تھا اور اندر کچھ تھا۔ اندر یہ تھا کہ ہم سے ڈر جائیں، اور بات کریں مذاکرات کریں۔ بات کریں۔ انہوں نے کہا کہ تم کیا چاہتے ہو، انہوں نے کہا کہ ایک ہی شرط ہے اس غلام کو ہم سے لے جانے کی، کہ ہم جو مانگیں اس کی قیمت، وہ قیمت ادا کرنی پڑے گی۔

بھائیوں کا دوسرا ظلم:

اب تھوڑا سا سوچو! یوسف کی قیمت لگا رہے ہیں، بعض اوقات اپنی چیزیں بھی بیچی جاتی ہیں۔ جن کی قیمت ہی کوئی نہیں پیغمبر کی قیمت، یار اللہ کی شان دیکھ۔ غور کرو! ذرا قرآن کریم پر، میں اپنی طرف سے بات نہیں کر رہا، تشریحات کر رہا

ہوں۔اللہ کی حکمت یہ ہے کہ جو کائنات کو نیکی دینے آئے ہیں۔ایسے پرچے بھی ہوتے ہیں کہ ان کی بعض اوقات قیمتیں لگتی ہیں۔

یہ ہمارا غلام ہے، بھاگ کر آ گیا ہے، پھر تم کیا چاہتے ہو، کیا ارادہ ہے تمھارا؟ کہتے ہیں کہ ہمارا ارادہ ہے کہ اس کی قیمت لگا لو، ہائے جب منڈی ہو بے قدروں کی اور مال ہو حضرت یوسف علیہ السلام، قرآن ہمیں دعوت فکر دیتا ہے، غور کرنے کی، منڈی میں سودا ہونے لگا حضرت یوسف علیہ السلام کا، جس کی قیمت ہی کوئی نہیں۔

حسد کا کیا علاج ہے

عناد کا کیا علاج ہے

ظلم وتشدد کا کیا علاج ہے

دنیا نے اس طرح کی بھی منڈی دیکھی، اس طرح کے سوداگر بھی دیکھے کہ جو خریدنے والے نبی کی قیمت لگا رہے ہیں، فروخت کرنے والے اتنے بے قدرے ہیں، اللہ فرماتے ہیں قیمت لگنے لگی، آخر جا کر......وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍۭ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةً ......فرماتے ہیں فیصل آبادی......دیکھ ذرا بے قدری ان کی، ان کی قیمت لگانے کا ذرا اندازہ کر، وہ نبی جس کو رب نے ساری کائنات کو آدھا حسن دیا اور آدھا یوسف علیہ السلام کو عطا فرمایا، آج اللہ کی بے نیازی دیکھ، اتنا پیارا نبی، آج اس منڈی میں، جو جنگل میں بنی ہوئی ہے، اس کی قیمت لگ رہی ہے۔ ہائے بے قدروں کی منڈی اللہ فرماتے ہیں ان لوگوں......وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍۭ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةً...... قیمت لگنے لگی......

ایک کہتا ہے کہ میں دو درہم دوں گا

دوسرا کہتا ہے کہ میں چار درہم دوں گا

تیسرا کہتا ہے کہ میں آٹھ درہم دوں گا

یہ قیمت لگ رہی ہے اور قیمت لگتے لگتے اللہ اس بولی کا نقشہ خود کھینچتے ہیں قرآن میں، آخر بولی کسی پر جا کر ختم ہونی تھی......اللہ اکبر......کس پر جا کر ختم ہونی تھی......وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُودَةً ......اللہ فرماتے ہیں۔اگر آپ کو درہم سمجھ نہیں آتے، پھر اپنی زبان میں، بیس روپے میں بولی ختم ہوگئی

کس کی بولی ختم ہوگئی؟ ...... یعقوب علیہ السلام کے بیٹے کی بولی ختم ہوگئی؟

کس کی بولی ختم ہوگئی؟ ...... بنیامین کے بھائی کی

کس کی بولی ختم ہوگئی؟ ...... جس کے سر پر میرے رب نے نبوت کا تاج رکھا تھا

کس کی بولی ختم ہوگئی؟ ...... جسے اَحَدَعَشَرَ كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ لِيْ سَاجِدِيْنَ

......جس کو......

چاند بھی

سورج بھی

ستارے بھی

مل کر سجدہ کرتے ہیں

اتنی شان والا ...... عرش والے بھی جسے سلام کرتے ہیں

اتنی شان والا ...... فرش والے بھی جسے سلام کرتے ہیں

اتنی شان والا ...... جس کا پرندے بھی احترام کرتے ہیں

اتنی شان والا ...... جسے جنگلوں کے جانور بھی سلام کرتے ہیں

اتنی شان والا ...... جسے درندے اور پرندے بھی سلام کرتے ہیں

اللہ فرماتے ہیں، ہائے بے قدرے جب بیچنے پر آئے......وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ م بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةً......اللہ فرماتے ہیں اے پیارو میں تمہیں کیا بتاؤں، انہوں نے بیس روپے کے بدلہ یوسف علیہ السلام کو فروخت کر دیا......اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ......

پھر ایک اور لفظ بولا، فرمایا جب بیس روپے دینے لگے......بَخْسٍ......یہ اور عجیب بات ہے، فرمایا جب انہوں نے گن کر دیئے تو اس میں جعلی نوٹ تھے۔ سنا ہے؟ آگے انہوں نے بہت سستا بیچا اور جب پیسے گن کر دینے لگے تو نوٹ جعلی، روپیہ جعلی، سکہ جعلی، میں کہتا تو آپ کہتے کہ خطیب کی زیادتی ہے......بَخْسٍ ......جعلی سکے، کھوٹے سکے۔

جسے خریدا، اعلیٰ سونا

جسے خریدا رب کی خدائی میں، ارفع مال

جیسے خریدا اکرم، سوہنا مال

اتنا پیارا کہ یعقوب کی آنکھوں کا تارا

اتنا پیارا کہ رب کی دھرتی کا پیارا

اتنا پیارا مال......وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ م بَخْسٍ ......کھوٹے سکے......سمجھے؟ میں ایسے ہی آپ کو نہیں کہتا رہتا۔ کہ جواہرات کی قدر جوہری کو ہوتی ہے۔ ہر کسی کو کیا پتہ کہ یہ کس قیمت کا سرمایہ ہے۔

انعام خداوندی:

صحابہؓ کی قدر اسے ہے جس نے نبوت کی آنکھ سے صحابہ تیار کیے تھے۔

اور مال کا

ہر حسن کا

ہر عظمت کا
اسی کو لحاظ ہوتا ہے۔جس کی وجہ سے وہ عظمتیں ملتی ہیں۔بے قدروں کو کیا پتہ؟

اس لئے قرآن کبھی کبھی رب بھی موج میں آ کر کہتا ہے اللہ فرماتے ہیں ......وَمَا قَدَرُاللّٰہَ ......یار آپ نے میری بھی قدر نہیں کی،اللہ کہتا ہے!

ہاتھ میں نے دیئے

پاؤں میں نے دیئے

جس زبان سے بولتا ہے، میں نے دی

جس زبان کے ساتھ غیر اللہ کے وظیفے پڑھتا ہے، میں نے دی

جس پیشانی کے ساتھ اللہ کو چھوڑ کر غیر کے در پر پیشانی جھکا تا ہے، میں نے دی

آنکھیں بڑی نعمت ہیں رب کی،لیکن تمہیں اس نعمت کا اس وقت پتہ چلے گا۔جب آنکھیں زائل ہو جائیں گی۔ختم ہو جائیں گی

کان سننا بند کر دیں گے

آنکھ دیکھنا بند کر دے گی

زبان چکھنا بند کر دے گی

جب تیرے اعضاء تجھ سے بغاوت کر دیں گے۔پھر تو ڈاکٹروں کے پاس جاتا ہے کہ میرا دل کام کرنا چھوڑ گیا ہے،پھر فیصل آباد کا ڈاکٹر تیرا علاج نہیں کرتا پھر لاہور جاتا ہے کہ میرا دل کام کرنا چھوڑ گیا ہے لاہور والے کہتے ہیں کہ کراچی ہسپتال چلا،جب وہاں سے جواب ملتا ہے پھر لندن چلا جاتا ہے۔

اللہ فرماتے ہیں او در در پھرنے والے تجھے قدر نہ ہوئی دل دینے والے

کی۔اس نے جب دل دیا تھا اس دل کو بنانے جاتا ہے۔دل کو مرمت کروانے جاتا ہے۔لندن میں پندرہ لاکھ روپیہ تیرے اس دل کے علاج پر لگتا ہے،تو دل مانگتا ہے،وہ ساتھ بل مانگتا ہے،تو نے میری قدر نہ کی ،میں نے دل بھی دیا اور بل بالکل نہیں مانگا۔

تجھے سردی لگتی ہے میں نے سورج کو کہا کہ پریشان ہوگیا ہے۔جا کر اسے حرارت پہنچا دے۔تجھے گرمی لگتی ہے تو میں نے ہوا کو حکم دے دیا کہ جا، جا کر اسے سردی پہنچا دے، میں نے تیرے لئے طرح طرح کی نعمتیں پیدا کیں......فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ......تو میری نعمتوں کا شمار ہی نہیں کرسکتا۔اس لئے مجھے کبھی کبھی یہ کہنا پڑھتا ہے......وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا ...... اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ......تو کتنا ناشکرا ہے میرا، میری قدر نہیں کرتا، اللہ فرماتے ہیں، تیرے اندر قدر کی مشین ہی کوئی نہیں، تو تو بے قدر را ہوا ہے۔

احسان خداوندی:

اور جن کے ہاتھوں میں میرا نبی ہے۔ذرا ان کی ہسٹری کو دیکھ۔

پہلے والد سے جدا کیا

پہلے گھر سے جدا کیا

پہلے طمانچے مارے

پہلے ہاتھ پاؤں باندھے

پھر کنوئیں میں ڈالا

اب تو چھوڑ دو، کنوئیں سے نکال کر جب قافلے والے لے کر چلے ہیں۔ میرا احسان دیکھ میں نے ڈول میں بیٹھا کر من پر پہنچا دیا، یہ میری مہربانی، اب تو اس کا پیچھا چھوڑ دو، لیکن انہوں نے پیچھا نہیں چھوڑا......وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ م بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَة ......

آپ اخبارات میں پڑھتے رہتے ہیں
کبھی کیس کے بارے میں
کبھی مدعیٰ علیہ کے بارہ میں
کبھی وکلاء کے بارے میں

ریمارکس اخبارات میں چھپے ہوئے ریمارکس پڑھتے ہیں، اللہ فرماتے ہیں کہ میں کیا ریمارکس دوں؟......وَ كَانُوْا فِيْهِ مِنَ الزّٰهِدِيْنَ ......اللہ فرماتے ہیں یار میں تو ختم کرتا ہوں، یہ بیچنے والے، ایسے تھے کہ انہیں اپنے مال کا علم ہی نہیں تھا قیمت کیا ہے؟......زَاهِدُ......تھے......زاہد کا معنیٰ؟ بے رغبتی کرنے والا، جسے آپ کہتے ہیں

زاہد تنگ نظر نے مجھے کافر جانا

......جو آدمی......
بیوی چھوڑ کر
بچے چھوڑ کر
بھائی چھوڑ کر
برادری چھوڑ کر
قوم چھوڑ کر

ہر چیز چھوڑ کر

حجرے میں بیٹھا رہے، اسے ہی سارا مکمل دین سمجھے، اسے آپ کہتے ہیں کہ زاہد ہو گیا ہے، دنیا چھوڑ گیا، تَارِكَ الدُّنيَا ، آسان سا معنی، بے رغبت، یا یہ بھی اگر مشکل ہو تو پھر اس کا معنی یہ بنے گا، بے قدر......وَ كَانُوا فِيهِ مِنَ الزَّاهِدِينَ ...... اللہ فرماتے ہیں انہیں کیا پتہ چلتا ہے شیشی کھولے تو پتہ چلتا ہے کہ اندر کیا ہے؟......وَ كَانُوا فِيهِ مِنَ الزَّاهِدِينَ......

حضرت یوسف علیہ السلام کو چند درہموں کے بدلے لے گئے۔ وہ بھی کم اور کھوٹے، اگر اسے کھوٹا نہ بھی کہا جائے، اس طرح سمجھو، جن کی اہمیت ہی کوئی نہیں، جیسے ہم اردو کے محاورے میں کہتے ہیں۔

"چند ٹکوں کے بدلے"

اب دیکھ، یہ ساری سورت میں اللہ اپنا آپ سمجھاتا ہے، فرمایا اب تم میں سبق یہ ہے غلام آباد والو، پاکستان والو، آپ سے بات تو بعد میں کروں گا۔ مکے والوں تم سے، بات تو اللہ ان کو سنا رہا تھا، مکے والوں کو بھائیوں نے کیا کیا؟

گھر سے نکالا

والد سے جدا کیا

بستی سے جدا کیا

مظالم کیے

کیوں؟ تا کہ چشم پیغمبر سے دور ہو جائے مٹ جائے، بھائیوں کا ارادہ مٹ جائے۔ اللہ فرماتے ہیں! وہ مٹا رہے تھے اور میں بڑھا رہا تھا، میں اس کے لئے فلاح بنا رہا تھا۔ میں اس کے لئے راستہ ہموار کر رہا تھا۔ سُبُحَانَ اللّٰہ کہو......سُبُحَانَ اللّٰہ

......زور سے کہو...... سُبْحَانَ اللّٰہ ......مٹارہے تھے اور رب بڑھارہا تھا۔

اللہ فرماتے ہیں اب چلا گیا، بک گیا، چند ٹکوں میں بیچ کر چلے گئے......اب آپ تھوڑا سا غور کریں قرآن اس کا ذکر تو نہیں لیکن جب حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے بولی لگی ہوگی۔ بیس روپے، توان کا کیا حال ہوا ہوگا، تھوڑا سا ایک منٹ کے لئے سوچیں، کیا ہے تو؟ بیس روپے کا، اتنی قیمت تھی تیری کہ حضرت یعقوب علیہ السلام تیرے بغیر نہیں رہ سکتا تھا، تو اس کے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔ یہ حیثیت ہے تیری بیس روپے، اس وقت حضرت یوسف علیہ السلام کے دل پر کیا بیت رہی ہوگی؟

اللہ فرماتے ہیں فکر نہ کر، پرچہ تھا ختم ہو گیا، خوشی تو ہوتی ہے جب لڑکوں کا امتحان ختم ہو جائے، پھر یہ اچھلتے ہیں، خوشی ہوتی ہیں، وہ نتیجہ جو نکلنا تھا نکل آیا، بڑے خوش ہوتے ہیں۔

اب مری چلیں گے
اب ایبٹ آباد جائیں گے
اب سوات جائیں گے

ایک اور پرچہ شروع:

یہاں ایک پرچہ ختم دوسرا شروع، اللہ فرماتے ہیں کہ ان کھوٹے سکوں کے بدلے، میرے یوسف کو فروخت کرنے والو، میں بھی رب نہیں، جو خزانوں کا وزیر ہے، نہیں غور کیا؟ تم نے اس کی قیمت نہیں لگائی، اب میں قیمت والے کے گھر بھیجنے لگا ہوں۔ واہ اللہ تیرے قربان، تم نے قیمت نہیں لگائی، میں نے اس منڈی کو بھی دیکھ لیا۔ اب اگلی منڈی...... سُبْحَانَ اللّٰہ کہو...... سُبْحَانَ اللّٰہ ......اگلی منڈی میں

یوسف تیری قیمت وہاں لگی بیس روپے، تو تیرے دل پر چھریاں پھر گئیں۔فکر نہ کر، میں اب تجھے مصر کے بازار میں لے چلا ہوں میں نے ان غلام آبادوالوں کو بتانا ہے، میں اب قیمت لگوانے لگا ہوں، اب یہ ظاہری منڈی کی قیمت بھی اب لگے گی، لیکن اس قیمت کو بھی آخری قیمت نہ سمجھنا، انبیاء کی قیمت کون دے سکتا ہے۔

اب تمہیں بتاتا ہوں منڈی والو جس طرح تمھارے اتار اور چڑھاؤ ہوتے رہتے ہیں اس طرح رب کی منڈی میں بھی اتار چڑھاؤ ہوتا رہتا ہے جیسے تم بیس درہم کے عوض خرید کر، بھائیوں سے فکر نہ کر یہ غلام نہیں اللہ نے تجھے دنیا کا آقا عطا کر دیا ہے۔

قافلہ جا کر مصر میں ٹھہر گیا، جب یوسف کی قیمت لگنے لگی۔اللہ نے فرمایا تھوڑا تھوڑا شیشی کو جبرائیل کھولتا جا، تا کہ، مال کا پتہ بھی چلی، سب سے پہلے جو بھی یوسف علیہ السلام کو آ کر دیکھیں یہ کون ہے؟ کہتے ہیں غلام ہے، اس طرح کا بندہ غلام نہیں ہو سکتا۔

بعض مفسریں نے لکھا ہے کہ قوم اس لئے مسلمان ہو گئی کہ انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر کہا کہ یہ کو خرید کر مصر کی جانب جا رہے ہو، تو اب مصر میں رب اس کی قیمت لگوانے لگا ہے، تا کہ اس کا سینہ بھی ٹھنڈا ہو جائے جس نے کہا تھا ......یٰبُشْرٰی هٰذَا غُلَامٌ ......اس نے بھی دنیا کو کہا تھا کہ مجھے غلام مل گیا، اب میں نے اس کو بھی بتانا ہے کہ ن ہے؟ مال والے نہ کہا کہ اس سے خود پوچھ لے کہ کون ہے؟ فرمایا میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں ساری قوم سجدے میں پڑ گئی جس اللہ کے بندے اتنے خوبصورت ہیں، بس بات سمجھ آ جائے۔جس طرح کا رب اس طرح کے بندے بناتا ہے، وہ خود کیا ہوگا؟ میں کہتا ہوں۔

کوئی اہلحدیث

کوئی دیوبندی

کوئی بریلوی

کوئی شیعہ

کوئی سنی

حسن یوسف علیہ السلام اور حسن محمد ﷺ :

ساری کتابیں کھول کر دیکھ لے نبی کی طرح کا کوئی بندہ دکھائے تو سہی ساری کائنات کا آدھا حسن یوسف علیہ السلام کے چہرے میں موجود ہے اور یوسف علیہ السلام اور ساری کائنات کا سارا حسن محمد ﷺ کے چہرے میں موجود ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

نہ کوئی حسن یوسف علیہ السلام کا مقابلہ کرے

نہ حسن مصطفیٰ ﷺ کا کوئی مقابلہ کرے

تو مجھے اور رب کی توحید کی دلیلیں دینے کی کوئی ضرورت نہیں، اس سے بڑی دلیل اور کیا ہے؟ نہ ماننے پر آئے،

نہ حدیث کو مانا

نہ قرآن کو مانا

نہ مانا تم نے ہمارے علماء حق کی تقاریر کو

مجھے بتا کوئی ہستی ایسی ہے، قیامت والے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سامنے کھڑا کر کے اگر رب نے پوچھ لیا کہ کوئی ہستی دکھا، جو محمد جیسی ہو۔ صلی اللہ علیہ

وسلم، ہے کوئی؟ (نہیں) اگر نہیں تو پھر ماننا پڑے گا...... تَبٰـرَكَ اللّٰـهُ اَحْسَنُ الْـخَالِقِیْنَ ...... سب سے پیارا اور سب سے ارفع اَزْکٰی اور اصفیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو بنایا ہے۔

اس لئے اب دوسری منڈی میں بیس روپے، پہلے انہوں نے نقاب اتارا، چادر اتاری...... اَسَرُّوْہُ...... ادھر دیکھو میری طرف ''قرآن کے ترجمہ تفسیر کا مزہ بھی اسی طرح ہوتا ہے۔ چھپا ہوا تھا، جسے دیکھے کوئی نہ، ایسے ہی کوئی شور نہ کردے۔

اللہ نے فرمایا ......کھولو، چادر اتارو، نقاب کشائی کرو، تم جو کہتے ہو کہ غلام ہے، جنہوں نے خریدنا ہے، انہیں بھی مال دکھاؤ، جب چہرے سے پردہ اٹھاتے ہیں۔

آمنہ کہتی ہے کہ میں نے اس طرح کا دیکھا ہی نہیں......

عبدالمطلب کہتا ہے کہ میں اس طرح کا دیکھا ہی نہیں......

جبرائیل کہتے ہیں کہ تم دیکھو کیسے، رب نے اس طرح کا پیدا ہی نہیں کیا، بنایا ہی نہیں تو تم دیکھ ہی کیسے لیتے؟

کھولو نقاب، اب یہاں حدیث فٹ کروں، مفسرین فرماتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں سیدہ عائشہ کی روایت ہے، حضرت عائشہ فرماتی ہیں مصر کی عورتوں نے یوسف کو دیکھ کر انگلیاں کٹا ڈالیں، میرے محمد ﷺ کو دیکھتی دل کاٹ لیتیں۔ برداشت ہی نہیں ہونا تھا صلی اللہ علیہ وسلم ایسا حسن و جمال کا پیکر کملی والے کی ذات۔

نقاب اٹھاؤ، کھولو تو سہی چہرہ یوسف کا، کھولا، وہ کہتا تھا...... ھٰــــذَا غُلَامٌ ......اب خریدنے والے سارے کہتے ہیں۔

غلام نہیں ...... مولا

غلام نہیں ...... آقا

خادم نہیں ...... مخدوم

سستا نہیں ...... مہنگا

ادنیٰ نہیں ...... اعلیٰ

کم نہیں ...... ارفعٰ

نیچا نہیں ...... اونچا

عظمت والا

عزت والا

شان والا

ایسا مال، اس نے کہا کہ مال کی تعریف پھر کرنا۔ پہلے بتاؤ کیا دیتے ہو؟ اب کہنے والا کہتا ہے بولی لگاؤ۔ کوئی کہتا ہے ہزار روپے کوئی کہتا ہے پانچ ہزار، بولی نہیں ختم ہوتی۔ شہر میں شور ہو گیا۔ غلام کا سودا ہو رہا تھا۔ بولی ختم نہیں ہوئی۔ کل اور تاجر آ گئے۔ بولی پھر بھی ختم نہیں ہوئی رب کہتا ہے، بولی ختم نہیں ہونے دینی میں نے صرف اسے نبی نہیں بنانا۔ میں نے اِسے بادشاہ بھی بنانا ہے۔ اس لئے اس کی قیمت عام لوگ نہ لگائیں۔ جب تک بادشاہ کے محل میں اس کی بولی نہ جائے۔ اس کی قیمت کا تذکرہ اس محل میں ہو جبرائیل تو کھڑا رہ بولی ختم نہیں ہونے دینی۔

بادشاہت کے ماحول میں:

اولوگو، فیصل آبادیو! اسے رب کہتے ہیں، جس یوسف علیہ السلام کو بے سہارا سمجھ کر کنوئیں میں ڈالنے کے لئے گئے تھے بھائی، آج اسی یوسف علیہ السلام کو

خریدنے کے لئے بادشاہ آ گیا......وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ......رب کیسے کہتے ہیں؟ ہموار کردی ساری منڈی کی فضا۔

اب یہ کنوئیں میں رہے گا

اب یہ ماریں ہی کھاتا رہے گا

اب یہ ڈول میں ہی آتا رہے گا

اب اس کے پیچھے تالیاں بجتی رہیں گی

اب یہ تکلیفیں ہی برداشت کرتا رہے گا

نہیں......

میں اس ماحول میں بھیجنا چاہتا ہوں، جہاں بادشاہی بنتی ہے

ایک ہے بادشاہی ملتی ہے

ایک ہے بادشاہی بنتی ہے

تعارف......تربیت

سمجھو قرآن کے شناورو!

قرآن کے طالب علمو!

ایک یونیورسٹی وہ ہے جہاں بادشاہ بنتے ہیں، ایک یونیورسٹی وہ ہے جہاں نبی بنتے ہیں۔ اور جس نبی کو رب نے بادشاہ بھی بنانا ہو غور کرنا ذرا، انہیں اس ماحول میں بھیجتا ہے، یہ ماحول ضروری ہے، اس ماحول میں بھیجتا ہوں کہ جا جا کر بکریاں چرا، ماحول دیا کہ جب بکریاں چرانے کا سلیقہ آ جائے گا، انہیں بندے بنانے کا سلیقہ بھی آ جائے تو بکریاں چرتی ہوئی وہاں آ جاتی ہیں ان کو کون روکے، ان بکریوں کو، کون روکے، فرمایا موسیٰ ان بکریوں کو بارہ سال چرا، تاکہ فرعونیوں پر قبضے کا سلیقہ

آجائے۔فرمایا میرے یوسف، میں نے تمہیں خود مارکیٹ میں عام گاہک کے ہاتھ نہیں بکنے دیتا، میں نے آج تیری قیمت وزیر سے لگوانی ہے،تاکہ سیدھا ریسٹ ہاؤس میں جا کران کے محلوں میں ٹھہر،تاکہ تمہیں پتہ چلے کہ اللہ والوں کی گردنیں کس طرح جھکاتی ہیں۔

ذرا تھانیدار کو ہی کہہ دیں کہ ان کو ذرا رگڑا لگا دیں اس نے دے دینا ہے۔لیکن جس نے ستر کروڑ دینا ہو، انہیں کوئی بڑا افسر بنائے تو پھر ٹھیک ہے۔ بڑی گردنوں والے،جن کی گردنوں میں سریے فٹ ہیں۔

فرعون نہیں باز آتا تھا، اللہ نے فرمایا! موسیٰ علیہ السلام اس کے دربار میں تو اور ہارون جاؤ،اس کی گردن اکڑی ہوئی ہے،اس کے پاس بھی ڈنڈا ہے تو بھی ڈنڈا لے جا......وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يَامُوْسٰى ......ہاتھ میں کیا ہے؟ فرمایا میرا ڈنڈا ہے کیا کرنا ہے؟ بکریاں چراتا ہوں اور بھیڑوں کو پتے اتار کر دے دیتا ہوں......وَلِيَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى ......فرمایا ان کی اس طرح کی گردنیں ہیں لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے......وہاں دکھانا پڑتا ہے ڈنڈا......قوت کا مظاہرہ کرنا پڑتا ہے۔

اس لئے تو سارے پاکستان کے لڑکے میچ کھیل رہے ہیں۔انڈیا کے کے ساتھ اور ہمارے دلوں پر چھریاں چل رہی ہیں۔انڈیا روز کشمیری مسلمانوں کو ذبح کر رہا ہے۔اس کا علاج صرف جہاد کا ڈنڈا ہے۔اگر پاکستان کا کوئی طبقہ یہ سمجھتا ہے کہ اس بنیئے کو جہاد کے بغیر سیدھا کر لیا جائے گا۔یہ ممکن نہیں،دنیا کے پاس اسلحہ ہے،مسلمان کے پاس اسلحہ بھی ہے اور اسلحہ انگوٹھے کے ساتھ چلاتے ہیں۔ یہ سینوں پر بم باندھ کر ٹینکوں کے نیچے لیٹ جاتے ہیں، یہ ٹینکوں کے نیچے اسلحہ باندھ کر لیٹ جاتے ہیں یہ صرف اس امت کا بم ہے۔جو میرے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جہاد کو زندہ

رکھتے ہیں۔

جہاد ضروری ہے:

اس لئے میں پاکستان کے لوگوں کو کہوں گا کہ چوں چوں کرنے کی ضرورت نہیں ڈٹ جاؤ، نہیں آتا کلنٹن نہ آئے۔ ہمیں اس کلنٹن کی ضرورت نہیں ہمیں مدینے کی ضرورت ہے، یہ تم جذباتی بات نہ سمجھا کرو، مولوی تو اس طرح کی باتیں کرتے رہتے ہیں، مولوی ایسی باتیں نہیں کرتے، مولویوں نے افغانستان میں جہاد کیا کہ روس جیسی سپر پاور جہاد کے سامنے نہ ٹھہر سکی۔

لیکن ان بابوؤں کو، ان ٹینکوں والوں کو جہاد سمجھ نہیں آتا
انہوں نے دین کب سیکھا ہے رہ کر شیخ کے گھر میں
پلے کالج کے چکر میں مرے صاحب کے دفتر میں

ان کو جہاد کے ساتھ کیا؟ دفتر خارجہ کے افسرو، یا اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ، نہیں تو راستہ چھوڑ دو، علماء کو حکومت کا موقع دو، چند مہینوں میں کشمیر پر اسلام کا پرچم لہرائے گا۔ بزدلوں کے ساتھ تو رب بھی نہیں بزدل کون سی کوئی حقیقت ہوتا ہے، میں قربان جاؤں اللہ کی حکمت پر۔

قرآن بتاتا ہے! اب مکے والوں کو، بھائیوں نے ساری کوشش کر لی، نتیجہ نکلا کہ نہیں نکلا......(نکلا)...... بھائیوں نے ٹل لگا لیا۔

کنوئیں میں ڈالا
ہاتھ باندھے
تھپڑ مارے

چند ٹکوں کے بدلے بیچ کر چلے گئے، رب رب ہے، اس نے کنعان کے کنوئیں سے اٹھا کر مصر کے وزیر خزانہ کے گھر پہنچا دیا۔

اس لئے مکے والو بندے بن جاؤ، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مکے سے نکالا ہے، میں بھی رب نہیں اگر اسے مکے میں لا کر تمہارے اوپر اس کی بالا دستی قائم نہ کروں۔ یہ بتانا چاہتا ہے اللہ مکے والوں کو بتا رہا ہے خبردار، یتیم کو کچھ نہ کہو اس کو ایسے ہی لاؤں گا جیسے یوسف علیہ السلام کو لایا ہوں۔ یہ تھی بات۔

حضرت یوسف علیہ السلام بازار مصر میں:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرا پیغمبر مصر کے بازار میں بکا، کس طرح بکا، تین دن بولی نہ ٹوٹی تو میں نے عزیز مصر کو بھیج دیا۔ اس کی بولی نہیں ٹوٹنی جب تک تو نہ جائے، میرا نبی مقدر والوں کو ملتا ہے۔ ساری تقریر ایک طرف، اس جملے کو لکھ لو، نوٹ کر لو، میرا نبی مقدر والوں کو ملتا ہے۔ ہر گھر میں، میں نبی کو نہیں بیچتا، وہاں ہی پہنچے گا جہاں پہلے خطوط پہنچ چکے ہوں۔ دنیا شور کرتی رہے، لیکن میرا نبی وہاں ہی پہنچے گا، جہاں اللہ نے فرمایا ہوگا۔

سارا مدینہ درخواستیں دیتا رہے، اس نے ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر جا کر بیٹھنا ہے۔

سارے مکے کی عورتیں ٹل لگالیں، لیکن میرے نبی ﷺ نے حلیمہؓ کی گود میں جانا ہے۔

اس لئے کہ میری مصلحتیں یہی ہیں، اب سارا مصر ٹل لگالے ٹل، اب میں آپ کو کہاں کہاں سے موتی نکال کر دوں، سارا مصر کوشش کر لے میں اسی گھر میں

بھیجوں گا۔ جہاں میں نے فیصلہ کیا ہے۔ وہاں اللہ کیوں بھیجنا، فرمایا دو چیزیں میں نے کرنی ہیں۔

ایک اس کی عصمت کا ڈنکا بجانا ہے اس گھر میں بھیج کر، وہاں ایک عورت ہو گی، اُس نے میرے نبی کی عصمت پر ہاتھ ڈالنا ہے۔ میں نے غلام آباد والوں کو بتانا ہے کہ نبی ہوتا ہی وہ ہے کہ کُرتا پھٹ جائے عصمت پر داغ نہ لگے۔

ایک بادشاہ کے گھر فیصلے ہوتے دیکھے، وزیر خزانہ جو ہوگا، اس کے گھر فیصلہ کیسے ہوتا ہے وہ ہے، باتیں کیسے ہوتی ہیں، آپس کے مسائل کو کیسے سمجھایا جاتا ہے، کس طرح نمٹایا جاتا ہے۔ ماحول کے ساتھ جس طرح تبلیغی جماعت والے کہتے ہیں رائیونڈ چلو، کیوں چلیں جی؟ کہ ماحول میں آ کر بھی انسان نیکی کرتا ہے بات سہی ہے اپنی جگہ، ماحول بدلتا ہے انسان کے ضابطہ حیات سے۔

سینما چلے جاؤ سینما پسند آئے گا، کرکٹ کا شوق ہے لوگ جمعہ چھوڑ کر کرکٹ دیکھ رہے ہیں، گراؤنڈ سجا کر دیکھ لیں۔

لڑکے اسلام نہیں سیکھتے
لڑکے قرآن نہیں پڑھتے
لڑکے جمعہ نہیں پڑھتے
لڑکے مسجدوں میں نہیں آتے

کرکٹ کھیل رہے ہیں، آپ بھی اس پر خوش ہیں، ماحول کا اثر ہے جو عمل ہوگا۔ اللہ فرماتے ہیں نبی ماحول سے متاثر نہیں ہوتا۔ بات سننا اور یہ بھی نوٹ کرنا۔ میں وہاں بھیج رہا ہوں، یہ تھوڑا میرا مقصد ہے کہ یوسف اس ماحول سے متاثر ہو، اس ماحول میں جا کر انقلاب پیدا کرے۔

لیڈر وہ ہوتا ہے جو ماحول کے ساتھ نہیں چلتا، ماحول کو اپنے ساتھ چلاتا ہے۔اور جو لیڈر ماحول کے ساتھ چلے وہ لیڈر نہیں ہوتا۔جس کی اپنی رائے کوئی نہیں وہ کیا لیڈر رہے۔لیڈر وہی ہے جو ایک رائے قائم کر لیتا ہے۔پھر اس رائے پر اپنے ساتھ والوں کو ساتھ چلاتا ہے۔جس طرح ماحول کہتا ہے اس طرح کرو، وہ لیڈر نہیں۔پھر کہو گے کہ سیاسی بات کرتا ہے، یہ کیسے لیڈر ہیں جو کہتے ہیں کہ اب کچھ نہیں ہوسکتا۔تم خاک کھانے ساتھ ملے تھے۔کچھ نہیں ہوسکتا۔کوئی حیثیت نہیں تمہاری۔

صحابہؓ کہتے تھے کہ جان چلی جائے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں کٹ سکتے ،رب کو ان کی یہی ادائیں پسند تھیں۔

اس لئے ساتھیو کافی دیر ہوگئی۔انشاءاللہ باقی اگلے جمعہ۔

وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حضرت یوسف علیہ السلام......خطبہ 7

خطبہ:

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی سَیِّدِالرُّسُلِ وَ خَاتَمِ الْاَنْبِیَآءَ وَ عَلٰی اٰلِہِ الْمُصْطَفٰی وَاَصْحَابِہِ الْمُجْتَبٰی اَلَّذِیْنَ ھُمْ خَیْرُالْخَلَائِقِ بَعْدَ الْاَنْبِیَاءَ ......

یَـــارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًـــا اَبَـدًا

عَـلـٰی حَبِیْبِکَ خَیْـرِ الْـخَـلْقِ کُلِّھِمٖ

اَمَّـا بَـعْـدُ فَـاَعُـوْذُ بِـالـلّٰـہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الـرَّحِیْـمِ......وَکَـذٰلِکَ مَـکَّـنَّـا لِیُـوْسُفَ فِـیْ الْاَرْضِ وَ لِنُعَلِّمَـہٗ مِنْ تَأْوِیْ الْاَحَـادِیْثِ وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰی اَمْرِہٖ وَ لٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ...... وَلَمَّا بَـلَـغَ اَشُدَّہٗ اٰتَیْنٰہُ حُکْمًا وَّ عِلْمًا وَ کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ وَرَاوَدَتْہُ الَّتِیْ ھُـوَ فِیْ بَیْتِہَا عَنْ نَّفْسِہٖ وَ غَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَ قَالَتْ ھَیْتَ لَکِ قَالَ مَعَاذَ اللّٰہِ اِنَّہٗ رَبِیْ اَحْسَنَ مَثْوَایَ اِنَّہٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ......

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْم

گذشتہ جمعوں کا خلاصہ:

حضرت یوسف علیہ اسلام کا ایک قافلے کے ہاتھوں کنعان کے کنوئیں سے برآمد ہونا اور برادران یوسف کا کھوٹے سکوں کے عوض انہیں فروخت کرنا۔ اِس کی تفصیلات بیان ہو چکی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے بطورِ شکوہ فرمایا کہ جن لوگوں نے یوسف علیہ السلام کو چند کھوٹے درھموں کے بدلے فروخت کیا۔ وہ بے قدرے لوگ تھے۔انہیں حضرت یوسف علیہ السلام کی اصل قیمت کا پتہ نہیں تھا۔

اس امتحان میں، پرچے میں، حضرت یوسف علیہ السلام

جس کٹھن مرحلے سے گزرے

جس انداز سے گزرے

جس صبر سے گزرے

جس حوصلے سے گزرے

اللہ تعالیٰ نے اس کے صلہ میں بازار مصر میں ایک ایسے خریدار کے ہاتھ فروخت کردیا، جسے آج کی اصطلاح میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ مصر کا وزیر اعلیٰ تھا۔

یہ حسنِ اتفاق نہیں، بلکہ قدرت کی ایک منصوبہ بندی کا ایک حصہ ہے۔ کہ وزیر اعلیٰ اپنے ملک کا اپنے خطے کا، سب سے بڑا صاحب اختیار افسر ہوتا ہے، اسے اسی طرح کی سوسائٹی اسی طرح کا ماحول دیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی شخصیت کو جنگل کے کنوئیں سے نکال، کر وزیر اعلیٰ کے ماحول میں بھیج دیا۔ محل میں بھیج دیا۔ اور محل میں بھیجنے کے بعد عزیز مصر نے یوسف علیہ السلام کو خریدا تھا۔

قرآن کہتا ہے......وَقَالَ الَّذِی اشْتَرَاهُ مِنْ مِّصْرَ لِاُمْرَاَتِهٖ ......جس نے یوسف علیہ السلام کو خریدا تھا۔ مصر میں، اس نے اپنی بیوی کو کہا، بیگم کو کہا......اَکْرِمِیْ مَثْوَاهُ ...... یہ جو نوجوان میں نے خریدا ہے اس کا چہرہ بتاتا ہے کہ یہ غلام نہیں، اس کے چہرے میں ایسی نورانیت ہے، وجاہت ہے، جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کسی بہت اونچے خاندان کا چشم و چراغ ہے۔ اور لگتا یہ ہے کہ بے چارے کو کسی سازش کے تحت لا کر غلام بنا کر فروخت کردیا، فروخت کرنے والوں نے اس کی قدر نہیں کی، لیکن بیگم صاحبہ میں تمہیں حکم دیتا ہوں......اَکْرِمِیْ مَثْوَاهُ ......تو اِسے

بڑے اکرام سے اور بڑے احترام سے رکھنا۔

اللہ نے عزیز مصر کے دل میں بات ڈالی

اللہ تعالیٰ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ عزت اور ذلت لوگوں کے ہاتھ میں نہیں عزت اور ذلت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ جو بازارِ مصر میں فروخت ہوا تھا۔ خرید نے والے کے دل میں بات آئی...... اَکْرِمِیْ مَثْوَاهُ ......اس کی عزت کرنی ہے، کیوں؟ کیوں بھی بتایا، وجہ......عَسٰی اَنْ یَّنْفَعَنَا...... چونکہ میں ملک کا مقتدر اعلیٰ ہوں، وزیر اعلیٰ ہوں۔ ہوسکتا ہی، جہاں ہم اور صلاحیتوں کے لوگ امور مملکت کو چلانے کے لئے تلاش کرتے ہیں ملازم رکھتے ہیں۔ یہ نوجوان جو ہے اس کا چہرہ بتاتا ہے کہ اس میں بہت زیادہ صلاحتیں ہیں ہوسکتا ہے کہ مستقبل میں یہ ہمیں بہت فائدہ دے دل میں بات ڈال دی۔ اور دلوں کو بدلنے والا اللہ ہے۔

بھائی یہ تو سمجھتے تھے کہ ہم نے ضائع کر دیا ختم کر دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم ختم کر کے آئے، ایک تم نے یعقوب علیہ السلام کی نظر شفقت سے محروم کیا، تو پھر میری عنائتوں کا دروازہ کھل گیا......

اَنْ یَّنْفَعَنَا ......اَکْرِمِیْ مَثْوَاهُ ......اس کی عزت کرنا

اسے اعلیٰ سے اعلیٰ مقام دینا

اعلیٰ رہائش دینا

اعلیٰ سے اعلیٰ کھانے کا نظام بنانا

یعنی اس طرح نہ لگے کہ ہمارے گھر کا غلام ہے اس طرح لگے کہ ہمارے گھر کا آقا ہے غلامی کا تصور نہ ہو، آقا کا تصور ہو۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ اب تک ہماری اولاد بھی کوئی نہیں......اَوْ نَتَّخِذَهٗ

وَلَـــدًا ......اگر ہمیں اولاد نہیں ہوئی، اسے ہی ہم اپنا مُتبنّٰی بیٹا بنالیں گے۔اس سے پیارا بچہ کون ہوسکتا ہے......نَتَّخِذَہٗ وَلَدًا......میں صرف قرآن کے لفظوں کا ترجمہ کررہا ہوں اللہ فرماتے ہیں کہ عزیز مصر کی بیگم کے دل میں، میں نے ڈالا......اَکْرِمِیْ مَثْـــوَاہُ......میں نے خریدا اسے غلام نہ سمجھنا آقا بنا کر رکھنا، زیادہ سے زیادہ اس کی عزت اور اکرام کرنا، اور

اولاد سے خالی:

اور بیٹا ہمارا کوئی نہیں
اولاد ہماری کوئی نہیں
بادشاہ وقت ہوں
وزیر اعلیٰ ہوں
اقتدار مجھے ملا ہے
بادشاہی میری چلتی ہے
حکم میرا چل رہا ہے

اولاد سے محروم ہوں، اولاد بادشاہ تھوڑے دیتے ہیں، انبیاء اور اولیاء اولاد یں تو نہیں دیتے، اولاد تو اللہ کی ذات دیتی ہے۔

بادشاہ ہے اولاد کوئی نہیں، اور تمہیں شائد اس بات کا پتہ نہیں سلطان باہو کی اولاد ہی کوئی نہیں۔ یہ جو موجودہ گدی نشین ہے، سارے لوگوں کے لئے بچوں کا ڈپو کھولا ہوا ہی، اور اپنا ایک بیٹا بھی نہیں۔

زکریا علیہ السلام نے اسی لئے رو رو کر دعا کی تھی یا اللہ ایک بیٹا دے، دے ......وَلَـمْ اَکُـنْ بِدُ عَآئِکَ رَبِّ شَقِیًّا......اللہ فرماتے ہیں، زکریا اگر نبیوں کے ہاتھ

میں اولاد ہوتی تو پھر تو مجھے بڑا لاڈلا تھا۔ پھر تیری اولاد ہونی چاہیے تھی۔

تو بھی میرا منگتا ہے

تو بھی میرا سائل ہے

تو بھی میرے دروازے پر مانگتا ہے

بادشاہ ہے اور اولاد کوئی نہیں...... نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ...... اور خود سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم چار بیٹیاں ہیں بیٹے چھوٹے ہیں چار بیٹے بچپن میں انتقال فرما گئے یہ اللہ کی مرضی ہے کہ اس میں بندے کا کوئی اختیار نہیں، بندے بے بس ہیں۔

نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا...... اب طالب علم ذرا غور کریں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں......

یعقوب کو یوسف سے جدائی کا	......	صدمہ الگ
یوسف علیہ السلام کو والد کی جدائی کا	......	صدمہ الگ
پھر کنوئیں میں ڈالا	......	وہ صدمہ الگ
بھائیوں نے طمانچے مارے	......	وہ صدمہ الگ
راستے میں مصائب و تکالیف آئیں	......	وہ صدمہ الگ
کنوئیں سے قافلے والے نکال کر لائے	......	وہ صدمہ الگ
پھر مصر میں نبی کی قیمت لگوائی غلام بنا کر بکوایا	......	یہ صدمہ الگ

اور دیکھو جس کو گھر سے نکال کر گم کرنے کے لئے لائے تھے۔ میں نے اسے بادشاہ کے گھر بھیج دیا۔ یہ اللہ تعالیٰ اپنی بات بتا رہے ہیں، اپنی بات رب کرتا ہی، اور کرنی چاہیے۔

عقیدے کی بات:

یعنی اگر ایک بندہ ایک قصہ بیان کرتا ہے تو

موتی نہ دے

خوشبو نہ دے

مقصد کی بات نہ کرے

مطلب کی بات نہ کرے

وہ عقیدے کی بات نہ کرے

عقیدے، جواہرات نہ تقسیم کرے

قرآن سنت کی تو تقریر کا کیا فائدہ؟ اس کا مطلب کیا،

اس لئے اللہ بھی اپنی بات کرتا ہے تو مجھے بھی اپنی بات کرنی چاہئے۔ یہ سنت اللہ ہے اللہ کی سنت ہی یہ ہے۔ اللہ فرماتے ہیں اب میری بات سنو...... کَذٰلِکَ مَکَّنَّا لِیُوْسُفَ فِی الْاَرْضِ ...... دیکھا، جسے کنوئیں میں ڈالا تھا۔ میں نے اسے کنوئیں سے نکال کر کیسے وزیراعظم کے گھر بھیج دیا۔ اس طرح میں نے یوسف کو...... مَکَّنَّا...... پکا کر دیا...... فِی الْاَرْضِ ...... زمین میں تَمْکِیْن دی، تمکین کا معنی پکا کر دیا۔ پختہ کر دیا، ٹھکانہ دے دیا میں نے یوسف کو اس طرح اپنی دھرتی پر......

دوسرے لفظوں میں یوں کہو کہ بیٹھنے کی جگہ دے دی۔ اور اگر اسے اور کھولا جائے، بادشاہ بننے کی تمہید باندھ دی۔ اور اگر اسے اور کھول دیا جائے۔ تو میں نے نبوت اور بادشاہی کا تاج رکھ کر اپنے یوسف کو بتا دیا کہ فکر نہ کر، یہی بات یاد رکھ کہ میں نے تجھے کہا تھا کہ انہیں کنوئیں میں ڈالنے دے، ایک دن آئے گا یہ ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہوں گے اور تو تخت مصر پر بیٹا ہوگا...... کَذٰلِکَ مَکَّنَّا لِیُوْسُفَ فِی الْاَرْضِ...... اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس طرح یوسف کو پکا کر دیا تھا۔ زمین پر...... لِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ ...... فرمایا اب میں انعام دینے لگا ہوں۔ پہلے

اسے زمین پر پکا کیا، اور دوسرے نمبر پر میں نے یہ کیا کہ اسے بات سمجھانے کی۔

بات سمجھنا اور بات سمجھانا:

ذرا تھوڑا سا غور کرو تو بات سمجھ آئے گی ایک ہے بات سمجھنا، یہ اور عنوان ہے۔ایک ہے بات سمجھانا، یہ اور عنوان ہے، کسی کی بات سمجھ لی، یہ الگ صورت ہے کسی کو بات سمجھانی، اسے کہتے ہیں قوت بیان......اَلرَّحْمَانُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ......یہ......

بیان

تقریر

خطاب

کسی کو بات سمجھانا یہ ہر بندے کا کام نہیں یہ ملکہ اللہ تعالیٰ کسی کسی کو عطا فرماتے ہیں۔ یہ ملکہ ہے خدا کا عطا کیا ہوا......اَنَا خَطِيْبُ الْاَنْبِيَاءِ ......حضور ﷺ فرماتے ہیں میں انبیاء کا خطیب ہوں، لیکن فخر نہیں کرتا۔

اللہ کا انعام:

فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے میرے اوپر انعام کیا ہے، اس لئے فرمایا کہ میں نے یوسف کو بات سمجھانے کا سلیقہ عطا فرمایا......لِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَأْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ...... کہ کسی کی بات سن کر اس کا صحیح نتیجہ نکال کر اس کا بازو پکڑ کر منزل مقصود تک پہنچانے کا سلیقہ عطا فرما دیا......وَ لِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَأْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ...... یہ انعام دے رہا ہے۔ زمین پر پکا کر دیا اور بادشاہی کی تمہید باندھ دی......لِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَأْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ......بات کرنے کا اور اور بات سمجھانے کا سلیقہ عطا فرما دیا۔

غلبہ اللہ کی طرف سے ہوتا ہے:

اور فرمایا کیوں نہ ہو.....وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰی اَمْرِہٖ ...... غلبہ اللہ کی طرف سے ہوتا ہے۔ اللہ کی بات غالب ہوکر رہتی ہے۔ تم سمجھتے ہو کہ جو بات ہم نے کی ہے، غلبہ اسے ملے گا۔ ہمارا تو یہی خیال ہوتا ہے کہ

میں منطقی ہوں

میں فلسفی ہوں

میں علامہ ہوں

میں فہامہ ہوں

میں وزیر اعلیٰ

میں وزیر اعظم

جو میں کروں گا میرے خیال کے مطابق ایک نتیجہ نکلے گا، اللہ فرماتے ہیں کہ ایک گھنٹہ پہلے وزیر اعظم ہاؤس مین وزیر اعظم صاحب اپنے منصوبے بناتے رہے، گھنٹے بعد نتیجہ اور نکلا، کہ وزیر اعظم اسیر اعظم ہو گئے اور جنرل مشرف وزیر اعظم ہو گیا، گھنٹے میں سارا مسئلہ اِدھر سے اُدھر کر کے رکھ دیا...... وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰی اَمْرِہٖ......اللہ کی بات غالب ہوکر رہتی ہے اللہ کی بات کو مغلوب نہیں کیا جا سکتا......وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰی اَمْرِہٖ......

اللہ فرماتے ہیں کہ.....وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ......بندے کی فطرت ہی یہ ہے کہ اس بات کو مانتا ہی نہیں، وہ کہتا ہے کہ میں ہی غالب ہوں، یہ ترجمہ ہے آیت کا، اس میں، میں اپنی طرف سے اضافہ نہیں کر رہا، فرمایا......وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّہٗ......جو بات میں نے پہلے بیان ہے، اس وقت کی بات ہے جب یوسف اٹھارہ

یا بیس برس کا نوجوان تھا......وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّہٗ ...... جب میرا یوسف عمر کے اُس حصے میں پہنچ گیا، جسے پختہ عمر کہتے ہیں......وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّہٗ ...... پختہ فکر ہو گیا، اس کی فکر میں کمی کی بجائے بلندی آ گئی۔ پھر کیا کیا......اٰتَیْنٰہُ حُکْمًا ......میں نے اسے حکومت دینے کا فیصلہ کر لیا، یہ چلتا رہا، یہ درمیان میں بات چھوڑ دی۔

علم وحکمت کی عطا:

جب نبوت کی عمر ہو گئی، عمر پختہ ہو گئی......اٰتَیْنٰہُ حُکْمًا ......میں نے اُسے حکومت دے دی، اور حکومت کے ساتھ ساتھ......عِلْمًا......علم نبوت بھی عطا فرما دیا۔

حاکم بھی تھے......عالم بھی تھے

اس سے معلوم ہوا کہ اٰتَیْنٰہُ حُکْمًا عِلْمًا ......حکم بھی دیا علم بھی دیا، ان لفظوں پر میں نے جمعہ پر بحث نہیں کرنی۔ آگے فرمایا......وَکَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ......اللہ فرماتے ہیں جو میرے لئے سب کچھ لٹا دے، میں بھی پھر اپنی نعمتیں بڑھا دیتا ہوں۔ سمجھ گئے ہو؟ (جی) یہ ایک مستقل تقریر ہے پہلے پرچے ختم، اب ایک نیا امتحان شروع۔

......وَرَاوَدَتْہُ الَّتِیْ ھُوَ فِیْ بَیْتِھَا عَنْ نَّفْسِہٖ ......

پہلے پرچے بھی، بڑے مشکل تھے۔ لیکن ایک نیا پرچہ پہلے سے بھی مشکل ......وَرَاوَدَتْہُ الَّتِیْ ھُوَ فِیْ بَیْتِھَا عَنْ نَّفْسِہٖ ......جس گھر میں میرا پیغمبر یوسف علیہ السلام بطور مملوک خرید کر جنہوں نے اپنے گھر میں میرے نبی کو عزت عطا فرمائی تھی۔ عظمت عطا کی تھی۔ اسی گھر میں رہتے رہتے وقت گزرتا جا رہا تھا، لیکن میں آپ کو پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ اللہ کی دھرتی پر میرے یوسف جیسا حسین کوئی نہیں تھا، اخلاق اور اطوار میں کائنات میں ان کی مثال کوئی نہیں تھا۔

بولتے تھے تو زبان سے پھول کھلتے تھے

جن پتھروں کی طرف دیکھتے تھے، وہ بھی دیوانے

جن درختوں کی طرف دیکھتے تھے، وہ بھی دیوانے

آسمان بھی میرے یوسف کے حسن کو ملاحظہ کرتا تھا

جس طرف چلتے تھے ان کی خوشبو علاقے کو معطر کر دیتی تھی

جس ماحول کی طرف اپنی نبوت والی نظر سے دیکھتے تھے وہ ماحول بھی معطر ہو جاتا تھا

مسکراتے تھے تو کلیوں جیسے دانت نظر آتے تھے میرے یوسف کے حسن کا نور پھیل جاتا تھا

اور اگر مجھ سے سچ پوچھو، آسمانوں کے سورج کی طرف دیکھتے تھے تو وہ بھی مستی میں آجاتا تھا۔

رات کو چاند اور ستاروں کی طرف یوسف علیہ السلام دیکھتے تھے۔ چاند اور ستارے بھی دیوانے ہو جاتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کے نوری فرشتے بھی جی بھر کر دیکھتے تھے میرے یوسف کو، مصر کی گلیوں میں جس گلی سے اللہ کا نبی گزرتا تھا۔ ان گلیوں کی اینٹیں بھی شیدائی بن جاتی تھیں۔

اور جن جنگل کے ذرات پر میرا نبی اپنے نبوت والے قدم رکھ دیتا تھا یارو، وہ ذرات بھی میرے پیغمبر کے دیوانے اور متوالے بن جاتے تھے۔

اور جس ماحول کا یہ حال تھا جس گھر میں اللہ کا نبی چوبیس گھنٹے گزرتا ہوگا ۔اس گھر کا کیا حال ہوگا۔ اس ماحول کا کیا حال ہوگا اور اس گھر والوں کا کیا حال ہوگا۔ اللہ فرماتے ہیں اس سے پہلے پرچے ختم ہوئے تھے۔

نیا پرچہ:

اور نیا پرچہ......وَرَاوَدَتۡهُ الَّتِيۡ ......جس نبی کو دیکھ کر سارا شہر دیوانہ ہو گیا

تھا، اس نبی کے گھر والے اس کی مالکہ، عزیز مصر کی بیوی، وہ دن بدن حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھتی تھی......

اپنے دل پر قابو نہ رکھ سکی
نہ اپنی آنکھوں پر قابو رکھ سکی
نہ اپنے جذبات پر قابو رکھ سکی

فضا معطر ہوگئی:

اب قرآن نے اس کی تفصیلات کو نہیں بیان کیا، بلکہ اتنا لفظ بولا کہ......وَرَاوَدَتْهُ الَّتِیْ ......اب آپ خود اندازہ کرلیں، جس گھر میں نبی رہتا ہوگا اس کا کیا حال ہوگا۔ تھوڑا تصور کرو،

اگر تھوڑی سی گہرائی میں جاؤ گے مسئلہ کھل کر سامنے آجائے گا، تھوڑی سی گہرائی کے ساتھ خطیب کے ساتھ ملو، تو میں آپ کو شیشی کھول کر بتاتا ہوں، آؤ میں ذرا آپ کو مکے اور مدینے کی گلیوں میں لے جاؤں یوسف جس شہر میں رہتا ہے۔ اس شہر کا ماحول معطر ہوگیا، منور ہوگیا۔ گلیاں خوشبو سے معطر ہوگئیں۔ اور جہاں یعقوب کا بیٹا رہتا ہے اُن گلیوں اور گھر کا یہ حال ہے۔ اور جہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رہے۔

کوئی دلائل کی ضرورت نہیں۔ صحابہ فرماتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے۔ مدینہ روشن ہوگیا، سیدہ فاطمہؓ فرماتی ہیں۔ کہ جب تک حضور ﷺ دنیا میں رہے۔ ہم......نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ ......تھے۔ سارا مدینہ کا ماحول معطر اور منور تھا۔ لیکن جب دنیا سے چلے گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے رخصت ہوگئے فرمایا میرے اوپر تاریک راتوں کی سیاہی چھاگئی۔ حضور ﷺ کی وجہ سے مدینہ معطر و منور ہے۔

اس طرح یوسف علیہ السلام جس گھر میں ہیں

وہ گھر والوں پر بھی اثر

اُن دیواروں پر بھی اثر

اس ماحول پر بھی اثر

اوران کمروں کی درودایوروں پر بھی اثر

وہ بیگم صاحبہ جو مالکہ ہے، جو انتظام کرتی ہے یوسف علیہ السلام کے خوردو نوش کا، اللہ فرماتے ہیں......وَرَاوَدَتۡهُ الَّتِیۡ هُوَ فِیۡ بَیۡتِهَا عَنۡ نَّفۡسِهٖ ......وہ خود ڈورے ڈالنے لگ گئی یوسف پر۔

طالب علموں کیلئے:

اب ذرا حاضر بیٹھے ہو، قرآن کے لفظوں پر قربان، میں تو خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں، قرآن سے بہتر کوئی تقریروں کی کتاب نہیں، مجھے نہیں یاد کہ کتنے جمع ہو گئے سورۃ یوسف پر، آئتیں نہیں ختم ہوتیں۔اس سے بڑھ کر اور بہتر کتاب تقریروں کی کون سی ہو سکتی ہے ۔طالب علم مجھ سے پوچھتے ہیں کہ کوئی اور تقریروں کی کتاب بتائیں، میں اپنی کتاب نہیں بتاتا کبھی، پانچ جلدیں ہیں خطبات قاسمی کی، میں نہیں کہتا وہ لو، میں کہتا ہوں کہ اللہ کا قرآن پڑھو۔

قرآن نقشے جماتا ہے:

قرآن نقشے جماتا ہے مسائل کے، اب یہاں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ......

وَقَالَ الَّذِیۡ اشۡتَرٰىهُ مِنۡ مِّصۡرَ لِامۡرَاَتِهٖۤ اَكۡرِمِیۡ مَثۡوٰىهُ ......یہ بات بھی ختم ہو گئی...... وَرَاوَدَتۡهُ الَّتِیۡ هُوَ فِیۡ بَیۡتِهَا عَنۡ نَّفۡسِهٖ ......آپ ماشاءاللہ وہ تقریریں سننے والے

ہیں......رَاوَدَتْہُ...... پھسلایا اس عورت نے، جس گھر میں یوسف رہتا تھا...... عَنْ نَّفْسِہٖ یُوْسُفُ عَلَیْہِ السَّلَام......

زلیخا کی چال بازی:

......دیکھو......

تنہائی یوسف پر بھی تھی

جوانی یوسف علیہ السلام پر بھی تھی

خلوت یوسف علیہ السلام پر بھی تھی

حسن سب سے زیادہ یوسف علیہ السلام پر تھا

جوان گھر سے باہر

ملک سے باہر

والد سے دور

خطے سے دور

علاقے سے دور

کوئی قریب نہیں۔تنہا آدمی خود چاہتا ہے، میری خلوت میں میرے لئے کوئی دلچسپی کا سامان ہو، ایسا نہیں ہوا۔اللہ فرماتے ہیں میرے یوسف نے کبھی زلیخا کی طرف آنکھ بھی نہیں اٹھا کر دیکھا......رَاوَدَتْہُ ......اس کا ہی دل خراب ہوا۔اس نے ہی پھیلایا، عورت نے شرارت کی،......

اس کے دل میں خلش پیدا ہوئی

اس کے دل میں داعیہ پیدا ہوا تھا

عورت کے دل میں ایک ہوس پیدا ہوئی۔عورت نے پیغمبر کو پھسلانے کی

کوشش کی، لیکن چونکہ میری نبی کی آنکھوں پر رب کا پہرہ ہوتا ہے مجال ہے یوسف نے کبھی ایک لحہ بھی زلیخا کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھا ہو۔

چودھویں صدی کے پیر

اب اس سے چودھویں صدی کے پیروں کا مسئلہ بھی، قرآن کو کسی جگہ فٹ بھی تو کرو عورتیں جتنے مرضی برقع میں پردہ کریں، حضرت فرماتے ہیں، پردہ چھوڑ میں قیامت کو کیسے پہنچانوں گا ہم اب اس طرح کے لفنگوں کی تعریف کرتے ہیں، پھر ہمیں کہا جاتا ہے وہابی ہیں۔ بزرگوں کو مانتے ہی نہیں، عورتوں کو، مائیں اور بہنیں بھی سن رہی ہیں، معاف کرنا کوئی ایسا پیر، جو آپ کو کہے کہ پردہ اٹھاؤ، اگر یہاں نہیں پہنچانوں گا تو آخرت میں کیسے پہنچانوں، جوتے مار کر گھر سے نکالودو یہ پیر نہیں، معاشرے کا ناسور ہے۔ معاشرے میں اس سے بڑا بدمعاش کون ہے۔ جو اللہ اللہ بتانے آیا اور پردے اٹھاتا پھرتا ہے۔ راتیں گزر رہی ہیں، دن گزر رہے ہیں۔

اور خلوت ہوگئی، زلیخا نے ٹل لگالیا...... رَاوَدَتْہُ ...... زور لگالیا...... رَاوَدَتْہُ ...... کا معنی، اس میں جتنی کشش والی قوت تھی ساری صرف کی، کہ اللہ کے نبی پر میرا ڈورا چل جائے...... رَاوَدَتْہُ الَّتِیْ ھُوَ فِیْ بَیْتِھَا عَنْ نَفْسِہٖ...... ڈورے ڈالے، اور خود یوسف سر نیچے کیے ہوئے بیٹھا ہے، تصور ہی نہیں۔ پھر اس نے دیکھا کہ شاید آ ہی نہ جائے، پتہ نہیں کوئی اچانک آ کر میری کرتوتوں کو دیکھے اور مجھے شرم سار کرے، اللہ فرماتا ہے، کہ اس نے یہاں تک بات نہیں کی...... غَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ ...... جتنے دروازے تھے سارے بند کر لئے۔ تغلیق کہتے ہیں، صرف دروازہ بند کرنا نہیں مقفل کرنا، اور وہ دروازے اس طرح بھی ہوسکتا ہے، جس طرح یہ مسجد ہے۔ کئی اور دروازے ہیں، وہاں بھی کئی دروازے تھے اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ نہیں،

محل سے ایک دروازہ نکلا، دوسرا آ گیا، دوسرے سے نکلو، تیسرا آ گیا، چوتھ آ گیا، پانچون آ گیا، چھٹا آ گیا، ساتواں آ گیا یعنی ایک لائن میں ہیں...... غَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ ......سارے دروازے بند کر دئے۔ دونوں ہی معنی ہیں، یا اس طرح کھلے دروازے تھے۔ سارے دروازوں کو مغلق کر دیا، اور یا پھر لائن میں دروازے تھے۔ ایک کمرے میں......

دوسرا

تیسرا

چوتھا

پانچواں

چھٹا

ساتواں

......غَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ......

سارے دروازوں کو بند کر کے تالا لگا کر چابیاں اپنی جیب میں رکھ لیں

جوانی اپنی جگہ

رعنائی اپنی جگہ

حسن اپنی جگہ

وہ بھی کوئی حسن میں کم نہیں تھی

بیگم ہے وزیر اعلیٰ کی اپنی جگہ

اختیارات اپنی جگہ

مالکہ ہونا اپنی جگہ

اور اس ملک کی مقتدر یہ ہونا اپنی جگہ

اوران ساری چیزوں کے باوجود...... غَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ ......سارے دروازے بندکر کے چابیاں اپنی جیب میں رکھ کر اللہ فرماتے ہیں اب قریب آ کر کہتی ہے...... هَيْتَ لَكَ...... اب کیا دیکھتا ہے، اب تو دیکھنے والا ہی کوئی نہیں۔

اب میں اور آپ بچے ہوتے تھے اس وقت شعر سنتے تھے۔

جوانی آدمی کی مائیہ الزام ہوتی ہے
نگاہ نیک بھی اس عمر میں بدنام ہوتی ہے

جوانی جو ہوئی...... دوستو...... تھوڑا سا جوش وخروش سے ہٹ کر ماحول میں چلیں، آنکھیں بندکر کے تھوڑا سا سوچیں......

زلیخا اکیلی
یوسف اکیلا
ماحول اکیلا
دیکھنے والا کوئی نہیں
روکنے والا کوئی نہیں
جذبات کی انتہاء
جوانی کی انتہا

اور پھر مرد پہل نہیں کرتا، کہتا نہیں خواہش نہیں کرتا، کہنے والی بھی بیگم صاحبہ ...... هَيْتَ لَكَ...... یوسف علیہ السلام اس طرح بیٹھے ہیں۔ خاموش!

زلیخا نے رب کے چہرے پر پردہ ڈالا:

تھوڑا سا ہٹ کر کونے کی طرف گئی، اپنا ڈوپٹہ اتار کر ایک بت رکھا ہوا تھا، جس کو پوجا کرتی تھی، اس کے سر پر ڈوپٹہ ڈال کر آنکھیں بند کر دیں، فرمایا یہ کیا؟ کہنے لگی کہ میں

نے اس رب کی آنکھیں بھی بند کردیں، جس کی پوجا کرتی ہوں، اب یہ آخری آنکھ بھی بند ، جو دیکھ کر میرا مواخذہ اور محاسبہ کرسکتی تھی، وہ بھی بند،

مولانا جامیؒ فرماتے ہیں، آواز آتی ہے کہ

ترا شرم آید از سنگ خار
مرا شرم نہ آئی از پروردگار

اے زلیخا تجھے اپنے رب سے تو شرم آتی ہے حیاء آتی ہے، اپنا ڈوپٹہ اتار کر اس کی آنکھیں باندھ دی ہیں، تیرے پاس تو ایک ڈوپٹہ ہے، جو تیرے الہ اور معبود کی آنکھیں بند کرسکتا ہے، یوسف کے پاس کوئی چیز نہیں۔ جس کے ساتھ وہ اپنے معبود کی آنکھیں بند کرسکے......

......اِنَّہٗ عَلِیۡمٌ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ......

جو دلوں کے بھیدوں کو جاننے والا

جو دلوں کی خبروں کو جاننے والا

جو شرق کی خبروں کو جاننے والا

مغرب کی باتیں جاننے والا

شمال اور جنوب کی باتیں جاننے والا

اے زلیخا اس رب کی آنکھیں بند کرنے کے لئے تیرے پاس ڈوپٹہ اور کپڑا موجود ہے، جس کی آنکھین بند کیں وہ تیرے گناہوں کو نہیں دیکھ سکتا، اور میرا رب تو وہ ہے......وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیۡ عَنِّیۡ فَاِنِّیۡ قَرِیۡبٌ ......جب بندہ میرے بارے میں تجھ سے سوال کرتا ہے فرمایا......فَاِنِّیۡ قَرِیۡبٌ......میں تو شہہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہو کر بندے کی اس ساری سٹوری کی خبریں بھی رکھتا ہوں اور جانتا بھی

ہوں......لَا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ ......اللہ کے سوا غیب کوئی نہیں جانتا۔

اس لئے زلیخا، اس کی آنکھیں نہ باندھ، اس رب کو میں کیا کروں جو جگہ جانتا ہے، ہر جگہ حاضر ناظر ہے، ہر جگہ جاننے والا ہے اور عالم الغیب اسے کہتے ہیں، اس لئے قرآن کہتا ہے، کہ جب زلیخا نے ان بند دروازوں میں بند کمرے کے اندر میرے پیغمبر پر ڈوریں ڈالنے کی کوشش کی، میں نہیں کہتا، اللہ کا قرآن کہتا ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے
دائیں دیکھا
بائیں دیکھا
سامنے دیکھا
پیچھے دیکھا
جب دیکھا کہ کوئی بھی دیکھنی والا نہیں
کوئی بھی میری مدد کو پہنچنے والا نہیں

ہائے کوئی چودھویں صدی کا گندا مشرک ہوتا، وہ پیر کو کہتا، وہ کسی فقیر کو پکارتا، یوسف علیہ السلام بھی اگر چودھویں صدی کے لوگوں جیسا عقیدہ رکھتے وہ اپنے والد یعقوب علیہ السلام کو پکارتے......

ابا جی میں مر چلا ہوں
ابا جی میں مشکل میں آ چکا ہوں
ابا جی میں پریشان ہو گیا ہوں
لیکن اللہ فرماتے ہیں کہ میرے پیغمبر پر قربان جائیں

نہ والد کو پکارا

نہ بنیامین کو پکارا

نہ عَصُبَۃُ کو پکارا

نہ والدہ کا نام لیا

نہ بھائیوں کو پکارا

نہ کسی رشتہ دار کو پکارا

میں نہیں کہتا، اللہ کا قرآن کہتا ہے

حضرت یوسف علیہ السلام نے رب کو پکار: ا

حضرت یوسف علیہ السلام نے ان بند دروازوں میں کسے پکارا، قرآن کہتا ہے......قَالَ مَعَاذَ اللّٰہِ ......اے اللہ......مَعَاذَ اللّٰہِ ......کا پورا جملہ اس طرح بنتا ہے...... کہ دروازے میں اللہ کے نبی اللہ کو پکارتے ہیں،

ہم دیوبندی یہی کہتے ہیں، کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ ہی کو پکارو، غیر اللہ سے منتیں نہ مانگو۔

یہ کرکٹ کا لڑکا انہوں نے نکالا ٹیم سے شعیب، وہ سیدھا امام بری پہنچا، اخبارات میں آیا ہے کل پرسوں کی خبر تھی۔

امام بری

میری کھوٹی قسمت کرو کھری

اللہ نہیں یاد

توحید نہیں یاد

خدا کی توحید کا کا تصور گہنہ گیا

جب میں کہتا ہوں کہ یا اللہ میرا حال دیکھ
حکم ہوتا ہے کہ اپنا نامۂ اعمال دیکھ
اپنے من میں ڈوب کر پا جا سُراغ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن
پانی پانی کر گئی مجھ کو قلندر کی یہ بات
تو جب جھکا غیر کے آگے نہ تن تیرا نہ من

کس بات کا موحد ہے۔کس بات کا مسلمان ہے،تو نے اللہ کو چھوڑا، اللہ نے تجھے چھوڑ دیا،اللہ نے تیرا قصور کیا ہے مجھے پتہ تو کبھی ماں کے پیٹ میں اس نے تیری شکل بنائی۔مجال ہے تیرے ناک کی جگہ کان لگا دیا ہو، تیرے ناک کی جگہ اگر دانت لگا دیتا، دانتوں کی جگہ کان لگا دیتا۔جہاں پَیر بن رہا تھا وہاں بجلی تو تھی نہیں لوڈ شیڈنگ تھی ماں کا پیٹ،

اللہ فرماتے ہیں......فِیۡ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ......تین اندھیرے تھے جہاں میں نے تجھے بنایا،......

ناک کی جگہ ناک
آنکھ کی جگہ آنکھ
کان کی جگہ کان
زبان کی جگہ زبان
منہ کی جگہ منہ
ہاتھ کی جگہ ہاتھ

بتا تو سہی، کہ کون سی بات ہے جس کی وجہ سے رب سے تجھے بیر ہے، رب سے بَیر ہے اور باقی سب خیر ہے، یہ اللہ کا قرآن کہتا ہے!

حضرت یوسف علیہ السلام پر جب مشکل کا وقت آیا کسے پکارا؟ ا(للہ کو) سارے مل کر کہو اللہ؟ (اللہ) زور سے کہو؟ (اللہ) مجھے قسم ہے رب کی یہی بات کل نجات کا ذریعہ بن جائے گا۔

اللہ تعالیٰ پوچھیں گے جمعہ پڑھنے والوں ضیاء القاسمی کے خطبے میں بیٹھنے والو، یہ میری بات کرتا تھا کہ نہیں؟ آپ کہیں گے یا اللہ یہ تیری پکار کا مسئلہ بیان کرتا تھا، کہتا تھا کہ جب مشکل کا وقت آئے کسے پکارو؟ (اللہ) اللہ فرمائیں گے فرشتوں گواہ ہو جاؤ، یہ بندہ مجھے پکارتا تھا، جو مجھے پکارتا ہے میں بھی اس کی جھولیاں بھر دیتا ہوں۔

حضرت یوسف علیہ السلام کہتے ہیں......قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ......اللہ تیرے سوا میرا کوئی مشکل کشاء نہیں میری مشکل کو تو حل کر،

اس کے ساتھ ہی ایک اور جملہ کہتا ہوں......اِنَّهٗ رَبِّیْٓ اَحْسَنَ مَثْوَایَ ...... اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ......زلیخا، جس کے گھر میں، میں رہتا ہوں وہ میرا مالک ہے، یہاں رب کا معنی مالک......اِنَّهٗ رَبِّیْ ...... یہ میرا مالک ہے، اس نے مجھے خریدا ہے، اس نے اپنا سارا گھر میرے حوالے کر دیا، اس نے مجھ پر اتنا اعتماد کیا، کہ اس نے بیوی کی بھی پرواہ نہ کی۔ اس کی تیری عزت، تیری عصمت، تیرا وقار، اس ماحول میں اس نے مجھ پر اعتماد کیا، کہ پیارے چہرے والے یہ میرا سارا گھر تیرے سپرد ہے، زلیخا میں اپنے اِس مُربی کی خدمات کو فراموش کروں، اس کی عزت میں خیانت کرو، مجھے حیاء آتی ہے۔

اگر اخلاقی جرأت ہوتی:

اس یوسف علیہ السلام کے جملے سے اگر اس عورت میں تھوڑی اخلاقی جرأت ہوتی اس جملے سے ہی مر جاتی، مجھے غلام ہو کر اِس کا احساس ہے، پھر سنو، مجھے احساس ہے، وہ سارا اپنا گھر تیرے سمیت میرے سپرد کر گیا، میں اس کے مال میں، اور اس کی عصمت میں خیانت کروں؟ مجھے اس کا لحاظ کرنا چاہیے...... اِنَّــهٗ لَا يُـفْـلِـحُ الظّٰـالِمُوْنَ ...... اتنے پیارے محسن کے ساتھ میں اس طرح کا طرز عمل اختیار کروں، زلیخا مجھے شرم آتی ہے، یعنی حضرت یوسف علیہ السلام اُسے یہ کہنا چاہتے تھے کہ میں تو اس مُربی کا بھی لحاظ کرتا ہوں اُس رب کا کیوں لحاظ نہ کروں، اسے کہتے ہیں اصلی پیر۔

اپنا واقعہ:

دیکھو نا، میں ایک دفعہ بہت بڑا ایک لیڈر تھا، میں نام نہیں لیتا، بہت بڑا، اسے ملنے کے لئے گیا، انہوں نے مجھے اپنے گھر میں بچوں کے ساتھ ہی اندر بلا لیا، اور ساتھ ہی فرمایا کہ ان کے سروں پر پیار دے، مجھے بڑی شرم آئی مجھے خیال آیا کہ میرے رب، کتنا معصوم اور سچا آدمی ہے کہ اس نے میری آنکھ پر اتنا اعتماد کیا کہ ساری بچیوں کو کہا کہ یہ میرے حضرت صاحب ہیں۔ ان سے سروں پر پیار لو، اب میرے جیسا بھی بد دیانت کوئی نہیں کہ اس گھر میں جا کر میں آنکھ میلی کروں،

جس پیر کے تم مرید بنے ہو، اس بے چارے نے تو شرافت سے سارا گھر تیرے سپرد کر دیا، اور وہ بے چارہ مزدوری کرنے کے لئے گیا، پھر تم بیوی لے کر ماشاء اللہ راہ چلے، سوچنے کی بات ہے مذاق کی بات نہیں،

تم نے میرے مصطفیٰ کی سنت کا حیاء نہ کیا، اللہ نے عزت ہی ختم کردی، یہ ہے پیغمبرانہ عصمت۔

اللہ سے حیاء کرو:

فرمایا......اِنَّہٗ رَبِّیۡ ......زلیخا، وہ میرا مالک اور مولا ہے۔ اس نے مجھے خریدا ہے......اَحۡسَنَ مَثۡوَایَ ...... مجھے اس گھر میں اتنا پیارا ٹھکانہ دیا ہے، کسی قسم کی مجھے تکلیف کوئی نہیں، آج اگر میں اس کی عزت میں خیانت کروں گا تو میرے سے زیادہ دنیا میں اور کوئی برائی کرنے والا نہیں ہوسکتا......اِنَّہٗ لَا یُفۡلِحُ الظّٰلِمُوۡنَ ......ظالموں کی دنیا بھی دستگیری نہیں کرتی، اور میرا اصلی مالک بھی ان کی دستگیری نہیں کرے گا۔

اے زلیخا مجھے اُس رب کی بھی حیا آتی ہے، مجھے اُس مالک کی بھی حیاء آتی ہے۔ اس لئے......قَالَ مَعَاذَ اللّٰہِ ......میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں......اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ ......مَعَاذًا ......میرے اللہ ایک امتحان تو نے مجھے اب ڈال دیا ہے یہ پہلے پرچوں سے بھی مشکل......

پہلے تو میں کنوئیں میں بیٹھا تھا
پہلے تو میں جنگل میں طمانچے کھا رہا تھا
پہلے تو میں تکالیف اور مشکلیں برداشت کرتا تھا

اب تو میری عزت کو خطرہ ہے۔ اللہ آج اگر میری چادر پر داغ لگ گیا، میں اپنے یعقوب کو کیا جواب دوں گا۔ اور قیامت کے دن انبیاء کی صف میں کیسے کھڑا ہوں گا۔

بڑا مشکل وقت ہے میں قرآن حکیم کے لفظوں پر قربان جاؤں۔ اللہ فرماتے

ہیں بات سنو گول مسجد والو، بات اپنی جگہ سنو غور سے، اب یوسف سوچ رہا تھا کہ یہاں سے کیسے نکلوں؟ وہ یہ سوچتا تھا، اور یہ سوچ رہی تھی کہ میں نے آج جو ارادہ کیا اسے پورا کراؤں اور اسے کیسے پورا کراؤں۔

اہم نقطہ:

طالب علم جو عربی پڑھتے ہیں، وہ ان لفظوں کو زیادہ سمجھیں گے آپ کی نسبت......وَلَقَدْ......عربی زبان میں کہتے ہیں پکی بات کرنے کو، اللہ فرماتے ہیں زلیخا نے......وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ......یہ بات اس نے اپنے دل میں پکی کرلی، جو ہوسو ہو، یوسف علیہ السلام کی عصمت تارتار کر کے رہنا ہے......وَلَقَدْ ...... پکی کرلی ......هَمَّتْ بِهٖ ......یہ جو اگلا لفظ ہے یہ بڑا نازک ہے، اللہ فرماتے ہیں اس نے بھی بات پکی کرلی......هَمَّ بِهَا......

یہاں یہ بھی کہا جاسکتا تھا کہ......وَ لَقَدْ هَمَّتْ هُمَا......دونوں نے بات پکی کرلی یہ نہیں کہا، زلیخا کے ارادے کو الگ بیان کیا، یوسف کے ارادے کو الگ بیان کیا اس میں ایک نقطہ مخفف ہے کہ زلیخا کا ارادہ اور تھا سمجھو ذرا، زلیخا کا ارادہ اور تھا، یوسف کا ارادہ اور تھا......هَمَّ بِهَا......اللہ فرماتے ہیں......هَمَّ بِهَا......اس نے پکا ارادہ کیا تھا پھنسانے کا، اور یوسف نے ارادہ کیا تھا اس جگہ سے بھاگنے کا، دونوں کے ارادے تھے، اس کا اپنا اس کا اپنا۔

شیطان بہکاتا ہے:

شیطان ہر جگہ ڈورے ڈالنے کی کوشش کرتا ہے۔ اسماعیل کے پاس نہیں تھا گیا، کوئی بات نہیں باپ کے ساتھ چل رہے ہو اس نے چھری لے کر ذبح کر دینا

ہے۔کنکریاں کھائیں،اب تک کنکریاں کھا رہا ہے۔نہیں ہٹا......

یہاں بھی گیا

کوئی دیکھتا ہے

کوئی پتہ لگنا ہے

کوئی پاس ہے

کسی کو علم ہونا ہے

......چلا گیا تقریر کرنے......

اس سے بڑا خطیب اور مقرر کون ہے؟

اس سے بڑا منطقی کون؟

سائنس دان کون ہے؟

فلسفی کون؟

یہ بھی ڈاکٹر ہے شیطان، ڈاکٹر ڈگری والا ہوتا ہے۔وہ پی ایچ ڈی والے کو ڈاکٹر کہتے ہیں وہ علمی ڈاکٹر ہوتے ہیں، ڈاکٹر طاہر القادری،

جب سے یہ قرآن ڈاکٹر کے ہاتھ آیا ہے۔قرآن ہاتھ جوڑتا ہے کہ میری ان سے جان چھڑاؤ پہلے قرآن کا درس علماء دیتے تھے اب ڈاکٹر، مسٹر، ڈاکٹر اور قرآن میں بھی کرتے ہیں، ڈاکٹر، ڈاکٹر......

مجھے کوئی کہے کہ گڈی بن کر دکھا میں نہیں بن سکتا، تانگہ چلا کر بتا، میں نہیں چلا سکتا مجھے کوئی کہے کہ لیبارٹری کا کام کرو میں نہیں کر سکتا، میں یہ پڑھا ہوا نہیں ہوں، میں یہ فن نہیں جانتا ہوں جب ان ڈاکٹروں نے قرآن پڑھا ہی نہیں ہے، پڑھاتے کیا ہیں؟

اس لئے سنو! بہت سے روشن ضمیروں اور روشن دماغوں، قرآن ڈاکٹروں

سے نہ پڑھو قرآن علماء سے پڑھو، قرآن کو اب تک اگر کسی نے محفوظ رکھا ہے تو علماء کے طبقے نے محفوظ رکھا ہے۔

اور اب بھی اگر کوئی قرآن پر حملہ کرتا ہے تو میدان میں علماء ہی آتے ہیں، ان ڈاکٹروں نے کیا کر لینا ہے۔ ڈاکٹروں کی حیثیت کیا ہے۔ یہ ڈاکٹر، کوئی ڈاکٹر نہیں، علماء......

مولوی ہی روشن دماغ ہیں، بڑے پڑھے لکھے ہیں۔ مولوی صاحب آپ کی پرانی باتیں نہیں چلنیں، میں نے کہا کہ پھر آسمانوں کے نیچے سے نکل جا جب تک نیا آسمان نہیں بنتا، پرانا آسمان چھوڑ دے یہ ہے بے عقلوں والی باتیں، یہ آسمان بھی تو پرانا ہے تیرا باپ، چاند نیا کہ پرانا زور سے بولو؟ (پرانا) ستارے؟ (پرانے) چھوڑ دو، زمین؟ (پرانی) زمین تو تم نے کل بنائی ہوگی، کہیں اور جگہ چلے جائیں۔

قرآن بھی چودہ سو سال پہلے آیا چھوڑ دے، اس لئے ڈاکٹر صاحب قرآن علماء سے سیکھو۔

رب کا ارادہ غالب ہوا:

دیکھو نا میں بات آپ سے کرنے لگا ہوں......وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ...... وَ ...... کا معنی اور......لَ......تاکید کا......قَدْ...... پکی......اللہ فرماتے ہیں اور یہ بات پکی ہے کہ......هَمَّتْ بِهٖ......زلیخا نے اپنا ارادہ پکا کرلیا، اسباب ہی سارے پکے کر کے تالے لگالیئے۔ چابیاں جیب میں ڈال لیں......هَمَّ بِهَا......

اب یوسف کے دل میں آیا اب کیا کروں؟ پھنس جاؤں، بھاگ جاؤں، کیا کروں......کس طرف جاؤں؟ قرآن نے یہاں راہنمائی کی......لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ...... پہلے کیا کہا تھا یوسف علیہ السلام نے......قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ......اللہ

میرے بازو پکڑ لے۔ میں اکیلا رہ گیا، میں تنہا رہ گیا، میرا کوئی پرسان حال نہیں، اللہ میرا یعقوب والد کیا کہے گا اللہ جب اسے پتہ چلے گا کہ میرا بیٹا برائی کے اندر مبتلا ہو گیا۔ وہ نبیوں کے سامنے نبوت والی چادر لے کر کیسے جائے گا۔

یا اللہ! تنگدستی دور فرما

یا اللہ! میری دستگیری فرما

یا اللہ! میری راہنمائی فرما

یا اللہ! میری مشکل کشائی فرما

یا اللہ! میری پریشانی دور فرما

......پکارا......

اللہ فرماتے ہیں میں نے اسے اس وقت جب مجھے پکار رہا تھا...... بُرۡهَانَ رَبِّهٖ ...... اپنی ایک دلیل اس کے سامنے کر دی، اس نے کہا کہ مجھے بچا، اللہ نے فرمایا کہ اسے اس وقت کیا دلیل دوں؟

مفسرین فرماتے ہیں کہ اللہ نے یعقوب علیہ السلام کا نقشہ دکھا دیا۔ سامنے کر دیا، نقشہ پیغمبر یعقوب علیہ السلام، علماء فرماتے ہیں کہ یوسف علیہ السلام نے دیکھا کہ والد صاحب کا سامنے نقشہ ہے، اور دانتوں میں انگلی رکھی ہوئی ہے۔ بیٹا میری اور اپنی نبوت والی چادر پر داغ نہ لگانا۔ اب تم مصیبت اور آزمائش میں مبتلا ہو، تو میں ایک مثال سے بات سمجھاتا ہوں۔

یا اللہ حضور نے عرض کی یا اللہ یہ مجھے کہتے ہیں کہ تو اگر معراج پر گیا تھا۔ بتا بیت المقدس کے کتنے دروازے ہیں، یا اللہ میں کس طرح بتاؤں اللہ فرماتے ہیں پریشان کیوں ہے، میں بتاتا ہوں بیت المقدس کا نقشہ میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کے سامنے کر دیا، اس کی مثال ہوگئی؟

تو نقشہ یعقوب پیغمبر کا سامنے کر دیا، دانتوں میں انگلی، نہ بیٹا نہ نہ، کہاں یعقوب نبی کا بیٹا، کہاں عزیزِ مصر کی بیگم، خیال کرنا، خیال کرنا، نبوت کی چادر داغ دار نہ ہوجائے، اُدھر سے یعقوب نبی کا نقشہ سامنے آیا، اُدھر سے جبرائیل سامنے آ گیا۔ فرمایا اللہ سے مانگنے والے، چل، تم قدم اٹھاؤ میں کیا کروں؟ بھاگ، آگے کچھ نہیں فرمایا چلو آگے راہ دکھاتا ہوں چل تو سہی...... غَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ ...... قَالَتْ هَيْتَ لَكَ...... دروازے بند ہیں، مجھے آوازیں دے رہی ہے، فرمایا تالے لگے رہنے دے تو چل تو سہی تالے لگے ہوئیں ہیں، چل تو سہی، تو نے پکارا کسے ہے؟ عرض کیا کہ اللہ کو پکارا ہے۔ فرمایا جو تالے لگوا سکتا ہے، وہ تالے کھول بھی سکتا ہے۔ سمجھتے ہو۔

یہ ہے اللہ کی توحید، اس کا میں داعی ہوں اس کا میں مبلغ ہوں...... مر جاؤں گا اللہ کی توحید بیان کرنے سے نہیں ہٹوں گا۔

دینی مدارس کے طلباء کو میں عرض کروں گا، جمعہ یہاں پڑھیں، غور سے تقریر سنو، میں نہیں چاہتا کہ مجھے مانو، قرآن کو مانو، سرداری ملے گی عزت ملے گی۔

مولانا رومی رحمتہ اللہ فرماتے ہیں۔ بندہ کسی جگہ پھنس جائے تو کچھ خود بھی کرے۔ اللہ دروازے کھول دیتا ہے۔...... غَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ ...... قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّيْٓ اَحْسَنَ مَثْوَايَ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ...... ہائے اللہ میں تیرے قربان جاؤں۔ نقشے کھینچ کر رکھ دیئے، میری طرف دیکھو، اب دروازے تھے کئی، میں نہیں کہہ رہا قرآن کہہ رہا ہے...... غَلَّقَتِ...... کئی دروازے بند کئے تھے۔ فرمایا چل، یا اللہ کس طرف چلوں، فرمایا جدھر جی چاہتا ہے چل، کھڑکیاں بند، روشن دان بند، راستے بند، قرآن کہتا ہے، میں نہیں کہتا...... وَاسْتَبَقَا الْبَابَ......

دروازے کی طرف دوڑے، جب بند کیا تو قرآن نے ابواب کا لفظ استعمال کیا، جب دوڑنے کی باری آئی باب کا لفظ بولا۔

مسئلہ بتا دیا کہ جب بند کیا تو کئی تھے، اور جب کھلے تو ایک تھا۔ اگر حاضر ہو تو میں شیشی کھولتا ہوں۔ جب بند کیے تو عورت نے کیے تھے۔ وہ کئی تھے۔ اور جب کھولے تو رب نے کئی کا ایک بنا دیا۔

......کیونکہ......

کھولنے والا بھی ایک تھا

مشکل حل کرنے والا ایک تھا

منزل مقصود پر پہنچانے والا بھی ایک تھا

ادھر دیکھو میری طرف فیصل آبادی......وَاسْتَبَقَا الْبَابَ......جب دروازے کی طرف دوڑے، حضرت یوسف علیہ السلام، قرآن ان لفظوں کے ساتھ یاد کرتا ہے......وَاسْتَبَقَا الْبَابَ ......ادھر دیکھو تب بات سمجھ آئے گی......وَقَدَّتْ قَمِيصَهُ مِنْ دُبُرٍ......اب دوڑے جا رہے ہیں، اس نے بھی...... وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهِ ......اس نے پکا ارادہ کیا ہوا تھا چھوڑ نا نہیں۔ پیچھے دوڑی، نبی آگے، زلیخا پیچھے، کر تو کچھ نہ سکی......وَاسْتَبَقَا الْبَابَ قَدَّتْ قَمِيصَهُ مِنْ دُبُرٍ ...... پیچھے سے نبی کا کرتا زور سے پکڑ کر کھینچا، کھینچا کرتا، تا کہ اس کے ساتھ......قَدَّتْ قَمِيصَهُ مِنْ دُبُرٍ...... کُرتا پکڑوں گی، تو آگے نہیں جا سکے گا۔

اللہ فرماتے ہیں اُو کُرتے، خیال کر اُو کُرتے، تجھ سے میں نے کئی کام لینے ہیں، میں ان شاء اللہ کُرتے پر تقریر کروں گا، ایک ہی کُرتا ہے جس نے اتنے کام کیے۔

زلیخا نے پکڑا تو اس نے اپنا رنگ جمایا

یوسف کی آنکھیں کھول گیا، اس نے اپنا رنگ جمایا

بھائی لے کر گئے یعقوب کے پاس اس نے اپنا رنگ جمایا

اور جب یعقوب کی آنکھوں پر لگا تو اس نے اپنا رنگ جمایا

یہ آپ کو بتاؤں گا کسی وقت، اسی سورۃ یوسف میں

دو مسئلے:

لیکن اب صرف اتنی بات سنو پھر ختم کریں...... قَدَّتْ قَمِيصَهٗ مِنْ دُبُرٍ ...... پیچھے سے کُرتا پکڑا، اگر پیچھے کرتے کو دیکھتا ہی اللہ کا نبی، کرتے کو بچانی کے لئے ادھر کھڑا ہو جاتا ہے۔ اللہ نے فرمایا کہ کرتا اچھا کہ عصمت اچھی، فرمایا چل چل تو یہ ہے عصمت نبوت، فرمایا، کرتے کے جتنے حصے پر غیر محرم کا ہاتھ لگ گیا۔

حاضر ہو جاؤ، بہت بڑا مسئلہ بیان کر رہا ہوں، کرتے کے جس حصے پر غیر محرم کا ہاتھ لگ گیا، وہ کرتا نبی کے جسم کے ساتھ نہیں رہ سکتا۔

اچھا جی ایک اور مسئلہ حل کر دو یہاں جو کرتا اللہ کو پسند نہیں وہ نبی کے ساتھ نہیں جا سکتا، جو کرتا پسند نہیں وہ نہیں جا سکتا، جو بیوی پسند نہیں وہ بھی نہیں جا سکتی۔ جو صدیق پسند نہیں وہ بھی نہیں جا سکتا۔

مسئلہ تو حل ہو گیا۔ فرمایا کرتا صاحب جتنے حصے پر زلیخا کا ہاتھ لگا ہے تو اس کے ہاتھ میں رہ جا جتنا کرتا باقی ہے وہ میرے نبی کے ساتھ چلا جا۔

(باقی انشاء اللہ اگلے جمعہ)

وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

حضرت یوسف علیہ السلام......خطبہ 8

خطبہ:

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی سَیِّدِالرُّسُلِ وَ خَاتَمِ الْاَنْبِیَآءِ وَ عَلٰی اٰلِہِ الْمُصْطَفٰی وَاَصْحَابِہِ الْمُجْتَبٰی اَلَّذِیْنَ ھُمْ خَیْرُالْخَلَائِقِ بَعْدَ الْاَنْبِیَاءَ ......

یَـــارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًــا اَبَـدًا

عَـلٰـی حَبِیْبِکَ خَیْــرِ الْـخَـلْقِ کُلِّھِمِ

اَمَّـا بَـعْـدُ فَـاَعُـوْذُ بِـالـلّٰـہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الـرَّحِیْـمِ......وَکَـذٰلِکَ مَـکَّـنَّـا لِیُـوْسُفَ فِـیْ الْاَرْضِ وَ لِنُعَلِّمَـہٗ مِنْ تَأْوِیْ الْاَحَـادِیْثِ وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰی اَمْرِہٖ وَ لٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ...... وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّہٗ اٰتَیْنٰہُ حُکْمًا وَّ عِلْمًا وَ کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ وَرَاوَدَتْہُ الَّتِیْ ھُوَ فِیْ بَیْتِھَا عَنْ نَّفْسِہٖ وَ غَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَ قَالَتْ ھَیْتَ لَکَ قَالَ مَعَاذَ اللّٰہِ اِنَّہٗ رَبِّیْ اَحْسَنَ مَثْوَیَ اِنَّہٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ......

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْم

گذشتہ جمعوں کا خلاصہ:

حضرت یوسف علیہ السلام کے اُس مرحلے کا ذکر کررہا تھا، جب ایک مقام پر تالے لگا کر، بند کر کے زلیخا حضرت یوسف علیہ السلام کی عصمت پر حملہ کیا اور قرآن کریم نے اپنے انداز میں اس کا تذکرہ فرمایا......وَلَـقَـدْ ھَـمَّـتْ بِہٖ وَ ھَمَّ بِھَا ......کہ زلیخا نے اسکی جتنی قوتیں تھیں سب کو یکی کر کے جمع کر کے پوری قوت کے ساتھ، پوری توانائی کے ساتھ حضرت یوسف علیہ السلام کو پھسلانے کا پورا پورا بندوبست

کرلیا......وَهَمَّ بِهَا لَوْ لَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ...... اگر اللہ کا فضل نہ ہوتا، تو یوسف علیہ السلام اُس کے اِس مکر کا شکار ہو جاتے، لیکن مگر زلیخا کو اللہ نے اپنی قوت کے ساتھ ناکام کیا کہ وہ یوسف علیہ السلام پر ناکام ہوگئی ڈورے نہ ڈال سکی......اس کی تفصیل میں پچھلے جمعہ میں عرض کر چکا ہوں......اسے دھرانے کی ضرورت نہیں یہ بات کرنے کے بعد اللہ تعالی پھر ارشاد فرماتے ہیں کہ ایسا جملہ جس میں یوسف علیہ السلام پا کیزگی، اور عصمت کی خود شہادت دیتے ہیں۔

نبی معصوم ہوتا ہے:

پیغمبر کے بارے میں ہمارا مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ پیغمبر معصوم ہوتے ہیں معصوم کا یہ معنی نہیں کہ

پیغمبر میں طاقت نہیں ہوتی

پیغمبر کسی بات پر قدرت نہیں رکھتا

معصوم کا یہ معنی ہے کہ پیغمبر کی بات پر قدرت نہیں، بلکہ معصوم کا یہ معنی ہے کہ پیغمبر اپنی ساری انسانی صفات کے کمال کے باوجود اللہ تعالی کے فضل کرم سے گناہ کی طرف راغب نہیں ہوتا، گناہ نہیں کرتا۔

فرشتے اور پیغمبر میں بہت فرق ہوتا ہے کہ فرشتے میں گناہ کی طاقت ہی نہیں ہوتی، اگر فرشتہ گناہ نہیں کرتا تو اس کا کمال نہیں سمجھا جاتا۔

مثال کے طور پر روزہ رکھا ہے، کون سا صوفی ہے جس کا اس وقت پانی پینے کو جی نہیں چاہتا، بڑا سے بڑا کوئی نیک بزرگ بھی ہو، گرمیوں کے موسم میں کڑکتی دھوپ میں روزہ رکھا تو سامنے شربت آ جائے، دل چاہے گا کہ اسے کاش میں یہ پی سکتا ہوتا، پی تو سکتا ہے لیکن روزہ درمیان میں رکاوٹ ہے، طاقت ہے پینا نہیں۔

پیغمبر میں طاقت ہوتی ہے کمال کے خلاف کوئی کام کرنے کی، کرتا نہیں، اس لئے کہ اللہ تعالی نے اسکی تربیت ہی یوں کی ہوتی ہے، کہ جہاں میری حد آ جائے وہاں کھڑا ہوجا۔

اور فرشتے دودھ پڑا ہے فرشتے کے سامنے شربت بزوری پڑا ہے، کوکا کولا پڑا ہی وہ پی نہیں سکتا۔ وہ پیتا نہیں یہ دوسرا مسئلہ ہے۔ پی سکتا ہی نہیں، اس میں پینے کا اللہ تعالیٰ نے خانہ ہی نہیں رکھا۔

اس لئے اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کے بارہ میں اور خاص طور پر اس موقع پر ارشاد فرمایا کہ اس بند کمرے میں، بند مکان میں، میں نے اپنے یوسف کو گناہ سے بچالیا، اور لفظ استعمال کئے کہ...... كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ...... دیکھ اس بند کمرے میں ہم...... كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ ......ہم درمیان میں آ گئے حائل ہو گئے اور یوسف کے پاس گناہ کو جانے ہی نہیں دیا۔

آپ چونکہ قرآن حکیم کے بڑے سمجھنے والے میرے ساتھی ہو، بڑی دور دراز سے سفر کر کے یہاں آتے ہو، دونوں باتوں میں فرق ہے،

ایک ہے کہ کوئی شخص گناہ کے قریب نہ جائے، میں ہوں آپ ہیں، ہمیں کوئی کہے کہ یہ کام برا ہے اس کے پاس نہ جاؤ۔

جھوٹ نہ بولو

کسی سے بددیانتی نہ کرو

کسی سے زیادتی نہ کرو

برائی کے نزدیک نہ جاؤ

کسی بڑے کے کہنے سے برائی کے نزدیک نہ جانا، یہ بھی کمال ہے۔

لیکن اللہ فرماتے ہیں کہ نبیوں کے لئے میں نے راستہ دوسرا رکھا، آپ کو کہا کہ برائی کے نزدیک نہ جاؤ، اور نبیوں کے لئے میں نے یہ اصول بنایا کہ برائی کو کہا کہ تو نے نبی کے قریب نہیں جانا فرق ہو گیا،؟ (جی)

اسے بیان کیا اس آیت میں...... كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْءَ ...... میں نے یوسف سے برائی کو ہٹا دیا...... لِنَصْرِفَ...... پھیر دیا رخ پھیر دیا، کس کا؟ ...... سُوْءِ وَالْفَحْشَآء...... چھوٹی برائی کا بھی اور بڑی برائی کا بھی کہ میں نے یہ فیصلہ کیا کہ نہ چھوٹی برائی میرے نبی کے نزدیک جائے نہ بڑی برائی جائے۔

آپ کی اصطلاح:

ایک آپ کی اصطلاح ہے، جو آپ الیکشن میں استعمال کرتے ہیں، یاد آ گئی ہو گی، ہمارے ساتھ بھی لڑتے ہو، کیونکہ آپ کی شریعت اپنی ہے، کیونکہ جو آپ کے ذہن میں نقطہ بیٹھ جائے اسلام کے خلاف ہو، دین کے خلاف ہو، اس سے آپ کو کوئی فرق نہیں پڑتا، آپ کی پارٹی کے حق میں ہونی چاہیے بات، مولوی صاحب چھوڑو کیا تقریریں کرتے ہو، ایسے ہی ہمارے ایم این اے کے خلاف باتیں کرتے ہو۔

"جب چھوٹی برائی اور بڑی برائی اکٹھی ہو جائے تو بڑی کو چھوڑ دو چھوٹی کو قبول کر لو" یہ آپ کا فلسفہ ہے، الیکشن میں اس پر لڑائی ہوتی ہے۔ بھائی وہ بڑی برائی تھی، یہ چھوٹی ہے، چھوٹی کو رکھ لو، بڑی کو چھوڑ دو۔

اللہ فرماتے ہیں نہیں یہ تمہارا فلسفہ ہوگا۔ پاکستانیوں کا، میرا فلسفہ یہ ہے کہ ...... كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْءَ وَالْفَحْشَآءَ...... میں چھوٹی برائی کو بھی نبی سے

دور رکھتا ہوں اور بڑی کو بھی نبی سے دور رکھتا ہوں۔

اور اگر اس میں استدلال کیا جائے کہ برائی کو نبی کے صحن میں داخل ہونے نہیں دیتا، اور اگر حاضر بیٹھے ہو تو اور مسئلہ آپ کا حل کر دیتا ہوں، نبی کے گھر میں نہ برائی داخل ہو سکتی ہے نہ بُرا داخل ہو سکتا۔

اگر صحابہ بُرے تھے تو رب انہیں نزدیک جانے نہ دیتا، چلو مجلس میں پھر بھی اس کی تطہیر کا سامان پیدا کیا جائے، چودہ سو سال سے روضہ میں تو داخل نہ ہونے دیتا۔

اللہ نے برائی کو یوسف علیہ السلام سے دور کر دیا:

كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ ...... اللہ فرماتے ہیں، خواہ چھوٹی برائی ہو، خواہ بڑی برائی ہو، خواہ صغیرہ گناہ ہو خواہ کبیرہ گناہ ہو، میں نبی کے قریب جانے ہی نہیں دیتا۔ اس لئے میں نے یوسف علیہ السلام کو محفوظ کیا...... لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ ...... نبی، پیغمبر چونکہ معصوم ہوتا ہے۔ اس لئے میں گناہ کو نبی کے نزدیک جانے ہی نہیں دیتا۔

اب یہ بات طالب علموں کو سمجھ آئے گی...... هَمَّ بِهَا ...... کا ترجمہ اب کرو کہ زلیخا نے پکا ارادہ کر لیا، یوسف کو پھنسانے کا، اب آپ کو بات سمجھ آئے گی، کہ زلیخا...... وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ...... اس نے پکا ارداہ کر لیا کہ یوسف بچ کر نہ جائے...... وَهَمَّ بِهَا ...... لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ...... اس نے جب پکا ارادہ کیا یوسف کو پھنسانے کا، تو رب نے یوسف کا پکا ارادہ کر دیا، اس برائی سے بچانے کا۔ صاف ہو گیا قرآن کا لفظ بھی، سمجھ آ گیا، مسئلہ ہی حل ہو گیا۔

كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ ...... اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں،

آپ سوچ رہے ہوں گے کہ اتنا بڑا منصوبہ رب نے یوسف علیہ السلام کے بارہ میں کیوں بنایا تھا، فرمایا...... اِنَّـہٗ...... اس لئے بنایا تھا کہ...... اِنَّـہٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِیْنَ...... میرا منتخب بندہ جو تھا، جو بندہ میرا انتخاب ہو، جس طرح آپ کسی کو چن لیں۔

یہ ہمارے مولوی صاحب ہیں

یہ ہمارے پیر صاحب ہیں

یہ ہماری مسجد ہے

یہ ہمارا عالم ہے

یہ ہمارا مرشد ہے

تو تم جسے اپنا کہتے ہو، اور اس کا لحاظ کرتے ہو، کوئی دوسرا بولے تو آپ کہتے ہیں چھوڑو، کوئی اور بات کرو، یہ تو ہمارے ہیں، تو اب میں اپنے کے بارے میں بات سنتا رہوں...... اِنَّـہٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِیْنَ...... جس دن یعقوب سے جدا کر کے بھائیوں نے کنوئیں میں پھینکا تھا۔ میں نے اسی وقت اسے چن کر منتخب کر لیا تھا، میں نے اسے کہا کہ کوئی فکر نہ کرو، اگر باپ کی نظر ہٹ گئی، تو رب کی نظر شروع ہوگئی...... اِنَّہٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِیْنَ......

طالب علموں کے لئے نقطہ:

طالب علم ساتھیوں کو میں عرض کروں گا کہ یہ آیت بھی بتاتی ہے کہ اس جگہ...... ھَمَّ بِھَا...... کا ترجمہ، ارادہ کیا یوسف نے، کر لیتا، اگر وہ رب کا برھان نہ دیکھتا، یہ آیت بھی بتاتی ہے کہ رب کا برھان یہ تھا کہ...... لِنَصْرِفَ عَنْـهُ السُّوْءَ

وَالْفَحْشَآءَ ......اللہ نے فیصلہ کر دیا تھا کہ میں نے چھوٹا گناہ اور بڑا گناہ یوسف کے قریب ہی نہیں جانے دینا، بات ختم ہوگئی، معنی بھی صاف ہوگیا۔

اب اگلے جمعہ میں یہاں بیان کر رہا تھا کہ وقت ختم ہوا، کہ......وَالسْتَبَقَا الْبَابَ ...... یوسف علیہ السلام میری مدد اور میری نصرت کے مطابق سامنے جو دروازہ نظر آرہا تھا۔......وَالسْتَبَقَا الْبَابَ ......دروازے کی طرف چلے، دوڑے، مسابقت کرنی شروع کی اس مرحلے میں جب میں نے اپنے یوسف کی اس مرحلے پر مدد کی ، میں نے دستگیری فرمائی، تو میں نے اپنے پیارے پیغمبر کو اس گناہ سے پاک رکھنے کے لئے جبرائیل کو بھیجا کہ جا میرے یوسف کو جا کر میرا اسلام دے اور ساتھ ہی فرما دے ......وَالسْتَبَقَا الْبَابَ ......دروازے کی طرف دوڑ، یا اللہ دروازہ تو مجھے بھی نظر آتا ہے۔لیکن تالا لگا ہوا ہے، اور تالا لگا کر چابیاں غیر محرم کی جیب میں ہیں، وہ عورت جو مجھے پھسلانا چاہتی ہے، اس نے مکمل بندوبست کر کے چابیاں اپنی جیب میں ڈالی ہوئی ہیں، یہ نبی کا ہاتھ کسی غیر محرم کے جسم پر نہیں لگ سکتا، میں نے اس لئے ہاتھ نہیں اٹھانا، چابیوں کے حصول کے لئے ،لیکن ادھر تالے لگا کر چابیاں اس کے پاس ہیں۔

ہاتھ کی برکت:

اللہ فرماتے ہیں ٹھیک کرتے ہو، اس عورت کی طرف ہاتھ نہ اٹھا دروازے کی طرف ہاتھ اٹھا، تو پھر اپنے ہاتھ کی برکتیں دیکھ، اللہ نے جو تیرے ہاتھ میں تاثیریں رکھی ہوئی ہیں، مسئلہ یہاں سے ہی سمجھ آئے گا۔

یہ ہاتھ کسی عام آدمی کا ہاتھ تھوڑا ہے۔ یہ ہاتھ ہے اللہ کے نبی کا، اس پر میں اگر کھڑا ہو جاؤں تو پچاس واقعے تجھے سنا دوں، نبی کا ہاتھ، آسمانوں کے چاند کی طرف

اٹھے تو دو ٹکڑے ہو جائے، تاثیریں ہیں اس ہاتھ میں۔

صحابہ کو پانی نہیں ملتا، عرض کیا یا رسول اللہ پانی نہیں ملتا، فرمایا کہیں سے پانی کا پیالہ لاؤ، مہیا کر کے میرے پاس، جاتے ہیں اور جب پانی کا پیالہ لا کر پیش کیا، میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالے میں ہاتھ رکھ دیا۔

فیصل آباد کے مسلمان، یہ نبی کا ہاتھ ہے یہ نبی کی انگلیاں ہیں۔ میں نے نہیں کہا صحاح ستہ اٹھا کر دیکھ لے، پیالے میں جب میرے مصطفیٰ ﷺ نے ہاتھ رکھا، اس وقت جتنے بھی موجود تھے۔ اگر درجنوں کے حساب سے تھے تو وہ بھی سینکڑوں کے حساب سے تھے تو وہ بھی، سارے کے سارے اس پیالے سے پانی پی کر سیراب ہو جاتے ہیں، پوچھنے والا پوچھتا ہے، اس پیالے میں تو ایک آدمی کا پانی تھا۔ جواب دینے والا جواب دیتا ہے، یہ نبی کا ہاتھ ہے۔

پھر اگلی بات رہ جائے گی۔ مضمون منزل تک پہنچانے میں دیر ہو جائے گی۔ فرمایا تو اپنا ہاتھ تو کر ذرا، لیکن غلط طرف نہ لے جا، غیر محرم کی طرف نہ لے جا اپنا ہاتھ، دروازے کی طرف لے جا، تالے کی طرف لے جا، اس نے تو تیری حیاء نہیں کرنی۔ تو اپنا ہاتھ اسی طرف لے جا، جس نے تیری حیا کرنی ہے، اس طرف لے جا اپنے ہاتھ کو، جو تیری حیاء کرے گا۔

حضرت یوسف علیہ السلام...... اللہ کا قرآن کہتا ہے...... وَاسْتَبَقَا الْبَابَ ...... دروازے کی طرف دوڑتے ہیں، اشارہ کیا دروازے کو اشارہ کرتے ہیں، دروازہ کھل گیا، اور میں یہ اشارہ کر چکا ہوں، جب بند کئے تھے تو...... غَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ ...... کئی دروازے تھے، لیکن جب کھولنے پر آیا، کھولنے والا بھی ایک تھا تو دروازہ بھی ایک بنا دیا۔

اس لئے میں تجھے مسئلہ سمجھا تا رہتا ہوں کہ ایک کا ہی ہو جا۔اس کے دروازے پر جاتو غیر کے دروازے کھول کر اپنے دروازے پر لے آتا ہے۔ تیری بھول ہے تو......

کبھی کہیں پھرتا ہے
کبھی کہیں پھرتا ہے

اگر ہمارے جیسے غریبوں کی مان کر اس کے دروازے پر آئے،تو جو حضرت یوسف علیہ السلام کی مشکلات کو حل کر سکتا ہے تو تیری مشکلات بھی حل کر سکتا ہے مشکل کشاء جو ہوا۔

حاجت روا جو ہوا
تیری مشکلیں دور کرنے والا جو ہوا
تیری مرادیں پوری کرنے والا جو ہوا

جب دنیا کی ساری امیدیں ختم ہو جائیں تو امیدیں دینے والا کون؟ اس وقت تیری مصیبتیں دور کرنے والا کون؟ اللہ فرماتے ہیں گول مسجد والے، ادھر ادھر ہاتھ پاؤں نہ مارنا، پھر یہ قرآن پڑھ کر دیکھ لے کہ......

میرا نبی دروازے کی طرف بھاگا،دوڑا آیا جو میری طرف، میں نے دروازے کو حکم دے دیا، میرا بندہ آ رہا ہی، استقبال کے لئے اپنا سینہ کھول دے، سبحان اللہ، اُو دروازے، اس نے تجھے کون سا روز روز کہنا ہے۔اس نے کون سا تیرے سامنے روز روز آنا ہے۔

اللہ بتانا چاہتا ہے کہ مکہ والو جو رب عزیز مصر کے محل میں یوسف علیہ السلام کے لئے دروازے کھول سکتا ہے، وہ رب دروازہ کھول سکتا ہے بیت اللہ کا، محمد صلی اللہ

علیہ وسلم کے لئے۔ یہ بتایا گیا مسئلہ کہ جو رب قادر ہے، حضرت یوسف کے لئے دروازہ کھولنے کا، وہی رب قادر ہے بیت اللہ کا دروازہ کھولنے کا۔

میں نے آپ کو پہلے بتایا ہے کہ سورۃ یوسف دراصل یہ ان مکے کے مشرکوں کو سمجھانے کے لئے اتاری گئی، کہ اس کا راستہ چھوڑ دو، یوسف کے لئے میں تالے توڑ سکتا ہوں، تو اس کے لئے کعبے کا دروازہ نہیں کھول سکتا۔ فِٹ کرو، قرآن کا مطلب ہی یہ ہے کہ اسے پڑھو، فٹ کرو،

جسے قرآن و حدیث آتا ہو، کہوں بھائی طالب علموا سے کسی اور قصوں کی ضرورت رہ جاتی ہے۔ لیلیٰ مجنوں کی، ہیر رانجھے کی۔

دروازہ کھول دیا۔ ایک اور تماشہ دیکھو، اسے بھی اللہ نے قرآن کے لفظوں میں بیان کیا، میری تو جب بھی رات کو آنکھ کھلی، ہمارا جمعہ بھی امتحان ہوتا ہے۔ آپ کو جمعہ پڑھانا کون سا آسان ہے۔ وہ مولوی موج میں ہیں جنہوں نے عربی کا خطبہ پڑھا اور جا کر سو گئے، وہ سامعین بھی موج میں ہیں۔ نہ وہ دین سنیں، نہ مولوی دین سنائیں۔

پکی پکائی روٹی
پڑھا پڑھایا جمعہ
ہمارے لئے تو بڑا مشکل ہے

غور کرنے کی ضرورت ہے:

تھوڑا سا میرے ساتھ مل کر غور کریں، ہم غور کرتے ہیں......اللہ فرماتے ہیں......وَاسۡتَبَقَا الۡبَابَ ......اچھا جی دروازے کی طرف بھاگا۔ اب اگلی بات،

فرمایا...... قَدَّتْ قَمِيْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ ......بس اتنا فرمایا، اب میرے ساتھ غوطہ لگا کر موتی نکالنا ہے، مسئلہ نکالتے ہیں اس سے......قَدَّتْ قَمِيْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ ...... پیچھے سے کرتا پکڑلیا۔

آپ یہاں جمعہ میں کوئی یہاں بندہ کھڑا کردیں، میں پیچھے سے کرتا پکڑ کر کھنچتا ہوں۔آپ کھینچ کر دیکھ لیں کرتا پیچھے سے پکڑ کر کھینچا جائے، کرتا کس طرف پھٹ گیا،؟ پھاڑ کر دکھاؤ، سمجھنے کی بات تو یہی ہے۔سورۃ یوسف سمجھنے کی بات یہ ہے۔گپیں لگانا تو آسان ہے۔تھوڑا ہم غوطہ لگا کر بات سمجھنے کی کوشش کریں، پیچھے سے کُرتا پکڑو، کس طرح پھٹے گا، پچھلا دامن کہاں سے پھٹے۔یہاں سے پکڑو تو پھر تو ٹھیک ہے کہ یہاں سے پکڑا تھا پھٹ گیا، یہ تو سمجھ آتا ہے۔یہاں سے پکڑ کر کھینچ دو، آپ کہتے ہیں۔

کیا دامنِ یزداں چاک یا اپنا گریباں چاک

یہ تو آپ نے سنا ہے کہ دامن چاک، گریباں چاک، پیچھے سے کرتا پھٹا ہو، مجھے ذرا کسی کا کرتا کھینچ کر پھاڑ کر دکھاؤ، یہ مسئلہ اب کتاب میں تو نہیں لکھا ہوا، کسی کتاب پر لکھا ہو تو مجھے بتاؤ، لیکن آپ نے یہ ہمیشہ سنا کہ کرتا پھٹ گیا، یہی سنا ہے یا کوئی اور سنا ہے۔اور سنا ہے تو بتاؤ، پھٹ کس طرح گیا، کرتے کو تو پیچھے سے کھینچا جارہا ہے کیسے پھٹ گیا......قَدَّتْ قَمِيْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ ......بس اتنی بات کہی مفسرین نے کہا کہ کُرتا پھٹ گیا۔

اللہ نے نجاست کو نبی سے دور کردیا:

میں یہ کہتا ہوں کہ تھوڑا سا اگر غور کریں۔ہمیں تو یہ بات سمجھ آتی ہے کہ

جہاں سے زلیخا نے کرتا پکڑا تھا۔ پچھلا دامن جب پکڑا، اللہ نے کرتے کے اتنے حصے کو کہا، جس جگہ نبی کے کرتے پر غیر محرم کا ہاتھ لگ گیا، اس کرتے کو حق ہی نہیں پہنچتا کہ نبی کے جسم کے ساتھ جائے، ایسے پھٹ گیا......قَدَّتْ قَمِيصَهٗ مِنْ دُبُرٍ ......اس کا معنی میں یہ کروں گا، علماء سے پوچھ لینا، میری غلطی کی بھی اصلاح ہو جائے گی، جب کرتا زلیخا نے پیچھے سے پکڑا، کرتا اس جگہ سے کٹ جاتا ہے، پھٹ جاتا ہے، جتنا ہاتھ میں رہ گیا اور جو کُرتا قمیض یوسف، یوسف کے ہاتھ آیا، وہ یوسف کے ساتھ چلا گیا۔

یا اللہ یہ کیا بتانا چاہتا ہے۔ فرمایا جو کرتا رب کو پسند نہیں، اگر وہ کرتا نبی کے ساتھ نہیں رہ سکتا۔ پھر جو بندہ

خواہ ابو بکرؓ و عمرؓ ہوں

خواہ عائشہ صدیقہؓ ہوں

اگر بندہ پسند نہیں، پھر جس طرح کُرتا نبی کے ساتھ نہیں رہ سکتا، تو پھر بندہ بھی نبی کے ساتھ نہیں رہ سکتا۔

اب میں کس کتاب سے نکال کر بتاؤں مجھے کوئی پوچھے کہ کہاں لکھا ہی؟ کہیں بھی نہیں، سارے مسئلے بتائیں، آپ سے کوئی پوچھے پیدا ہوئے تھے؟ جی ہوئے تھے، ماں باپ جانتے ہو؟ جانتے ہیں، کوئی شناخت ہے آپ کو جس دن آپ تشریف لائے تھے؟ ہے تو کھڑے ہو جاؤ۔

کچھ باتیں ایسی ہیں کہ انسان چاہے بھی تو نہیں بیان کر سکتا، یہ حقیقت ہے......کُرتے کو فرمایا کہ اس کے ہاتھ میں رہ، ساتھ نہ جانا، یہ نبی کا جسم ہے (سبحان اللہ) تُو ساتھ نہ جاتا۔

ساتھ وہی جائے جو پاک ہو

ساتھ وہی جائے جو مجھے پسند ہو

ساتھ وہ جائے جو میرا محبوب ہو

ساتھ وہی جائے جس پر میری نظر عنایت ہو

پھر آپ کہیں گے قاسمی کوئی دلیل پیش کر؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا پورا کرتا عبداللہ ابن ابی منافق مرا، بیٹا مسلمان ہو گیا تھا، اسے دے دیا۔ فرمایا جاؤ یار میرا کُرتا اس کے ساتھ دفن کر دو، چلو ہم جاتے ہوئے بھی احسان کرتے ہیں، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بہت کہا نہیں یا رسول اللہ، نہ اس کا جنازہ پڑھو، نہ کرتا دو، فرمایا جانے دو یار میری وجہ سے اس پر رحم ہو جاتا ہے۔

اللہ نے قبر کو فرمایا، قبر میرے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کرتا باہر نکال دے نبی کا کرتا منافق کے ساتھ نہیں ہو سکتا، علماء سے پوچھ لیں، کرتا ساتھ نکال کر قبر نے الگ کر دیا، اور یہ اعلان ہوا...... لَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِہٖ ......نہ آپ کا کرتا قبر میں جائے نہ آئندہ نبی منافق کی قبر پر کھڑا ہو، کھڑا ہی نہیں ہو سکتا۔

مثال دے دی

بات سمجھا بھی دی

میں نے آپ کو نظیر پیش کر دی

اللہ قادر ہے:

قَدَّتْ قَمِیْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ ......اب جب کرتا پکڑا، حضرت یوسف علیہ السلام بھاگے جا رہے ہیں وہ پیچھے سے کرتا پکڑ کر کھینچتی ہے، اس نے اپنی قوتیں صرف کر دیں اللہ فرماتے ہیں اپنی حکومت کی ساری قوتیں صرف کر لو جسے میں نے بچانا ہی اسے کوئی

پھنسا نہیں سکتا۔ جسے میں نے پھنسانا اسے رحمت حسین جعفری کی عدالت سے کوئی چھڑا نہیں سکتا۔ یہ تو اللہ تعالیٰ جسے پکڑنے پر آئے، اللہ جس کا احتساب کرنے پر آئے۔

علماء پر ظلم کرنے والے

مولویوں کو مارنے والے

اللہ کے بندوں پر ظلم کرنے والے

علماء کو طرح طرح کا تختۂ مشق بنانے والے

اور پولیس مقابلوں میں ماؤں کے بیٹوں کو ذبح......

......کر کے ماؤں کے سامنے ان کی لاشیں بھجوانے والے

اللہ کی لاٹھی بڑی بے آواز ہے۔ آج دیکھ لے، وہ حکمرانی کس جگہ گئی؟ کرتا پکڑ پکڑ کر کھینچ رہی ہے، اللہ فرماتے ہیں جہاں گناہ میں مبتلا کرنے والے کھینچ رہے ہیں رب اپنی رحمت سے اپنے بندے کو کھینچ لیتا ہے، کیوں؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں......اِنَّہٗ مِنۡ عِبَادِنَا الۡمُخۡلَصِیۡنَ ......وہ میرا منتخب بندہ تھا یوسف، میں نے اسے بچانا ہی بچانا ہے۔

اگر آپ اللہ کے بندے بن جائیں، خدا کی قسم اس نے آپ کو بھی بچانا ہی بچانا ہے۔ قرآن اس لئے ہے کہ اس کو پڑھا جائے۔

امتحان در امتحان:

امتحان در امتحان، وہاں سے نکلے دروازہ کھل گیا، آگے نیا پرچہ شروع، نیا پرچہ کیا......اَلۡفَیَا سَیِّدَھَا لَدَا الۡبَابَ ......اللہ فرماتے ہیں کہ ادھر سے حضرت یوسف

علیہ السلام بھاگے بھاگے گئے۔ دیکھا اسی دروازے پر، باہر، دروازہ کھلا...... اَلۡـفَیَـا سَیِّدَهَا لَدَا الۡبَابَ ......زلیخا کا خاوند عزیز مصر کھڑا ہے۔

اب آپ اندازہ کریں، اس نازک مرحلے کا، جوان یوسف، جوان زلیخا، اندر سے اس انداز میں بھاگے آ رہے ہیں۔ تیسرا شخص کوئی نہیں۔ واقعہ کو ویسے مشکوک بنا دیتا ہے۔ کچھ پلے رہ جاتا ہے کسی شریف آدمی کے، حیران، ششدر، عزیز مصر باہر کھڑا ہی، وہ بھی دیکھ کر حیران، کیا ہو گیا یار؟ بیوی پیچھے پیچھے بھاگی بھاگی آ رہی ہے۔ مرد تو ویسے ہی کوشش کرتا ہے کہ زمین مجھے جگہ دے دے میں زمین میں غرق ہو جاؤں۔ یہ کیا معاملہ ہو گیا۔ زلیخا پیچھے پیچھے اور یوسف آگے آگے، دروازے پر کھڑا دیکھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس وقت چاہیے تو یہ تھا کہ یوسف بولے، وہ ابھی خاموش ہیں، وہ ابھی اپنی ندامت کو چھپا رہے ہیں، ابھی اس بات پر غور کر رہے ہیں، یہ کیا کہے گا؟ یہ کیا سمجھے گا، وہ ابھی اس بات پر غور کر رہے ہیں، زلیخا بول پڑی...... مَا جَزَاءُ مَنۡ اَرَادَ بِاَهۡلِكَ سُوۡٓءًا ......اس کے بارہ میں کہتا تھا کہ...... اَکۡرِمِیۡ......اس کا اکرام کرنا۔ اس کی عزت کرنا، یہ بڑا ہو، کاروبار میں شریک کریں گے، اسے بیٹا بنائیں گے یہ بیٹا، یہ بڑا ہو، کاروبار اس کے حوالے کریں یہ لے کر آئے ہو خرید کر، اتنا بڑا مجرم...... مَـنۡ اَرَادَ بِاَهۡلِكَ سُوۡٓءً ......اَهۡلِكَ...... یہ شاید ہر بندے کو بات سمجھ نہ آئے، ٹیلی فون پر پوچھ لینا، یہاں لفظ اہل عورت پر بولا۔

قرآن پڑھو:

طالب علموں کو میں سمجھاتا ہوں، طالب علمو، قرآن پڑھو...... قرآن پڑھو

......قرآن پڑھو......جن مدارس میں روٹیاں توڑتے ہو۔

ایسا غوجی پڑھتے ہو

منطق فلسفہ پڑھتے ہو

ان مُہتموں سے کہو کہ قرآن پڑھائیں، قرآن پڑھائیں۔کتابیں بھی پڑھائیں،قرآن بھی پڑھائیں۔

اہل بیتؓ کون؟:

یہ مسئلہ آپ کہو،اوراب اس مسئلے پر مستقل تقریر کی ضرورت ہے۔لیکن میں اشارہ کرتا ہوں، کہ یہ جو لفظ ہے اہل بیت ،سارے مل کر کہو......اہلِ بیت ...... جتنے آدمی بیٹھے ہو سارے کہو......اہلِ بیت......اہلِ بیت پر میں نے ایک تقریر کی تھی شائد آپ کو یاد ہو؟ کہ اہلِ بیت کا سب سے پہلا مطلب ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں،عورتیں، پہلا مطلب یہ ہے۔اہل بیت سے پھر خاندان نبوت،دوسرا مطلب یہ پھر بیٹے بیٹیاں،نواسے نواسیاں،تیسرا مطلب یہ ہے، پہلا مطلب کیا ہے؟(بیویاں)اہل سے مراد پہلا مطلب؟(بیویاں)

اب دیکھ یہاں لفظ اہل ہے،زلیخا نے لولا......مَا جَزَاءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ ......عزیز مصر جو تیرے اہل کے ساتھ بُرا ارادہ کرے، یہاں اہل سے مراد کیا ہے؟ (بیوی) کوئی اور ہے تو بتاؤ؟ کیا مراد ہے؟(بیوی)

معلوم ہوا کہ قرآن کا منشاء بھی یہی ہے کہ اھل سے مراد اول پہلے بیوی ہوتی ہے۔اس لئے جب لفظ اہلبیت بولا جائے۔

پہلے اس میں عائشہؓ آئے گی

پھر اس میں فاطمہؓ آئے گی

مساجد اجڑ گئیں:

پھر دھرادوں، سر ہی ہلا دیا کریں، کلیجہ نکل آتا ہے آپ کو تقریر کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ مزید توفیق دے شرح صدر فرمائے، میرے نزدیک اس سے بہتر کوئی جمعہ نہیں ہوسکتا کہ جس جمعہ میں بندہ قرآن وسنت کی دلیلوں کے ساتھ لوگوں کا عقیدہ بنائے۔

پھر کبڈی کھیلتے رہیں
پھر فلمیں دیکھتے رہیں
پھر آپ جمعہ میں میچ دیکھتے رہیں
پھر مسجد میں نہاتے نہاتے ہی دو بجادیں
......یہ آپ کی مرضی ہے......

مسجدیں مرثیہ خواں ہیں نمازی نہ رہے

لوگوں کی مساجد تو اجڑ گئیں، لوگ میچ دیکھنے مسجد میں آئیں، ڈرامے دیکھنے مسجدوں میں آئیں، تقریبات میں جائیں یا جمعہ پڑھیں۔ طرح طرح کے رسم ورواج کریں یا جمعہ پڑھیں۔ پھر آپ کہتے ہیں کہ اللہ ناراض ہی، اللہ آپ سے کس طرح خوش ہو، کون سا کام ہے جو آپ اللہ کی رضا کے لئے کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے توفیق دے، جتنا بھی ہے، اللہ تعالیٰ دین سمجھانے کی توفیق دے۔

اہل بیت سے مراد پہلے؟ (بیویاں) پھر اولاد، پھر نواسے، نواسیاں، بیٹیاں، خاندانِ نبوت، یہ بعد کے مفہوم ہیں۔

اس لئے زلیخا نے کہا......مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْءً ......جو آپ کے اہل کے ساتھ بدنیتی کرے، اب پیغمبر پر الزام لگا رہی ہے۔ اور الزام منہ ہلانے سے ہی لگ جاتا ہے۔ یہ الزام سچا تھا کہ جھوٹا؟ (جھوٹا) یہ الزام لگانے کے لئے کوئی

سکول پڑھنا پڑھتا ہے، کالج جانا پڑھتا ہے۔کوئی ڈگری لینی پڑتی ہے۔ یہ زبان ھلانی پڑتی ہے، جھوٹ......مَاجَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَھْلِكَ سُوْءً......

لفظ سوء کیا ہے:

حاضر بیٹھے ہو، یہاں لفظ کیا کہا؟......مَـاجَـزَآءُ مَـنْ اَرَادَ بِـاَھْلِكَ سُوْءً ......جو تیری بیوی کے ساتھ......سُوْءً ......کا ارادہ کرے سُوْءً کا، اب اگر آپ حاضر نہیں بیٹھے تو میں آپ کو حاضر کرتا ہوں، اب آدھا گھنٹہ پہلے میں نے آپ کو کہہ دیا ہے، سنا دیا ہے...... کَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْءَ ......جو بات حضرت یوسف علیہ السلام کے بارہ میں رب کہہ چکا ہے کہ میں نے سُوْءً کو نبی کے قریب نہیں جانے دیا......سبحان اللہ کہو......سبحان اللہ......میں آپ کو غوطہ دے رہا ہوں سامعین کرام، میں آپ کو آدھا گھنٹہ پہلے بتا چکا ہوں کہ سُوْءً کی مجال ہی نہیں برائی کی مجال ہی نہیں، خواہ وہ جھوٹی برائی ہو خواہ بڑی برائی ہو، وہ اللہ کے نبی کے قریب جا سکتی نہیں، کیوں نہیں جا سکتی؟

اس لئے کہ اللہ فرماتے ہیں...... کَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْءَ ......اوغلام آبادی، میں نے سوء کو نبی کے نزدیک جانے ہی نہیں دیا، میں نے داخلہ بند کر دیا۔ اب جو بات رب کہتا ہے، کہ میں نے نبی کے نزدیک جانے نہیں دی، وہی الزام لگا دیا، نہیں سمجھے دھڑا بن گیا، ادھر رب کہتا ہے کہ میں نے سُوْءً نزدیک نہیں جانے دی، سُوْءً کا لفظ بول لو، سُوْءً ،اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے گناہ نبی کے نزدیک جانے نہیں دیا، اور زلیخا کہتی ہے......مَاجَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَھْلِكَ سُوْءً ......دونوں نے ایک ہی لفظ بولا، رب کہتا ہے کہ سُوْءً کی مجال کیا ہے کہ نبی کے قریب چلا جائے، واہ قرآن، کلیجہ ٹھنڈا کر دیا، رب کہتا ہے کہ میں نے نزدیک ہی نہیں جانے دیا اور زلیخا

کہتی ہے کہ اسے سزا ہونی چاہیے......مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَھْلِكَ سُوْءً......کہتی ہے کہ جو سُوْءً کرتا ہے، برائی کرتا ہے۔ برائی کا ارادہ کرتا ہے بیگم صاحبہ پر......ڈورے ڈالتا ہے بیگم صاحبہ پر اپنے حسن کے اور اپنی جوانی کے......

بیگم صاحبہ نے سزا نہ دی:

وہ بے چارہ ذہنی طور پر تیار ہی نہیں تھا، اسے کیا پتہ کہ ایسا ہونا ہے۔ وہ ابھی سنبھلا بھی نہیں، اچھا دیکھتے ہیں، اچھا کمیشن مقرر کرتے ہیں، اچھا بات کرتے ہیں اچھا ٹھہر تو سہی مجھے ذرا بات کرنے دے، تو ہوش میں تو آ، اس نے ابھی یہ بات کہی نہیں، کوئی کمیشن نہیں خود ہی منصف بن گئی۔ کہنے لگی......اِلَّآ اَنْ يُّسْجَنَ ...... اسے جیل میں بھیج دو، فیصلہ کر دیا۔

یہ تو دہشت گردی کی عدالت ہوئی

نہ دلیل

نہ وکیل

نہ اپیل

کرتے ہو جو چاہو

......اِلَّآ اَنْ يُّسْجَنَ ......

نہ کیس سنو

نہ دلائل سنو

نہ صفائی کا موقع دو

يُسْجَنَ......جیل میں ڈال دو، بیگم صاحبہ کا کورٹ میں بیان جاری ہے، جیل

بھیجو۔

معلوم ہوا کہ نیکوں کو جیلوں میں بھیجنا یہ پہلے کی ایک روایت چلی آ رہی ہے، یہ کون سی نئی ہے، دیو بندیوں کے کھاتے، اللہ نے دیو بندیوں کو نبیوں کی سنتیں زندہ کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے،

یہاں فیصل آباد میں ایک مولوی ہوتا تھا۔ وہ کہتا تھا کہ جیل جانا کس کی سنت ہے۔ میں نے کہا کہ مجھے پوچھ......اِلَّآ اَنْ يُّسْجَنَ ......جیل میں بھیجوا سے، مقدمہ تو سنو، انہیں پتہ چلا کہ ایک جیل کی سزا سنا دو اور دوسرا کیا......اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ......یا اسے دردناک عبرتناک قسم کی سزا دو، جیل سے بھی کوئی بڑی سزا، موت ہی ہو سکتی ہے۔

دو سزائیں:

دو سزائیں سنا دیں، پہلے الزام لگایا، الزام کے بعد سزا سنا دی، وہ شریف آدمی کھڑا ہے، وہ دیکھی جا رہا ہے کہ یہ کیا کہہ رہی ہے؟

نہ کوئی عدالت

نہ کوئی وکیل

نہ کوئی دلیل

نہ کوئی اپیل

نہ کوئی استغاثہ

نہ کوئی گواہ

نہ کوئی بات

ایسے ہی، یہ حکومتیں ایسا ہی کرتی ہیں ہمارے ساتھ ایسے ہوتا رہا اب تک

سپاہ صحابہ پر ظلم واستبداد کا دروازہ سپاہ صحابہ نہیں اور بھی دینی جماعتیں، جو دین کا نام لے اُسے پکڑو اندر کردو، نہ وکیل نہ اپیل نہ دلیل یہ زلیخا کا فلسفہ تھا جو ساری حکومتیں ہم پر فٹ کرتی رہیں، اللہ نے اب ان پر فٹ کردی ہر چیز۔

ایک وزیر اعظم باہر بھاگا پھرتا ہے۔ایک ماشاء اللہ اندر پھنسا ہوا ہے۔ مولوی پھر اسی طرح منبر رسول پر بیٹھ کر گونجتے ہیں، بولتے ہیں، ابھی فیصلے ہونے دو، پھر پتہ چلے گا، عبرت ناک سزا، بڑا مشکل وقت تھا، بڑے زبردست پرچوں سے رہائی ہوئی تھی۔

یوسف علیہ السلام کی مشکل پرچوں سے رہائی ہوئی تھی، دروازے ٹوٹ گئیے، کرتا پھٹ گیا، بھاگ گئے دروازہ کھل گیا، مشکلات حل ہو گئیں۔معاذ اللہ جس سے پناہ مانگی تھی اس نے پناہ دے دی۔

نیا سلسلہ شروع:

اب ایک نیا سلسلہ شروع ہو گیا۔اب عصمت نبوت پر الزام لگ گیا، الزام بھی لگ گیا اور ساتھ سزا بھی سنا دی۔اُس نے ایسے یوسف علیہ السلام کی طرف دیکھا، اشارہ کیا یہ کیا کہہ رہی ہے۔تو آپ نے فرمایا......رَاوَدَتۡنِیۡ عَنۡ نَّفۡسِیۡ ......عزیز، تو میرا مربی ہے، تو مجھے خرید کر اپنے گھر لایا، میں اتنا ناشکرا ہوا کہ تیری عزت پر ہاتھ ڈالوں......هِیَ رَاوَدَتۡنِیۡ عَنۡ نَّفۡسِیۡ......اس نے مجھ پر ڈورے ڈالے ہیں پھسلانے کی کوشش کی ہے، اپنا بیان جاری، اپنا بیان دے دیا، اتنا لمبا بیان نہیں......هِیَ رَاوَدَتۡنِیۡ عَنۡ نَّفۡسِیۡ ...... یہ میرا قصور نہیں تیری بیگم صاحبہ کا قصور ہے، اس نے مجھے پھسلانے کی پوری کوشش کی ہے ٹل لگائی ہے، زور لگا لیا ہے اس نے......رَاوَدَتۡنِیۡ عَنۡ

نَّفۡسِیۡ ...... بیان۔

جب اللہ نے بات کی تو:

میں کہتا ہوں کہ میں قربان جاؤں کتنا مثبت بیان ہے کہ نہیں میرا قصور نہیں، اس نے مجھے پھسلایا، اب وہ غصے ہونے لگ گیا، اس کا مطلب یہ ہے کہ بیگم صاحبہ غلط کہتی ہے اور تم صحیح کہہ رہے ہو، اللہ نے فرمایا کہ اب تم اس کے ساتھ نہ بات کرو، میرے ساتھ بات کر، یہ تیرا نہیں میرا ہے، زلیخا تیری ہے تو اس کی فکر کر، یوسف میرا ہے میں اس کی فکر کروں گا، یہ کس طرح کہہ رہا ہے کہ...... هِيَ رَاوَدَتۡنِيۡ ...... اس نے مجھے پھسلایا ہے اس میں میرا ایک ذرہ بھر بھی کوئی قصور نہیں، یوسف اتنی بڑی تو نے بات کہہ دی ہے۔ تجھے الزام لگانے کی ضرورت ہی نہیں لیکن جو بیان تو دے رہا ہے، تیرے پاس کوئی گواہ ہے بول؟ اتنی بڑی تو نے بات کہہ دی ہے، فرمایا، یہ بھی میری مظلومیت کی دلیل ہی کہ تو گواہ اپنی بیگم سے نہیں مانگ رہا، مجھ سے مانگ رہا ہے؟ ہائے اور مظلومیت۔

وطن سے دور

گھر سے دور

در سے دور

والد سے دور

بھائیوں سے دور

اس کے کیس کو کون سنے، اس کے لئے ہمدردی کے بول کون بولے؟ یہ اپنے بارہ میں خود ہی کہا، یہ بھی گوارہ نہیں اس نے پوچھا گواہ، بیگم سے بھی پوچھ لیتا کہ

گواہ ہے؟ اس سے نہیں پوچھا کیوں پوچھے؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے یوسف خاموش کیوں ہو، اللہ میاں کیا کروں؟

دکھ در دکھ

صدمہ در صدمہ

امتحان در امتحان

پریشانی در پریشانی

میرے اللہ یہ اب گواہ پوچھتا ہے، بتا اب میں گواہ کہاں سے لاؤں، فرمایا وہاں کوئی تیسرا تھا؟ تیسرا تو وہی تھا جس نے تالے توڑے، تیسرا وہی تھا جس نے کُرتا پھاڑا، جہاں غیر محرم کا ہاتھ لگا اسی کے ہاتھ میں دے دیا، تیسرا تو وہی تھا جس نے اندر خانہ میری مدد کی۔

میرا مشکل کشاء

میرا حاجت روا

میری فریادیں سننے والا

میرے سر پر ہاتھ رکھنے والا

میں مظلوم کی مدد کرنے والا

مجھ مسافر کو سہارا دینے والا

مجھے ان مصیبتوں سے نکال کر ایک ایسے مقام پر لانے والا

میں کبھی یہ تصور نہیں کر سکتا، فرمایا یوسف پریشان کیوں ہوتا ہے، ہاتھ اٹھانا تیرا کام ہے مشکل حل کرنا میرا کام ہے۔ میں جانوں یہ جانے، پوچھ اس سے کیا کہتا ہے۔ رب یہ کہتا ہے گواہ پیش کر، اللہ فرماتے ہیں اسے کہہ دے اس پنگوڑے کی طرف

دیکھ، اُدھر دیکھ۔

اس نے کہا کہ اُدھر کا کیا مطلب؟ وہ پنگوڑے میں دیکھ، وہ تو بچہ ہے، پتہ

نہیں اس کی پھوپھی کا بیٹا ہے

پتہ نہیں اس کی خالہ کا بیٹا ہے

مجھے نہیں پتہ، پتہ نہیں کون ہے

اس کے خاندان سے تعلق رکھتا ہے بچہ ہے مذاق کرتا ہے، فرمایا نہیں مذاق تو نہیں کرتا۔ میں اللہ کا نبی ہوں میں مذاق کر سکتا ہوں، تو نے مجھ سے گواہ مانگا ہے، میں نے اشارہ کر دیا ہے، وہ پنگوڑے والا، اس نے کہا کہ یوسف بات ٹھیک کر، کبھی بچے بولتے ہیں؟ فرمایا بولے کبھی نہیں کبھی اس طرح کا یوسف بھی پھنسا ہے، کبھی پہلے بھی اس طرح کے جھوٹے کیس کسی پر ہوئے ہیں، یہ کیس بھی تم نے یوسف صدیق پر کیا ہے کیس بھی تم نے اللہ کے نبی پر کیا ہے۔ تم نے سمجھا ہے کہ میں بے بس ہوں، تم سمجھتے ہو کہ میں بے سہارا ہوں۔ تم نے سمجھا ہے کہ میرا والد یہاں نہیں۔ اس وقت کوئی میری دلجوئی نہیں کرے گا۔ دستگیری نہیں کرے گا۔ تم نے سمجھا ہے کہ میں وطن سے دور آ گیا ہوں، میں وطن سے دور تو ہوں معبود سے دور نہیں۔ میں رشتے داروں سے تو دور ہوں، مالک سے تو دور نہیں۔ میں اس سے دور تو نہیں جو...... عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْر...... ہے، جو دلوں کی باتیں جان کر بندے کی رہنمائی اور دستگیری کرتا ہے۔ اس سے میں دور نہیں۔ اس نے کہا کہ بچہ ہے۔ فرمایا عقل کا پکا ہے۔ اس نے کہا چھوٹا ہے۔ فرمایا کہ نہیں نہیں عقیدے کا بڑا ہے۔ عقیدہ اتنا پکا ہے کہ

تو بھی حیران

زلیخا بھی حیران

بچے نے گواہی دی صداقتِ یوسف علیہ السلام کی:

اس کی ذرا جا کر بات تو سن، بات سننا تیرا کام ہے۔ یوسف کی صداقتوں کی گواہی دلانا میرے رب کا کام ہے۔ ایسی دُھمیں ہوں گی، مصر میں بھی بلے بلے ہو جائے گی اور گول مسجد میں بھی بلے بلے ہو جائے گی۔ میں نہیں کہتا قرآن کہتا ہے۔

اس نے کہا کہ اچھا اس بچے کی بات کرتا ہے۔ اس نے کہا ہاں، میرے ساتھ چل، بچے کے پاس جا کر کھڑے ہوگئے۔ اور کہا کہ میں نے کہا ہے...... هِیَ رَاوَدَتْنِیْ عَنْ نَّفْسِهَا...... اللہ فرماتے ہیں کہ اب ضیاء القاسمی نہیں کہتا اللہ فرماتے ہیں...... شَهِدَ...... شَهِدَ کہتے ہیں شہادت دینے کو، جس طرح آپ اور میں سارے شہادت دیتے ہیں...... اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ......

اللہ فرماتے ہیں...... شَهِدَ...... بول پڑا...... شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا ...... اُسی کے خاندان کا بچہ، اللہ فرماتے ہیں او فیصل آبادی، یہ یعقوب کا بیٹا نہیں بول رہا۔ یہ کوئی اس مظلوم کا جاننے والا نہیں بول رہا۔ سینکڑوں میل دور ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی ذات گرامی سے۔ سینکڑوں میل دور ہے۔ اپنے بھائیوں سے سینکڑوں میل دور ہے۔ اس سرزمین سے جہاں حضرت یعقوب علیہ السلام رو رو کر اپنی آنکھوں کے آنسو دے کر زمین کو سیراب کر چکا ہے۔ اس رونے والے کو پتہ ہی نہیں۔

سمجھو سامعین کرام

جو کنعان کے کنوئیں سے دور کہیں رہتا ہے جسے یعقوب نبی کہتے ہیں، اسے

تو پتہ نہیں، جسے پتہ ہے اس نے اسی وقت گواہی کا انتظام کر دیا، جاننے والے نے، جو کنوئیں سے نکال کر لایا تھا۔ اس نے یہاں بھی انتظام کر دیا اور اس مظلوم کو اس انداز سے عزتیں عطا فرمائیں......شَہِـــدَ...... بول پڑا، بولنے والا، دوسرا معنی، گواہی دی گواہی دینے والے نے......شَہِدَ شَاہِدٌ مِّنْ اَھْلِھَا ......فرمایا اس میں جو عجیب پہلو ہے وہ یوسف کے خاندان والا نہیں۔ یہ زلیخا کے خاندان والا بولا۔ جس نے الزام لگایا تھا۔ اُس کے گھر سے میں نے بچہ کھڑا کر دیا۔ سبحان اللہ کہہ دو، گھر اُن کا جو ظلم کر رہے ہیں جو الزام لگا رہے ہیں ان کے گھر میں سے، اللہ تعالیٰ جس وقت کسی کی مدد کرنی چاہے، تنور میں سے پانی نکال دیا، سبحان اللہ۔ اللہ پتھروں سے پانی نکال دیتا ہے۔ اللہ نے مکے میں سے ایسے بندے پیدا کر دیئے جو میرے محمد ﷺ کا ساتھ دیتے ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

فرمایا او مکے والو...... میں تم سے بات کرنا چاہتا ہوں، ذرا غور سے سننا، اگر یوسف کیلئے اللہ تعالیٰ بچوں سے گواہی دلا سکتا ہے تو محمد ﷺ کیلئے......

وہ کوہ صفا سے گواہیاں دِلا سکتا ہے

وہ تمہاری بستی سے گواہی دِلا سکتا ہے

وہ مکے کے پتھروں سے گواہی دِلا سکتا ہے

وہ چاندارا اور سورج سے گواہی دلا سکتا ہے

او مٹھی میں لے کر کنکریاں میرے محمد ﷺ کو آ کر پوچھو گے کہ یہ کہے گا کہ میں بتاؤں کہ مٹھی والی چیز بتائے۔

اس لئے تم نے کس سے لڑائی شروع کر لی ہے، کس سے لڑتے ہو......شَہِدَ شَاہِدٌ مِّنْ اَھْلِھَا......چھوٹا سا بچہ، دودھ پیتا۔

شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دودھ پیتے بچے نے گواہی دی۔ شاہ صاحب ، بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ نہیں بچہ نہیں تھا۔ بوڑھا تھا، زلیخا کے گھرانے سے بوڑھا، بوڑھے بھی عقل مند ہوتے ہیں۔

اس نے کہا کہ جناب یہ بات آسان ہے۔ابھی پتہ چل جاتا ہے......اِنْ کَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ ......کُرتے کو دیکھو ذرا کُرتے کو، آگے سے پھٹا ہے تو زلیخا سچی یوسف جھوٹا اور......اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ......اگر کُرتا پیچھے سے پھٹا ہوا ہو تو پھر میں بوڑھا ہوں، میں اپنے تجربے کی بنیاد پر، میں اپنے قیاس کی بنیاد پر، میں اپنی عقل کی بنیاد پر جو بوڑھوں کو حاصل ہوتی ہے، میں اس پر یہ قیاس کرتا ہوں کہ یہ بچنے کیلئے دوڑتا ہوگا اور یہ پیچھے سے کھینچتی ہوگی۔ یہ میں قیاس کرتا ہوں۔اسی کشمکش میں اس کا کُرتا پھٹ گیا ہوگا اس لئے آپ اس کے کُرتے کو دیکھیں، کُرتے کو، اس پر میں تقریر کروں گا۔

میں اس کُرتے پر قربان جاؤں، جس نے کئی جگہ پر میرے پیغمبر کا ساتھ دیا۔اس پر میں تقریر کروں گا کسی جمعہ۔

اس نے کہا کُرتا دیکھو، جب بندے بھی اکٹھے ہوگئے علاقہ اکٹھا ہوگیا، الزام لگایا تھا ایک کی موجودگی میں اور یہاں سارا شہر اکٹھا ہوگا۔اللہ فرماتے ہیں، بات بچے کی تھی یا بوڑھے کی تھی۔

بات بڑی زبردست تھی
معقول تھی
عقل کو لگتی تھی
عقل کو اپیل کرتی تھی

کُرتا دیکھو بادشاہ پہلے ملزم بنا رہا تھا۔ اب صفائی کے کٹہرے میں کھڑا ہو گیا۔
اللہ فرماتے ہیں...... فَلَمَّا رَاٰقَمِيۡصَهٗ قُدَّ مِنۡ دُبُرٍ...... جب دیکھا کہ کُرتا آگے سے ٹھیک ہے۔ پیچھے دیکھا تو کُرتا پھٹا ہوا۔ اب گواہ نے یہ کہا تھا...... فَلَمَّا رَاٰقَمِيۡصَهٗ قُدَّ مِنۡ دُبُرٍ...... کُرتا پیچھے سے پھٹا ہوا ہے۔

عزیز مصر سمجھ دار تھا:

عزیز مصر بادشاہ تھا۔ پہلے زمانے کے بادشاہ بھی عقل والے ہوتے تھے۔ سمجھدار ہوتے تھے، مردود نہیں ہوتے تھے۔ یہ جمہوریت والی مصیبت تو اب کی ہے۔ دنیا پر ہمیشہ بادشاہی رہی ہے۔ کیا خیال ہے؟ عرب میں جمہوریت ہے یا بادشاہی ہے؟ (بادشاہی ہے) یہ کبھی کلنٹن کو درد نہیں ہوئی۔ کبھی پاکستانیوں کو درد نہیں ہوئی۔ ۲۵ لاکھ آدمی یہاں سے چلتا ہے کہ ہم حج کرنے چلتے ہیں۔ آپ کہیں وہاں نہ جاؤ وہاں تو جمہوریت ہی نہیں۔ کلنٹن کو بھی کوئی تکلیف نہیں۔ وہ ہم سے لڑتا ہے کہ جمہوریت لاؤ۔ جمہوریت کا مطلب یہ ہے کہ پہلی حکومتیں لاؤ، تاکہ پھر پولیس وارداتیں شروع کردے۔

اس دور کے بادشاہ بھی دینی شعور رکھتے تھے اور عقل بھی رکھتے تھے۔ اس لئے اب وہ کُرتے کو دیکھ رہا ہے۔ نبی کا کُرتا صداقت نبوت کی دلیل ہے۔ دیکھو میں نے ایک جملہ کہہ دیا، ساری تقریر ایک طرف، یہ جملہ ایک مستقل تقریر ہے۔ نبی کا کُرتا صداقتِ نبوت کی دلیل ہے، ساتھ جو تھا صداقت کی دلیل بن گیا۔ کُرتا دیکھا تو کُرتا تو پیچھے سے پھٹا ہوا تھا۔ اور وہ تو سزا سنا چکی تھی، جیل میں ڈال دو، عبرتناک سزا دو، لیکن جب اس نے عدالت لگا کر بات سنی، بات اس میں اور ہی نکلی، اب کیا کہتا

ہے؟......قَالَ اِنَّ مِنْ کَیْدِکُنَّ...... اِنَّ کَیْدَ کُنَّ عَظِیْمٌ......کہنے لگا یہ سارا......

تیرا مکر ہے

تیری بے ایمانی ہے

تیری بدمعاشی ہے

عورتوں سے خطاب:

اور اس کی بات کر کے پوری کائنات کی عورتوں پر ایک فقرہ لگا دیا، یہ مائیں اور بہنیں بھی بیٹھی ہیں۔ جمعہ میں، یہ آپ کے خلاف جملہ آ رہا ہے۔ کہنے لگا...... فَلَمَّا رَاٰقَمِیْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ کَیْدِکُنَّ ...... یہ سارا عورتوں کا فساد ہے، سارا جال ہی تم نے لگایا ہوا ہے اور پھر ساری دنیا کی عورتوں کیلئے اگلا جملہ کہہ دیا......اِنَّ کَیْدَ کُنَّ عَظِیْمٌ......تم سے زیادہ چال باز کوئی نہیں۔

کیوں؟ خدا کی قسم، یہ سارے جھگڑے، انہی کی وجہ سے ہیں، تم جو مرضی کہو، میں کہوں گا کہ یہ سارے جھگڑے معاشرے میں عورتوں نے ڈالے ہوئے ہیں۔ جب تک ماں کے ساتھ بیٹا ہے، ٹھیک ٹھاک ہے، شادی نہیں ہوئی، جس دن شادی ہوئی، لڑائی شروع، نہیں؟ (ٹھیک ہے) کوئی گھر ہو جو خالی، بیٹھی ہے منہ بنا کر، برا سا منہ بنایا ہوا ہے۔ آ لینے دو بیٹے کو، آ گیا بیٹا، لائے ہیں کچھ نہ رہے اس کا، برتن کہا تھا اٹھا کر اُدھر رکھ دو، وہ بھی نہیں رکھا، اس طرح کی بہو رکھنے کے لائق ہے، چلو جی شروع لڑائی۔

یہ اب میرا جملہ نہیں کہ کل کو مجھ سے ناراض ہو جاؤ۔ کل کو کہو کہ ہم نے جامعہ قاسمیہ کو چندہ ہی نہیں دینا۔ ہمیں بُرا کہا ہے۔ یہ عزیز مصر نے کہا، اس کے خلاف

استغاثہ کرو......اِنَّ کَیۡدَ کُنَّ عَظِیۡمٌ ......تم سے اللہ بچائے، جس کے پیچھے تم پڑ جاؤ اس کا بیڑہ غرق کر دیتی ہو، یہ اسے کہہ رہا ہے۔

اب یہ ساری دنیا میں بھاگی پھرتی ہیں ''عورتوں کو آزادی ملنی چاہئے'' میں نے کئی دفعہ سوچا کہ یہ کس چیز کی آزادی چاہتی ہیں۔ مرد بے چارہ صبح اٹھ کر نماز کے بعد ریڑھی پر بیٹھا سبزی منڈی جا رہا ہے۔ خواہ سردی ہے خواہ گرمی ہے، مرد بے چارہ سائیکل پر، جا رہا ہے، دودھ لانے والا بے چارہ دس میل سے دودھ لا رہا ہے۔ مولوی اپنے کام پر جا رہا ہے۔ بچے پڑھانے کیلئے، رات کو اٹھتا ہے، بابو دفتر میں جا رہا ہے۔ مسٹر یونیورسٹی جا رہا ہے۔ رات کو تھکے ہوئے آتے ہیں، آگے کھڑی ہے، اس لئے تیرے ساتھ میری شادی ہوئی، میں بچوں کے ساتھ سر کھپاؤں، میں کپڑے دھوؤں، مشین چلاؤں، میں نے کہا کہ نہیں اس سے چلواؤ، ماشاء اللہ، مولویوں کی نہیں مانی، عورتوں نے تمہیں آگے لگالیا۔ خود سینڈل والی جوتی پہنے آگے جا رہی ہے۔ یہ پیچھے بچہ اٹھائے جا رہا ہے۔ میں نے کہا کہ اسے دے، کہتا ہے چپ کر آگے بات نہ کر، میں غلط کہہ رہا ہوں؟ (نہیں)

یہ عزیز مصر کی تقریر ہے جو میں کر رہا ہوں اور اکبر آلہ آبادی کہتا ہے، ہائے ہائے۔

بے پردہ نظر آئیں جو مجھے چند بیبیاں
اکبر زمین میں غیرت قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو ان سے آپ کا پردہ کدھر گیا
کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کی پڑ گیا

قصہ ہی ختم، آدھا معاملہ خراب ہے، انہوں نے کہا ہے، بات سہی کہی

ہے۔میں نے اکٹھی نہیں رہنا ماں سے جدا ہو گیا،اب بیوی شروع ہو گئی۔پہلے ماں شروع تھی اب بیوی شروع ہے۔وہ کہتا ہے کہ نہیں بوڑھے ہو گئے۔انہوں نے میری بڑی خدمت کی ہے۔مجھے پالا،میری تجارت کیلئے پیسہ دیا۔ماں نے باپ نے،تو ان کے ساتھ ہی رہ،میں چلتی ہوں،بہتر تو یہ تھا کہ مجھے چلا دو،چھٹی کراؤ۔

میرے آقا سے ایک دن روٹی مانگ لی بیویوں نے،اللہ نے فرمایا ان سے جدا ہو جا،ان سے پوچھنا مہینے کے بعد کہ روٹی چاہئے یا نبی ﷺ چاہئے؟

ماؤں آپ بھی کبھی غور کیا کریں،خاص طور پر جو سوتیلی مائیں ہیں۔وہ بچوں سے جو سلوک کرتی ہیں۔قیامت پناہ مانگ جاتی ہے۔آپ بھی اپنے آپ پر،میں آپ کو خوش بھی کر دیتا ہوں۔آپ اگر اپنا آپ سنبھال لیں۔

ایک واقعہ:

بی بی رابعہ بصریہؒ سے کسی نے پوچھا تھا،چپ کر کے بیٹھی رہو،تم میں کوئی نبی تو نہیں ہوا،زیادہ باتیں نہ کر،اس نے بھی آگے سے جواب دیا کہ نبی تو ہم میں کوئی نہیں ہوا۔نبی ہم نے جنے ہیں،مرتبہ تمہارا بھی بہت بڑا ہے۔

یہی مائیں تھیں جن کی گود میں اسلام پلتا تھا
انہیں گودوں میں انسان نور کے سانچے میں ڈھلتا تھا
ماں فاطمہ ہو بیٹا حسینؓ پیدا ہوتا ہے
ماں آمنہ ہو بیٹا محمد ﷺ پیدا ہوتا ہے
ماں مریم ہو تو بیٹا مسیحؑ پیدا ہوتا ہے

ماں کا بڑا مرتبہ ہے

لیکن......

ماں ماں بن کر رہے

باپ باپ بن کر رہے

بہن بہن بن کر رہے

بھائی بھائی بن کر رہے

بیوی بیوی بن کر رہے

ورنہ......اِنَّ کَیۡدَ کُنَّ عَظِیۡمٌ......اس نے اسی وقت ہاتھ جوڑ لئے، یوسف ......اَعۡرِضۡ عَنۡ ھٰذَا......یوسف میں ہاتھ جوڑتا ہوں، تیرے سامنے......اَعۡرِضۡ عَنۡ ھٰذَا ......چھوڑ یار، میں سمجھ گیا ہوں کافی......اَعۡرِضۡ عَنۡ ھٰذَا...... فَاسۡتَغۡفِرِیۡ لِذَنۡبِكِ اِنَّكِ کُنۡتِ مِنَ الۡخَاطِئِیۡنَ ......چل یوسف کے جوڑوں کو سر میں رکھ کر تاج بنالے تو خطا کار ہے۔ پیغمبر عظمتوں کا بادشاہ ہے۔ اب سمجھ آ گیا وہ معنی......وَلَقَدۡ هَمَّتۡ بِهٖ وَ هَمَّ بِهَا...... جَزَا کُمُ اللّٰہُ......

وَآخِرُ دَعۡوٰنَا اَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِيۡنَ

حضرت یوسف علیہ السلام......خطبہ 9

خطبہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی سَیِّدِ الرُّسُلِ وَ خَاتَمِ الْاَنْبِیَآءِ وَ عَلٰی اٰلِہِ الْمُصْطَفٰی وَ اَصْحَابِہِ الْمُجْتَبٰی اَلَّذِیْنَ ھُمْ خَیْرُ الْخَلَائِقِ بَعْدَ الْاَنْبِیَآءِ ......

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ
ھُوَالْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُہٗ
لِکُلِّ حَوْلٍ مِّنَ الْاَحْوَالِ مُقْطَھِمٖ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ......

وَقَالَ نِسْوَۃٌ فِی الْمَدِیْنَۃِ امْرَاَتُ الْعَزِیْزِ تُرَاوِدُ فَتٰھَا عَنْ نَّفْسِہٖ قَدْ شَغَفَھَا حُبًّا اِنَّا لَنَرٰھَا فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَکْرِھِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَیْھِنَّ وَاَعْتَدَتْ لَھُنَّ مُتَّکَاً وَّ اٰتَتْ کُلَّ وَاحِدَۃٍ مِّنْھُنَّ سِکِّیْنًا وَّ قَالَتِ اخْرُجْ عَلَیْھِنَّ فَلَمَّا رَاَیْنَہٗ اَکْبَرْنَہٗ وَ قَطَّعْنَ اَیْدِیَھُنَّ وَ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰہِ مَاھٰذَا بَشَرًا اِنْ ھٰذَا اِلَّا مَلَکٌ کَرِیْمٌ......

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْم

گزشتہ سے پیوستہ:

گزشتہ جمعہ حضرت یوسف علیہ السلام کی صداقت پر عزیز مصر کا بیان اور اس بچے کا بیان، جس نے بہت ہی عجیب انداز میں سیدنا یوسف علیہ السلام کی صداقت کی گواہی دی۔ آپ حضرات یہ سماعت فرما چکے ہیں، عزیز مصر نے اس واقعہ کو ان لفظوں میں سمیٹنے کی کوشش کی کہ یوسف علیہ السلام......اَعْرِضْ عَنْ ھٰذَا ......چھوڑ دے اس

بات کو، مٹی ڈال اور زلیخا کو کہا کہ تو اپنے گناہ کی یوسف علیہ السلام سے معافی مانگ......وَاسۡتَغۡفِرِیۡ لِذَنۡبِکِ ......اور کھل کر یہ بات کہہ دی......اِنَّکِ کُنۡتِ مِنَ الۡخَاطِئِیۡنَ ...... یوسف سچا ہے اور تو غلط بیانی سے کام لے رہی ہے......

حضرت یوسف علیہ السلام نے خاموشی اختیار کرلی۔ اس لئے کہ آپ کی صداقت پر اتنی زبردست گواہی ہوگئی کہ اب اس واقعہ کے بارہ میں یقینی فضا پیدا ہوگئی کہ غلطی زلیخا کی تھی۔ یوسف کی نہیں تھی، لیکن حسد اور رقابت بھی بہت بڑی چیز ہوتی ہے۔

عشق چھپا نہیں:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ بجائے اس کے کہ اس مقام پر ختم ہوجاتا، اس کی سارے شہر کی عورتوں میں شُہرت ہوگئی۔ جتنا خاموشی کے ساتھ اسے سمیٹا گیا تھا۔ اتنا ہی یہ پھیل گیا، اردو کا ایک محاورہ ہے،

"عشق اور مُشک یہ چھپ نہیں سکتے"

چونکہ واقعہ عورت کے ساتھ وابستہ تھا، متعلق تھا اور عورت بھی کوئی معمولی گھرانے کی نہیں تھی۔

عزیز مصر

مصر کا بہت بڑا ذمہ دار

مقتدر حاکم اعلیٰ تھا

وزیر اعلیٰ

ہماری اصطلاح میں کہہ لیں اُن کے مقتدر حلقہ میں یہ بات

پھیل گئی

عام ہوگئی

شہرت پاگئی

اورعورتوں نے یہ بات کہنا شروع کردی کہ......قَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِيْنَةِ ......شہر کی عورتوں نے اپنی مجالس میں......اپنی گفتگو میں کہنا شروع کردیا کہ......اِمْرَاَةُ الْعَزِيْزِ ......وزیراعلیٰ کی بیوی......تُرَاوِدُ فَتٰهَا عَنْ نَّفْسِهٖ ......اپنے غلام پرفریفتہ ہوگئی ہےاوراپنے مکروہ عزائم اُس پرمُسلط کرنا چاہتی ہے......قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا......اندازہ تو کروکہ ایک وزیراعظم کی بیوی ہوکرایک غلام کی محبت میں اتنی فریفتہ ہوگئی ہے کہ اس کی محبت اس کے دل میں راسخ ہوچکی ہے۔یہ عورتوں کا جملہ ہے...... اِنَّا لَنَرٰهَا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ......اس سے بڑھ کر ہمارے نزدیک اورکوئی غلطی نہیں ہوسکتی کہ مالکہ ہوکر غلام سے محبت کرے۔نوکر سے، ملازم سے، منکوحہ ہوکر، خود ایک صاحب اقتدار، سلطنت اعلیٰ حکمران کی بیوی ہوکرایک غلام کے ساتھ اس طرح ڈورے ڈال کراسے اپنی محبت میں پھنسائے۔بہت بڑی غلط کاری ہے۔بڑامقام عبرت ہے۔یہ عورتوں نے شہرمیں باتیں شروع کردیں۔یہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں......

آپ کو پتہ ہے کہ جو بات عورتوں کے ہاتھ آجائے۔یہ پچھلے جمعہ میں آپ کوعرض کرچکا ہوں کہ یہ نا چاہتے ہوئے بھی اس ساری بات کو پورے ملک میں پھیلا دیتی ہیں۔یعنی یہ مستقل بی۔بی۔سی ہے۔یہ ادارہ ہے نشریات کا،کوئی بات ان کے قابو آجائے سہی،شہرت عام اس کو حاصل ہوجاتی ہے......قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا...... جہاں بیٹھی باتیں شروع......

پروپیگنڈہ کے اثر سے:

اس کا زلیخا پر کیا اثر ہونا تھا ایک

صاحب عزت

صاحب وقار

پیغمبر کا بیٹا

نبی کا بیٹا

خود نبی

عزت آپ جانتے ہیں کہ عزت ایک ایسا جوہر ہوتا ہے کہ انسان پوری محنت کر کے، پوری عمر صرف کر کے عزت حاصل کرتا ہے۔ عزت اگر انسان کی ضائع ہو جائے۔ الزام لگ جائے، ٹھیک ہے وہ غلط بھی ثابت ہو جائے، لیکن اس کے ساتھ ماحول کے اندر ایک کشیدگی بھی پیدا ہوتی ہے اور جس پر الزام لگے اس کی دل شکنی بھی ہوتی ہے۔ یہ تو ہمارے جیسے لوگوں کا حال ہے۔

اگر اللہ کے نبی پر الزام لگے اور عزت بھی الزام معمولی نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اتنا بڑا حادثہ ہوتا ہے، اتنی بڑی تکلیف دِہ بات ہوتی ہے کہ انسان پر اللہ کی رحمت ہو تو اس کا مقابلہ کر سکتا ہے، ورنہ دل ٹوٹ کر رہ جاتا ہے...... قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا...... اللہ تعالیٰ سادہ سادہ لفظوں میں یہ سارا ذکر فرما رہے ہیں...... فَلَمَّا سَمِعَتْ ...... اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب زلیخا نے سنا...... بِمَكْرِهِنَّ...... عورتوں کے اس مکر کو......

اب لفظ مکر بھی یہاں قابل غور ہے، جس طرح میں ہمیشہ کہتا ہوں کہ یہ بند شیشی ہے، یعنی عورتوں نے وہ بات کہی ہے جو امر واقعہ تھی تو اسے اللہ تعالیٰ تعبیر کرتا

ہے......بِمَکْرِ هِنَّ......کہ زلیخا نے جب ان کا مکر سنا......اس میں ان کا کیا مکر تھا؟ مکر کا اردو میں معنی بنتا ہے تدبیر اور تو کوئی طریقہ تھا نہیں یوسف علیہ السلام تک پہنچنے کا، انہوں نے یہ طریقہ سوچا کہ یہ باتیں کریں، کسی دن غصے میں آئے گی، آزردہ خاطر ہوگی، کوئی ایسا موقع ضرور فراہم کرے گی کہ ہمیں بھی موقع ملے گا کہ یوسف علیہ السلام کو دیکھ سکیں، یہ ہے مکر۔

میں اس لئے کہتا ہوں کہ قرآن قرآن ہے۔ایک لفظ میں سارا ان کا بھانڈ چورا ہے میں پھوڑ دیا کہ ان کا مطلب یوسف علیہ السلام کی Faver بھی نہیں تھی، کوئی زلیخا کی مدد بھی نہیں تھی، ان کے بھی اندرخانہ مکر تھا کہ کوئی ایسی تدبیر کرو کہ یوسف علیہ السلام ہمارے سامنے آجائے۔ ہم دیکھیں تو سہی کہ وہ ہے کون؟ جس نے وزیراعلیٰ کی بیگم کو پاگل کر دیا ہے یہ تھا ان کا مکر۔

فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ......اللہ فرماتے ہیں کہ جب زلیخا نے ان کا مکر سنا ، تدبیر سنی......اَرْسَلَتْ اِلَيْهِنَّ ......تو آپ کو پتہ ہے کہ وہ بھی وزیر کی بیوی تھی، وہ کون سی کم تھی، وہ بھی ماشاءاللہ جیسا میں نے گزشتہ جمعہ عرض کیا تھا......اِنَّ کَیْدَکُنَّ عَظِیْمٌ ......عزیز مصر نے کہا تھا، جانے دو، میں تیری اس شرارت کو سمجھ گیا ہوں اور تم ساری اس طرح کی ہوتی ہو، تمہارے مکر کا وہ ہی مقابلہ کر سکتا ہے، جس پر اللہ کا فضل ہو۔تم سے کوئی بچ نہیں سکتا۔

زلیخا کی دعوت:

فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ ......جب اُس نے اُن کا مکر سن لیا زلیخا نے...... اَرْسَلَتْ اِلَيْهِنَّ ......اس نے کہا کہ ان کا توڑ پھر اس طرح ہوگا کہ ان کے لئے ایک دعوت کا اہتمام کرو، پارٹی۔

یہ جو دعوت ہے پارٹی ہے، کھلانا پلانا ہے......

یہ کسی گروہ کو

کسی مولوی کو

کسی پیر کو

پھنسانا ہو تو زلیخا نے بہترین تدبیر کردی، کھلانا پلانا بہت بڑی تدبیر ہے، بندہ آگے سے بول نہیں سکتا جس کا گوشت کھایا ہو، جس کا نمک کھایا ہو، کڑاہی گوشت کھا کر کوئی بات کرتا ہے۔ اس نے تدبیر سوچی......

روٹی کھلاؤ

کھانا کھلاؤ

کھلاؤ پلاؤ

اور خود جب کھانے پر جمع ہوں گے تو نمک میرا کھایا ہوگا، فروٹ میں جی بھر کر کھلاؤں گی تو کھانے پینے کی کمی تو تھی نہیں۔ وزیر اعلیٰ کی بیگم صاحبہ تھی اس لئے...... اَرُسَلَتُ اِلَيُهِنَّ ......ان کی طرف دعوت نامہ بھیجا کہ جتنی بیگمات ہیں اس مصر میں بڑی، غریب عورت نہیں بیگمات، ان کی طرف دعوت نامہ بھیج دیا کہ فلاں تاریخ، فلاں بجے، اس ٹائم پر عزیز مصر کے بنگلے پر زلیخا کی طرف سے آپ کو دعوت عصرانہ ہے۔ اب وزیر اعلیٰ کی بیگم کی دعوت عصرانہ ہو تو کوئی رہتا ہے؟ (نہیں) تمام عورتیں ساڑھیاں پہن کر اور طرح طرح کے لباس پہن کر، بن ٹھن کر، میک اپ کر کے، حُسن اور خوبصورتی اور تزئین، بناؤ سنگھار کر کے تیار ہو کر دعوت نامے لیکر، دعوت والے دن ٹائم پر پہنچ جاتی ہیں۔

اور اس نے بھی کہا کہ ان کے لئے آج کھانا بھی بے مثال ہو اور جس جگہ

دعوت کرنی ہے وہ بھی بے مثال ہو......اَعْتَــــــدَتْ......اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں......
وَاَعْتَـدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَأً ......فرشی نشست کی ،فرشی نشست جانتے ہو؟اب یہ بھی آپ کو بتانا پڑے گا کہ فرشی نشست کیا ہے، یہ جو بیٹھے ہو،صفوں پر بیٹھے ہو، یہ فرشی نشست ہے۔دریوں پر بیٹھے ہو یہ فرشی نشست ہے۔

لیکن اس پر بڑے اعلیٰ اعلیٰ گدے تکیئے ،گاؤ تکیے......

یہ جو صوفے ہیں

یہ جو پلنگ ہیں

یہ جو کرسیاں ہیں

یہ جو میز ہیں

یہ سارے رواج اب ترقی پائے ہیں......ورنہ پہلے بادشاہ اس طرح ہوتے تھے......

نیچے قالین بچھے ہوئے ہیں

تکیے لگے ہوئے ہیں

موم بتیاں جل رہی ہیں

اگر بتیاں لگی ہوئی ہیں

اس طرح کا اہتمام ہوتا تھا فرشی، اور میرا خیال ہے کہ میری عمر کے جتنے دوست بیٹھے ہیں۔ان کو پتہ ہے کہ جب باراتیں جاتی تھیں،شادیاں ہوتی تھیں، شادیوں میں بھی یہی ہوتا تھا، نیچے قالین ہیں، نیچے دسترخوان لگے ہوئے ہیں۔اسی جگہ کھاتے تھے سارے۔

وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَأً ......اس نے جو فرشی نشست کی خوبصورتی تو ظاہر ہے

کہ اس میں سب سے زیادہ ہوگی، بادشاہ کے، وزیراعلیٰ کے گھر کی وہ دعوت تھی۔ اللہ تعالیٰ اس کا نقشہ کھینچتے ہیں...... اَعْتَدَتْ...... فرمایا کہ اس نے...... وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَأً...... اس کی فرشی نشست میں تکیے لگا دیئے بیٹھنے کیلئے، تکیے بڑے بڑے جو گاؤ تکیہ جسے کہتے ہیں، تکیے لگا دیئے، دعوت کا اہتمام کر دیا۔ مہمان آنے شروع ہو گئے۔ ہے مستورات کی دعوت، مردوں کا داخلہ بند، صرف یہ بیگمات تھیں ماشاء اللہ آئیں، آ کر اپنا اپنا تکیہ لے کر بیٹھتی جا رہی ہیں۔ سامنے دستر خوان بچھے ہوئے ہیں۔ کھانے چنے گئے۔ رکھے گئے، طرح طرح کے، نوع بنوع، کھانے میں دو ڈشیں ایسی تھیں جن میں چھری استعمال ہوتی تھی۔

مفسرین نے لکھا ہے کہ ایک تو کچھ فروٹ تھے۔ چھری سے کاٹنے والے، ہمارے ہاں سیب ہے، چھری کے ساتھ کاٹا جاتا ہے اور ایک جو عربوں کی دعوت ہے۔ آپ نے شاید نہ کھائی ہو۔ میں نے تو کھائی ہے۔

کرنل قذافی کے ہاں۔

شاہ فہد کے ہاں

وزیر اوقاف سعودی عرب کے ہاں بھی

کہ وہ سالم بکرا پکاتے ہیں، ابلا ہوا، روسٹ، بڑا اعلیٰ انتظام ہوتا ہے۔ اسے پھر انگلیوں سے نہیں، ہاتھوں سے نہیں توڑتے۔ مہمانوں کے ہاتھوں میں چھریاں دیتے ہیں۔ چھوٹی چھوٹی بڑی خوبصورت چھریاں، چاقو کی طرح کی، وہ اسی پلیٹ میں پڑی ہوتی ہیں۔ چاقو کے ساتھ گوشت کاٹو، فروٹ کاٹو...... بِسْمِ اللّٰهِ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا...... کھاؤ پیو......

تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں...... اٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّيْنًا...... ان کے

ہاتھوں میں زلیخا نے چھریاں بھی دے دیں کہ لو بہنو، بی بی جی، بیگم صاحبہ، یہ چھریاں ہیں، ماشاء اللہ سیب بھی کاٹنے ہیں، گوشت بھی کاٹ کاٹ کر کھانا ہے۔ معلوم ہوا کہ کچھ عورتیں، کچھ نہیں ساری ہی بیگمات چھریوں والی تھیں......

چھریاں والے اور والیاں یہ بھی ایک فرقہ ہے۔ ان کے ہاتھوں میں ہیں۔ اب چھریاں، میں اس سے استدلال کروں گا، ذرا آپ اس پر غور کرنا...... اٰتَتۡ کُلَّ وَاحِدَۃٍ مِّنۡهُنَّ سِکِّیۡنًا ...... چھریاں ہاتھوں میں دے دیں۔ سامان خورد نوش کا سامنے رکھ دیا۔

میوے رکھ دیئے
فروٹ رکھ دیا
گوشت رکھ دیا
بکرے رکھ دیئے
سالم
روسٹ
چھریاں ہاتھوں میں تھیں

اب قرآن مجید کہتا ہے...... قَالَتِ اخۡرُجۡ عَلَیۡهِنَّ ...... قرآن کہتا ہے یہ سب کچھ ہو رہا ہے اور یوسف کو نہیں پتہ کہ کیا ہو رہا ہے۔ سمجھے ہو؟ (جی)

نیا پرچہ:

میرے پیغمبر کو یہ نہیں پتہ کہ کیا ہو رہا ہے؟ یہ سارا پرچہ اس کیلئے سیٹ ہو رہا ہے۔ تھوڑا غور کرو، اسے نہیں پتہ، وہ پہلے ایک امتحان میں پاس ہو کر نکل چکا تھا۔

ہائے وہ کمرے میں بیٹھا ہے کہ ایک سازش، ایک منصوبہ بندی اور ہو رہی

ہے۔ دوسرے ہال میں یہ سارا کچھ لگ گیا۔ اب زلیخا نے دیکھا کہ یہ چھریاں پکڑ کر بیگمات بیٹھی ہیں اور دستر خوان پر کھانے آ چکے ہیں...... قَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ ...... آواز دی زلیخا نے، دوسرے کمرے میں یوسف علیہ السلام تھے، آواز دی کہ...... اُخْرُجْ عَلَيْهِنَّ ...... یوسف ذرا ادھر تو آ، یوسف علیہ السلام کو نہیں پتہ کہ مجھے کیوں بلا رہی ہے...... اُخْرُجْ عَلَيْهِنَّ ...... یوسف علیہ السلام چونکہ اس گھر کے آپ پہلے سن چکے ہیں کہ خریدے ہوئے تھے۔ اس گھر میں رہتے تھے۔ زر خرید غلام کا لیبل لگا ہوا تھا۔ صفائیاں تو پہلے ہو چکی تھیں۔

اس لئے جب زلیخا نے، مالکہ تھی، اس نے آواز دی...... اُخْرُجْ عَلَيْهِنَّ ...... ذرا ادھر تو آ، یوسف علیہ السلام نے سمجھا کہ کوئی کام ہوگا، جس کیلئے مجھے بلا رہی ہے۔ آپ کمرے سے نکل کر اس کمرے میں آ گئے جہاں عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں، کیا پتہ تھا کہ ایک نئے امتحان میں مبتلا ہو جانا ہے۔

قَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ ...... تشریف لانا ذرا دو منٹ کیلئے آئے، اب قرآن مجید نے یہاں بیان کیا ہے کہ یوسف علیہ السلام جونہی کمرے میں داخل ہوئے...... فَلَمَّا رَأَيْنَهُ ...... جب انہوں نے یوسف علیہ السلام کو...... رَأَيْنَهُ...... دیکھا، نظر پڑی یوسف علیہ السلام پر...... اَكْبَرْنَهُ...... لفظ بولا قرآن نے...... اَكْبَرْنَهُ ...... کا معنی کہ یوسف کی شخصیت کا ان پر رعب پڑ گیا، سمجھے ہو؟ (جی)

نبی حسین ہوتا ہے:

اس کے معنی علماء بہت کرتے ہیں، لیکن اس کا یہ معنی ہے یاد رکھیں طالب علم...... اَكْبَرْنَا...... اَكْبَار ...... بڑا سمجھنا کسی کو...... اَكْبَرْنَهُ...... اُن کی بڑائی کا رعب پڑ گیا۔ اُن کے حُسن کا رعب پڑ گیا۔ اُن کی جوانی کا رعب پڑ گیا۔ ان کی عظمت کا

رعب پڑ گیا، یہ تو ہے بند شیشی۔

اگر میں اسے کھولوں تو اس میں یہ خوشبو نکلے گی کہ اللہ کا نبی، میری طرف توجہ، اللہ کا نبی کسی مجلس میں جائے، وہ بتائے نہ بتائے کہ میں اللہ کا نبی ہوں۔ آپ کا ذہن اس طرف جا رہا ہے کہ نہیں؟ (جا رہا ہے)...... اللہ کا نبی جس مجلس میں چلا جائے، وہ بتائے نہ بتائے، تعارف کرائے نہ کرائے، اس کے چہرے پر نورِ نبوت کے ایسے جلوے ہوتے ہیں کہ جو پہلی دفعہ بھی دیکھیں وہ بھی اس کی ہیبت سے مرعوب ہو کر کہہ پڑتے ہیں......اِنْ هٰذَا اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ......

میں سمجھتا ہوں کہ اگر میں اسی آیت پر لگا رہوں تو سارا جمعہ یہیں پورا ہو جائے، پھر دہراتا ہوں، میرا مقصد صرف واہ واہ اور سبحان اللہ کہلوانا نہیں۔ آپ کے دلوں میں خوشبو بٹھانا ہے۔

اَكْبَرْنَهٗ ...... نبی کو دیکھتے ہی، یارو، اگر نبی کو پہلی نظر دیکھتے ہی بندہ نہ سمجھ سکے کہ یہ نبی ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ مجھے اپنے گاؤں والوں نے بھیجا جا جا کر مکے میں اس نوجوان کا پتہ کر کے آ، جس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے، حدیث میں ہے اس کا پتہ کر کے آ، عبداللہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں، جب میں مکے کی گلیوں میں داخل ہوا، شور تھا، ہنگامہ تھا۔ حضور ﷺ کے خلاف، مکے والے کبھی بھی پسند نہیں کرتے کہ کوئی باہر سے آنے والا بندہ حضور ﷺ کے پاس چلا جائے اور مل کر حضور ﷺ کی نبوت کی تاثیروں سے متاثر ہو جائے۔

جتنے بھی باہر سے راستے آتے تھے۔ مکے والوں نے چوکیاں بنائی ہوئی تھیں اور آنے والوں کو پوچھتے تھے کہ کس کام آئے ہو......

اگر کہتے تھے کہ ہم کاروبار کیلئے آئے ہیں

اگر کہتے تھے کہ ہم زم زم پینے کیلئے آئے ہیں

اگر کہتے تھے کہ ہم بیت اللہ کی زیارت کیلئے ہیں

اگر کہتے تھے کہ ہم بیت اللہ حرم میں جا کر عبادت کیلئے آئے ہیں

پھر تو بڑے خوش ہو کر انہیں اجازت دیتے تھے

اگر کوئی بندہ بھول کر کہہ دیتا تھا کہ میں اس گاؤں میں ایک بندہ ہے جو نبی ہونے کا اعلان کرتا ہے، اسے دیکھنے کیلئے آیا ہوں......ساتھ چلتے تھے، پہرہ لگا دیتے تھے، جاسوسی کرتے تھے کہ کہیں اس کے پاس نہ چلا جائے......

عبداللہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں، مجھے بھی پتہ نہیں تھا کہ حضور ﷺ کے خلاف اتنی فضا بنی ہوئی ہے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ میں نے محمد ﷺ کو ملنا ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم......جاسوس میرے ساتھ ہو گئے......

ذرا غور کرنا۔ بند شیشی کھولنے لگا ہے یہ خطیب، جاسوس ساتھ ہو گئے، میں نے پوچھا کہ میں اور کچھ نہیں چاہتا، میں نے اس محمد ﷺ کو دیکھنا ہے جس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے، جو کہتا ہے کہ میں اللہ کا نبی ہوں۔ اب آنے والے کی یہی کوشش ہے کہ مل نہ سکے حضور ﷺ کو، کیونکہ ساتھ جو چل پڑے۔ اس ناکے سے جس ناکے سے بندہ عبداللہ ابن مسعودؓ گزر رہا تھا۔ وہیں سے ساتھ ہو لیا۔ جاسوسی کرنے کہ جناب میں نے تو محمد ﷺ کو ملنا ہے، اب جاسوس یہ چاہتا ہے کہ حضور ﷺ تک پہنچ نہ سکے، اگر پہنچ جائے تو اسے پتہ نہ چلے۔

عبداللہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں میں نے مکے پہنچ کر اور لوگوں سے بھی پوچھا۔ کوئی محمد ﷺ کا پتہ بتائے۔ سبحان اللہ، مجھے بتاتے نہیں، مجھے اور بتاتے ہیں،

میں جا کر حرم میں داخل ہوا۔ فرماتے ہیں محمد قسم ہے رب کی، میں تھا تو یہودیوں کا مولوی، لیکن حرم میں جہاں حضور ﷺ جلوہ فرما تھے، میری پہلی نظر پڑی، تو میں نے کسی سے پوچھا نہیں، میں نے یہ بات بتانی ہے، میں نے کسی سے پوچھا بھی نہیں، میری نظر حضور ﷺ کے چہرے پر پڑتی ہے، میں اسی جگہ کھڑے ہو کر شور کرنے لگا، مجھے قسم ہے رب کی، یہ جھوٹا چہرہ نہیں ہوسکتا۔

میرا استدلال یہ ہے کہ نبی ہو تو وہ دور سے پتہ چل جاتا ہے اور جو نہ سمجھنا چاہیں ان کو بھی پتہ چل جاتا ہے۔

حضور ﷺ ایک باغ سے گزر رہے تھے، باغ میں اونٹ کھڑا تھا۔ آپ جا کر اس پر ہاتھ پھیرنے لگے، صحابہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ! یہ کیا کر رہے ہیں، فرمایا! اونٹ نے اپنے مالک کی شکایت کی ہے۔ کام زیادہ لیتا ہے اور چارہ کم دیتا ہے۔ اونٹ کو کس طرح پتہ چل گیا کہ یہ اللہ کا نبی ہے؟ وقت نہیں اتنا، ورنہ بندہ دلائل کا انبار لگادے۔

میں مدینے لے چلتا آپ کو، وہ چھوٹی چھوٹی بچیاں، اتنی اتنی سی، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لے گئے ہیں، شہر میں داخل ہوئے، بخاری شریف میں آتا ہے، چھوٹی چھوٹی سی بچیاں چھتوں پر چڑھی ہوئی ہیں، کچھ راستے میں کھڑی ہیں اور حضور ﷺ کے چہرے کو دیکھ رہی ہیں، کس نے بتایا، نہیں یہ حضور ﷺ ہیں، بتایا نہیں، بخاری شریف ہے، ساری با آواز بلند پڑھتی ہیں کہ

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا

کہ ہم پر چودھویں رات کا چاند چڑھ گیا ہے بدر...... اب میں پوچھتا ہوں کہ یہ بچیاں حضور ﷺ کو دیکھ کر کہتی ہیں کہ بدر آ گیا، یہ کون سے سکول پڑھتی تھیں؟ یہ

حضور ﷺ کو انہوں نے پہلے کب دیکھا تھا؟

علماء دیو بند کا عقیدہ:

دوستو! یہ کوئی لمبے چکروں کی بات نہیں، ہمارا عقیدہ ہے علماء دیو بند کا، اہلسنّت والجماعت کا کہ اللہ کا نبی جس مجلس میں جائے، اس کے چہرے سے اپنے بھی متاثر ہوتے ہیں غیر بھی متاثر ہوتے ہیں۔

حُسنِ یوسف علیہ السلام کی وجہ سے:

اس لئے قرآن کہتا ہے......فَلَمَّا رَاَیۡنَهٗ ......جب مصر کی ان عورتوں نے، جو کسی کو مانتی ہی نہیں......رَاَیۡنَهٗ......جب انہوں نے یوسف علیہ السلام کو دیکھا...... رَاَیۡتَهٗ اَكۡبَرۡنَهٗ...... انہوں نے دیکھتے ہی کہا......

یہ تو بڑا آدمی ہے
یہ تو اعلیٰ آدمی ہے
یہ تو مقدس آدمی ہے
یہ تو ارفع آدمی ہے
یہ تو پاکیزہ آدمی ہے
یہ تو شان والا آدمی ہے

...... اِنۡ هٰذَا اِلَّا مَلَكٌ كَرِیۡمٌ ......

ہم تو آج تک فرشتوں کا نام سنتی تھیں، یہ تو ایسا فرشتہ ہے کہ فرشتوں میں بھی اس کی مثال کوئی نہیں......مَلَكٌ......کا معنی فرشتہ، اتنی بات کہہ دیتیں......مَلَكٌ...... انہوں نے اگلی بات کیوں کہی؟

اللہ فرماتے ہیں کہ جب میرا یوسف ان کے پاس پہنچا......اُخْــــــرُجْ عَــلَیْهِــنَّ ......آ گئے، اب اللہ ان کی اگلی بات بیان کرتے ہیں فرمایا......وَقَـطَّـعْـنَ اَیْـدِیَهُنَّ...... وہ یوسف علیہ السلام کی طرف اس طرح دیکھ رہی ہیں، اب پتہ نہیں، میں نے جو پڑھا ہے وہ دو چیزیں ہیں۔

پتہ نہیں مفسرین کی رائے یہ ہے کہ وہ گوشت کاٹ رہی تھیں۔ کچھ کہتے ہیں کہ وہ فروٹ کاٹ رہی تھیں۔ انہوں نے کاٹتے کاٹتے اپنے ہاتھوں پر چھریاں مار لیں۔ مجھے یہ بات دل نہیں لگی۔

جو بات لکھی ہو مفسرین نے دو تین رائے دی ہوں، جو بات دل کو لگے مان لے، وہ بھی تفسیر ہوتی ہے، اس میں اپنی رائے کا دخل نہیں ہوتا۔

نبی غیر محرم کو نہیں دیکھتا:

بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ انہوں نے یوسف علیہ السلام کو

اپنی چالاکیوں سے

اپنی عیاری سے

اپنی اداؤں سے

اپنے طرح طرح کے مکروں سے

کوشش کی کہ یوسف ہمارے ناز اور نخروں سے متاثر ہوکر ہماری طرف دیکھے تو سہی، سمجھ رہے ہو؟ (جی)

کبھی ناز کریں

کبھی جیولری دکھائیں

کبھی انگوٹھی دکھائیں

کبھی جھومر دکھائیں
کبھی کانٹے دکھائیں
کبھی میک اپ دکھائیں

جو بھی ناز اور نخرے کی چیزیں ہوسکتی تھیں، لیکن اس کا اثر چودھویں صدی کے پیروں پر تو ہوسکتا ہے، نبی پر کس طرح ہو، سمجھے ہو؟ (جی) اللہ کے نبی پر اس کا اثر کس طرح ہو، انہوں نے بہت کوشش کی، پیغمبر کی آنکھ غیر محرم کی طرف نہیں اٹھتی، کیوں نہیں اٹھی؟ اللہ فرماتے ہیں پچھلے جمعہ میں بیان کر چکا ہوں...... كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْءَ...... اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے پہلے اس کا بندوبست کر دیا تھا کہ برائی چھوٹی ہو یا بڑی ہو، میں نے برائیوں پر پابندی لگا دی تھی، میرے نبی کی طرف نہیں جانا، نبی کو نہیں کہا کہ تو تے برائی کی طرف نہیں جانا، برائیوں کو کہہ دیا کہ تم نے اُدھر نہیں جانا، داخلہ بند تمہارا۔

اس لئے پیغمبر نے آنکھ اٹھا کر دیکھا تک نہیں۔ اب مجھے جو بات زیادہ پسند آئی کہ انہوں نے جب دیکھا کہ یہ تو ہماری طرف دیکھتا ہی نہیں۔ یہ اتنی عقل مند ہو کر اپنی انگلیاں ایسے ہی کاٹ لیں۔ سیب کی بجائے ہاتھ کاٹ لیں۔ اتنی پاگل نہیں تھیں، انہوں نے جب دیکھا کہ یہ تو ہماری طرف دیکھتا ہی نہیں، انہوں نے ہاتھوں پر چھریاں ماریں کہ ہم تیرے لئے جان دے سکتی ہیں۔

یہ ہاتھوں پر چھریاں مارنے والی نئی نہیں یہ بہت پرانی ہیں، چھری کا اپنا ایک کردار ہے، آپ کہیں کہ یہ آج کل ہی پیدا ہوئیں ہیں، جو ہاتھوں پر چھریاں مارتی ہیں؟ نہیں، یہ عورتیں پہلے زمانے میں بھی تھیں، چھری مارکہ، بندے بھی اور بندیاں بھی، چھریاں ماریں، تاکہ اللہ کا نبی ہماری طرف متوجہ ہو جائی، خون دیکھے گا،

دیکھے گا انگلیاں کٹی ہوئی

دیکھے گا ہاتھ خون سے رنگیں

دیکھے گا یہ تو زخمی ہو گئیں

اس کے دل میں ہمارے لئے رحم پیدا ہو گا

......انہوں نے دیکھا......

نہ ناز کا اثر

نہ نیاز کا اثر

نہ توجہ کا اثر

نہ ہمارے حسن کا اثر

نہ ہماری عیاریاں کا اثر

نہ ہماری خطا کاریوں کا اثر

نہ ہماری سازشیں اور مکر کا اثر

اب ایک دوسرے کی طرف دیکھیں، اس پر تو ہمارے ہاتھ کاٹنے کا بھی اثر نہیں، یہ تو آخری وار تھا۔ ابھی آپ نہیں سمجھے، میں اسے اور کھولتا ہوں۔

عورت کے پاس ایک ہتھیار آنسو ہوتے ہیں۔ گھر میں خاوند کے ساتھ لڑائی ہو جائے تو عورت کا ایک ہتھیار آنسو، رونے لگ گئی، کتنا شقی القلب خاوند کیوں نہ ہو، آنسوؤں کا اثر نہ ہوا چھا تو دکان پر چل میں بھی تیرے بعد پھانسی لے کر مر جاؤں گی۔ یہ آخری حربہ ہے۔ میں ہاتھ کاٹ لوں گی۔ میں پھندہ ڈال کر مر جاؤں گی۔ میں کنوئیں میں چھلانگ لگا دوں گی۔ میں نہر میں ڈوب کر مر جاؤں گی۔ میں گاڑی کے نیچے آ جاؤں گی۔ میں خودکشی کر لوں گی۔

یوسف علیہ السلام نے فرمایا جو مرضی کرلو، میں اُس کا ہوں، میری نظر نہیں اٹھ سکتی، یہ تھا ان کا مکر، اللہ کے نبی نے فرمایا کہ چاہے تم روؤ، چاہے پیٹو، چاہے جو مرضی کرو، نبی پیٹنے والوں سے کبھی متاثر نہیں ہوسکتا، یہ نقطہ سمجھ آیا؟ نبی پیٹنے والوں سے کبھی متاثر نہیں ہوتا۔ چھریوں والوں سے اگر اللہ کا نبی متاثر ہوتا۔ پھر ہم بھی ہوجاتے سنی، ہم بھی متاثر نہیں ہوتے۔

بے دینی کا سیلاب روکیں:

اللہ فرماتے ہیں جب ان کا کوئی داؤ نہ چلا، بندہ ذرا پکارہ جائے۔ کفر کے مقابلہ میں، شرک کے مقابلے میں، بدکاری کے مقابلے میں اور اللہ کی بغاوت کرنے والوں کے مقابلہ میں، اگر بندہ پکارہ جائے، پھر اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرماتے ہیں۔ جو لوگ اللہ کے نبی کے خلاف مکر کرتے ہیں۔ اللہ کے نبی کے خلاف طرح طرح کی سازشیں کرتے ہیں، اللہ فرماتے ہیں میں بھی رب نہیں اگر ان کی زبانوں پر اپنی نبی کی طہارت کا نعرہ نہ بلند کرادوں۔

مجھے خوشی ہے یہ ساتھی قرآن وحدیث کا دیوانہ ہے۔ آپ ماشاء اللہ، دیکھو لوگ آج پتنگ اڑا رہے ہیں اور آپ قرآن سننے آئے ہیں۔ ایک جمعہ بے چارہ کیا کیا اٹھائے، میں مضمون لکھ کر اخبارات کو دے رہا ہوں کہ مجھے بتاؤ تو سہی کہ جمعہ بے چارہ کہاں کہاں جائے؟

آٹھ دن بعد جمعہ آتا ہے
آٹھ دن بعد کرکٹ آجاتی ہے
آٹھ دن ہاکی کا میچ آجاتا ہے
بسنت آجاتی ہے

لوگ جمعہ پڑھیں یا پتنگ اڑائیں
لوگ جمعہ پڑھیں یا ولیمہ کھائیں
لوگ جمعہ پڑھیں یا مرغوں کی ٹانگیں کھائیں
جمعہ پڑھیں یا سینما دیکھیں یا اداکاریں دیکھیں

علماء کرام میں آپ کو مبارک باد دیتا ہوں، آپ بے حیائی کے سیلاب کے خلاف ڈٹے ہوئے ہو، لوگ اونچی شلواروں والے صوفی کہلانے والے، جمعہ چھوڑ دیں گے کرکٹ میچ نہیں چھوڑیں گے، میں غلط کہتا ہوں تو مجھے بتائیں، جمعہ میں نہیں آئیں گے......

ٹی وی دیکھیں
ہاکی کا میچ دیکھیں گے
کرکٹ کا میچ دیکھیں گے
بسنت منائیں گے

مولوی بے چارہ اکیلا کس کس کا مقابلہ کرے؟ کس کس سے لڑے

اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ میرا جمعہ ہزاروں میں ایک ہے، جہاں ہزاروں کی تعداد میں لوگ آتے ہیں، لیکن میں محسوس کرتا ہوں کہ

کرکٹ ہو
ہاکی ہو
بسنت ہو
فلم ہو
باجہ ہو
شادی ہو

اس کا میرے جمعہ پر اثر نہیں پڑتا، مسجدیں تو ویسے ہی خالی ہوگئیں۔ اللہ کا شکر ہے، اللہ کی مہربانی ہے، آپ اس محبت سے تشریف لاتے ہیں، ان شاء اللہ اس کا اجر بھی ملے گا، دعا کرو اللہ ہمیں اسی طرح استقامت عطا فرمائے۔ آمین

ڈٹ گیا یوسف، نہیں دیکھا، غیر محرم کی طرف نہیں دیکھا۔ چودھویں صدی کے پیرو، ضیاء القاسمی سے نہ لڑا کرو، نبوت کی آنکھ غیر محرم کی طرف نہیں دیکھتی، ولایت کی آنکھ بھی غیر محرم کی طرف نہیں دیکھتی۔ غیر محرم عورتوں کو سامنے بٹھا کر دیکھنا، پھر ان کو کہنا کہ پردہ اتار دو، برقعے اتار دو، اگر یہاں نہیں پہچانیں گے، تو قیامت میں کیسے پہچانیں گے۔ ان سے بچو، یہ ایمان کے ڈاکو ہیں، ڈاکو ہیں اخلاق کے، ڈاکو ہیں شریعت کے، ہمیں مانو نہ مانو، میں نے کب کہا کہ میرے ہاتھ پر بیعت کرو، مجھے کوئی اجازت نہیں، میں مرید ضرور ہوں، لیکن پیر نہیں، میں نے اپنے آدمی کون سے زیادہ کرنے ہیں۔

میں تو کہتا ہوں کہ اس کے ہاتھ میں ہاتھ دو، جس کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر یا مدینہ کی یاد آئے یا مکے کی یاد آئے، ڈٹ جاؤ گے تو اللہ مدد کرتا ہے۔

اللہ کا قرآن کہتا ہے...... فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَيْهِنَّ وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّ اٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّيْنًا وَّ قَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ...... ان کے سامنے پانچ منٹ کیلئے آ تو سہی، فرماتے ہیں جب میرا یوسف ان کے سامنے آ کر کمرے سے زلیخا کی بات سننے لگا......فَلَمَّا رَاَيْنَهٗ ......ان کی نظر پڑ گئی یوسف علیہ السلام پر......اَكْبَرْنَهٗ ......میرے نبی کا حسن دیکھ کر ان پر رعب پڑ گیا...... وَقَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ......اپنے ہاتھ کاٹ لئے......وَ قُلْنَ......

نبی بشر ہوتا ہے:

اس جملے پر بھی غور کرنا......وَقُلْنَ...... کہنے لگیں......حَاشَ لِلّٰهِ ......اللہ کی

قسم......مَـاھٰذَا بَشَرًا ...... یہ تو بشر ہی نہیں......معلوم ہوا کہ پیغمبر کی بشریت کا انکار بھی مصر کی عورتوں نے کیا، پتہ نہیں آپ کو سمجھ آیا کہ نہیں؟(آیا)

ایک گروپ ہے جو کہتا ہے کہ نبی بشر نہیں، کہتا ہے کہ نہیں کہتا؟(کہتا ہے) یہ ٹولہ اِدھر بھی ہے اور یہ ٹولی مصر میں بھی تھی۔ یہ ٹولہ اور وہ ٹولی کہ نبی بشر نہیں، یہاں بھی کہتے ہیں۔

اللہ ہی جانے کون بشر ہے

اللہ نے تو بتا دیا کہ میرا کملی والا بشر ہے۔ اگر اللہ ہی جانے، اللہ نے تو کہہ دیا......قُـلْ اِنَّـمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ ......اللہ نے تو کہہ دیا......قُـلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ ھَلْ کُنْـتُ اِلَّا بَشَـرًا رَّسُوْلاً......میرے محبوب اپنی زبان سے اعلان کر دے کہ میں بشر بھی ہوں اور رسول بھی ہوں۔ جب میں بشر ہوتا ہوں، دنیا کا کوئی مائی کا لعل میری بشریت کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ جب میں رسول کا نعرہ لگاتا ہوں۔ دنیا میں کوئی ماں نے لعل جنا نہیں، جو محمد ﷺ کی رسالت کا مقابلہ کر سکے۔

میں بشریت میں بھی بے مثال ہوں
اور میں رسالت میں بھی بے مثال ہوں

مسلم بنو:

جس نے نعرہ لگانا ہو وہ ٹیکہ لگوا کر آیا کرے، آواز تو نکلے اس کی۔

سن لو میرے بھائی جہاں جہاں میری آواز جا رہی ہے، بسنت والے بھی جو آج ہندوؤں کی رسم منا رہے ہیں وہ بھی، نقش قدم چلو ہندوؤں کے اور بنو اہلسنّت والجماعت، بنو مسلمان......

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود

یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود

جمعہ کی نماز چھوڑ کر

ناچو

کُودو

سیر کرو

رُقص کرو

عیاشی کرو

بسنت مناؤ

کروڑوں روپے کا نقصان کرو

مولوی دینی مدارس اور اداروں کیلئے زکوٰۃ مانگیں تو مذاق کرو

اور اپنے آپ کو سمجھو کہ ہم ساری کائنات کے ٹھیکے دار ہیں، ہمارا غلبہ ہوگا جو قوم اللہ تعالیٰ کو فراموش کرے گی، دنیا میں بھی ذلیل ہوگی اور آخرت میں بھی ذلیل ہوگی۔

تم اس مقام پر پہنچ چکے ہو، شرم کرنی چاہیئے، پاکستان کے ان طبقات کو، جو طبقات ہندوؤں کی رسومات پاکستان میں لاکر متعارف کروا رہے ہیں اور اس میں سب سے بڑا ہاتھ حکومتی اداروں کا ہے۔ ریڈیو کا ہے ٹیلی ویژن کا ہے، آپ علماء کو ٹی وی بلاؤ میں دیکھتا ہوں کہ پھر کون بسنت کرتا ہے، شرم آنی چاہیئے، صرف تم دین پسند حلقوں کو ملعون کرتے ہو، بے شرمی کے مظاہرے خود کرتے ہو،

میں آپ سے یہ عرض کر رہا ہوں میرے دوستو! بڑے مشنری لوگوں کو یہ توجہ دلا رہی ہے کہ دیوبندی رسالت مآب کو اس طرح نہیں مانتے، جس طرح قرآن

وحدیث کہتا ہے۔سن لو،حضور بشر بھی ہیں رسول بھی ہیں، بشر ایسا کہ ماں نے آمنہ کے یتیم جیسا بچہ جنا ہی نہیں رسول ایسا کہ آدم سے لیکر عیسیٰ تک میرے مصطفیٰ ﷺ جیسا رسول ہے ہی کوئی نہیں۔

مِـلَكٌ ......فرشتہ،فرشتے کی کیا مجال ہے کہ وہ حضور ﷺ سے بڑھ جائے، معراج کا اور بھی بہت بڑا فلسفہ ہوگا،لیکن میرے نزدیک معراج کا ایک فلسفہ یہ بھی ہے کہ جہاں فرشتے کی بس ہوگئی۔مصطفیٰ کی ابتداء ہوئی۔

سبق ملا ہے معراج مصطفیٰ سے مجھے
کہ عالم بشریت کی زد میں ہے گردوں
تو مرد میداں تو امیر لشکر
نوری حضوری ہیں تیرے سپاہی

نوری بشر کا غلام ہے:

آپ جتنے ہیں یہاں بیٹھے ہوئے دو دو نوری آپ کے کندھوں پر ہیں...... درود شریف پڑھیں۔

آپ نے ایک دفعہ درود پڑھا ہے، مدینے پہنچ گیا،سبحان اللہ کہو......سبحان اللہ......آپ کہیں گے کہ یہاں کوئی آلے لگے ہوئے ہیں، یہاں کوئی ٹی وی کا انتظام ہے، یہاں کوئی آلات فٹ ہیں، گول مسجد میں کہ مدینے پہنچ گیا،اللہ فرماتے ہیں کہ تم میرے محبوب پر درود پڑھو اور میں نے نوری فرشتوں کے لشکر اور جماعتوں کی ڈیوٹی لگائی ہوئی ہے، گول مسجد میں جاؤ، انتظار میں رہنا، جب کوئی میرے مصطفیٰ ﷺ کا امتی درود پڑھے اس درود کو لے کر میرے محبوب کو مدینے پہنچا دینا۔نوری تو ہمارے غلام ہیں، ہمارے ڈاکیے ہیں۔

اصل کمال یہ ہے:

عورتوں نے یہ سمجھا کہ......اِنْ ھٰذَا اِلَّا مَلَکٌ کَرِیْمٌ ...... یہ نوری فرشتہ ہے کیوں......

......اس نے......

ہماری طرف دیکھا ہی نہیں

ہماری طرف توجہ ہی نہیں کی

ہمارے ناز نخروں سے متاثر ہی نہیں ہوا

اللہ فرماتے ہیں کہ تم نے یہ کوئی یوسف کی تعریف نہیں کی، اگر یوسف فرشتہ ہے، تو اس میں کمال کیا ہے وہ دیکھ نہیں سکتا۔ اگر وہ فرشتہ ہے، اس نے برائی کا ارادہ نہیں کیا۔ تو یہ اس کا کمال ہی نہیں، کیونکہ فرشتہ برائی کا ارادہ کر ہی نہیں سکتا۔ اگر فرشتہ ہے اس کیلئے دروازے کھل گئے ہیں تو اس کا کوئی کمال ہی نہیں۔

معراج پر اگر فرشتہ آتا جاتا کیا کمال تھا؟ جبرائیل آتا بھی تھا۔ جبرائیل جاتا بھی تھا۔ اس کا کیا کمال؟ کمال نہیں تھا اسکی عادت تھی، مصطفیٰ ﷺ ایک دفعہ گیا تو کمال بن گیا۔ جبرائیل آئے، عادت، جبرائیل جائے تو عادت......

مصطفیٰ ﷺ آئے تو کمال

مصطفیٰ جائے تو کمال

...... سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ......

عصمت یوسف علیہ السلام پر گواہیاں:

اس لئے مصر کی عورتوں نے یہ کوئی ایسا جملہ نہیں کہا، جو قابل تعریف ہو...... اِنْ ھٰذَا اِلَّا مَلَکٌ کَرِیْمٌ ......اللہ فرماتے ہیں، نہیں نہیں، اب بھی تم نے غلط کہا

ہے......اِنَّہٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِیْنَ ......اس لئے نہیں تمہارے مکر سے بچا کہ فرشتہ تھا، یہ اس لئے بچا ہے کہ میرا عبد مقرب تھا۔

زلیخا کو موقع مل گیا، حضرت یوسف علیہ السلام کھڑے ہیں، لو جی اللہ نے پچھلے جمعہ کسے بلایا تھا؟ بول دو؟ پچھلے جمعہ میں نے بیان کیا تھا، کون بولا؟ (بچہ) کس کے خاندان کا؟ (زلیخا کے) آہستہ کیوں بولتے ہو، میں سب کیلئے چائے بھیجتا ہوں۔

اللہ نے فرمایا زلیخا پچھلے پیریڈ میں بچہ بولا تھا، یوسف کی گواہی دے کر اس نے میرے یوسف کی دُھوم مچا دی، ابھی شور والی بات رہ جاتی تھی، بچہ تو بولا، لیکن زلیخا تو یہی کہتی رہی کہ مجھے اس نے پھسلایا تھا۔ اللہ فرماتے ہیں میں یہ مسئلہ بھی صاف کرنا چاہتا ہوں، ان مصر کی عورتوں کے سامنے تو بھی کھڑی ہو کر میرے یوسف کی چادر پر جو چھینٹے ڈالے تھے صاف کر انہیں۔

عصمت نبوت، اب میں اپنا کلیجہ نکال کر آپ کے سامنے رکھ دوں؟ یہ ہے عصمت نبوت، انگلیوں پر گن لیں۔

پہلے رب نے کہا......وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ......اس نے پکا ارادہ کر لیا تھا...... وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ......اگر یہ میری قدرت کو نہ دیکھ لیتا، میں نہ روکتا، نہ پکڑتا، مائل ہو جاتا، لیکن میں رب اس کے ارادے میں حائل ہو گیا۔ اسے ارادہ کرنے نہیں دیا، رب نے گواہی دے دی۔

اور پھر دوسری گواہی رب کی......وَكَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ ......طالب علمو، لکھو اسے، رب نے فرمایا کہ میں نے اُس کے نزدیک برائی جانے ہی نہیں دی، یہ رب کی گواہی ہے۔

پھر بھی بات نہیں ختم ہوئی، پھر......شَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا ......بچے نے

گواہی دی۔

پھر بات نہ ختم ہوئی، بعض نے کہا کہ زلیخا کے گھر سے کسی بڑے نے گواہی دی۔

پھر بھی بات نہ ختم ہوئی، پھر عزیز مصر کے گھر میں، جس کے گھر کا یہ واقعہ تھا، اس نے کہا......یُوسُفُ اَعرِضُ عَنُ هذَا...... وَاستَغفِرِیُ لِذَنبِكِ اِنَّكِ کُنتِ مِنَ الُخَاطِئِینَ ......پھر عزیز مصر بول پڑا، اس نے کھل کر بیان دے دیا، سرکاری بیان دے دیا کہ یوسف سچا ہے اور میری بیگم غلط ہے۔ گواہیاں گن لے، یہ......هَمَّ بِهَا......کو صاف کرنے کیلئے......

رب کی ایک گواہی

رب کی دوسری گواہی

بچے کی گواہی

زلیخا کے گھر میں ایک بوڑھے کی گواہی

عزیز مصر کی گواہی زلیخا جھوٹی اور یوسف سچا

پانچ گواہیاں ہو گئیں۔ اللہ فرماتے ہیں کہ پھر بدکاروں کی بستیاں آتی ہیں، دنیا کوئی تھوڑی ہے نہیں۔

زلیخا کی گواہی:

اس لئے زلیخا تو بھی اٹھ، وہاں تو تھی یا یوسف تھا، یا میں تھا، تو بھی اپنا بیان ریکارڈ کروا، تیرا بیان کیا ہے؟ یہ کہتا ہے قرآن، کھڑی ہو گئی، کہنے لگی......قَالَتُ فَذَالِكَ الَّذِیُ لُمُتُنَّنِیُ فِیهِ ......یہ وہ ہے جس کے بارہ میں مجھے طعنے دیتی تھیں، اب ساری ہاتھ کٹوا کر میری طرف دیکھ رہی ہیں۔ بات سمجھ گئے......فَذَالِكَ الَّذِیُ

لُمْتُنَّنِیْ فِیْہِ ...... یہ ہے جس کے بارہ میں مجھے طعنے دیتی تھیں، اب ساری میری طرف دیکھتی ہو۔

اب میں بات سیدھی کہہ دوں؟ آپ کو بھی بتادوں، اللہ فرماتے ہیں کہ بتا، میں تیری گواہی نوٹ کراوٴں، میں ریکارڈ کروانا چاہتا ہوں، یہ تیرے دامن کی بات نہیں ہے۔ میرے یوسف کے دامن کی بات ہے۔ یہ عصمت نبوت کی بات ہے...... سبحان اللہ کہو...... سبحان اللہ...... یہ معمولی بات نہیں۔

نبی کے دامن کی بات ہے

نبوت کے پاکیزہ اور صاف اور ستھرے کریکٹر کی بات ہے

......تو بتا؟......

بچہ کہہ چکا ہے

رب کہہ چکا ہے

تیرا خاوند تو کہہ چکا ہے

عزیز مصر تو کہہ چکا ہے

تمہارے گھر کا بڑا کہہ چکا ہے

اب تیرے قول کو لوگ لے کر پھرتے رہیں گے کہ زلیخا نے وہاں یوسف علیہ السلام کو پھسلانے کی کوشش کی، تو اب وہ بھی بولی، اللہ فرماتے ہیں بات صاف بتا، وہاں یا تو تھی یا یوسف تھا یا میں تھا......

اب بتا تیرے خاوند نے صحیح کہا، اب بتا، یوسف نے جو بیان دیا تھا...... ھِیَ رَاوَدَتْنِیْ عَنْ نَفْسِیْ ......اس نے مجھے پھسلایا تھا تو بتا؟ صحیح فرمایا تھا، یہ دیکھ لینا قرآن، کہنے لگی...... وَلَقَدْ...... وہی لفظ آ گیا دوبارہ، کون سا...... وَلَقَدْ...... ھَمَّتْ بِہٖ...... لَ اور قَدْ پکی بات ہے۔ قرآن کا مزہ اسے ہی آتا ہے جو عربی زبان سمجھتا ہو،

اردو ترجمے دیکھ کر قرآن نہیں سمجھ آتا۔قرآن عربی زبان میں نازل ہوا اور اللہ نے سکھانے کیلئے ساتھ کملی والا بھیجا۔معلوم ہوا کہ کتاب اسی وقت سمجھ آتی ہے جب استاد ساتھ ہو،اس لئے......وَلَقَدْ......زلیخا نے کہا کہ رب میں تمہاری مجلس میں گواہی دیتی ہوں......کتنا مزہ آئے کہ وہ بیگمات مصر بھی بیٹھی ہوں اور یوسف علیہ السلام سن رہے ہوں، پتہ نہیں اب بیگم صاحبہ کیا کہنے لگی ہے۔

کہنے لگی......وَلَقَدْ...... پکی بات ہے پتھر پر لکیر......رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ ......میں نے اس پر ڈورے ڈالے تھے۔بول پڑی، میں نے اسے پھسلانا چاہا تھا۔ میں نے ہی دروازے بند کئے تھے۔میں نے تالے لگائے تھے، میں نے اس کا دامن پکڑ کر کھینچا تھا۔میں نے اپنی کوشش کرلی، میں نے اپنا پورا زور لگالیا کہ یوسف میرے پھندے میں آجائے،قرآن میں تیرے قربان جاؤں ایسا لفظ بولا، ساری کائنات میں نبوت کی عصمت کی دھوم مچ گئی۔

بچے کی گواہی ہوچکی ہے اب زلیخا کی گواہی ہے......سبحانَ اللہ......آپ کو ایک بات بتاؤں، یہ جو خطابت ہے،تقریر ہے، یہ سکون چاہتی ہے، اگر کنکشن ٹوٹ جائے،آمد بند ہوجاتی ہے......درود شریف پڑھ لو......

قسمت کی خوبی دیکھیں ٹوٹی کہاں کمند
دو چار ہاتھ جب کہ لب بام رہ گئے

اللہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو محفوظ رکھا:

نتیجہ نکلنے لگا، میں نے آپ کو بتایا کہ بات یوسف علیہ السلام کے بارہ میں اللہ نے فرمایا تھا......وَيُعَلِّمُ عَنْ تَأْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ......اے پیغمبر میں آپ کو بات کرنے کا طریقہ سمجھاؤں گا، بات اس طرح کی کرے گا کہ نتیجہ نکلے......

نتیجہ نکلنے لگا ہے عصمت انبیاء کا......وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ ......زلیخا نے کہا کہ بات سیدھی سیدھی ہے۔ میں نے جو کوئی قوت، توانائی، طاقت صرف کی، اسے پھسلانے کیلئے، پٹڑی سے اتارنے کیلئے، تو پھر کیا ہوا، قرآن نے ایک ہی لفظ بولا......فَاسْتَعْصَمَ......اس نے مضبوطی سے اپنے آپ کو محفوظ رکھا۔

میں نے تو اپنی طرف سے کوئی کسر نہیں رکھی پھسلانے کی اور اگلی بات کروں۔اس نے بھی کوئی کسر نہیں چھوڑی اپنے آپ کو بچانے کی۔

اب اگر طالب علم اس آیت پر غور کریں......وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ......اس نے پھنسانے کی پوری طاقت صرف کر دی، یوسف نے بچنے کیلئے ساری تدبیریں کر لیں، لیکن تدبیریں کر کے معاذ اللہ بھروسہ میرے پر کیا۔ بات مجھ پر چھوڑ دی...... فَاسْتَعْصَمَ ......اللہ فرماتے ہیں کہ یوسف کیلئے میں نے دروازے بھی کھول دیئے، راستہ کھول دیا، اپنی نصرت کا دروازہ کھول دیا اور یوسف پر میں اپنا ہاتھ رکھ دیا۔اب سمجھنے دو...... فَاسْتَعْصَمَ......میں نے اس پر ہاتھ رکھ دیا...... فَاسْتَعْصَمَ...... عصمت یہ ہے عصمت نبوی۔

اور جس کا میں محافظ ہوں اسے کون خراب کر سکتا ہے...... فَاسْتَعْصَمَ...... اس نے یہ بیان دے دیا اب ساری ایک دوسرے کی طرف دیکھیں، بی بی سی کے سامنے بیان ہو گیا، نشریات ادارے کے سامنے۔

میرا مطلب یہ تھا کہ اب یہ ساری نشر کریں گی۔ایسا نشر ہوا کہ ضیاء القاسمی کے ہاتھ میں وہ بیان آ گیا۔آپ کو کیا پتہ، گول مسجد والے جو سن رہے ہو، آپ ایک بجے سے لگے ہو اب تک سن رہے ہو، زلیخا کا بیان میں نے آپ کو سنا دیا، اللہ فرماتے ہیں۔

جو میرے پاکوں پر الزام لگائے گا، ان کو ایسا رسوا کروں گا کہ رہنے والے

مصر کے ہوں گے، ان کے خلاف پروپیگنڈے میں گول مسجد میں کروں گا، مصریوں کو کیا پتہ کہ گول مسجد میں ہماری بے عزتی ہورہی ہے، انہیں کیا پتہ، اللہ کی شان ہے۔

کہنے لگی......وَلَقَدْ...... پکی بات ہے پتھر پر لکیر......رَاوَدْتُہٗ......

زلیخا کی سینہ زوری:

فرمایا عصمت نبی ہے، دیکھو کیسے ڈنکا بجتا ہے، دیکھو کیسے عزت ہورہی ہے۔

کسے پتہ کہ یعقوب علیہ السلام کون؟

کسے پتہ کہ مصر کا کنواں کہاں؟

کسے پتہ یوسف علیہ السلام پر الزام کیسے لگے؟

اللہ نے سارے کھول دیئے، باتیں کھول دیں، کھول کر بیان دے دیا......

فَاسْتَعْصَمْ......لیکن آگے بتا دیا......

عورتوں نے کہا کہ بیڑہ تو تو نے ہی غرق کیا، ہم نے جب اس کا چہرہ دیکھا تھا، ہمیں اس وقت پتہ چل گیا تھا کہ یہ سچے کا چہرہ ہے، دفع ہو، تو جھوٹی ہے، ہم ایسے ہی غلط پروپیگنڈے کا شکار ہوگئیں۔ کہنے لگیں، اگلی بات تم بھی سن لو، یہ بھی سن لے، اسے کہتے ہیں سینہ زوری۔

اب کہتی ہے......وَلَئِنْ لَّمْ یَفْعَلْ مَآاٰمُرُہٗ ......جو ارادہ میں نے کیا ہے جس خواہش کا اظہار میں نے کیا ہے، اگر یوسف نے میری مرضی کے مطابق اپنے شب و روز نہ گزارے، میری نہ مانی، جو کچھ میں کہتی ہوں......

صاف یہی سہی

ستھرا یہی سہی

پاکیزہ یہی سہی

نام والا یہی سہی

مقام والا یہی

مرتبے والا یہی

عزت والا یہی

ساری میں باتیں اس کی ماننے کے بعد پھر میں اسے چیلنج کرتی ہوں...... وَلَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَاآمُرُهٗ ......اگر اس نے میری بات نہ مانی، اب بھی میں اعلان کرتی ہوں......لَيُسْجَنَنَّ......میں اسے جیل میں ڈالوں گی، سن لو۔

اسی کہتے ہیں کہ جرم تو اس کا کوئی نہیں، جیل میں میں ضرور ڈالوں گی، پھر کبھی ایسا موقع بھی تو آجائے گا کہ جرم تو کوئی نہیں جیل میں ڈالے گی، یہ بھی ایک پاک صاف ہوکر جہاں خاوند بیٹھا ہے، اس سے بھی اوپر والی سیٹ پر آ کر بادشاہی کرے گا۔

جمعہ کا وقت اتنا نہیں ہوتا، میں تو اور گھنٹہ لگا رہوں۔

توحید کا علمبردار:

مجدد الف ثانی ؒ کے متعلق جہانگیر نے کہا، مولویوں نے، مولوی بھی بڑے بے ایمان ہوتے ہیں......اِلَّا مَاشَاءَ اللّٰہ......کل کو یہ نہ کہیں کہ ہمیں بے ایمان کہہ دیا، کم نہیں......اِلَّا مَاشَاءَ اللّٰہ......سارے نہیں، مولویوں نے جہانگیر بادشاہ کو کہا کہ یہ جو مجدد الف ثانی ؒ ہے۔ جب سے آیا ہے اس نے فساد برپا کر دیا ہے۔ وہ نہیں مانتا تھا۔ بزرگ آدمی تھا، حضرت کی شہرت بہت تھی کہ بہت نیک ہیں، اس نے کہا کہ نہیں یار مجھے تو سی آئی ڈی کی رپورٹ تو یہی ہے کہ خطرناک ہے، لیکن عام لوگوں میں اس کا نام اچھے لفظوں میں لیا جاتا ہے۔

اب یہ ملاں تھے خدا ان کا بیڑہ غرق کرے، ملاں، انہیں علماء سوء کہتے ہیں، کیا کہتے ہیں؟ علماء سو......لَنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْءَ ......بُرے ملاں، انہوں نے کہا دیکھ لے، اسے بلا کر دیکھ لے، ہم جب آئیں تو دور سے شروع ہو جاتے ہیں جھکنا، ننگے پاؤں، پاؤں میں جوتا نہیں پہنتے، وہاں سے ہی......

میں نے دیکھا سندھ سے آتے ہیں، ملتان اسٹیشن پر اترتے ہیں، سندھی، ننگے پاؤں، جوں جوں قلعہ قریب آتا جاتا ہے، شاہ رکن عالم والا، ننگے پاؤں، پگڑی بھی اتار لیں گے اور قلعے کی دیوار سے سجدہ ریز ہو جائیں گے، سجدہ۔

تو جب مولوی یہ کریں گے...... پیر یہ کریں گے......تو جوان کے مرید ہوتے ہیں، انہوں نے تو بدرجہ اولیٰ ایسا کرنا ہے۔

انہوں نے کہا کہ اسے بلا کر دیکھ، مجدد الف ثانی، مجدد الف ثانی بھی ماں کا وہ لال ہے، جس نے ہندوستان میں خدا کی توحید کی خوشبو سے سارے برصغیر میں خوشبو پھیلا دی۔

بادشاہ نے کہا کیا ہوگا۔ اسے بلا کر دیکھ، اگر وہ تجھے سجدہ کر گیا تو ہمیں جو مرضی سزا دے دینا، ہم تمہیں لکھ کر دیتے ہیں کہ وہ مر جائے گا سجدہ نہیں کرے گا اس نے کہا کہ میں بھی بادشاہ ہوں، میں اس طرح کے کئی مجدد ہضم کیے بیٹھا ہوں۔

اس نے کہا جاؤ، مجدد صاحب کو کہو کہ گیارہ تاریخ کو گیارہ بجے میرے دربار میں پیش ہو، بہت اچھا جی، حضرت آپ کو بلوایا گیا ہے گیارہ تاریخ کو گیارہ بجے، تاکہ گیارھویں ثابت ہو جائے، فرمایا بہت اچھا۔

اب بادشاہ کا دل بھی ڈرتا تھا کہ یہ جو مجدد ہے اگر اس نے سجدہ نہ کیا، رہنا میرا بھی کچھ نہیں، یہ وہابی پکا، مر جائے گا، اس نے غیر اللہ کو سجدہ نہیں کرنا، وقت کم ہے،

میں اسے پھیلاتا نہیں۔

اس نے درباریوں کو کہا کہ بات سنو، میری بھی عزت رہ جائے، میرے دربار سے بندے گزر کر جہاں سے میرے دربار اور تخت کی طرف آئیں، جہاں سے مجدد نے آنا ہے، وہاں ایک کھڑکی کا دروازہ بنا دو، اس نے جھکنا تو ہے نہیں، کھڑکی لگا دو، تا کہ جب آئے تو کھڑکی میں سے گزرے تو جھکے گا، ہم کہیں گے کہ مجدد جھک گیا، مجھے خوشی ہو جائے گی، اس طرح کرلو۔

تو ملنگ اور اوقاف والے ملاں، انجینئر اور اس طرح کے بہت ہوتے ہیں یہاں جو مولوی تھا اوقاف والا، امریکہ چلا گیا، اسے پتہ چلا کہ کوئی بات ہونے والی ہے، حضرت بھاگ گئے آپ کو مبارک ہو، خاص طور پر غلام آباد کے علاقے کو۔

انہوں نے جناب کھڑکی لگا دی، حضرت مجدد الف ثانی ؒ صبح اٹھے، تہجد کے وقت، اٹھ کر دعا کی اللہ لاج رکھ لینا، صبح گئے، دیکھا، کوئی بات نہیں، اب میں یہاں بیٹھا ہوں، یہاں کھڑکی لگی ہو، درمیان میں مسجد کے، تو مجھے پتہ چل جائے گا کہ یہ کوئی نئی اسکیم ہے، وہ دروازہ جو تھا یہ کھڑکی کیوں لگائی ہے، قد سے بھی نیچے، تا کہ جھک کر انسان گزرے۔

مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ آئے سبحان اللہ

کس شیر کی آمد ہے کہ رن کانپ رہا ہے
رن ایک طرف چرخ کہن کانپ رہا ہے

آئے، دیکھا کہ کھڑکی لگائی ہوئی ہے اور یہ کھڑکی صرف میرے لئے بنائی ہے کہ میں غیر اللہ کو سجدہ ضرور کروں۔ جب کھڑکی کے قریب آئے، کہ بجائے اس کے کہ سر گزاریں، پہلے ٹانگیں گزاریں، تا کہ حضرت کا پہلے پہلے پاؤں استقبال کریں، جہانگیر کے، اقبال یہاں ہی کہتا ہے

گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے

اس نے کہا کہ ٹھیک ہی کہتے تھے اسے پکڑ و قلعہ گوالیار میں قید کر دیا۔ مجدد صاحب کو، پکڑلو، یہ گستاخ اس قابل ہے، قلعہ میں رکھو اور اس وقت تک رکھ جب تک اس کی لاش نہ نکلے۔

دس پندرہ دنوں کے بعد سپرنٹنڈنٹ جیل کو بلایا، بلاؤ اس قیدی کو، احمد سرہندی کا جیل میں کیا حال ہے؟ اس نے کہا کہ جیل کیا ہے، آدھی رات کو اٹھ کر قیدی اللہ کا ذکر شروع کر دیتے ہیں۔ جیل کے اندر ہی اصلاحات نافذ ہو گئیں، خانقاہ بن گئی، جس دن سے مجدد الف ثانیؒ جیل میں آیا جیل کی فضا بدل گئی، رنگ بدل گیا۔

اللہ فرماتے ہیں جیل والو، اس کا قصور دیکھو، بعض اوقات بے قصور جیل میں آتے ہیں، میں قصوری چکیوں والوں کو اللہ کی توحید سے منور کرنا چاہتا ہوں، میری اس میں بھی مصلحت ہوتی ہے۔

فرمایا یوسف علیہ السلام فکر نہ کر یہ تجھے دھمکیاں دے رہی ہے جیل کی، جو رب جیل سے باہر ہے، وہ جیل میں بھی موجود ہے۔

(باقی انشاء اللہ اگلے جمعہ)

وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

حضرت یوسف علیہ السلام......خطبہ 10

خطبہ:

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی سَیِّدِالرُّسُلِ وَ خَاتَمِ الْاَنْبِیَآءِ وَ عَلٰی اٰلِہِ الْمُصْطَفٰی وَ اَصْحَابِہِ الْمُجْتَبٰی اَلَّذِیْنَ ھُمْ خَیْرُ الْخَلَائِقِ بَعْدَ الْاَنْبِیَآءَ ......

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ
ھُوَالْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُہٗ
لِکُلِّ حَوْلٍ مِّنَ الْاَحْوَالِ مُقْتَحِمٖ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ...... وَقَالَ نِسْوَۃٌ فِی الْمَدِیْنَۃِ امْرَاَتُ الْعَزِیْزِ تُرَاوِدُ فَتٰھَا عَنْ نَّفْسِہٖ قَدْ شَغَفَھَا حُبًّا اِنَّا لَنَرٰھَا فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَکْرِھِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَیْھِنَّ وَاَعْتَدَتْ لَھُنَّ مُتَّکَاً وَّ اٰتَتْ کُلَّ وَاحِدَۃٍ مِّنْھُنَّ سِکِّیْنًا وَّ قَالَتِ اخْرُجْ عَلَیْھِنَّ فَلَمَّا رَاَیْنَہٗ اَکْبَرْنَہٗ وَ قَطَّعْنَ اَیْدِیَھُنَّ وَ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰہِ مَاھٰذَا بَشَرًا اِنْ ھٰذَا اِلَّا مَلَکٌ کَرِیْمٌ......

صَدَقَ اللّٰہُ مَولاَ نَا الْعَظِیْم

گزشتہ سے پیوستہ:

سورۃ یوسف کا بیان ترتیب کے ساتھ شروع کیا تھا، لیکن وہ تسلسل قائم نہ رہ سکا اور سلسلہ منقطع ہوگیا۔ اس سے قبل سورۃ نمل، جس میں حضرت سلیمان علیہ السلام کا تذکرہ تھا، وہ اس ارادے سے شروع کی تھی کہ اُسے مسلسل بیان کروں گا، پایہ تکمیل

تک ان شاء اللہ پہنچانے کی کوشش کروں گا، لیکن دوستوں نے کہا کہ پہلے سورۃ یوسف پوری کرلی جائے، مکمل کرلی جائے، پھر کسی اور موضوع پر گفتگو ہو۔

اس لئے اس وقت میں نے جو آیات تلاوت کی ہیں، سورۃ یوسف کی آیات ہیں اوراس واقعہ کا تذکرہ ہورہا ہے، جب زلیخا کو حضرت یوسف علیہ السلام پر مختلف مکر اورحیلوں میں ناکامی ہوئی۔ اس بات کا تذکرہ پورے شہر میں پھیل گیا اور یہ کوئی اچھی بات نہیں تھی کہ یوسف علیہ السلام کا دامن عصمت زلیخا کی وجہ سے تارتار ہواور لوگ دامن نبوت کے اوپر اعتراض کریں اور یہ گفتگو پورے شہر میں شروع ہوجائے کہ یوسف اس قماش کا آدمی ہے، اس اخلاق کا آدمی ہے، اس کریکٹر کا آدمی ہے۔

مصر کی نسوانیت کا پروپیگنڈہ:

چنانچہ قرآن پاک نے ان عورتوں کے اس مکروہ پروپیگنڈے کا ان الفاظ میں ذکرفرمایا کہ......وَقَالَ نِسْوَةٌ فِیُ الْمَدِیْنَةِ ......شہر کی عورتوں نے یہ باتیں کرنی شروع کردیں کہ......اِمُرَأَتُ الْعَزِیْزِ ......عزیز مصر کی بیوی نے......تُرَاوِدُفَتٰهَا عَنُ نَّفُسِهٖ ......کہ اپنا دل ایک نوجوان کے عشق میں مبتلا کردیا......تُرَاوِدُ......اس نے کوشش کی ہے۔ اس عورت نے......فَتٰهَا عَنُ نَّفُسِهٖ ......اس نوجوان کے ساتھ دل لگا کر اسے اپنی سازش کا شکار کرنے کی......قَدُ شَغَفَهَا حُبًّا ......یہ سارے جملے قرآن نے ان عورتوں کے نقل کئے جو زنان مصر تھیں......

اور یہ بات آپ ذہن میں پکا کر رکھیں کہ اُن کا یوسف علیہ السلام کے ساتھ کوئی روحانی واسطہ نہیں تھا، یہ لفظ یادرکھنا، آگے جاکر کام آئے گا۔ ان عورتوں کو جو یہ گفتگو کررہی تھیں، ان کو بھی اور زلیخا کو بھی کوئی روحانی تعلق نہیں تھا، حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ......تُرَاوِدُفَتٰهَا عَنُ نَّفُسِهٖ ......حسن سے متاثر ہوکر اپنا دل دے

بیٹھیں......

کسی اچھی چیز کو دیکھ کر اس پر فریفتہ ہو جانا یہ انسان کی فطرت ہے، اس کا کسی مذہب اور عقیدے سے تعلق نہیں۔ بچہ چھوٹا خوبصورت بچہ، کسی کا ہو ہر کسی کو پیارا لگتا ہے۔

حلیمہؓ کو بھی پیارا لگتا ہے

آمنہؓ کو بھی پیارا لگتا ہے

ابولہب کو بھی پیارا لگتا ہے

بچہ ہے

چھوٹا ہے

خوبصورت ہے

سارے پیار کرتے ہیں، حسن سے پیار کرنا انسان کی فطرت ہے، یہ میں لفظ خاص طور پر طالب علموں کیلئے بولتا ہوں، جنہوں نے قرآن حکیم سمجھنا ہوتا ہے اور مستقبل میں کام لینا ہوتا ہے۔

شَغَفَهَا حُبًّا ......عورتوں کو کہا کہ ان کے دل کے اندر شغف، شغف، آپ بھی بولتے ہیں کہ شغاف پڑ گیا، بولتے ہو؟ بولتے ہیں اردو میں لفظ ہے نہر میں شغاف پڑ گیا۔ بولتے ہو؟ (جی)

قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ......یوسف کی محبت نے زلیخا کے دل میں شغاف پیدا کر دیا اب مجھے کسی اور بات کا تو پتہ نہیں اس وقت مکے والوں کا اور زلیخا کا ایک جیسا حال ہے، مکے والے بھی حضور ﷺ کو دیکھ کر شروع میں حضور ﷺ کی محبت میں دیوانے ہو گئے۔ اتنا پیارا، زلیخا بھی دیوانی ہو گئی، یوسف علیہ السلام کا حسن دیکھ کر......

شَغَفَهَا حُبًّا ......حضرت یوسف علیہ السلام کے عشق کی وجہ سے زلیخا کے دل میں شغاف پیدا ہو گیا، زلیخا کے دل میں......

یہ جو لفظ ہیں آپ بولتے رہتے ہیں کہ یہ......موشگافیاں ہمارے ساتھ نہ کیا کر...... یہ موشگافی بھی کہ ایسے ہی خواہ مخواہ غلط بیانی کرتا ہے گفتگو میں، دل میں بیٹھ گیا، یوسف زلیخا کے، تو اللہ فرماتے ہیں کہ اگر یوسف زلیخا کے دل میں بیٹھ جائے، ایمان نہ بیٹھے، یوسف بیٹھ جائے، میری منڈی میں قیمت نہیں لگے گی۔

ایسے کئی آدمی ہیں جن کے دل میں برادری کے کسی بچے کی محبت بیٹھ جاتی ہے، ایمان نہیں بیٹھتا، میری منڈی میں کوئی قیمت نہیں۔

میری منڈی میں اس وقت قیمت لگے گی، جس وقت یوسف رسول بیٹھ جائے دل میں اور محمد رسول بیٹھ جائے دل میں، یہ میرا عنوان طالب علم نوٹ کریں دل کی کاپی پر، یوسف بھی آخر پیغمبر تھا۔

حضور ﷺ بھی جب پیدا ہوئے ہیں پیغمبر تھے، لیکن نبوت کا اعلان چالیس سال بعد کیا۔ فرمایا اب اگر عبداللہ کے بیٹے کو دل میں بٹھائے، اس کے دل میں بٹھانے کو اور اس بندے کے دل میں بٹھانے کو جو فاران کی چوٹی پر سامنے کھڑا ہو کر دل میں بٹھائے گا بڑا فرق ہوگا، اب جو حضور ﷺ کو دل میں بٹھائے گا وہ محمد بن عبداللہ کو بٹھائے گا اور جو اُس وقت بٹھائے گا وہ محمد رسول اللہ ﷺ کو بٹھائے گا۔

کیسی محبت وعقیدت:

یہ ہے میرا استدلال......قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا......زلیخا کے دل میں حب یوسف علیہ السلام کی محبت شغاف کر گئی، اتر گئی، معلوم ہوا کہ کئی ایسی بے کار عورتیں پھرتی ہیں

جن کے دل میں محبت یوسف شغاف پیدا کردے، لیکن اللہ کے ہاں منظوری نہیں۔ اس طرح کی بہت پھرتی ہیں۔

''میں قربان جاتی ہوں''

یہ بندہ ہوکر اسے عورت بننے کی عادت ، میں ''قربان جاتی ہوں'' کہاں جاتی ہوتم ،مرد ہو،عورت ہو،قربان جاتی ہوں۔

اللہ فرماتے ہیں کہ اس طرح کی قربان جانے والی مصر کے بازار میں بہت پھرتی تھیں۔ نہ اُن کے ساتھ کوئی تعلق ہے، نہ مکے والوں کا اس کے ساتھ کوئی تعلق ہے، نہ فیصل آبادیوں سے میرا کوئی تعلق ہے......قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ......جو محبت، جو عشق، اللہ کی شریعت کی حدود کی مُہریں لگا کر آئے گا وہی عشق اللہ کے دربار میں منظور ہوگا۔ مسئلہ ہی ختم ہوگیا۔

ملاں کتابیں بند کر، ہمیں عشق کی بات سنا، تجھے کون سے عشق کی بات سناؤں، ہم تو اس عشق کی بات کرتے ہیں، جو عشق اس کتاب نے بتایا، کون سی کتاب تو چاہتا ہے بند کریں۔

اس طرح کی تو بہت پھرتی تھیں...... میں ناچ کر مناؤں گی...... کس کے سامنے ناچو گی، یہاں کسی ملنگ کے سامنے ناچو گی؟ وہ تو برداشت ہو جائے گا، وہاں تو پہرے دار عمرؓ ہے، وہاں کس کے سامنے ناچو گی؟

طالب علمو! یہ لفظ اپنی کاپیوں پر نوٹ کرو......قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا...... یوسف علیہ السلام کی محبت زلیخا کے دل میں شغاف کر گئی۔ یہ شغاف اگر اللہ کو پسند نہیں تو پھر کیا فائدہ، رب کو تیرے جیسی ملنگنی کے ساتھ کیا تعلق......قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ......سوراخ کر دیا زلیخا کے دل میں، کس نے؟ یوسف نے،

مصر کی نسوانیت کا مکر وفریب:

اور اب وہ بھی آ گے سے مکار تھیں۔ اتنی تعریف کرنے کے بعد اب کہتی ہیں......اِنَّا لَنَرٰهَا فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ......زلیخا جیسی غلط کار خطا کار کوئی نہیں، جب تم مانتی ہو، پہلے تم کہہ چکی ہو کہ اس کے دل میں یوسف بیٹھ گیا ہے، پھر یہ کیوں کہتی ہو......اِنَّا لَنَرٰهَا فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْن ......وہ تو بہت بڑی غلطی کر رہی ہے۔ اب غلطی کا فتویٰ بھی دے دیا......اِنَّا لَنَرٰهَا فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْن......زلیخا جیسی خطا کار ہی کوئی نہیں، اسے کیا ضرورت ہے کہ کسی غلام سے پیار کرنے کی، وہ مالکہ ہے وہ نوکر اور ملازم ہے، بڑی غلط کار ہے۔

اللہ تعالیٰ بھی اللہ تعالیٰ ہے۔ اللہ فرماتے ہیں کہ......فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ...... بڑا عجیب لفظ فرمایا......اللہ نے فرمایا کہ جب زلیخا نے ان کے مکر کی بات سنی، انہوں نے تو ایک بات کی ہے، اللہ فرماتے ہیں کہ مکر کیا۔

مجھے آپ سے اس لئے پیار ہے اپنے سامعین سے کہ ماشاء اللہ آپ میں اب ذوقِ قرآن آ گیا۔ میں آپ سے خوش ہوں۔ آپ نے الحمد للہ اپنے قلب وجگر میں قرآن کا ذوق پیدا کر لیا۔ اس لئے آپ کو قرآن کے لفظ جلدی سمجھ آتے ہیں۔

فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ......اللہ فرماتے ہیں کہ جب زلیخا نے ان کے مکر کی بات سنی، کیا مکر تھا؟ مکر یہ تھا کہ زلیخا کے بارے میں کہہ رہی ہیں......اِنَّا لَنَرٰهَا فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْن ...... یہ زلیخا کی یوسف سے محبتیں اچھی نہیں لگتیں۔ اندر سے یہ تھا کہ زلیخا پیچھے ہٹے ہمارے ساتھ پیار ہو جائے، یہ تھا ان کا مکر، پروپیگنڈہ کریں اور بعض اوقات پروپیگنڈہ اتنا زہریلا ہوتا ہے، خاص طور پر مولویوں کا اور عورتوں کا، اس پروپیگنڈے کا کوئی توڑ نہیں، عورتیں، توبہ، پروپیگنڈہ ایک ایسی ظالم چیز ہے، جس کے ساتھ تاریخ

اپنے دھارے بدل دیتی ہے۔

فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ ......اس نے کہا کہ میں سمجھ گئی ہوں۔تم جو مکر کررہی ہو، تم ہی خطا کار ہو اور میں بھی مکر کی چمپئن ہوں، فکر نہ کرو، میں تمہارا ایسا توڑ کروں گی کہ گول مسجد میں بھی تمہاری بات ہوگی، بات ہوئی نا؟......فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ ......تمہارا مکر توڑ کرر کھ دوں گی، ایسا توڑوں گی کہ صدیاں بعد تمہارا ذکر فیصل آباد کی مسجد میں ہوگا۔ جہاں اللہ کا قرآن ہوگا تمہارے مکر کا تذکرہ ہوگا، تم کر کے دیکھو کیا کرتی ہو۔

زلیخا نے دعوت کا اہتمام کیا:

اللہ فرماتے ہیں جب زلیخا نے اُن سے مکر کی بات سنی تو اپنے دل میں ہی طے کیا کہ ان کی کوئی دعوت نہ کریں اُن کو کوئی پارٹی نہ دیں دعوت کر کے اُن کا بھانڈا چوراہے میں پھوڑیں۔قسم ہے رب کی یہ زلیخا نے صدیوں پہلے ایک ایسا گُر اپنے معاشرے میں کھیلا کہ اب بھی کسی ناراض کو، پروپیگنڈہ کرنے والے کو، کسی اپنے مخالف کو کسی ہوٹل میں روٹی کھلا دو، ان شاء اللہ ہر چیز بند ہو جائے گی۔ یہ تجربہ کر کے دیکھو، یہ زلیخا نے زبردست قسم کا گُر استعمال کیا۔

یہ میرا خیال ہے کہ روٹی میں اثر ہی اتنا ہے

چاول

گوشت

شوربہ

اب تو کھانے ہی اتنے ہیں ماشاء اللہ، ان کا شمار ہی نہیں ہوسکتا، ان کی دعوت کریں، دعوت پر بلا کر ان کے ساتھ پھر بات کریں گے۔

جنرل مشرف نے اب بلائے ہیں۔ پہلے جو کائیں کائیں کررہے تھے روز ہی، اب ہاں ہاں ہاں روز کررہے ہیں۔ نہیں کرتے؟ (کرتے ہیں) کیا ہے فوجی حکومت ہے۔ آئین سے ماوراء ہے، کیا ہے؟ فوج کو ہم نہیں مانتے۔ سارے سیاسی لیڈر کہتے تھے۔ جب سے جتنے مل کر آئے ہیں، پہلے کائیں کرتے تھے اب ہاں ہاں کرتے ہیں۔ سارے لگے ہیں اس طرف، ماشاء اللہ وہ جو سموسے کھلائے، ان سموسوں کا اثر تو ہونا تھا۔

جب کوئی بندہ جاتا ہے ملنے کے لئے کہیں بھی، تو اچھی سے اچھی مہمان کی خدمت کرتا ہے۔

زلیخا نے یہ گُر کھیلا، یہ دعوت کا، مولوی جتنا مرضی مخالف ہو......

روٹی کھلادو

دعوت کردو

سویاں کھلادو

حلوہ کھلادو

دال ماش

گوشت

کل ہضم

گوشت بھری کچوڑیاں

سیب کا پانی

انار کا پانی

سوڈے کی بوتلیں

ملائی، شیرینی کھلا دو

شام کو ہی مولوی کا موڈ بدل جائے گا

یہ راز کی بات میں نہیں کھولتا تبلیغی جماعت والوں کی کہ کسی مسجد میں جاتے ہیں کسی مولوی کو رومال دے جاتے ہیں، وہ چھٹی لے کر چلا جاتا ہے، تین دن کیلئے، راز ہی سہی۔

یہ کھانا

یہ روٹی

یہ سوپ

یہ کپڑے

بدل دیتے ہیں

ذہن بدل دیتے ہیں

......زلیخا نے یہ گُر استعمال کیا......

اللہ فرماتے ہیں......اَرۡسَلَتۡ اِلَيۡهِنَّ......اپنا ایلچی بھیجا کہ حضرات، خواتین وحضرات، فلاں دن، فلاں تاریخ کو فلاں وقت جتنی بڑی بڑی بیگمات ہیں، بڑے بڑے......

افسروں کی

وزیروں کی

امیروں کی

سب بیگمات کو میرے ہاں دوپہر والے کھانے کو کہتے ہیں ظہرانہ، ظہرانہ ہوگا، سب تشریف لانا۔

بادشاہ کی بیگم کسی کو ظہرانہ دے، اب تو بے چاری خالی ہوگئی ہے، بیگم کلثوم نواز، جب ماشاء اللہ نواز شریف کی بیگم صاحبہ بطور وزیر اعظم تھی، یہ اگر کسی کو دعوت کرے تو کوئی رہتا تھا اس کی دعوت کے بغیر، اب بھی بلالے ان شاء اللہ سب بھاگے جائیں گے۔ یہ ہمیں آپ کو کہنے کیلئے ہے۔ میرے پیچھے لوگ ڈنڈے اٹھا کر ہو گئے تھے کہ نواز شریف کی مخالفت کرتا ہے۔ اسلام کا تھم، نواز شریف ہے، بے نظیر بے ایمان ہے۔ کیوں؟ عورت کی حکمرانی اسلام حرام سمجھتا ہے، یہ بیگم کلثوم نواز عورت ہے یا بندہ ہے، بولو؟ (عورت ہے)......

اب یہ چلی ہے خشک سالی کو دور کرنے کیلئے کہ اس کے جانے سے خشک سالی دور ہو جائے گی۔ یا پتہ نہیں خشکی پیدا ہو جائے۔ بلوچستان میں جب اس کا خاوند وزیر اعظم تھا اس وقت بلوچستان میں یہ سرگرمیاں نہیں ہوتی تھیں۔ اس وقت غریب نہیں ہوتے تھے۔

بے نظیر اگر قیادت کرے تو حرام ہے، واہ بھئی واہ، اسلام پسندو، اگر کلثوم نواز قیادت کرے تو وہ افضل ہے؟ گُر بدل گئے تمہارے، بعض لوگوں نے گول مسجد کو جو باہر بیٹھے ہیں کہ ضیاء القاسمی خطیب ہے یہ نواز شریف کی بہت مخالفت کرتا ہے، حالانکہ اسلام کو پھیلانے والا نواز شریف ہے۔ مدرسے کو چندہ دینا بند کر دیا۔ اللہ نے بیڑہ ایسا غرق کیا کہ اب روتے پھرتے ہیں......

کرو دین کے چندے بند

کرو مساجد کے چندے بند

اللہ نے تمہارے گھروں میں ہنڈیا پکنا بند نہ کیں تو اللہ کیسا؟

ایک بڑا تاجر اقبال مجھے کہنے لگا قسم ہے خدا کی مولانا صاحب رات ہانڈی

پکانے کیلئے پیسے بھی نہیں ہوتے۔ میں نے کہا کہ اللہ کرے تجھے رات کو مرچوں کیلئے بھی پیسے نہ ملیں، تم نے کون سی اسلام سے کم کی ہے۔ اب جائز ہے، بیگم صاحبہ وہ بھی بادشاہ کی۔

عزیز مصر کی بیگم......اَرْسَلَتْ اِلَيْهِنَّ ......اپنا قاصد اور نمائندہ، اب تو ہم دعوت نامے لکھ کر بھیجتے ہیں۔ وہ پرانے زمانے میں اس نے بندہ بھیجا، میری عمر کے لوگ جانتے ہیں کہ اس وقت نائی آتا تھا پیغام لے کر، جنہوں نے ماں کا دودھ پیا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ گنڈ کسے کہتے ہیں، جنہوں نے بوتل کا دودھ پیا ہے، وہ نہیں جانتے۔ انہیں کیا پتہ، ہم تو اپنے گھروں میں پیدا ہوئے ہیں اب ہسپتال میں ولادت ہوتی ہے جب تک والدہ کا پیٹ نہ پھاڑا جائے، تشریف ہی نہیں لاتے۔ ہمارے زمانے کی مائیں آرام کے ساتھ، نظام قدرت کے مطابق بچہ دنیا میں آتا تھا۔ اب ماشاءاللہ ڈاکٹروں کے ہاتھ میں ہے۔ ہسپتال میں پیدا ہوتے ہیں، پہلے دن ہی ڈبے کا دودھ، ہمارے ہاں جب کوئی بوڑھا ہو جاتا اس وقت اسے ٹیکہ لگتا تھا ابھی تو اندر ہی ہوتا ہے ٹیکے شروع ہو جاتے ہیں۔

اَرْسَلَتْ اِلَيْهِنَّ ......جی ظہرانہ ہے میرے گھر تم سب کا، مستورات کا، بیگمات، بہت اچھا جی۔ اس نے اپنے عملے کو کہا کہ نشست میز پر نہیں کرنی، ٹیبل پر کھانا نہیں لگانا، ٹیبل تو اب لگتا ہے، اب تو ماشاءاللہ اور ترقی ہو گئی ہے اب تو کرسیاں بھی نہیں رکھتے کھڑے ہو کر جیسے جانور کھاتے ہیں۔ اب بابو جی کھاتے ہیں۔ ماشاءاللہ ایک جیسے ہیں جس طرح گائے کے چارہ کھانے کے لئے جگہ ہوتی ہے۔ اسی طرح بابو پینٹ پہن کر کھاتا ہے، کھڑے ہو کر کھاتے ہیں۔

بیگمات کی آمد اور دعوت کا آغاز:

اس نے کہا نہیں......اَرۡسَلَتۡ اِلَیۡهِنَّ ......وَاَعۡتَدَتۡ لَهُنَّ مُتَّكَاً......اس نے کہا کہ فرش پر بہترین دریاں بچھاؤ......مُتَّكَاً...... تکیے لگا دو، بیگمات جب تشریف لائیں، دریوں پر بیٹھیں، قالینوں پر بیٹھیں......مُتَّكَاً...... تکیے لگا دو، دیوار کے ساتھ ٹیک لگانے کی ضرورت نہیں، تکیے پر ٹیک لگا کر تشریف فرما ہوں۔ بہت زبردست قسم کا ظہرانہ اور بیٹھنے کا انتظام، ہوگیا، تشریف لے آئیں، کھانے کا ٹائم ہوگیا۔ ظہرانے کا، زلیخا نے کھانا لگا دیا، عقل مند بہت تھی، لیکن رب نے اس کی عقل چلنے نہیں دی، اپنے نبی پر۔

یہاں معلوم ہوا کہ عقل اور چیز ہے، رب اور چیز ہے، عقل والے بہت منصوبے بندیاں کرتے ہیں، لیکن رب کی تقدیر کے سامنے کسی کی تقدیر نہیں چلتی۔
آ گئیں سب تشریف رکھو، تشریف رکھو،

لاؤ جی پانی آ رہا ہے
شربت آ رہا ہے
بڑے بڑے مشروب آ رہے ہیں

کھانا لگا دیا گیا......فروٹ بھی اعلیٰ قسم کا منگوا کر لگا دیا گیا......ظہرانے میں اور ساتھ ہی چھریاں رکھ دیں، چھریاں اس لئے نہیں کہ اپنے کان کاٹ لیں، اپنے ناک کاٹ لیں، اس لئے چھریاں ساتھ رکھیں کہ یہ سنگترے کاٹ لیں، آم کاٹ لیں یہ جو میوے اور پھلوں کی کمی ہے ہمارے ہاں ہے باہر ملکوں میں نہیں ہے، جو دوست حج پر جاتے ہیں انہیں پتہ ہے کہ حج جس موسم میں بھی جاؤ دنیا کا ہر پھل وہاں ہر موسم میں دستیاب ہوتا ہے باہر بھی اسی طرح ہے انگلینڈ وغیرہ میں باہر کے ملکوں میں فروٹ آتا

ہے۔

تو بادشاہ کے گھر میں تو ماشاء اللہ بھٹو صاحب ہوتے تھے تو پانی فرانس سے آتا تھا۔ پوچھا گیا کہ فرانس میں کوئی اور ہی پانی آتا ہے۔ جب دیکھا تو وہیں پلاسٹک کی بوتلیں، یہاں پانی ہے جو پیک ہو کر آتا ہے یہ بہت حیران ہوتے تھے کہ بھٹو باہر سے پانی لا کر پیتا ہے یہی بوتلیں ہیں جسے منرل واٹر کہتے ہیں۔

فروٹ رکھ دیئے...... کھانا رکھ دیا...... بکرے رکھ دیئے سالم اور بہت زبردست دعوت کہ میں بیان کر رہا ہوں اور آپ کے منہ میں بھی پانی آ رہا ہے۔ اے کاش ہمیں بھی اس طرح کی دعوت ہو......اٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّيْنًا ......ہر بیگم کے سامنے کھانے اور مشروبات، طرح طرح کے، گوشت کاٹنے کیلئے، فروٹ سامنے رکھے ہوئے، چھریاں ہاتھوں میں دے دیں......وَاٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّيْنًا ......

پھر میزبان نے کہنا ہوتا ہے بسم اللہ جی شروع کرو، اب دیکھ رہے ہیں کہ شروع کریں، اس نے کہا ٹھہرو ذرا، ابھی نہ شروع کرنا، پھر اچھا میں بتاتی ہوں اس نے خادم کو کہا کہ ساتھ والے کمرے میں یوسف بیٹھا ہے۔ یوسف تو اس کا زرخرید غلام تھا۔ وہ بیٹھا ہے؟ جی بیٹھا ہے، میں نے اسے پابند کیا تھا کہ کہیں جانا نہیں، اس نے کہا بیٹھا ہے اس نے کہا کہ بسم اللہ کھاؤ شروع کرو۔

معلوم ہوتا ہے کہ ایسے وقت حضرت یوسف علیہ السلام کو کہا گیا کہ جب کھانا شروع ہو گیا تو کھانا شروع ہونے کے بعد انہوں نے چھریاں اٹھا کر ایک دوسرے کو مذاق کر رہی ہیں، ساتھ ساتھ فروٹ کاٹ رہی ہیں، چھریاں ہاتھوں میں ہیں۔

یہاں سے ایک مسئلہ اگر ہو تو بیان کر دیتا ہوں، اگر نہ کہیں تو نہیں کرتا۔ اگر کہو گے تو کر دوں گا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ چھریوں والی عورتیں نئی نہیں ہیں، یہ کوئی پرانی تاریخ ہے ان کی، سمجھ گئے مسئلہ؟ (جی) چھریوں والی عورتیں یا چھریاں والا طبقہ یہ کل پرسوں ہمارے شہر میں نہیں پیدا ہوا۔ یا پاکستان میں یا ہندوستان میں یا برصغیر میں، یہ چھریاں ہاتھوں میں رکھنے والا طبقہ یہ حضرت یوسف علیہ السلام کے وقت کا ہے۔

اَعْتَـدَتْ لَهُـنَّ مُتَّكَاً وَاٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّيْنًا ...... چھریاں پکڑ کر اب آ گیا وقت، اس پروپیگنڈے کے خاتمہ کا، زخمی سانپ کو مارنے کا، ان کے زہر والے جتنے پروپیگنڈے تھے انہیں غیر مؤثر کرنے کا اب وقت آیا۔

جب حسن یوسف علیہ السلام دیکھا تو......

اللہ فرماتے ہیں......وَقَـالَـتِ اخْـرُجْ عَلَيْهِنَّ......زلیخا نے آواز دی۔ یوسف، مہربانی کر کے......

اپنے کمرے سے

اپنے مقام سے

ریسٹ ہاؤس سے

مکان سے

وہ کمرہ جس میں یوسف علیہ السلام تشریف فرما تھے۔ وہاں اپنے خادم کو بھیج کر زلیخا نے آواز دی......قَـالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ ......او یوسف مہربانی کر کے کمرے سے باہر آ کمرے سے باہر نکل......اُخْـرُجْ عَلَيْهِنَّ ......اسی جگہ نہ کھڑا رہنا۔ ان کے سامنے آ کر یک دم کھڑا ہو جا۔ تیرے ذمہ میں نے کوئی ڈیوٹی لگانی ہے، کوئی کام کہنا ہے، جو اس مجلس کے ساتھ متعلق ہے۔ وہ کام میں نے تجھ سے لینا......اُخْـــــرُجْ

عَلَیُهِنَّ......آ تو سہی ذرا، آ ان کے سامنے ذرا کھڑا تو ہو۔

اب زلیخا کو رب نے چپ کرا دیا، رب خود بولا، غلام آباد والو، فیصل آباد والو، اگر کہو تو میں بتاؤں، پھر کیا ہوا؟ اللہ میاں تو بتادے، اگر میں بیان کروں تو کہیں گے کہ ایسے ہی مبالغہ کرتا ہے۔ اگر کسی مفسر نے بیان کیا تو کہنے لگیں گے کہ مبالغہ کرتا ہے۔

اگر رازی بولا

غزالی بولا

انہوں نے کہنا ہے کہ یہ تو بڑے بڑے مفسروں کی بات ہے۔

شاہ ولی اللہ بولا

شاہ عبدالقادر بولا

عبدالعزیز محدث دہلوی بولا

انہوں نے کہنا ہے کہ یہ تو مولوی بول رہے ہیں۔ اللہ فرماتے ہیں کہ اب میں آپ کو نقشہ کھینچ کر دکھاتا ہوں، میں نقشہ کھینچتا ہوں۔ اس وقت کا، جب زلیخا نے آواز دی، حضرت یوسف علیہ السلام کو......قَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ ......یوسف ذرا مہربانی کر کے ان کے سامنے آ، ان کو جلوہ دکھا، ان کو نبوت والی آنکھیں دکھا، ان کو اپنی زلفوں سے مست بنا، یہ اپنی تقریر کر رہی ہے......اُخْرُجْ عَلَيْهِنَّ ......اللہ فرماتے ہیں یوسف آیا......

یوسف کیا آیا نورانی چال لے کر آیا
یوسفؑ کیا آیا چاند کا حُسن ساتھ لے کر آ گیا
یوسفؑ کیا آیا ساری دنیا کا حُسن سمٹ کر آ گیا
یوسفؑ کیا آیا ساری دنیا کی شرافت سمٹ کر آ گئی

یوسفؑ کیا آیا سورج کی شعاعیں ساتھ لے کر آ گیا
یوسفؑ کیا آیا وہ کلیوں جیسے دانت ساتھ لے کر آ گیا
یوسفؑ کیا آیا دنیا کو اپنی نبوت کے جلوے دکھانے آ گیا
یوسفؑ کیا آیا یعقوب کی معصومیت چہرے پر لے کر آ گیا
یوسفؑ کیا آیا میرے محمد ﷺ کے حسن کی ترجمانی کرنے کے لئے آ گیا

اوران کے سامنے آ گیا، جنہوں نے پہلے تو میرے یوسف کو مانا ہی نہیں تھا، ان کے سامنے......قَالَتِ اخۡرُجۡ عَلَيۡهِنَّ......اللہ کا نبی کمرے سے باہر آ گیا۔

یوسف علیہ السلام کی رسوائی نہیں سچائی ہو گی:

سنو میرے دوستو! اب جبرائیل رب کے دربار میں عرض کرتا ہے، ملائکہ میں چہ مگوئیاں شروع ہوگئیں۔ اب تیرا نبی غیر محرموں کے سامنے چلا ہے، ربا نبوت کی رسوائی ہو جائے گی، فرمایا رسوائی نہیں ہو گی دُھائی ہو جائے گی۔

پہلے سے زیادہ چمک جائے گا
پہلے سے زیادہ نکھر جائے گا
پہلے سے زیادہ نمبر لے جائے گا

چودھویں صدی کا ملاں اور درویش نہیں، یہ یعقوب کا بیٹا ہے، ذرا آنے تو دو، اسے ان کے سامنے، میری خدائی کی بھی دھوم مچے گی اور یوسف کے حسن و جمال کے ساتھ میری توحید کے لشکارے مجلس پر غالب ہو جائیں گے اور مصر میں غالب ہو جائیں گے۔

قرآن کے ذوق کو سمجھو......قَالَتِ اخۡرُجۡ عَلَيۡهِنَّ......نکل آؤ، اب اللہ تعالیٰ یہاں ایک جملہ فرماتے ہیں۔ فرمایا کہ......فَلَمَّا رَاَيۡنَهٗۤ ......میری طرف دیکھو اور

یہ انداز سے بات سمجھ آئے گی......فَلَمَّا رَاَیْنَهٗ ...... یوسف آئے تو ساری ادھر دیکھنے لگیں۔ کسی کی............

نہ فروٹ پر نظر رہی
نہ میوے پر نظر رہی
نہ کھانے پر نظر رہی

نبی آئے تو کھانے ویسے ہی بھول جاتے ہیں، نبی آئے پھر تجھے گنڈھیریاں یاد رہیں، پھر تجھے قُـلُ کے چنے یاد رہیں، اب تجھے بوڑھے کے کپڑے یاد رہیں، جس مجلس میں نبی آئے گا جس طرح بادشاہ کے آنے سے پہلے وزیر جاتے ہیں، جہاں نبی جائے گا، نبی سے پہلے جنت بھاگ کر اس جگہ پہنچ جاتی ہے۔ سمجھے ہو؟ (جی)

پوری تقریر میں نے ایک جملے میں تمہیں دے دی۔ نبی کا آنا کوئی آسان ہے، اللہ نے اپنے نبی کو ایک دفعہ بلایا اور بلانے سے پہلے تمام نبیوں کو کہا کہ تمام بیت المقدس میں جمع ہو جاؤ، ہوا کہ نہیں؟ (ہوا) سارے نبی بیت المقدس پہنچو، مصطفیٰ ﷺ آ رہے ہیں۔

آدم آئے
موسیٰ آئے
عیسیٰ آئے
ابراہیم خلیل آئے

امام　　الرسل　　پیشواء　　سبیل
امین　　خدا　　مہبطِ　　جبرائیل

محبوب آ رہا ہے، کھانے یاد رہتے ہیں، صحابہؓ فرماتے ہیں کہ پہلے ہمیں

بھوک لگتی تھی تو ...... حضور ﷺ کو دیکھ کر بھوک دور ہو جاتی تھی

غم ہوتا تھا تو ...... حضور ﷺ کا چہرہ دیکھ کر غم دور ہو جاتا تھا

پریشانیاں آتی تھیں تو...... حضور ﷺ کا چہرہ دیکھ کر پریشانیاں دور ہو جاتی تھیں

صحابہؓ کی محبت رسول ﷺ:

بی بی کو کسی نے کہا بی بی اُحد کے اندر تیرا خاوند شہید ہو گیا فرمایا......اِنَّــا لِلّٰہِ ...... تیرا بھائی شہید ہو گیا......اِنَّ ا لِلّٰہِ ...... تیرا چچا شہید ہو گیا، اس نے کہا میں ان کا نہیں پوچھتی، حضور ﷺ کا بتاؤ پھر ہوش رہ جاتا ہے۔

کھانے کا

چنوں کا

انگوروں کا

اور پھلوں کا

پتہ نہیں یہ اسلام تجھے سکھا کس نے دیا ہے؟

حُسن یوسف علیہ السلام نے دعوت بھلا دی:

حضرت یوسف علیہ السلام آئے بھول گئیں دعوت......

سویاں بھول گئیں

کھانے بھول گئے

حلوے بھول گئے

کھیر بھول گئیں

شہد بھول گئے

مٹھائیاں بھول گئیں

میں نہیں کہتا گھروں میں جاکر سورۃ یوسف پڑھ لینا۔اللہ فرماتے ہیں......

فَلَمَّا رَاَیۡنَهٗۤ اَكۡبَرۡنَهٗ ...... جب مصر کی عورتوں نے میرے یوسف کو دیکھا۔جب حسن پر نظر پڑی، میرے پیغمبر پر ان کی نظریں پڑیں......اَللّٰہُ اَکۡبَرُ، اَللّٰہُ اَکۡبَرُ ......ان کی نظریں یوسف پر تھیں اور یوسف کی نظر مجھ پر تھی۔

پیارو......یہی نبی اور ہمارا فرق ہے

عورتیں نبی کی طرف دیکھتی ہیں

زلیخا نبی کی طرف دیکھتی ہے

ماحول نبی کی طرف دیکھتا ہے

علاقہ نبی کی طرف دیکھتا ہے

اور نبی رب کی طرف دیکھتا ہے

رب کی طرف رب کی طرف نبی، اللہ کا نمائندہ ہوتا ہے

اللہ فرماتے ہیں......فَلَمَّا رَاَیۡنَهٗۤ ...... جب میرے نبی کو دیکھا......

اَكۡبَرۡنَهٗ......ایک ہی جملے میں بات ختم کر دی۔اللہ فرماتے ہیں...... اَكۡبَرۡنَهٗ......حیران ہوگئیں۔ہمارے ہاں لفظ بولا جاتا ہے۔ششدر ہوگئیں۔ششدر کا مطلب یہ ہوتا ہے، اپنے آپ سے نکل جانا۔پہلے بڑی باتیں کرتی تھیں، لیکن جب یوسف کو دیکھا، ایک دوسرے کی طرف دیکھتی ہیں، کسی نے انار کاٹنے والی چھری ادھر پھیر لی، کسی نے انگلی کاٹ لی، کسی نے ہاتھ کے اوپر والے حصے پر چھری مار لی، کسی نے ہاتھ کا نیچے والا حصہ زخمی کر لیا......اَكۡبَرۡنَهٗ......ششدر، حیران اور حیرانگی میں یہ بھی یاد نہ رہا کہ حواس

ہی ختم ہوگیا، یہ بھی خیال نہ رہا کہ ہم کہاں بیٹھی ہیں۔ کس مجلس میں بیٹھی ہیں۔

میں نہیں کہتا، اللہ کہتا ہے، یہ اللہ بیان کر رہا ہے۔ یا اللہ ہوا کیا؟ فرمایا ضیاء القاسمی تجھے کیا بتاؤں، ادھر دیکھ...... قَطَّعْنَ...... اَيْدِيَهُنَّ ......جن ہاتھوں سے نبی کی طرف غلط اشارے کئے تھے، وہ انگلی ہی کٹ جائے، نبی کی طرف غلط انگلی اٹھے اور اسے قائم رہنے دوں؟ میں یہ تفسیر جذباتی نہیں کر رہا، ہاتھ کاٹ لئے، انگلیاں زخمی کرلیں، اشارۃً کہتا ہوں، کہتی ہیں یہ ہے وہ یوسف جس پر زلیخا فریفتہ ہوگئی ہے یہ ہے اللہ کہتا ہے کروا انگلیاں۔

نبی کے کریکٹر پر انگلی اٹھاؤ، شرح صدر ہوگیا، الحمدللہ، جو میرے خصوصی بندوں پر انگلی اٹھائے گا، انگلی زخمی، جو میرے اپنوں پر انگلی اٹھائے گا انگلی زخمی، چہر اٹھائے گا چہرہ زخمی، سینہ اٹھائے گا سینہ زخمی، کرے تو سہی......قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ......کسی کے ہاتھ کاٹ دیئے، کسی کا چہرہ زخمی، کسی کے ناک کاٹ دیئے۔

یہ خون نکل رہا ہے......اللہ نے فرمایا...... قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ ......جو پاک کی طرف ناپاک ہاتھ کرے گا، ہاتھ زخمی کروں گا۔ آنکھ کرے گا آنکھ زخمی کروں گا۔ ناک کرے گا ناک زخمی کروں گا، سینہ میں بغض رکھے گا سینہ زخمی کروں گا۔

میں اپنے نوجوانوں کو کہوں گا، گالی گلوچ کی کسی کو ضرورت نہیں، قرآن بیان کرو، قرآن دانت توڑ دیتا ہے، کوئی آپ کو قرآن پڑھانے والا ہو، اگر کبڈی کبڈی کھیلو گے، قرآن کیسے آئے گا۔

قرآن جس شہر میں ہو شہر نورانی، جس ماحول میں جاتا ہے، اسے بڑا اونچا کردیتا ہے۔ جس غار میں قرآن چلا جائے، غار کو اونچا کردیتا ہے، جس رات میں چلا جائے۔ اس رات کو اونچا کردیتا ہے جس سینے میں چلا جائے اس سینے کو اونچا کردیتا

ہے۔اگلی بات بھی سن، جس جماعت میں چلا جائے اس جماعت کو اونچا کر دیتا ہے، یہ قرآن کی خوبی ہے۔

کون سا اسلام؟

میں نے ایک تقریر پڑھی ہے کسی امریکی کی، کوئی صاحب آئے ہیں، کلمہ پڑھا ہے، اللہ کرے کہ اسے کوئی قرآن سمجھانے والا، اسلام سمجھانے والا بندہ مل جائے۔انہوں نے ہمیں پاکستانیوں کو نصیحت کی ہے کہ امریکہ کو اسلام سمجھانا ہے تو عبداللطیف بھٹائی کے دوہڑے، تو بلھے شاہ کے دوہڑے سمجھاؤ، امریکہ میں اسلام سمجھانا ہے تو بلھے شاہ کے دوہڑے سمجھاؤ، امریکہ کو اسلام۔اس نے آج کہا ہے اخبارات میں چھپا ہے اس نے کہا کہ امریکہ میں اسلام، یہ جو موٹا قوال تھا نصرت فتح علی خان، امریکہ میں اسلام، میں نے کہا کہ جس طرح کا نصرت تھا ماشاء اللہ اسی طرح کا اسلام آئے گا موٹا۔

حضور ﷺ نے جب جعفر طیارؓ کو نجاشی کے دربار میں بھیجا فرمایا اکیلا نہ جانا قرآن ساتھ لے جانا۔

طعنہ پند داری کہ تنہا مے روی
دیدہ گل سعدی کی ہمراہی تست

جب ملنے لگا کہنے لگا بابا کچھ دے تو سہی میں اکیلا نہ جاؤں، بابا کہنے لگا

دیدہ گل سعدی کی ہمراہی تست

میرا دل اور آنکھیں ساتھ لے جاؤ، تاکہ تو ہمیشہ محسوس کرے کہ میں اکیلا نہیں جارہا، بابا بھی تیرے ساتھ ہے۔

اسلام بلھے شاہ کے دوہڑوں سے، نصرت قوال کے قوالیاں کرنے سے نہیں

آئے گا۔ اسلام آئے گا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے کرتے پر، جوڑے پر پیوندوں کے ساتھ کہ عیسائی دور سے کہیں گے، وہ جس کا کُرتا پھٹا ہے اسے چابیاں دے دو، یہ فتح اس کے ہاتھ ہوگی۔ ہمیں پتہ نہیں آپ کو اسلام کا مبلغ ملا کون سا ہے؟

حُسنِ یوسف علیہ السلام دیکھ کر ہاتھ کٹا دیئے:

فَلَمَّا رَاَيْنَهٗ اَكْبَرْنَهٗ ......ششدر رہ گئیں اور ششدر کے بعد کیا کیا...... قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ ......معلوم ہوا کہ مصر کی میں زیادہ سخت جملہ نہیں کہتا، چھوٹا سا ہوں گا، مصر کا کی مکار عورتیں، یہ ٹھیک ہے؟ مصر کی مکار عورتیں، ہاتھ کاٹ لیئے اور حیران ہوگئیں، کس بات پر؟ میرے یوسف کے چہرے کو دیکھ کر، میں نے یہاں بھی آپ کا دل کھولنا ہے، ان شاء اللہ، نبی کے چہرے کو دیکھ کر......قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ ......ہاتھ کاٹ لئے زخمی کر لئے، چھریاں مارلیں۔ معلوم ہوا کہ یہ چھریاں والیاں یا چھریاں والے کوئی نئے نہیں پیدا ہوئے یہ بڑا پرانا طبقہ ہے۔ ان کی پرانی تاریخ ہے۔ یہ نبی کا مقابلہ بھی کرتے تھے، نبی کے پیاروں کا مقابلہ بھی کرتے تھے......تَبَّتْ يَدَا اَبِيْ لَهَبٍ وَّ تَبَّ ......اللہ نے اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیا۔ مصر کی مکار عورتوں کے ہاتھ زخمی اور ابولہب کا ہاتھ ٹوٹا او میرے نبی کی طرف غلط انگلی کرنے والے، اس ہاتھ کے ساتھ میرے مصطفیٰ ﷺ کی طرف غلط اشارے کرنے والے، یہ دنیا دعائیں کرتی ہے کہ تیرا کچھ نہ رہے، رب تجھے خود بدعاء دیتا ہے۔ میرے یار کو پتھر مارنے والے، تیرا کچھ نہ رہے، تیرے ہاتھ ٹوٹ جائیں، سبحانَ اللہ، تیرے ہاتھ ٹوٹ جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے اسی وقت ہاتھ توڑ دیا......حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ......فرمایا جو تیری عورت بے کار اور تیری عورت بدکار اور تیری مکار عورت میرے مصطفیٰ ﷺ کو گالیاں دیتی ہے میری طرف دیکھو......حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ......فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ......اللہ فرماتے ہیں کہ

میں بھی رب نہیں اگر کانٹوں والی لکڑیاں گٹھا کھول کر تیری بیوی کے گلے میں ڈال کر کانٹوں کے ساتھ ذبح نہ کردیا، کسی کے گلے پر خون چلا دوں گا۔ کسی کے سر سے خون چلا دوں گا۔ کسی کے ہاتھوں سے خون چلا دوں گا، کسی کے سینے سے خون چلا دوں گا، جو میرے پیارے کے دشمن ہوں گے، ان کو یہاں بھی زخمی کروں گا، وہاں بھی زخمی کروں گا۔

ایسا حسن نہیں دیکھا:

اللہ فرماتے ہیں...... قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ ...... ہاتھ کاٹ دیئے۔ اب اپنے آپ میں نہ رہیں...... وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ ...... ساری کہنے لگیں...... حَاشَ لِلّٰهِ ...... رب کی قسم، بتا تو کیا کہتی ہے۔ آپ بتائیں مجھے، میں گول مسجد والوں کو ہی بتا دوں اے مکار عورتو! تم نے نبی کو دیکھ کر کیا کہا...... ہائے، مکار عورتو! بتاؤ تم نے میرے نبی کو دیکھ کر کیا کہا؟ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ نہیں بتاتیں میں بتاتا ہوں۔ انہوں نے کیا کیا، یا اللہ تو بتا؟ فرمایا یہ دیکھ...... قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ ...... اللہ کی قسم، رب کی قسم!

یہ جو چودھویں صدی کی عورتیں ہیں ان سے اچھی تھیں یہ کہتی ہیں مجھے غوث پاک کی قسم!

انہوں نے کہا...... حَاشَ لِلّٰهِ ...... قسم جب کھاؤ اللہ کی کھاؤ...... حَاشَ لِلّٰهِ ...... اللہ کی قسم، انہوں نے کیا کہا، بابا فرید کی قسم، مجھے تیری قسم، مجھے بابا گیارھویں والے کی قسم، مجھے اپنے مرشد کی قسم...... حَاشَ لِلّٰهِ ...... اللہ کی قسم......

اے مکار عورتو! ضیاء القاسمی کو بھی بتاؤ میں تمہارا بھانڈا پھوڑوں، وہ اللہ کی قسم کھا کر کیا کہتی ہیں۔ اللہ فرماتے ہیں ان کا بھانڈا تو کیوں توڑنا ہے میں توڑتا ہوں۔ رب خود توڑ دے ہم دیوبندی بعد میں نکلیں گے، پہلے رب ان کے بھانڈے پھوڑ

دے گا۔ ہاں!

جن کی پکی قبریں ہوئیں، پیشانی رگڑ کر باہر نکلیں گے، اٹھ کر نکل کر جانے کی کوشش کریں گے، قیامت کے دن آ گے سیمنٹ والی قبر ہوگی، ماتھے مارے گا، یا سنگ مرمر ہوگا وہاں، مر، مر، مر وہاں سے جب سر اٹھائے گا تو اللہ فرمائیں گے مر، مر، مار اس جگہ سر کو۔

احمد علی لاہوریؒ کو اللہ فرمائیں گے اٹھ، کچی قبر ہوگی، اٹھ کر بھاگ حضور ﷺ کے جھنڈے کے نیچے کھڑا ہو جائے گا۔ تو مر مر کر سَتّارہ وہاں، عطاء اللہ شاہ بخاریؒ پہنچ بھی جائے گا۔

نبی بشر ہوتا ہے:

قُلۡنَ حَاشَ لِلّٰہِ ...... کیا کہتی ہو مکار عورتو! اگلے جمعہ چٹ لکھ دینا، اگر غلط ہو، پہلا جملہ کیا کہا...... کہتی ہیں قسم ہے اللہ کی، بولو تو سہی ...... مَا ھٰذَا بَشَرًا ...... یہ تو بشر ہی نہیں، لو جی سن لو فتویٰ، یہ تو بشر ہی نہیں، یہ مصر کی مکار عورتوں کا عقیدہ ہے کہ نبی بشر نہیں۔ آپ اپنے گلے کیوں ڈالتے ہیں۔ آپ کو کس نے کہا کہ اللہ کا نبی بشر نہیں ہوتا۔ آپ کو کہا کس نے؟ قرآن نے کہا، حدیث مصطفیٰ ﷺ نے کہا، کملی والے نے کہا، کملی والے نے تو کہا۔

قُلۡ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثۡلُکُمۡ ...... یہ تو قرآن کہتا ہے، یہ قرآن سے نکال دو، میں تو نہیں نکال سکتا۔ میرے اندر ایمان ہے۔ ایک حرف اور لفظ بھی نکالو گے تو بے ایمان ہو جاؤ گے...... قُلۡ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ ...... یہ کس کتاب کا لفظ ہے جو میں سنا رہا ہوں؟ (قرآن کا) اچھا نہیں تو نکال دو، اللہ فرماتے ہیں قدم تو بڑھا قرآن کے خلاف تیری ٹانگیں نہ توڑ دیں۔

قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ...... هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ......چلو کلمہ شہادت ہی پڑھ لو...... اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ ......اونچی پڑھو، یہ میں نے ڈالا ہے لفظ...... سُبْحَانَ الَّذِيْ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ ...... اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا...... نکال دو یہ؟ تمہارا بس نہیں چلتا۔ دوسرا کوئی کرے تو کہتے ہو کہ قرآن میں تحریف ہوگئی۔ شیعہ کا عقیدہ ہے کہ اس میں تحریف ہوگئی، کچھ آیتیں نکال دیں، کچھ زیادہ کردیں، تم بھی کہہ دو تمہارا تو نعرہ ہے۔

شیعہ سنی بھائی بھائی

چلو بھائی بھائی ہو یہ کام تو کرو، نکالو قرآن سے

قرآن نہ بدلا جائے گا:

حضرت تھانویؒ نے لکھا ہے کہ ایک جلد ساز بھی تھا اور کاتب بھی تھا۔ اس کے پاس کوئی جلدیں بنوانے جاتا تھا تو اس کی عادت تھی کچھ نہ کچھ کتابوں میں کمی بیشی کردیتا تھا، کاتب تھا۔

ایک بندے کو اس کی عادت کا پتہ تھا۔ اس نے کہا کہ بات سن، جلد بنانا، کتابت ٹھیک نہ کرنا، لفظ کوئی ادھر ادھر نہ کرنا۔ کہنے لگا میری مجال ہے، میں نے کافر ہونا ہے؟ جلد باندھ دی، کتابت ہوگئی۔ آیا بندہ کہتا ہے، تیار ہے؟ کہتا ہے تیار ہے، حضرت نے اس میں حضرت والا کام تو نہیں کیا؟ اُس نے کہا کہ اور تو کچھ نہیں، کچھ چیزیں ضروری تھیں میں نے وہ کردی ہیں۔ وہ کیا کِیا؟ اس نے کہا کہ ایک جگہ قرآن میں لکھا ہے...... عَصٰى آدَمُ رَبَّهٗ ......نافرمانی کی آدم نے رب کی، کہا یہ جو عَصٰی ہے عَصٰی، یہ تو موسیٰ کا تھا۔ آدم کا تو نہیں۔ تو میں نے وہاں آدم کی جگہ لکھ دیا موسیٰ، ایک تو یہ ترمیم کی ہے۔

اور کہتا ہے کہ قرآن میں آتا ہے...... خَرَّ مُوسٰی صَعِقًا ...... موسیٰ علیہ السلام غش کھا کر گر گئے ...... خَرَّ ...... کہتا ہے کہ یہ خَرَّ ہے، خَرَّ کا معنی ہے گدھا، کہتا ہے یہ تو عیسیٰ علیہ السلام کا تھا، سنا ہے، موسیٰ کا تو نہیں سنا، میں نے موسیٰ کا نام کاٹ کر عیسیٰ کا لکھ دیا ہے۔ ایک یہ کیا ہے۔

اور کہتا ہے کہیں آتا ہے شیطان کا نام، کہیں فرعون کا، ابولہب کا، کسی جگہ کسی بے ایمان کا، کسی جگہ کسی بے ایمان کا، میں نے کہا کہ اتنی مقدس کتاب ہو اور ان کے نام قرآن میں آئیں تو میں نے یہ چار پانچ نام شیطان کا نام تھا۔ ابلیس کا نام تھا۔ ابولہب کا نام تھا، ہامان کا نام تھا، تو میں نے سارے نام نکال کر کسی جگہ تیرا نام لکھ دیا ہے، کسی جگہ اپنا نام لکھ دیا ہے۔

کہتا ہے کہ تیرے جیسا اُلّو ماں نے کبھی کبھی جنم دینا ہے۔ بدل دے۔ تو بھی ہمت کر، تجھے کون پوچھنے والا ہے۔ کس نے تجھ پر گرفت کرنی ہے۔ پاکستان میں تو لوگ اتنے آزاد ہو گئے ہیں، چاہتے ہیں تو قرآن بدل دیتے ہیں۔ چاہتے ہیں تو صحابہ پر تبرا کر دیتے ہیں کر ہمت تو بھی، بشر کا نام نکال دے۔ عبد کا لفظ نکال دے، ممکن ہے پولیس تجھے کچھ نہ کہے، لیکن دیوبندی زندہ ہے، ہم مر جائیں گے کٹ جائیں گے، دیوبندی قرآن میں تحریف کرنے کی اجازت نہیں دیں گے۔ تم نے ہمیں ...... خُسْـرَانٌ مُّبِیْـنٌ ...... سمجھا ہے ہم اس گئے گزرے دور میں بھی اللہ کے دین کے پہریدار ہیں۔

قُـلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَاهٰذَ بَشَرًا ...... یہ تو بشر ہی نہیں، اے پاکستانی عورتو! مصر کی مکار عورتوں کی سہیلیو، یہ نبی کو کہنے والی، یہ تو بشر ہی نہیں، یہ تو تمہاری ماؤں کا دور گزر گیا ہے، قرآن بھی نبی کو بشر کہتا ہے۔ رحمان بھی نبی کو بشر کہتا ہے۔

درس قرآن کی برکت:

تم بلھے شاہ کو ناچ کر مناؤ، تم نے قرآن سے کیا لینا ہے، سنو......قرآن ایک انقلابی کتاب ہے، دیو بندیوں کو میں کہوں گا، اپنی مساجد میں صبح درس قران دیا کریں، خدا کی قسم جب سے درس قرآن ختم ہو گئے ہیں، دیو بندیوں پر وبال آ گیا، عذاب آ گیا اللہ کا، درس قرآن چھوڑ دیئے، درس ہی تو عقیدہ بناتا تھا۔

آپ کی مساجد میں درس ہی نہ رہا۔ تم کیسے دیو بندی ہو، تمہیں اہل حق، میں تب مانوں گا، ایک ہاتھ میں اللہ کی کتاب ہو، ایک ہاتھ میں اللہ کے رسول کی حدیث ہو، پھر تم اہل حق ہو۔

مصر کی نسوانیت کا عقیدہ:

مَـاهٰذَ بَشَرًا ......وہ بشر نہیں، یہ کس نے کہا؟......مصر کی عورتوں نے، عقیدہ بناؤ اتنی گرمی میں اتنی دور سے چل کر آئے ہو سائیکلوں پر، آپ کا عقیدہ بھی اگر پنکچر ہو گیا تو آنے کا فائدہ کیا؟ میں آج پنکچر لگا کر بھیجوں گا۔

یہ کس کا عقیدہ ہے کہ نبی بشر نہیں ہوتا؟ مصر کی عورتوں کا، اللہ نے فرمایا غلط بکواس کرتی ہو، اگر یہ بشر نہیں......مَـاهـٰذَ بَشَـرًا...... اِنْ هٰذَا اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ...... اگر فرشتہ ہو کر تمہاری طرف نہیں دیکھتا، فرشتہ تو غیر محرم کی طرف دیکھ ہی نہیں سکتا۔ یہ اس کا کمال ہی کوئی نہیں۔ کمال تو تب ہے کہ بشر ہو، کمال تو تب ہے کہ زلیخا کا ملازم ہو، کمال تو تب ہے کہ یوسف یعقوب کا بیٹا ہو اور یہ سارے بہانے، مسائل، وسائل، سیٹ کر کے وہ کہیں اِدھر دیکھ، وہ اُدھر ہی کھڑا کہے ادھر نہیں ادھر دیکھ، سبحان اللہ کہو...... سبحان اللہ......

عقیدے کی بات سمجھادوں، وہ تم کہو ادھر دیکھو، تم کہو اِدھر نہیں اُدھر دیکھ، اللہ کی طرف دیکھ، خدا کی طرف دیکھ......اِنْ هٰذَا اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ...... یہ تو بشر ہی نہیں، یہ تو فرشتہ ہے۔ اللہ نے فرمایا کہ اگر

جبرائیل کسی عورت کی طرف نہیں دیکھتا

عزرائیل نہیں دیکھتا

میکائیل نہیں دیکھتا

تو جبرائیل کا کمال ہی کوئی نہیں، کیونکہ وہ تو معصوم ہے اس میں اللہ نے کسی غیر محرم کی طرف دیکھنے کی صلاحیت ہی نہیں رکھی۔ صفت ہی نہیں رکھی۔

یہ جوان ہے

یہ حسین ہے

وہ کہے اِدھر دیکھ، یہ کہے اُدھر دیکھ، اگر تمہاری طرف ہی دیکھنا تھا اس نے تالے کیوں توڑے تھے؟ اگر تمہاری طرف ہی دیکھنا تھا تو اس کے گھر سے نکل کر کیوں بھاگا تھا۔ اگر تمہاری طرف ہی دیکھنا تھا تو مجھے کنوئیں سے نکال کر یہاں کیوں لائے۔ اگر تمہاری طرف ہی دیکھنا تھا۔ عصمتِ نبوت کا معنیٰ کیا۔

جس طرح تم نے، پھر جملہ سنو خطیب کا، جس طرح تم نے اس کا کھایا ہے، اس کا گاتی ہو۔ میں اُسی کا کھاتا ہوں، اُسی کا گاؤں گا کہہ دو۔ سبحان اللہ...... سبحان اللہ......

تم نے اُس کا کھایا۔ اُس کا گاؤ۔ میں جس کا کھاتا ہوں میں اُسی کا گاؤں۔

وَآخِرَ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

حضرت یوسف علیہ السلام......خطبہ 11

خطبہ:

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی سَیِّدِالرُّسُلِ وَ خَاتَمِ الْاَنْبِیَآءَ وَ عَلٰی اٰلِہِ الْمُصْطَفٰی وَ اَصْحَابِہِ الْمُجْتَبٰی اَلَّذِیْنَ ھُمْ خَیْرُ الْخَلَا ئِقِ بَعْدَ الْاَنْبِیَآءَ ......

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

ھُوَالْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُہٗ

لِکُلِّ حَوْلٍ مِّنَ الْاَحْوَالِ مُقْطَھِمٖ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ...... قَالَتْ فَذٰلِکُنَّ الَّذِیْ لُمْتُنَّنِیْ فِیْہِ وَ لَقَدْ رَاوَدْتُّہٗ عَنْ نَفْسِہٖ فَاسْتَعْصَمَ وَ لَئِنْ لَّمْ یَفْعَلْ مَا اٰمُرُہٗ لَیُسْجَنَنَّ وَ لَیَکُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِیْنَ قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْ اِلَیْہِ وَ اِلَّا تَصْرِفْ عَنِّیْ کَیْدَھُنَّ اَصْبُ اِلَیْھِنَّ وَ اَکُنْ مِّنَ الْجَاھِلِیْنَ فَاسْتَجَابَ لَہٗ رَبُّہٗ فَصَرَفَ عَنْہُ کَیْدَھُنَّ اِنَّہٗ ھُوَالسَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ثُمَّ بَدَا لَھُمْ مِّنْ بَعْدِ مَارَاَوُ الْاٰیٰتِ لَیَسْجُنُنَّہٗ حَتّٰی حِیْنٍ......

صَدَقَ اللّٰہُ مَولاَ نَا الْعَظِیْم

گزشتہ سے پیوستہ:

زلیخا نے جس طریقے سے اور جس طرز سے حضرت یوسف علیہ السلام کو مصر کی عورتوں کے سامنے پیش کر کے ان کے غرور اور سحر کو توڑا، اس کا تذکرہ گزشتہ جمعہ

تفصیل سے آپ دوستوں کے سامنے ہو چکا ہے۔ زلیخا نے اس موقع سے فائدہ اٹھا کر ساری عورتوں کو مخاطب کیا کہ......قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِىْ لُمْتُنَّنِىْ فِيْهِ...... یہ وہی ہے جس کے بارہ میں تم مجھے مطعون کرتی تھیں۔ مجھے طعنہ دیتی تھیں۔ سارے شہر میں میرے خلاف پروپیگنڈہ کیا کہ میں اپنے اس ایک غلام کے عشق اور محبت میں گرفتار ہو چکی ہوں۔

زلیخا کا اعتراف جرم:

تمہارے سامنے ایک دفعہ چند ساعتوں کے لئے چند منٹوں کے لئے یوسف علیہ السلام پیش ہوئے۔ تم برداشت نہ کر سکیں......قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ......اپنے ہاتھ کاٹ کر برداشت نہ کر سکی۔ میں جو سارا دن اس محل میں رہتی ہوں اور اس کے سامنے میرا آنا جانا بھی رہتا ہے۔ میں مسلسل اس کے حسن اور کمالات کا مقابلہ کر سکتی ہوں...... فَذٰلِكُنَّ الَّذِىْ لُمْتُنَّنِىْ فِيْهِ...... یہ وہی یوسف ہے جس کے بارہ میں تم مجھے مطعون کرتی تھیں۔ بہت عجیب بات ہے تمہاری، اب جب مسئلہ کھل ہی گیا ہے، ساری بستی میں، سارے علاقے میں، میں بدنام ہو چکی ہوں۔

پہلے میں نے بھی چھپایا
میرے خاوند نے بھی چھپایا
میرے محل والوں نے بھی چھپایا
میرے عملے نے بھی چھپایا

لیکن اب میں حقیقت حال تمہارے سامنے کھل کر کہہ دینا چاہتی ہوں کہ

......وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ......

......میں نے خود......

اُس پر ڈورے ڈالے

اسے پھسلانے کی کوشش کی

اسے اپنے نرغے میں لانے کی کوشش کی

اس کے دامن عصمت کو تار تار کرنے کی کوشش کی

......میں نے خود......

......اَنَا رَاوَدْتُّہٗ عَنْ نَّفْسِہٖ ......

سارا میرا مکر تھا

سارا میرا دجل تھا

سارا میرا فریب تھا

ساری میری کوشش تھی

ساری میری جدوجہد تھی

جب میں نے بات اپنی نہیں چھپائی تو یہ بھی نہیں چھپاتی۔ میں نے اپنی پوری تدبیریں، پوری توانائی، پوری قوتیں صرف کرکے اُسے پھسلانے کی کوشش کی......فَاسْتَعْصَمَ ......اس نے اپنے آپ کو مضبوط رکھا......اور میرے جال میں یہ نہیں پھنسا......

یہ سارا کچھ تو زلیخا نے تانہ بانہ حضرت یوسف علیہ السلام کو دامن تطہیر میں لانے کے لئے کیا تھا۔اس سے بڑھ کر اور پیغمبر کی صداقت کی شہادت کیا ہوسکتی ہے کہ عورت خود کھڑی ہوکر ساری عورتوں کے سامنے بیان دے کہ میرا قصور تھا......فَاسْتَعْصَمَ ......اس کا کوئی قصور نہیں......

پہلے اللہ تعالیٰ نے بچے سے شہادت دلائی، پھر اللہ تعالیٰ نے کابینہ سے گواہی دلوائی، عزیز مصر سے گواہی دلوائی، اب جو پھنسا رہی تھی صاحب معاملہ تھی اس کا بیان دے کر عصمت پیغمبر کو اس طرح واضح کر دیا کہ زلیخا تیری عصمت پر گواہی دے گئی......
فَاسْتَعْصَمَ ......

میرے دوستو! نبوت کی عصمت اتنی اعلیٰ اور پاکیزہ ہوتی ہے کہ اگر نبی کی عصمت مجروح ہو جائے، تو خدا کی توحید مجروح ہو جاتی ہے۔ نبی خدا کا نمائندہ ہوتا ہے۔ خدا نے خود اس کا انتخاب کیا ہوتا ہے۔ نبی کے سر پر تاج نبوت خود اللہ نے ہاتھوں سے رکھا ہوتا ہے۔ اگر نبی کا دامن عصمت تار تار ہو جائے، اگر نبی کی چادر تطہیر پر داغ لگ جائے تو اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ اللہ کو اس وقت پتہ نہیں جس وقت نبوت دینے لگا تھا۔ لوگ پھر پوچھیں گے کہ یہ نبی تھا۔ اللہ نے ایسے شخص کو نبی بنا دیا، جو اپنی عزت، اپنی عصمت نہیں بچا سکا اللہ فرماتے ہیں کہ میرے نبی کی عصمت پر اعتراض کرنے والیوں، اٹھ کر خود صفائی دو۔

گھر والے نے گواہی دے دی...... فَاسْتَعْصَمَ ...... میں نے تو اپنا بڑا زور لگایا۔ پتہ نہیں کہ اس کے سینے میں کون سی قوت ہے کہ یہ مجھ سے متاثر نہیں ہوا۔ یہ عورتوں کے سامنے بیان کر رہی ہے، لیکن...... وَلَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَا آمُرُهٗ ...... اب بھی میں کہتی ہوں کہ اگر اس نے میری خواہش کو پورا نہ کیا، بیگم صاحبہ کی بات نہ مانی، بیگم ہونے پر بھی اسے ناز تھا کہ خاوند میرا وزیر، میں وزیر اعظم کی بیگم، خاتون اوّل، میری نہ مانے...... وَلَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَا آمُرُهٗ ...... میں تم سب کے سامنے یہ اعلان کرتی ہوں۔ تم بھی سنو اور نوجوان یوسف بھی سنے...... وَلَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَا آمُرُهٗ ...... اگر اس نے میرے حکم کی تعمیل نہ کی تو...... يُسْجَنَنَّ...... میں اسے جیل بھجوا دوں گی......

جیل کی مشقت بری ہے:

حکمرانوں کا سب سے بڑا حربہ، یہ ہوتا ہے کہ آخر، اگر تم نے ہمارے جذبات کا خیال نہ کیا، ہماری بات نہ مانی، ہمارے غلط خیالات کو قبول نہ کیا، ہمارے جبر کو تسلیم نہ کیا، ہماری بے ایمانیوں کو نہ مانا، ہماری غلطیوں پر پہرے دیئے، تنقید کی......یُسْجَنَنَّ......پھر یہ بھی سن لے، تم بھی سن لو، جیل کے سوا تمہارا اور کوئی مقام نہیں۔

جیل، اللہ نہ کرے، اللہ آپ کو نہ لے جائے، اللہ نواز شریف کو رکھے یا شہباز کو، آپ کو نہ لے جائے۔ بڑی خوفناک جگہ ہے جیل۔ بہت مشکل مقام، جو لوگ خاص طور پر سیاسی قیدی ہوتے ہیں، مذہبی قیدی ہوتے ہیں، ان پر اس دور میں مشقت نہیں ہوتی۔ پہلے زمانے میں تو اتنی مشقت تھی، تکلیفیں تھیں، علماء پر کہ

قاضی احسان احمد صاحب شجاع آبادی ہمارے بزرگ تھے، ان کا بازو ٹوٹا ہوا تھا، فرماتے تھے کہ میرے ذمہ تیس کلو گندم روزانہ چکی میں پیسنی تھی۔ میری ڈیوٹی تھی۔ بہت مشکل تھی۔

اب تو ٹی وی ان کے پاس موجود ہے۔ ہمارے وزیر اعظم کو ہتھکڑی لگا کر سیٹ سے باندھ دیا، سیٹ کوئی چیز ہے کہ باندھ دیا۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں علماء کو توپوں کے منہ کے ساتھ باندھ کر اس طرح ان سے کہا گیا کہ باز آ جاؤ ورنہ بٹن دبا دینا ہے۔ اللہ ان کی قبروں پر کروڑوں رحمتیں کرے، انہوں نے فرمایا کہ بٹن دبا کر شوق پورا کر لو۔

تم جفا کرتے رہو

ہم وفا کرتے رہیں

اب تو بات ہی کوئی نہیں، لیکن کوئی بات بھی نہ ہو، بہت اچھے کمرے میں کسی کو بند کردو کہ یہاں سے نہیں نکلنا، یہ ہی اتنی سخت تکلیف ہے ذہنی کہ بندہ اسی پر مرجاتا ہے، تنہائی سے، یہ کٹتی ہی نہیں ہے، چڑ چڑا کر دیتی ہے۔

آپ نے پڑھا ہوگا کہ نواز شریف نے کہا کہ جیل کی راتیں ختم ہی نہیں ہوتیں۔ بڑی لمبی ہوجاتی ہیں۔

صرف نواز شریف کا نہیں ہر کسی کا یہی حال ہے۔ راتیں لمبی ہوجاتی ہیں۔ بہت الم ناک تصور ہے جیل کی، میں نے تو مختلف دوروں میں سوا دو سال جیل کاٹی ہے۔ سوا دو سال معمولی بات نہیں۔ اس وقت پتہ چلتا ہے جب صبح صبح گھوڑے کی طرح چنے لے کر آتے ہیں، کھاؤ۔ اس وقت پتہ چلتا ہے دال آتی ہے اور اس میں سے دال کے دانے صاف نظر آتے ہیں۔ اس وقت پتہ چلتا ہے کہ جب گوبھی کی طرح اس کے اوپر جو پتے ہوتے ہیں وہ ابال کر قیدیوں کے سامنے رکھ دیئے جاتے ہیں۔ بہت عجیب جگہ ہے۔ آپ ذرا تصور کریں۔

اگر میری خواہش پوری نہ کی تو......

اس نے کہا کہ............ یُسۡجَنَنَّ...... لَئِنۡ لَّمۡ یَفۡعَلۡ مَاۤ اٰمُرُہٗ ......اگر نہ مانا۔ میری خواہش پوری نہ کی...... یُسۡجَنَنَّ......پھر جیل جانا پڑے گا......لَیَكُوۡنًا مِّنَ الصّٰغِرِیۡنَ ......

بڑا خسارہ ہوگا

بڑا پچھتائے گا

بہت دکھ ہوگا

میں تمہارے سامنے یہ اعلان کرتی ہوں

حضرت یوسف علیہ السلام نے اسی مقام پر ہاتھ اٹھا لئے۔ اُس نے تو سوچا تھا کہ اس کے سامنے جیل کا تصور رکھتی ہوں تو یہ ڈر جائے گا۔ اسی مجلس میں قرآن کی مجھے یہ بات پسند آئی کہ اللہ نے یوسف علیہ السلام کی یہ بات قرآن میں ریکارڈ کر کے گول مسجد پہنچادی۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے ہاتھ اٹھا لئے، یا اللہ اس نے مجھے بڑی دھمکی لگا دی۔ دو راستے اس نے میرے لئے کھول دیئے، یا تو میں اس کی بات مان کر نبوت کی عصمت کو داغ دار کر دوں اور تیری توحید کو لاج لگا دوں۔ ایک یہ راستہ ہے یا اس کے سامنے ہتھیار پھینک دوں۔ میں اگر اتنی بات مانتا ہوں تو نبوت نہیں رہتی۔ عصمت تار تار ہوتی ہے اور اگر نہیں مانتا جیل جانا پڑتا ہے۔ ان دو راستوں میں رب، تجھے بعد میں پوچھوں گا۔ میں اپنی بات بتاتا ہوں ...... رَبِّ السِّجۡنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدۡعُوۡنَنِیۡۤ اِلَیۡهِ ...... میں گناہ میں مبتلا ہونے کی بجائے جیل جانا بہتر سمجھتا ہوں، میں جیل چلا جاؤں گا، لیکن اس کی بدکاری کی دعوت میں قبول نہیں کروں گا۔

بہت بڑی عظمت کی بات ہے یا نبی کر سکتے ہیں یا انبیاء کے وارث کر سکتے ہیں۔

علماء حق کی قربانیاں:

ہندوستان کی تاریخ اٹھا کر دیکھیں چونکہ اتنا طویل وقت نہیں ہوتا جمعہ کا، ورنہ میں آپ کو اس طرف لے جاتا کہ علماء حق نے خاص طور پر علماء دیوبند نے، انہیں

ایسے ہی آزادی کا صلہ نہیں ملا، ان کی قربانی کوئی نہیں، سرسید کی اولاد کی، قربانی تو علماء کی ہے۔ گولیوں کے سامنے ڈٹ گئے، جل گئے، چمڑی ادھڑ گئی، ڈٹ گئے، انگریز کے سامنے نہیں جھکے، دہلی سے لیکر شاملی کے میدان تک ایک ایک دن میں پانچ پانچ سو علماء کو پھانسی دی گئی۔ درختوں سے باندھ کر انہیں موت کی سزا دے دی۔ مولوی مولوی کرتے ہو، مولوی نہ ہوتے تو بت پوجتے، مولوی تمہیں ہضم نہیں ہوتا کہ جن کے ساتھ مل کر تم ملت کی تعمیر کے خواب دیکھ رہے ہو۔ پاکستان کو بنے ہوئے پچپن سال ہوگئے ہیں جس جگہ سے چلے تھے وہاں کھڑے ہیں۔ ایک دن بھی پاکستان کی تعمیر و ترقی کیلئے انہوں نے کردار ادا نہیں کیا۔ یہ مولوی تھے جو جان پر کھیل کر تمہیں ملک دے گئے ہیں۔ تمہاری حیثیت کیا ہے؟ تمہارے دامن میں......

سوائے سازشوں کے
سوائے لوٹ کھسوٹ کے
سائے ملک برباد کرنے کے
سوائے پاکستان کے باشندوں کو دکھ دینے کے
تمہارے پلے کیا ہے
حکمرانوں کے کے پلے کیا ہے
سیاسی لیڈروں کے پلے کیا ہے
کوئی جماعت ہو
مسلم لیگ ہو
یا پیپلز پارٹی ہو
اس کے دامن میں ہے کیا؟

ہمارے دامن میں کچھ بھی نہ ہو، آزادی کی دولت اور اسلام کا پرچم، اب

بھی تم گھروں سے نہیں نکلتے......

کشمیر میں مولوی لڑتے ہیں

بوسنیا میں مولوی لڑتے ہیں

چیچنیا میں پچھلے دنوں جواب برسر اقتدار آئے ہیں روسی، کسی کو کسی جگہ سکون ہی نہیں......

کلنٹن اگر ڈرتا ہے تو مولوی سے

برطانیہ ڈرتا ہے تو مولوی سے

بوسنیا ڈرتا ہے تو مولوی سے

چیچنیا کے بے ایمان ڈرتے ہیں تو مولوی سے

مولوی سے کیوں ڈرتے ہیں، اس لئے کہ جب غلط کاری اور جیل کے دوراستے دکھا دیئے جاتے ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ شریر پر لعنت، خیر کی بلندی کے لئے جیل میں جائیں گے، لیکن حق کا راستہ نہیں چھوڑ سکتے۔ ہمارے دامن میں یہ ہے، تم سمجھے ہو کہ ہم کچھ نہیں، ہم تو بہت کچھ سمجھتے ہیں، تم نہ ہو کچھ بھی۔

ہم نے اللہ کے فضل سے تاریخ بنائی ہے۔ آپ کو اب میں کون کون سی بات کہوں۔ تاریخ نے ہمیں نہیں بنایا۔ ہم نے تاریخ بنائی۔

ایک مولوی کی عدالت میں داڑھی کاٹ دی۔ یہ ہے تاریخ کا واقعہ، لیکن یہ ہے کردار مولوی کا، تاریخ بنانا۔ وہ تاریخ کے بال اٹھا کر رونے لگ گیا۔ انگریز نے کہا بس، ابھی تو داڑھی کاٹی ہے، ابھی تو موت کی سزا دینی ہے۔ ابھی رونا شروع کر دیا۔ اس نے کہا کہ میں اس لئے نہیں روتا کہ مجھے تو سزائے موت دے گا۔ میں تو اس لئے روتا ہوں کہ میری داڑھی مجھ سے پہلے شہادت کا درجہ پا گئی۔ ہمارا دامن تو اللہ کے فضل

سے اس طرح خوشبودار ہے اور ہمیں اس پر کوئی ندامت نہیں، کوئی پریشانی نہیں۔

کیونکہ انبیاء کا راستہ یہ ہے۔ انبیاء اسی راستے پر چلتے رہے، عزائم انبیاء کے پختہ تھے۔ مصائب بھی آئے۔ پختہ مصائب، انہوں نے برداشت کئے۔

جو علماء اب مصائب سے دور ہیں، پریشانی کوئی نہیں۔ ان کا کبھی اللہ کے راستے میں پسینہ بھی نہیں۔ گراوہ کیسے مولوی ہیں، میں نہیں مانتا، تو جسے مرضی مانتا، پھر شیخ فلاں اور فلاں شیخ، میں اس غریب مولوی کے پاؤں کی جوتی کی خاک کو چوموں گا جو بھوکا رہ کر بھی اللہ کے دین کا نام بلند کرے گا۔ میں اس لائن کا آدمی ہوں۔

حجرے میں بیٹھ کر

اندر بیٹھ کر

خوشبو لگا کر

پان کھا کر

الائچیاں کھا کر

استری شدہ کپڑے پہن کر

بادام روغن کی مالش کرا کر

دودھ میں بادام ڈال کر

مور کے پروں کے پنکھے کی ہوا لے کر

اور خمیرے کھا کر ذکر کرنا، یہ تیرے مولویوں کی سنت ہے، تختہ دار پر کھڑے ہو کر ذکر کرنا، یہ حضرت خُبَیب کے شیدائیوں کی سنت ہے۔

تیرا اپنا راستہ ہے

ہمارا اپنا راستہ ہے

ہمیں کسی سے کیا؟ ہم بھی تجھ سے کوئی بادام مانگنے نہیں آتے۔ اس کا پتہ پھر قیامت والے دن لگے گا کہ انبیاء کے قریب کون ہیں۔ انبیاء سے دور کون ہیں۔ یہ بہت کہیں گے...... کُنَّا مُسْتَضْعَفِیْنَ فِی الْاَرْضِ ...... یہ آپ کو بتا رہا ہوں، پھر ان حرام خوروں نے کہنا ہے کہ یا اللہ ہم تو کمزور تھے۔ ہم سے کیا ہو سکتا تھا، ہم میں تو طاقت نہیں تھی مولا، کپڑے استری کرانے کی طاقت تھی، بادام کھانے کی طاقت تھی، خمیرے کھانے کی، بادام، روغن کی مالش کرانے کی، یہ تم میں طاقت تھی، اللہ کے دین کا جھنڈا بلند کرنے کی تم میں طاقت نہیں تھی۔

اللہ فرمائیں گے ٹھہرو ذرا...... اَلَمْ تَکُنْ اَرْضُ اللّٰہِ وَاسِعَۃً ...... اللہ کی زمین کھلی نہیں تھی۔ تیرا ایک حُجرا بنا تھا۔ بیٹھ کر تیل مالش کراتا رہتا تھا۔ باقی کی چل سنتیں ضیاء القاسمی ادا کرے اور حلوے تم کھاؤ اس وقت تجھے سوچنا چاہئے، خاص طور پر علماء دیوبند کو۔

عزیمت کا راستہ اختیار کر:

قرآن پاک جو میں آپ کو سنا رہا ہوں، درس دے رہا ہوں، جمعہ پڑھا رہا ہوں، اس لئے تھوڑا پڑھتا ہوں کہ تم تقریر سنو، اس میں سبق حاصل کرو، میں دو لائنیں تجھے بتا رہا ہوں......

ایک شر کی لائن

ایک خیر کی لائن

ایک نیکی کی لائن

ایک بدی کی لائن

اگراور شیشی کھولوں، ایک لائن وہ جس پر یوسف علیہ السلام چل کر بیگم صاحبہ کو بھی خوش کر سکتے ہیں، عزیز مصر کو بھی خوش کر سکتے ہیں۔ معاشرے میں بھی اونچا مقام حاصل کر سکتے ہیں اور ایک لائن یہ ہے کہ جیل کی تنگ و تاریک کوٹھڑی میں بیٹھ کر حسن نبوت کے مظاہرے کریں، ایک یہ لائن ہے۔

قرآن سے پوچھ کہ پھر یوسف نے کون سی لائن اختیار فرمائی۔ طالب علمو! چھوڑ دو پڑھنا، اگر مجاہد نہیں بنتا تو اور کوئی کام کر کے مرو، اگر ان مولویوں کی طرح ہونا ہے کہ جو حق کو چھپا کر جمعہ پڑھا کر ایئر کنڈیشنوں میں جا بیٹھتے ہیں ان سے بہتر ہے کہ کسی قبر پر بیٹھ جاؤ، روز ہزار روپیہ ملتا ہے اور کوئی کام کرو۔

اگر دین پڑھنا ہے تو دین وہ پڑھو جو انبیاء والا دین ہے لوگ کہتے ہیں ہم انبیاء والے راستے پر ہیں تو انبیاء والا راستہ مجھ سے پوچھ کہ وہ راستہ کون سا ہے جو نبیوں والا راستہ ہے۔ وہ مجھ سے پوچھ، تو میں بھی اپنی طرف سے نہیں بتاؤں گا یہ دیکھ۔

یہ میرے پاس اللہ کا قرآن ہے۔ دو راستے تجویز کئے ۔ اے میرے سامعین کرام! کون سے اور کس نے؟ زلیخا نے، یا جیل جا، یا بدی کا ساتھ دے۔ شر کا ساتھ دے، غلط معاشرے کا ساتھ دے۔

اب اگر آپ درود شریف پڑھیں تو میں بتاتا ہوں کہ یوسف علیہ السلام نے کون سے مشن کا ساتھ دیا تھا۔ پڑھو درود......

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ......کون سے راستے پر چل پڑا۔ سوچا نہیں کہ میں سوچ کر بات کروں گا، قرآن مجید کہتا ہے۔ اللہ کے نبی اس مقام پر بول پڑے۔ اس نے کیا کہا...... يُسْجَنَنَّ...... اگر تو نے میری بات نہ مانی تو میں سپرنٹنڈنٹ

جیل کو خاص ہدایت دوں گی کہ یوسف کے ساتھ کسی قسم کی کوئی رعایت نہ کی جائے۔ جو جیل میں سب سے گھٹیا کھانا ہو، وہ کھانا کھلایا جائے، جو گھٹیا کمرہ ہو وہاں یوسف علیہ السلام کو رکھا جائے۔ جس کمرے میں ہوا نہ آئے، اس جگہ یوسف علیہ السلام کو قید کیا جائے۔ کسی ملاقاتی کو ملاقات کی اجازت نہ دی جائے، اسے پتہ نہیں کہ اس مظلوم پیغمبر کا ملنے والا اللہ کے سوا کوئی نہیں، کس نے ملاقات کے لئے آنا ہے۔ کس نے چٹیں دینی ہیں، کس نے ملاقات کا ٹائم مانگنا ہے۔ کس نے سپرنٹنڈنٹ جیل کی منتیں کرنی ہیں کہ میں یوسف بن یعقوب کو ملنا چاہتا ہوں۔ مظلومیت دیکھ ذرا۔

کون آدمی تھا جو کنعان سے چل کر یوسف سے ملنے کے لئے آتا ہے اور سپرینڈنٹ جیل کو درخواست دے کر کہتا ہے کہ میں اپنے بھائی کو ملنا چاہتا ہوں۔ بھائی تو وہ تھے جو معاملہ ختم کر چکے تھے......وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةً ......وہ کہتے ہیں کہ لے جاؤ یوسف کو ہمیں اس کی ضرورت ہی نہیں، جنہوں نے گھر میں بیٹھ کر قتل یوسف کے منصوبے بنائے تھے۔

فیصل آبادی......آج کون تھا جو اس مظلوم کی جیل میں ملاقات کے لئے آتا ہے۔ اس لئے زلیخا نے اپنے خصوصی احکامات جاری کئے،

ملاقات بند

اچھا کھانا بند

باہر سے کسی کا جانا بند

کسی کا اس کے ساتھ بات کرنا بند

اسے کسی قسم کی کوئی سہولت نہ بہم پہنچائی جائے

حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ ساری باتیں سن کر ایک ہی جواب دیا

اور رب کو درخواست دی۔

قَالَ ......اے میرے رب......رَبِّ السِّجۡنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدۡعُوۡنَنِیۡۤ اِلَیۡہِ ......یا اللہ ایک طرف بدی ہے، ایک طرف دولت والی، ثروت والی خاتون ہے، ایک طرف والد سے جدا ہونے والا یوسف ہے۔ یا اللہ میں اس وقت میری حالت تیرے سامنے ہے، نہ میرے بھائیوں کو پتہ ہے کہ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ اس وقت میں اکیلا ہوں میرے مولا، میرا ابھی اس وقت تیرے سوا کوئی نہیں، اچھا اگر تجھے یہی منظور ہے میں جیل میں جانے کو منظور کرتا ہوں، لیکن دامن نبوت پر داغ نہیں آنے دینا، تا کہ تیری توحید پر کوئی اعتراض نہ کرے، یہ ہے قرآن کا طرز......

اَلسِّجۡنُ اَحَبُّ اِلَیَّ ......جیل مجھے اس سے اچھی ہے، جس راستے پر یہ ڈالنا چاہتی ہے۔ ایک بات ہے میرا فیصلہ یہ ہے کہ میں جیل جاؤں گا اور اگلی بات بھی ساتھ کہی، اے میرے رب......وَ اِلَّا تَصۡرِفۡ عَنِّیۡ کَیۡدَہُنَّ ...... یہ تو میرا فیصلہ ہے، لیکن میری تجھ سے بھی ایک درخواست ہے، اس کے ہاتھ کو باندھ دے، اس کی آنکھیں کو باندھ دے۔ اس کے جذبات پر تو پہرے بٹھا دے۔ اگر میں اس کے پاس رہا تو میں ہاتھ نہیں باندھ سکتا۔ میں اس کی آنکھیں بھی نہیں بند کر سکتا۔ میں اس کے اسباب بھی نہیں توڑ سکتا۔

اب اگر آپ غور سے میرے ساتھ مل کر غوطہ لگائیں، یوسف علیہ السلام نے اپنی بے بسی کا مولا کے سامنے اظہار کیا......سبحان اللہ...... یا اللہ میں اس عورت کے اس مکر سے نہیں بچ سکتا۔ اس کا خاوند ملک کا وزیر اعلیٰ ہے، اس کے پاس دولت ہے، اس کے پاس جاگیریں اور وسائل، فوج اور پولیس بھی اس کے پاس ہے، اس لئے میں یہ تو کر سکتا ہوں کہ میں اس کی اس دھمکی سے مرعوب نہ ہوں۔ میں جیل چلا جاؤں

گا، اللہ میں یہ تو کرتا ہوں، لیکن اگلی بات......وَلَّا تَصْرِفْ عَنِّیْ كَيْدَهُنَّ......یہ تو قید کا مکر اب بھی میرے ساتھ کر رہی ہے۔ میرے رب میں اس کا قید اور مکر تیرے حوالے کرتا ہوں۔ میں تیری پناہ میں آتا ہوں۔

اودروازے توڑنے والے یوسف کے رب، اللہ اکبر، یہ آپ کو بتاؤں رب اگر روٹھتا ہے تو آنکھوں میں آنسو لا کر اسے آواز دے دو، رات کو، اس وقت مان جاتا ہے۔

حضرت تھانویؒ نے بہت اچھا جملہ فرمایا ہے فرماتے ہیں کچھ کیجئے تو سہی تو کچھ کیجئے بھی سہی۔

تیرے فضل کے سہارے:

کچھ نہ کچھ کرو، یہ اس نے کہا......وَ اِلَّا تَصْرِفْ عَنِّیْ كَيْدَهُنَّ ......یا اللہ! اب اگر تم نے اس کے مکروہ ہتھکنڈے نہیں توڑے گا میرے رب...... كَيْدَهُنَّ ...... اَصْبُ اِلَيْهِنَّ وَ اَكُنْ مِّنَ الْجَاهِلِيْنَ......میں اپنے آپ کو کنٹرول نہیں کر سکتا، میں کتنی دیر تک اس کے ہتھکنڈوں کا مقابلہ کرتا رہوں گا۔ اللہ کے نبی نے اس انداز کے ساتھ درخواست کی۔ اللہ فرماتے ہیں......فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ ......فرمایا جبرائیل جلدی جا میرے یوسف کو جا کر سلام کہہ دے اور ساتھ ہی فرما دے کہ پیارے تو جھک گیا ہے۔ جیت گیا ہے۔ ذرا بازو نکال میں تیرا بازو پکڑوں۔ ذرا آنکھیں میری طرف کر میں تیری آنکھوں پر پہرے بٹھا دوں، ذرا چادر عصمت میرے سپرد کر میں تیری چادر تطہیر کو بچاؤں، میرے لئے قربانیاں دینے والا، مجھ سے مانگنے والے اور جیل میں میرے دین کی خاطر جانے والے۔

یہ فیصلہ بعد میں ہوگا کہ اب میں نے تجھے کتنی دیر جیل میں رکھنا ہے تو کوئی جیل مانگی ہے میں نے تو نہیں کہا اور ساتھ یہ بھی بات ہے، میں نے تو تجھے نہیں کہا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر میرا بھائی یوسف جیل نہ مانگتا، اللہ کو فرماتے کہ اللہ جیل بھی ہٹا دے، مجھے ایسے ہی بچا لے، اللہ نے میرے بھائی کو دونوں چیزوں سے بچا لینا تھا۔ جیل سے بھی بچا لینا تھا اور زلیخا سے بھی بچا لینا تھا۔

رب سے عافیت مانگو:

اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرامؓ کو ہمیشہ فرماتے تھے کہ رب سے عافیت کی دعا مانگا کرو، عافیت کی، یہ نہ کہا کرو، یا اللہ مجھے اس بیماری پر صبر کی توفیق دے۔ صبر نہیں، تو سوچ سمجھ کر صیغے بولا کر، صبر کا معنی ہے کہ بیماری رہے اور میں چپ رہوں، سیدھا اسے کہہ کہ بیماری تو ٹال، اسے کوئی خریدنی پڑتی ہے شفا، سیدھا کہہ۔

ایک صحابیؓ نے عرض کیا حضور ﷺ میرے لئے صبر کی دعا کریں، فرمایا صبر کی دعا کیوں کروں، تیرے لئے عافیت کی کیوں نہ کروں۔

اسلئے صحابہؓ جب بیمار ہوتے تھے تو حضور ﷺ عیادت کے لئے جاتے تھے تو فرماتے تھے کہ ان شاء اللہ فکر نہ کر اللہ نے تجھے راضی کر دینا ہے عافیت مانگو، بیماری کا بدل نہ مانگو، مصیبت کا بدل نہ مانگو۔

یہ عورتیں اس طرح کی دعائیں کرتی ہیں، اللہ یہ بیماری ہٹا بے شک بخار ہی چڑھا دے۔ جب بخار چڑھتا ہے پھر بستر پر روتی ہے، بخار ہٹا دے، یہ ہٹا دے اور بیماری دے دے یہ برداشت نہیں ہوتی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس طرح نہ کہا کرو، رب جو قادر ہے۔

اسے کہہ کہ یا اللہ شفا دے، تو تو قادر ہے میں تجھ سے مانگتا ہوں تو اللہ فرماتے ہیں کہ جب مجھ سے مانگے گا۔ ایک بندہ مجھ سے مانگنے آجائے، ساری کائنات کا امن اور عافیت مجھ سے مانگ لے، مجھے اپنی کبریائی کی قسم ہے، ہر آدمی کو اس کی خواہش کے مطابق عطا کردوں میرے خزانے میں ایک مچھر کے برابر بھی کمی واقع نہیں ہوگی۔

ہمیں کیا ضرورت ہے کہ ہم لمبے چکروں میں پڑیں۔ یا اللہ بیماری ہٹا یا اللہ فاقہ ہٹا، یا اللہ تکلیفیں ہٹا، یا اللہ دشمن کو ہم سے دور ہٹا، اس طرح کہو، اللہ سے مانگو، کون سا کسی بندے سے مانگتے ہو، کون سا وزیر داخلہ سے مانگتے ہو انہوں نے اپنی سوچ کے مطابق دینا ہے، اللہ نے اپنی کرم نوازی کے مطابق دینا ہے۔

حضرت یوسف جیل میں:

جیل چلا جاتا ہوں۔ اللہ مجھے اس سے جیل پسند ہے۔ اللہ فرماتے ہیں...... فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ ......رب کو تیری جیل قبول ہے۔ پتہ ہے کتنے سال ہے؟ وہ خوابوں سے پہلے سات سال رہے اور سات سال خوابوں کے بعد رہے۔ یہ چودہ سال عمر قید ہوتی ہے۔

چودہ سال، بعض علماء نے ۱۹ سال لکھا ہے۔ قید میں رہے، صرف اس دعا کی وجہ سے، سوچ سمجھ کر اللہ سے مانگا کرو......فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ ...... اِنَّهٗ......لفظ کیسا بولا......اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْم......اللہ فرماتے ہیں کہ جب تم بول کر باتیں کرتے ہو، میں سنتا ہوں، اس لئے یہ نہ سمجھنا کہ وہ سنتا نہیں جو مرضی بولتے جاؤ، نہیں......اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْم...... مجھے پتہ بھی ہے اندر سے کہتے ہو یا اوپر اوپر سے کہتے ہو، مجھے پتہ ہے۔

اور میں جانتا بھی ہوں۔ میں تیری ضرورت کو بھی جانتا ہوں۔ تیری ضرورت کیا ہے، میں جانوروں کی ضرورت کو بھی جانتا ہوں۔ میں بچوں کی ضرورت کو بھی جانتا ہوں۔ میں نوجوانوں کی ضرورت کو بھی جانتا ہوں۔ میں بوڑھوں کی ضرورت کو بھی جانتا ہوں اوجو پرندے آسمانوں پر قطاریں بنا کر جاتے ہیں صبح صبح، میں اُن کو بھی جانتا ہوں، یہ جو بلیاں روز پھرتی ہیں، کبھی کسی گھر، کبھی کسی گھر، یہ ایسے ہی ہر گھر میں نہیں پھرتیں، میں نے انہیں مقرر کیا ہے کہ جاؤ وہاں سے روٹی مل جائے گی، میں کوّں کو غلام آباذ بھیج دیتا ہوں، کیوں......اِنَّـهٗ هُـوَ السَّـمِيُـعُ الُعَلِيُم ......میں نے ان کا بھی تو ذمہ لیا ہوا ہے تو بچے کے ہاتھ میں روٹی دو، یہ پرندہ کھینچ کر لے جائے گا۔ مجھے پتہ ہے کہ یہ اس کے رزق کا حصہ ہے۔ یہ آپ کے پاس رکھ دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، دعا قبول ہوگئی۔

انہوں نے پکڑ کر حضرت یوسف کے وارنٹ جاری کر کے جیل بھیج دیا۔ ادھر سے یوسف علیہ السلام جیل میں داخل ہو رہے تھے۔ اللہ فرماتے ہیں......وَدَخَـلَ مَـعَـهُ السِّـجُـنَ فَتَيَـانِ ......جس دن یوسف جیل میں داخل ہو رہے تھے۔ جیل میں نوجوان موجود تھے۔ وہ بڑے بڑے افسر تھے۔ فرمایا......دَخَـلَ مَـعَهُ السِّجُنَ فَتَيَانِ ......دونو جوان بھی جیل میں داخل ہوئے۔ یوسف علیہ السلام کو سلام کیا، انہوں نے بھی سلام کیا، نہ انہوں نے پوچھا کہ آپ کیوں آئے ہیں، نہ انہوں نے بتایا کہ تم کیوں آئے ہو، اے لوگو میرا پیغمبر اپنی کوٹھڑی میں قید ہو گیا۔ جو دو ساتھی ساتھ داخل ہوئے تھے۔ وہ اپنی کوٹھڑی میں بند ہو گئے۔ سات سال گزر گئے۔ ساتھیوں کو بھی۔ سات سال بہت لمبا عرصہ۔

مدینے کی مٹی شفا رکھتی ہے:

بیمار کہتا ہے کہ مجھے کئی دنوں سے بیماری نے تنگ کیا ہوا ہے مجھے ہسپتال جانے کی ضرورت ہے۔ مجھ سے ہسپتال نہیں جایا جاتا۔ مسکرا کر فرماتے ہیں۔ مدینہ میں جب مٹی اترتی ہے۔ گھوڑوں اور اونٹوں کے قدموں کی مٹی جب اڑتی ہے مدینے کی مٹی میں بھی شفا ہے۔

صحابہ کرامؓ اس طرح کرتے تھے۔ اپنی چادریں چہرے پر لے کر اپنے چہرے کو چھپا لیتے تھے کہ مٹی نہ پڑے، گرد سے بچنے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ صحابہؓ نے اپنے چہرے پر چادریں لے رکھی ہیں گرد سے بچنے کے لئے، پوچھا یہ کیا کرتے ہو، عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! مٹی ہمارے چہروں پر پڑ رہی ہے، نہائیں گے جا کر، اسے دھونے پر بہت وقت لگے گا۔ اس لئے ہم چادریں اوپر لے لیتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ چادریں اتار دو، میرے مدینے کی مٹی چہروں پر پڑنے دو، مجھے اپنے پیدا کرنے والے کی قسم ہے۔ مدینے کی مٹی میں بھی شفا رکھی ہے- اللہ تعالیٰ نے مدینہ منورہ کی مٹی میں شفا رکھی ہے۔

اب ضیاء القاسمی سے کوئی پوچھے کہ مٹی شفا رکھتی ہے میں کہتا ہوں کہ مٹی میں شفا ہے جس طرح نبی کے چہرے میں شفا ہوتی ہے۔ پتھر دیکھیں تو ان میں شعور آ جاتا ہے۔ درخت دیکھیں ان میں شعور آ جاتا ہے۔ دودھ میں ہاتھ رکھیں تو دودھ میں شعور آ جاتا ہے اور اگر حجر اسود پر نبی ہونٹ رکھتا ہے تو حجر اسود کو شعور آ جاتا ہے۔ اور اگر مقام ابراہیم پر حضرات ابراہیم پیر رکھ دیں پھر حاجیوں کو حکم ہوتا ہے کہ اس پتھر کے سامنے کھڑے ہو کر نفل پڑھو، کہتے ہیں کہ نبی کے قدم لگے ہوئے ہیں۔

اس لئے میں تو یہاں کہہ دوں طالب علمو کہ اپنے دل کی کاپی پر لکھ لو، کہ اگر ایک پتھر پر خلیل اللہ کے قدم لگ جائیں، صدیاں گزر گئیں ہیں، لوگ حج پر جاتے ہیں، اس پتھر کے سامنے کھڑے ہوکر عبادت کرتے ہیں نبی کے قدم لگے اسے اور جس صدیق پر نبی کا پورا وجود آ گیا۔

تجھے دلیلیں دینے کی ضرورت ہے، میں کہوں کہ فلاں کتاب میں لکھا ہے یہاں کتابوں کی ضرورت ہی نہیں، ساری کائنات صحابہ کی صداقت کی گواہی ہے، کتابیں تو اٹھائی پھر۔

ایک دفعہ شہباز شریف میرے ساتھ مذاکرات کر رہے تھے میں نے کہا میاں صاحب شیعہ سے کہو کہ صحابہ کا پیچھا چھوڑیں، چودہ سو سال سے حضور ﷺ کے ساتھ سوئے ہیں، ان سے کہو کہ کبھی بھی جدا نہیں کر سکتے۔ چودہ سو سال کا طویل عرصہ گزر گیا ہے۔

یوسف علیہ السلام جیل میں ہیں اور لوگوں کے کام کرتے ہیں۔ بھوکے حضرت یوسف کا حسن دیکھ کر سیر ہوجاتے ہیں۔ صحابہؓ حضور ﷺ کو دیکھ کر سیر ہوجاتے ہیں۔

نبوت سے بہاریں:

بڑی عجیب بات بعض مفسرین نے لکھی ہے۔ ایک دن سپرینڈنٹ جیل حضرت یوسف علیہ السلام کی خدمت میں آیا۔ کہتا ہے کہ مجھے آپ سے بڑی محبت ہے، فرمایا میاں اللہ کا واسطہ ہے میرے ساتھ محبت نہ کر اور جو مرضی مجھے کہہ، یہ نہ کہہ میرے والد نے میرے ساتھ محبت کا اظہار کیا، میں کنعان کے کنوئیں میں چلا گیا۔

میرے ساتھ ایک عورت نے محبت کا اظہار کیا میں جیل میں آ گیا۔ اب پتہ نہیں تو میرے ساتھ محبت کر کے مجھے کہاں پہنچاتا ہے۔ میں اس محبت کے لفظ سے ڈرتا ہوں۔ بات تو بڑی پیاری کہی بعض لفظ بڑے اچھے لگتے ہیں۔

یہ گلاب کا پھول کتنا پیارا ہے، لیکن بڑا بے وفا ہے، تو اس سے محبت کرتا ہے۔ دنیا سے جانے والی کی قبر پر یہی ہوتا ہے، ہے بے وفا، خوشی بھی اسی سے ملتی ہے، غم بھی اس سے ملتا ہے اور اس میں اگر خوشبو نہ ہو، سارے اسے مسل کر پھینک دیتے ہیں اس کا کیا فائدہ۔ پڑا ہے گلاب۔

میں نے یورپ میں دیکھا ہے وہاں پھول بہت ہیں، سارا ناک رگڑ دو مجال ہے ان میں خوشبو ہو، خوشبو کوئی نہیں، خوشبو نہ ہو تو پھول کیسا۔ صحابہؓ ہوں اور عظمت رسول دل میں رچ بس نہ گئی، عقیدے کی بات، صحابہؓ کیسے؟ جنگلوں میں جائیں اور جانور نہ کھڑے ہوں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صحابیؓ آ گیا، صحابہؓ عظیم ہیں۔

ساری جیل میں بہار آ گئی۔ نبی کے جانے سے بہار آ گئی۔ ہمارا عقیدہ ہے۔ بہاریں آ گئیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا میں تشریف لائے بہاریں آئیں...... مکے میں آئے بہاریں آ گئیں...... مدینے میں آئے بہاریں آ گئیں...... ابو بکرؓ کے گھر آئے تو بہار کوئی نہیں آئی؟ عائشہ صدیقہؓ کے گھر آئے تو بہار کوئی نہیں؟ تمہاری عقل بھی ہے کہ نہیں؟

چودہ سو سال بعد جو آئے وہ تو کہے کہ میں مؤمن ہوں، جو پہلے آئے اور کہا کہ آپ رسول ہیں تو میں غلام ہوں، اس پر کفر کا فتویٰ۔

رنگ بدل دیا جیل کا سبحانَ اللہ کہو...... سبحانَ اللہ...... جلسے اور بھی بہت ہوتے تھے، مجمع اور بھی ہوتے تھے، لیکن عطاء اللہ شاہ بخاریؒ جلسے میں آئے تو رنگ بدل جاتا تھا۔ پیر اور بھی بہت ہوتے ہوں گے لیکن جہاں حسین احمد مدنیؒ چلے جاتے رنگ بدل دیتے تھے اور جہاں حضور ﷺ چلے جائیں، جہاں اللہ کا نبی چلا جائے، بہاریں ہی بہاریں۔

جیل کی فضا بدل گئی، سپرینڈنٹ جیل نے کہا کہ ہم سے ناراض نہ ہونا، تو جیل کے جس بلاک میں رہتا ہے ہمیں تو اس سے بھی محبت کی خوشبو آتی ہے۔ نبوت کی بھی خوشبو آتی ہے۔ میں اب تجھے رہا تو نہیں کر سکتا، لیکن حکمرانوں نے تجھ پر یہ سارا کچھ کیا ہے اگر وہ میری مانیں تو میں آج ہی تجھے رہا کردوں۔ میری چلتی ہی نہیں جو غلام ہو، نوکر ہو اس کے اختیار میں نہیں ہوتا کہ قیدی کو چھوڑے، سپریڈنٹ یہ تو کر سکتا ہے کہ گوشت بیس کلو آیا ہے قیدیوں کے لئے آدھا اپنے گھر بھیج دے یہ تو کر سکتا ہے، دال میں مٹی ڈال دے یہ بھی کر سکتا ہے، مسور کی دال میں اور کیڑے مکوڑے ڈال دے یہ بھی کر سکتا ہے، اصل دودھ گھر لے جائے اور نقلی پانی ڈال کر قیدیوں کو پلا دے۔ یہ بھی کر سکتا ہے قیدیوں کے ساتھ اس کی تھوڑی بہت رعایت ہوتی ہے، بہر حال کسی کو چھوڑ نہیں سکتا۔

اس نے کہا کہ میں چھوڑ نہیں سکتا، لیکن جیل کے اندر کا جتنا بھی ماحول ہے میں تیرے قبضے میں کرتا ہوں۔ تو ان کی خدمت کر، پیارو...... سات سال گزر گئے...... توجہ کرنا ذرا میرے ساتھ ناراض نہ ہوا کرو، خدا کی قسم میں منادہوں میں مبلغ ہوں۔ رب کے قران، سنت مصطفیٰ کا، مجھے کسی کے ساتھ ضد کوئی نہیں۔ میں کسی کا حریف کوئی نہیں- دشمن نہیں، میرا دل چاہتا ہے کہ ہم اکٹھے مل کر قیامت والے دن

حضورﷺ کی شفاعت والے جھنڈے کے نیچے کھڑے ہوکر رب کی جنت کی موجیں حاصل کریں۔ میں نے آپ سے کیا لینا ہے اور آپ بے چارے مجھے دے بھی کیا سکتے ہیں۔اللہ کرے آپ کا کاروبار ٹھیک ہو جائے، تاجروں کا ٹھیک ہو جائے، میری دعا ہے اللہ تعالیٰ جنرل مشرف کو توفیق دے، آپ کے کاروباری حالات ٹھیک کر جائے، نہ مجھے آپ سے کوئی مفاد ہے نہ آپ کو میرے ساتھ مفاد ہے۔قسم ہے رب کی میرا دل چاہتا ہے جس طرح ہم یہاں اکٹھے بیٹھے ہیں کل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بھی اکٹھے بیٹھیں۔اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پوچھ لیں کہ جمعہ کے دن تم بڑی تکلیف اٹھا کر گول مسجد جاتے تھے۔ضیاء القاسمی تمہیں کیا تلقین کرتا تھا اس وقت تم غلط بیانی نہیں کرسکو گے۔تم وہاں پھر کہو گے یا رسول اللہ یہ آپ کا ڈنکا بجاتا تھا یا رب کی توحید کا ڈنکا بجاتا تھا۔یا عظمت رسالت کا ڈنکا یا عظمت صحابہ کا ڈنکا یا دین کا ڈنکا بجاتا تھا۔ مجھے یقین ہے کہ آپ سب جب جمعہ پڑھنے والے اور میرے ساتھ محبت کرنے والے یہ شہادت دیں گے حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا کر فرمائیں گے اے اللہ! اسے جنت دے دیں۔اگر تھوڑی بہت غلطی ہو اللہ کا رسول عرض کریں گے الہٰی میں ان مسکینوں کی شفاعت کرتا ہوں۔انہوں نے عقیدہ توحید کے لئے مار کھائی، مصیبتیں صحابہؓ کے لئے اٹھائی ہیں۔انہوں نے میرے ساتھ عہد و پیمان کو نبھایا ہے۔اپنی جنت انہیں عطا کر دے۔

مجھے امید ہے رب تو رحیم ہے کریم ہے اس نے پھر تمہاری طرح ہمیں گولیاں تھوڑی مارنی ہیں۔اس نے کہنا ہے جاؤ جاؤ حضورﷺ کہہ رہے ہیں، درود پڑھتے جاؤ جنت چلتے جاؤ۔اس طرح ہی ہونا ہے ان شاء اللہ

بات سمجھ آ رہی ہے۔تسلسل کے ساتھ؟ (جی) وہ جو سات سال پہلے بندے جیل میں داخل ہوئے تھے۔اب جب اللہ تعالیٰ نے ماحول بدلنا ہو خود ہی اس کے

حالات پیدا کرتا ہے، دونوں آدمیوں نے خواب دیکھا، بعض مفسرین کہتے ہیں کہ خواب دیکھا نہیں، بنایا، جس طرح بھی ہے دیکھا تو تب بھی نہ دیکھا تب بھی، انہوں نے بنایا تب بھی۔

جیل کے ساتھیوں کے خواب:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، دونوں بندے رات کو خواب دیکھتے ہیں یا انہوں نے خواب بنالیا...... قَالَ اَحَدُهُمَا......ایک نے کہا کہ یار میں نے رات خواب دیکھا ہے یہ خواب کسی کو آجائے ہضم نہیں ہوتا۔ یہ میرا نقطہ یاد رکھنا خواب کسی کو آجائے پھر اسے لئے پھرتا ہے بات سنناجی، رات ایک خواب تھا اس کی تعبیر تو بتائیں۔

پوچھتا کس سے ہے ...... ملنگ سے
پوچھتا کس سے ہے ...... کسی غیر عالم سے
پوچھتا کس سے ہے ...... ایک ریڑھی والے سے

حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہر بندے سے خواب نہ پوچھا کرو، نہ بتایا کرو خواب کے بارہ میں بندے نے جو بات کردی تعبیر کی۔ رب اسی طرح ہی کر دیتا ہے، کسی صاحب علم سے، فن خواب، خواب کی تعبیر یہ ایک فن ہے، اس کی تعبیر بھی ایک فن ہے۔ میں آپ سے بھی گزارش کروں گا ہر کسی سے نہ پوچھا کرو کہ یار رات خواب آیا تھا اور وہ بھی آگے سے کھڑا ہو جائے گا۔ ساتھ ناک میں انگلی ڈال لے گا اور ساتھ خواب سنے گا۔

ان دونوں نے خواب دیکھا آ گئے...... السلام علیکم...... وعلیکم السلام ...... تشریف رکھیں......

اللہ فرماتے ہیں......قَالَ اَحَدُهُمَا ......ایک بولا حضور بات یہ ہے کہ......
اِنِّیٓ اَرٰنِیٓ اَعۡصِرُ خَمۡرًا ......رات میں نے خواب دیکھا۔انگوروں سے شراب نچوڑ رہا ہوں۔رات میں نے دیکھا......وَقَالَ الۡاٰخَرُ ......دوسرے نے کہا......اِنِّیٓ اَرٰنِیٓ اَحۡمِلُ...... فَوۡقَ رَاۡسِیۡ خُبۡزًا ......میں نے دیکھا کہ ایک ٹوکرا روٹیوں کا، سر پر اٹھایا ہوا ہے۔ یہ روٹی پارٹی اس وقت بھی تھی۔ اچھا جی، لیکن میں نے اس کا عجیب انداز دیکھا......تَاۡكُلُ الطَّيۡرُ مِنۡهُ ......وہ جو روٹیوں کا ٹوکرا تھا وہ کوئی ملاں ہی ہونا ہے......
تَاۡكُلُ الطَّيۡرُ ......مِنۡهُ ......پرندے آ رہے ہیں کوے آ رہے ہیں۔اس طرح اور جانور آ رہے ہیں وہ میری روٹیوں کو اٹھا اٹھا کر لے جا رہے ہیں۔ چونچیں مارتے ہیں اور ساتھ ساتھ اٹھا کر لے جا رہے ہیں۔

نَبِّئۡنَا بِتَاۡوِيۡلِهٖ ......اس کی تعبیر ہم پوچھنے آئے ہیں۔اس کی تعبیر کیا ہے؟ دونوں نے بیٹھ کر جیل میں چار پائی تو ہوتی نہیں، زمین پر بیٹھ کر......نَبِّئۡنَا بِتَاۡوِيۡلِهٖ ......
اس کی تعبیر تو بتائیں (ایک بڑا عجیب واقعہ اس پر آپ ذرا غور کرنا سندھی صاحب) کہنے لگے کہ ہم کو پتہ ہے آپ کے پاس کیوں آئے ہیں سات سال بعد، کیوں آئے ہو؟ طالب علم بھی یاد کریں اس جملے کو، کہنے لگے......اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الۡمُحۡسِنِيۡنَ ......
تیرا چہرہ ہی کسی محسن کا چہرہ لگتا ہے۔

نبی حسین ہوتا ہے:

میں اس سے ذرا استدلال کرنے لگا ہوں۔ استنباط کرنے لگا ہوں۔ استدلال کرنے لگا ہوں، لیکن آپ ذرا غوطہ لگا کر استدلال کو سننا، میرا دعویٰ یہ ہے کہ نبی کو دلائل کے ساتھ بتانے کی ضرورت نہیں کہ میں نبی ہوں، نہیں پہنچے؟ میں

شیشی کو کھولتا ہوں، نبی کو دلیل سے بتانے کی ضرورت نہیں کہ میں نبی ہوں، کوئی اس پر ایمان لائے نہ لائے، نبی کا چہرہ ہی بتا تا ہے کہ یہ اللہ کا نبی ہے، یہ ہے میرا استدلال، سمجھے ہو کہ پھر بیان کروں؟ (سمجھ گئے)

میں کسی سفر پر جاؤں، اب تو گاڑی کا سفر کر نہیں سکتا، چلتا ہے جیسے چلتا ہے، اپنی سواری پر جائیں تو کہیں چائے پینے کے لئے بیٹھتے ہیں، پولیس والے ادھر ادھر ہو گئے، لڑکے اس طرف ہو گئے، لوگ ایک دوسرے کے کان میں پوچھیں گے، یہ کون ہے؟ ادھر ادھر کھڑے ہوں، کبھی سپاہیوں کی طرف، یہ کون ہے؟ پوچھنا پڑے گا، تھانیدار بھی پوچھتا ہے کہ یہ کون ہے، دکاندار بھی پوچھتا ہے کہ کون ہے؟ مجمع بھی پوچھتا ہے کون ہے؟ عوام بھی پوچھتے ہیں کون ہے؟ خواص بھی پوچھتے ہیں کون ہے......

اللہ تعالیٰ فرماتا ہیں کہ نبی سے بھی پوچھیں تو کون ہے؟ کیوں پوچھیں؟ نبی کا چہرہ ہی بتا تا ہے کہ نبی ہے......

اس لئے انہوں نے کہا کہ......اِنَّا نَرَاكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ......ہم تیرے پاس خواب کی تعبیر پوچھنے کے لئے اس لئے نہیں آئے کہ اور آدمی جیل میں نہیں تیرا چہرہ بتا تا ہے کہ تو محسن ہے تیرا چہرہ بتا تا ہے کہ تو نبی ہے۔ جمعہ کا وقت کم ہوتا ہے، جس وقت میں وجد میں آتا ہوں اس وقت، وقت ختم ہو جاتا ہے۔

مدینے سے پانچ چھ میل پہلے ہجرت کر کے جب حضور ﷺ گئے تو ساتھ صدیق رضی اللہ عنہ کے بیٹھ گئے۔ اب جو بندہ پہلے آئے وہ صدیق رضی اللہ عنہ سے مصافحہ کرے، میں ان سے پوچھتا ہوں آنے والوں کو، نبی ﷺ اُدھر بیٹھا ہے صدیق رضی اللہ عنہ اِدھر بیٹھا ہے۔ تم اُدھر جاؤ۔ تم اِدھر کیوں جا رہے ہو؟ صدیق کی فکر و نظر نے نبوت کا رنگ اس طرح پکڑا

کہ آنے والے اس مخمصے میں ہیں کہ نبی کون ہے صدیق کون ہے؟ صدیق کو بتانا پڑا......ھٰذَا نَبِیُّ اللّٰہِ......

ایک اور تمہیں دلیل دے دوں۔ دعا کرسورۃ یوسف پر پوری ایک کتاب لکھنا چاہتا ہوں۔ دعا تو کر دے۔ (آمین)......میں ایک اور دلیل دیتا ہوں۔

کہ نبی کو دلیلوں سے پہچاننے کی ضرورت نہیں، تعارف نہیں کرانا پڑتا۔ یہ کوئی جذباتی بات نہیں کہہ رہا۔ وہ بچیاں جو مدینے سے آئیں تھیں۔ جب حضور ﷺ ہجرت کر کے پہلا دن تھا مدینے میں داخلے کا چھوٹی چھوٹی بچیاں، میرا استدلال یہ ہے کہ چھوٹی بچیاں ہیں بڑی نہیں، مدینے والے نہیں، بڑے نہیں، چھوٹے بچے نہیں، عورتیں نہیں چھوٹی بچیاں۔

جب حضور ﷺ کو دیکھا، نبوت کے چہرے پر نظر پڑی، پہلی نظر، اب وہ بچیاں کہتی ہیں کہ

طَلَعَ الْبُدُرُ عَلَیْنَا

ذرا غور کرنا میرے ساتھیو......بچیاں کہہ رہی ہیں......

طَلَعَ الْبُدُرُ عَلَیْنَا

او بچیو، سہیلیو، آج ہم میں چودھویں کا چاند طلوع ہو گیا۔ ذرا توجہ فرماؤ، تب بات سمجھ آنی ہے۔

طَلَعَ الْبُدُرُ عَلَیْنَا

بدر ہم میں طلوع ہو گیا ہے۔ بدر کس چاند کو کہتے ہیں جو چودھویں کا چاند ہو، قرآن نے چاند کو تین لفظوں سے تعبیر کیا ہے۔

پہلا جب چاند چڑھتا ہے۔ قرآن اسے ھلال کہتا ہے۔ جب میں اور آپ

چھتوں پر چڑھ کر آج کل نہیں، کبھی زمانہ ہوتا تھا جو لڑکوں نے نہیں دیکھا۔ جب ہم ان کی عمر کے ہوتے تھے۔ آپ کو پتہ ہے ہم چھتوں پر چڑھ کر انتیسویں (۲۹) کو چھتوں پر چڑھ کر چاند دیکھتے تھے کدھر ہے ھلال۔ لوگوں نے نمازوں کی طرف جانا اور بچوں نے چھتوں پر چڑھ کر ھلال کو دیکھنا، ھلال کہتے ہیں اس چاند کو، جو پہلی یا ۲۹ کو چڑھتا ہے۔ اسے ھلال کہتے ہیں۔

جو پانچ سات دن کا ہے، دسویں گیارھویں کا ہو جائے اسے عربی میں قمر کہتے......قَمَرًا مُنِيْرًا......

جو آنے والا چاند ہو اسے ھلال کہتے ہیں اور جو آٹھ دس دن کا ہو جائے، اسے قمر کہتے ہیں، اور جو چودھویں رات کا چاند ہو گا، اسے بدر کہتے ہیں۔

پھر اس کے بعد چاند کی اور کوئی کیفیت نہیں، ان بچیوں نے، مولوی بیان کرتے رہتے ہیں، اس طرح مسئلہ نہ سمجھ سکتے جس طرح ان بچیوں نے اس مسئلے کو سمجھا دیا۔

نہ یہ ھلال ہے

نہ یہ قمر ہے

یہ وہ چاند ہے جس کے بعد پھر چاند چڑھتا ہی نہیں۔ یہ وہ چاند ہے جو آسمانوں پر آیا، سارے ستاروں کا چیئرمین ہو گیا، یہ وہ نبی ہے جو سارے نبیوں کا، محمد ﷺ امام بن گیا، اس لئے

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا

......اِنَّا نَرَاكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ......

ہم نے خواب دیکھا، اے پیارے چہرے والے، ہم میں دلائل دینے کی

ضرورت نہیں، ہمیں رب کی قسم ہے، مصر کی اس جیل خانے کے قیدی، تیرا چہرہ بتاتا ہے کہ

ابھی ان کو پتہ نہیں کہ یہ کس کا بیٹا ہے
ابھی ان کو پتہ بھی نہیں کہ یہ کس گھر کا فرزند ہے
ابھی ان کو پتہ نہیں کہ یہ کس یعقوب نبی کا سپوت ہے
ابھی انہیں پتا نہیں کہ یہ نبوت کا حسین شاہکار ہے
ابھی انکو پتہ نہیں اسکے چہرے میں خاتم النبین کی نبوت کے نشان چمک رہے ہیں
......سبحان اللہ......

ان باتوں کا تو انہیں پتہ نہیں، بغیر پتے اور بغیر دلیل کے چہرے کو دیکھ کر کہتے ہیں......اِنَّا نَرَاكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ......یار تیرا چہرا تو محسن والا ہے۔

اور ضیاء القاسمی کے ساتھ ملو، خطیب کی انگلی پکڑ لو، میں تمہیں قرآن میں لے چلوں، اللہ فرماتے ہیں کہ بعض اوقات چہروں سے انسان پہچانے جاتے ہیں، آؤ نا ذرا میرے ساتھ، اللہ فرماتے ہیں......سِيْمَا هُمْ......سینہ ٹھنڈا ہو گیا۔

چہرے سے پہچان:

یوسف کا چہرہ دیکھ کر قیدیوں نے شور کیا......اِنَّا نَرَاكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ...... تو تو محسن ہے، اللہ فرماتے ہیں کہ اگر اس محسن کا تذکرہ مصر کی جیل کے قیدیوں نے کیا تو اُس کالے بلالؓ کا میں تذکرہ نہ کروں......سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ ......اللہ فرماتے ہیں، ان میرے نبی کے یاروں کے چہرے تو دیکھو......تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا......ان کے چہرے کو دیکھو، رنگ کالے کو نہ دیکھ، اگر کالے رنگ میں نور کی بتیاں نہ لگاؤں

......اَللّٰهُ اَكْبَرُ...... اِنَّا نَرَاكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ......تو تو محسن ہے، چہرے سے پتہ چل گیا کہ محسن ہے۔

تو تو پولیس کا آدمی لگتا ہے، تجھے کیسے پتہ چلا؟ تیرا چہرہ ہی بتاتا ہے۔

تو تو مجھے پٹواری لگتا ہے، تیرا چہرہ ہی بتاتا ہے کہ تو پٹواری ہے۔

جماعت اسلامی کا کوئی رکن ہے، دور سے ہی پتہ چل جاتا ہے کہ یہ جماعت اسلامی کا رکن ہے، جا رہا ہے۔

کیکر کی لکڑی کا فریم لگا ہو، اور گلاس شیشے کا لگا ہو، پتہ چل جاتا ہے۔

بریلوی مولوی آتا ہو تو دور سے پتہ چل جاتا ہے، راطوطوں کا تو دور سے ہی پتہ چل جاتا ہے۔

اِنَّا نَرَاكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ......یہ تو محسن ہے، یہ ہمیں خواب آیا ہے ذرا مہربانی فرماؤ، فرمایا......قَالَ لَا يَأْتِيْكُمَا طَعَامٌ ......اچھا......تُرْزَقَانِهٖ اِلَّا نَبَّأْتُكُمَا بِتَأْوِيْلِهٖ ......یہ جو کھانا دوپہر کو تمہارے پاس آئے گا، یہ میں بتانے لگا ہوں، آج ٹینڈے ہوں گے، آج روٹی ہوگی بیسن والی، آج شوربہ اتنا ہوگا، روٹیاں کچھ جلی ہوں گی کچھ کچی ہوں گی، فرمایا کہ کھانا اس طرح کا آ رہا ہے، اس نے کہا کہ تجھے کیسے پتہ چلا، فرمایا میرا اپا ور ہاؤس وہ ہے۔ میں تمہیں بتادوں گا۔ کھانا آنے سے پہلے، کھانے کی تفصیل بتاؤں گا۔ بتاؤں گا کہ آج کون کون سا کھانا آئے گا۔ اور ساتھ ہی میں آپ کو خواب کی تعبیر بھی بتادوں گا، لیکن میں تمہیں یہ بتانے سے پہلے ایک بات میں بتادوں، یہ میں نے جو کچھ تمہیں بتانا ہے، میرا کمال نہیں۔

اُو مولوی! نبی کے علم پر لڑنے والے، نبی کے علم کو رب کے علم کے ساتھ کر کے رب کی سیٹ پر بٹھانے والے رب کے علم کے خلاف تقریریں کرنے والے،

نبی کے علم کو اللہ سے بڑھانے والی، میں نہیں کہتا قرآن میرے حق میں ہے-فرمایا میں تمہیں بتاؤں گا لیکن...... عَلَّمَنِیْ رَبِّیْ ...... یہ اپنی طرف سے نہیں بتاؤں گا۔ ٹیلی فون ادھر سے ہوگا۔ کال آئے گی، ہیلو یوسف سنو، جی سن رہا ہوں۔

فرمایا! انہیں کہہ دو ساری پابندی لگا دو، جیل میں کسی کو نہ آنے دو، میں لگا ہوں تمہیں بتانے...... عَلَّمَنِیْ رَبِّیْ ...... یہ میرا کمال نہیں ہوگا۔ میرے رب نے مجھے جو کچھ سکھایا ہے میں وہ بتاؤں گا۔

نبی کا علم عطائی ہوتا ہے:

معلوم ہوا کہ اللہ کے نبی کا علم ذاتی نہیں ہوتا، عطائی ہوتا ہے، پھر لفظ یاد کرلو، علم نبوی ذاتی نہیں ہوتا، کون دیتا ہے؟ (اللہ) اسی جگہ سے تیرا اور بدعتی کا فرق ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ انہیں سب کچھ آپ پتہ لگ جاتا ہے۔ قرآن کہتا ہے کہ خود نہیں وہ بتاتا ہے، یہی ہمارا عقیدہ ہے اس پر تجھے کیا تکلیف ہے۔

میں کہتا ہوں کہ نبی کے پاس اتنا علم ہوتا ہے کہ ساری کائنات کی یونیورسٹیاں مل جائیں نبی کے علم کا مقابلہ نہیں کرسکتیں۔ میں یہ کہتا ہوں، کیونکہ نبی کو بتاتا کون ہے؟ اللہ......

سورۃ یوسف نکال لینا...... عَلَّمَنِیْ رَبِّیْ ......میرے رب نے جو کچھ مجھے بتایا ہے، یہی میں تجھے بتاؤں گا۔ اپنی طرف سے نہیں بتاتا، رب کی عطا بتاؤں گا۔

اس لئے یارو، جو چیز عطا ہو، وہ علم غیب نہیں ہوتا اور جو علم غیب ہو، وہ عطا نہیں ہوتا۔ نبی کے پاس جو کچھ ہے، وہ رب نے دیا ہے، تمہارے پاس جو کچھ ہے رب نے دیا ہے۔ جو کہتا ہے کہ ہمارے پاس جو کچھ ہے وہ ہمارا ذاتی ہے۔

داتا صاحب نے دیا ہے

شیخ جیلانی نے دیا ہے

گیارھویں والے پیر نے دیا ہے

جو یہ کہتا ہے وہ ہاتھ کھڑا کرے، تمہارے پاس جو کچھ ہے، وہ گیارھویں والے نے دیا ہے؟ (نہیں) داتا صاحب نے دیا ہے؟ (نہیں) داتا صاحب تو خود کہتے ہیں، میرے پاس جو کچھ ہے، وہ اللہ نے دیا ہے، یہ اللہ کا نام سن کر تیرے پیٹ میں درد کیوں ہو جاتی ہے۔ بول؟

فرمایا میں تمہیں خواب کی تعبیر بھی بتاؤں گا اور جو روٹی آنی ہے وہ بھی بتاؤں گا، لیکن یہ سارا کچھ......عَلَّمَنِیْ رَبِّی......

......دیوبندیوں کا عقیدہ ہے......

نبیوں کے پاس جو کچھ ہے کون دیتا ہے؟	(اللہ)
علم کون دیتا ہے؟	(اللہ)
معجزات کون دیتا ہے؟	(اللہ)
کمالات کون دیتا ہے؟	(اللہ)
شرف وعظمت کون دیتا ہے؟	(اللہ)
بلندیٔ درجات کون دیتا ہے؟	(اللہ)
خوشی وغمی کون دیتا ہے؟	(اللہ)
خزانے بخشنے والا کون ہے؟	(اللہ)
غوث اعظم کون ہے؟	(اللہ)
مشکل کشا کون ہے؟	(اللہ)

مصیبت کو دور کرنے والا کون ہے؟ (اللہ)

اولیاء اللہ کے دامن میں جو کچھ ہے، اللہ کی عطا ہے اور جو میں سوا گھنٹے سے بیان کرر ہا ہوں۔ رب کا قرآن، میرا کمال نہیں، اللہ کی عطا ہے، آپ کو شام کو جو روٹی ملتی ہے، آپ کا کمال نہیں، اللہ کی عطا ہے...... عَلَّمَنِیْ رَبِّی ...... یہ اللہ کا عطیہ ہے، اس کا عطا کردہ ہے۔

حکمرانوں کے مظالم:

جو یہاں اکڑ جائے، اللہ کون ہوتا ہے، اللہ فرماتے ہیں کہ میں وہ ہوتا ہوں جو بارہ اکتوبر کو اکڑی گردنوں کو پکڑ کر، تو بی بی کی کار کو اٹھا کر پھینک دیتا ہوں، انہوں نے اِس کا جہاز اوپر کیا اِس نے گاڑی اوپر کردی۔ اب بہت روتے ہیں، کہ بڑا ظلم ہوا۔ کون سا ظلم ہوا؟ تمہیں پتہ نہیں کہ

جب ہمارے لڑکے سپاہ صحابہؓ کے جیل سے نکال کر رات کو انہیں بتا دیا، پانچ سال سے اندر تھے، نئے کپڑے پہن لو......

صبح تمہیں گولی ماردیں گے	یہ ظلم نہیں
ایک ماں کو اس کا بیٹا آنکھیں نکال کر واپس کیا	یہ ظلم نہیں
ہائی کورٹ پر حملہ کیا	یہ ظلم نہیں
لیہ میں صحابہؓ کے تحفظ کیلئے جلوس نکالا پانچ لاشیں لیکر آئے	یہ ظلم نہیں
فحاشی وعریانی کو حکومتی تحفظ دے اور عام کرے	یہ ظلم نہیں
دینی اداروں پر پابندی اور سینما گھروں کو کھلی چھٹی	یہ ظلم نہیں

یہ حاجی بے چارہ آیا، یہاں کا رہنے والا بائیس سال میری تقریریں سنتا رہا،

گھر چھوڑ کر لاہور چلا گیا...... یہ ظلم نہیں......

تمہیں اپنے ظلم یاد نہیں......عَلَّمَنِیْ رَبِّی......رب سے حیاء کرو، رب سے ڈرو، یہ دنیا مکافاتِ عمل ہے، جس طرح لوگوں کے ساتھ کرو گے، اسی طرح اللہ تمہارے ساتھ کرے گا۔

(باقی ان شاء اللہ اگلے جمعہ)

وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حضرت یوسف علیہ السلام......خطبہ 12

خطبہ:

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی سَیِّدِالرُّسُلِ وَ خَاتَمِ الْاَنْبِیَآءِ وَ عَلٰی اٰلِہِ الْمُصْطَفٰی وَ اَصْحَابِہِ الْمُجْتَبٰی اَلَّذِیْنَ ھُمْ خَیْرُ الْخَلَاۗئِقِ بَعْدَ الْاَنْبِیَآءِ ......

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ
ھُوَالْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُہٗ
لِکُلِّ حَوْلٍ مِّنَ الْاَحْوَالِ مُقْطَھِمٖ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ...... وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَیٰنِ قَالَ اَحَدُھُمَا اِنِّیْ اَرٰىنِیْ اَعْصِرُ خَمْرًا وَ قَالَ الْاٰخَرُ اِنِّیْ اَرٰىنِیْ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِیْ خُبْزًا تَاْکُلُ الطَّیْرُ مِنْهُ نَبِّئْنَا بِتَاْوِیْلِہٖ اِنَّا نَرٰىکَ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ قَالَ لَا یَاْتِیْکُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِہٖ اِلَّا نَبَّاْتُکُمَا بِتَاْوِیْلِہٖ قَبْلَ اَنْ یَّاْتِیَکُمَا ذٰلِکُمَا مِمَّا عَلَّمَنِیْ رَبِّیْ اِنِّیْ تَرَکْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَ ھُمْ بِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ کٰفِرُوْنَ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَاۗءِیْۤ اِبْرٰھِیْمَ وَ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ مَا کَانَ لَنَاۤ اَنْ نُّشْرِکَ بِاللّٰہِ مِنْ شَیْءٍ ذٰلِکَ مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ عَلَیْنَا وَ عَلَی النَّاسِ وَ لٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْکُرُوْنَ......

صَدَقَ اللّٰہُ مَولَانَا الْعَظِیْم

گزشتہ سے پیوستہ:

سورۃ یوسف کی اس وقت وہ آیات تلاوت کی ہیں، جن میں حضرت یوسف

علیہ السلام نے جیل کے ساتھیوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی توحید کے مسئلے پر بنیادی اساسی اور بڑی اہم گفتگو فرمائی ہے، چونکہ مسئلہ بڑا اہم ہے۔اس لئے میری آپ سے بھی گزارش ہے کہ جتنی دیر بھی تشریف رکھتے ہو، مسئلے کو سمجھنے کی کوشش کے ساتھ توجہ کے ساتھ، غور کے ساتھ سنا کریں۔ میرے بیان کا بھی فائدہ ہو اور آپ کے آنے کا بھی فائدہ ہو۔

میری شروع سے کوشش یہ ہے کہ میں تقریر کو عبادت سمجھ کر کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ ریاکاری سے محفوظ فرمائے۔ (آمین) میرا دل چاہتا ہے کہ میرے سامعین میرے سننے والے۔ میرے دل میں جو مسئلہ ثبت ہو گیا ہے وہ میرے دوستوں کے دل میں بھی بیٹھ جائے۔ میرا مقصد اپنی تقریر اور خطابت منوانا نہیں، میرا مقصد اللہ کا دین منوانا ہے۔ بیان کرنا ہے۔ اگر میں اس مقصد میں کامیاب ہو جاتا ہوں، میری بھی آخرت بن جائے گی اور عاقبت بن جائے گی اور آپ کی بھی آخرت و عاقبت بن جائے گی۔اس لئے اسی نقطہ نظر سے میری گزارشات کو سنا کریں۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے دو ساتھیوں کے سامنے گفتگو جو شروع فرمائی، سورۃ یوسف آپ گھروں میں جا کر دیکھیں اور ہر وہ شخص جو اللہ کی کتاب پر یقین رکھتا ہے، قرآن پر یقین رکھتا ہے کہیں اور جگہ جانے کی بجائے اپنے گھر میں جا کر قرآن کریم کو کھول کر خود اردو کے ترجمے موجود ہیں، وہ جائزہ لیا کرے کہ جو میں گول مسجد سے سن کر آیا ہوں، وہ صحیح بیان ہوا ہے؟ اور اگر صحیح بیان ہوا ہو پھر اسے اپنے دل میں، عقیدے میں جگہ دینی چاہئے۔ آپ تقریریں تو جلسوں میں سنتے ہی رہتے ہیں۔ میرا کوئی ان پر اتنا بڑا احسن ظن نہیں، نعرے مار کر گھروں کو چلے جاتے ہو، اس کا سننے والوں کو بھی پتہ نہیں، آج کل کے مقرر ہی ماشاء اللہ اتنے تیز گام ہیں، ان کو یہ نہیں

پتہ کہ میں نے پیچھے کیا کہا اور آگے کیا کہنا ہے؟

حضرت یوسف علیہ السلام نے اُن کا خواب سن کر دو ساتھیوں کے، آپ یہ بیان سن چکے ہو، فرمایا کہ تمہارے پاس جو کھانا آنے والا ہے، تم ذرا آرام کرو، میں تمہارے اس کھانے کے آنے سے پہلے یہ بھی بتاؤں گا کہ کھانے میں کون کون سی چیز آرہی ہے۔ کیوں بتاؤں گا تاکہ تمہیں مجھ پر یہ اعتماد ہو جائے، یہ بات کرنے والا بہت اُونچا آدمی ہے......

بیان کرنے والے پر اعتقاد ہو جائے

ایمان ہو جائے

یقین ہو جائے

تعبیر تمہیں بتاؤں گا، ٹھہرو ذرا اور ساتھ ہی تمہیں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ جو کچھ میں تمہیں بتاؤں گا، یہ میرا ذاتی علم نہیں...... عَلَّمَنِیْ رَبِّیْ...... میرے رب نے مجھے سکھلایا ہے، قرآن کے الفاظ ہیں جن کا میں ترجمہ کر رہا ہوں، میرا ذاتی علم نہیں...... عَلَّمَنِیْ رَبِّیْ...... میرے رب نے مجھے یہ علم سکھلایا ہے۔

کھانا آنے دو، اس میں ابھی وقت تھا، دیر تھی، فرمایا کہ کھانا آنے سے پہلے میں یہ چاہتا ہوں کہ تم سے ضروری بات کرلوں، جو میرے عقیدے کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ آپ دوستوں کو میں گزارش کروں گا کہ توجہ کے ساتھ قرآن میں آپ کے سامنے پڑھتا ہوں، ان شاء اللہ، سنو!

میرا تعلق کس سے ہے:

اِنِّیْ تَرَکْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ...... ابھی کوئی مسئلہ نہیں بتایا۔

کھانے میں کیا ہوگا، یہ بھی نہیں بتایا، کب آئے گا یہ بھی نہیں بتایا، فرمایا کہ میں تمہیں یہ بتانا چاہتا ہوں، سب سے پہلے کہ میں نے کس کس کا در چھوڑا ہے، اور کس کا دامن تھاما ہے۔ کوئی گڑبڑ نہیں میری گفتگو میں بھی۔ میری یاری کس سے ہے، میری دوستی کس سے ہے۔ میری سنگت کس کے ساتھ ہے، میرا تعلق کس کے ساتھ ہے۔ میری یاری کس سے نہیں، سنگت کس سے نہیں، تعلق کس سے نہیں، جوڑ میرا کس کے ساتھ نہیں، تو میں چاہتا ہوں کہ میں آپ کو تعبیر بتانے سے پہلے یہ بات کرلوں۔

اب اگر آپ حاضر بیٹھے ہیں، عقل کیا چاہتی ہے، عقل یہ چاہتی ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام اُن کو اپنی مظلومیت کا بیان کرتے، آپ کو پتہ ہے کتنا عرصہ ہوگیا۔ سات سال کا بچہ تھا جب گھر سے نکلا، پتہ نہیں کتنا عرصہ راستے میں رہا۔ کتنا عرصہ زلیخا کے گھر میں رہا، کتنا عرصہ جنگلوں میں دربدر پھرتا رہا، کتنا عرصہ قافلوں کے ساتھ رہا۔ والد کی محبت نے کس طرح گھائل کردیا تھا۔ زخمی کردیا تھا۔ یارو، کوئی بات بھی پیغمبر نے نہیں کی۔ حق تھا کسی بندے کو گھر سے نکال دو، وہ داستانیں بیان کرتا ہے، کسی کو جماعت سے نکال دو، کسی جماعت میں سے، وہ لوگوں کے پاس جا کر شکائتیں کرتا ہے اپنے لیڈروں کی، کسی کو مدرسے سے نکال دو، تو وہ سارے شہر میں شور کرتا ہے، اپنی مظلومیت کی، اتنا عرصہ یارو گزر گیا، حق تھا حضرت یوسف علیہ السلام کا کہ وہ جیل کے ساتھی آج انہیں ملے ہیں، ان کے سامنے وہ اپنی ساری داستان بیان کرتے کہ

مجھے والد سے کیسے جدا کیا؟
مجھے کنوئیں میں کیسے پھینکا؟
مجھے مصر کیسے لائے

میرے منہ پر کیسے بھائیوں نے طمانچے مارے
سب، نہیں کہا

کہا تو کیا کہا؟...... اِنِّیْ تَرَکْتُ ......میں نے چھوڑ دیا، کس کو؟......مِلَّۃَ قَوْمٍ ......ان لوگوں کے عقیدے کو سن رہے ہو؟ (جی) اے کاش ابتداء میں ہی سارا اجتماع موجود ہوتا اور اس جامع، اہم، اور ضروری تقریر کو سنتے......تَرَکْتُ مِلَّۃَ قَوْمٍ......میں نے اس قوم کے عقیدے کو چھوڑ دیا، کس قوم کے؟......لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ......جو میرے رب کی توحید پر یقین نہیں رکھتے۔ سمجھے ہو کہ توحید کتنا اہم مسئلہ ہے؟

میں نے یاری توڑ دی اُن لوگوں سے، سنگت توڑ دی، رفاقت توڑ دی، دوستی توڑ دی، اُن لوگوں سے اٹھنا بیٹھنا چھوڑ دیا، کن سے؟...... لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ ......جو اللہ پر ایمان نہیں لائے۔

یہ جو لفظ ایمان ہے، جب بھی یہ کسی سے سنیں، آج بھی سنیں، ایمان کا معنی ہے، اعتقاد، عقیدہ اور عقیدت میں سب سے پہلا نمبر ہے اللہ کی توحید کا، پھر رسول کی رسالت کا، قیامت اور آخرت کا۔

میں نے کسے چھوڑا:

جن لوگوں کو میرے رب سے تعلق ہی نہیں میں نے ان کو چھوڑ دیا اور ان سے دوستی ترک کر دی......تَرَکْتُ......ان کو میں نے چھوڑ دیا......لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ ......جو اللہ پر ایمان نہیں رکھتے......وَبِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ کٰفِرُوْنَ......جو آخرت کو نہیں مانتے۔ اُن کا یہ عقیدہ ہی نہیں کہ ہم نے مر کر قبر میں جانا ہے اور قبر سے اٹھ کر اللہ کے

دربار میں پیش ہونا ہے۔ان لوگوں سے میں نے توڑ پیدا کرلیا۔

تقریریں آپ ہمیشہ سنتے ہیں۔ سنتے رہو، اللہ کرے اللہ مجھے صحت دے۔ (آمین)......اس کی کوئی ضرورت تھی، مجھے تو نہیں پتہ، آپ کو پتہ چل جائے تو مجھے خط لکھ دینا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو ضرورت کیا پڑی تھی کہ ان کے سامنے یہ بیان کرتے کہ میں نے چھوڑا کسے؟ چھوڑنے کی بات پہلے کی، اپنایا کسے یہ بعد کی بات ہے۔

پھر دہراؤں......تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ......میں نے چھوڑ دیا۔ان لوگوں کو جن کا توحید کے ساتھ یقین اور اعتماد کوئی نہیں۔ میں نے چھوڑ دیا جو آخرت کو نہیں مانتے۔ میں نے ان کو بھی چھوڑ دیا۔دوسرے الفاظ میں جو میرے رَبّ کے نہیں وہ میرے کیا لگتے ہیں۔

قرآن ہے، میں آپ کو کہانیاں نہیں سنا رہا ہوں جو رب کے نہیں میرے کیا لگتے ہیں۔آپ غلام آباد والو، برادریوں میں بٹے ہوئے ہو، برادری میں کوئی تم سے ٹھیک ہے، کوئی نہیں۔مولوی جی ہم نے ان کی شادی میں نہیں جانا۔کیوں نہیں جانا؟ ہمارے کیا لگتے ہیں؟ ہم نے چھوڑا، بہت سے لوگ منتیں کرتے ہیں آپ مانتے نہیں، ہمارے لگتے کیا ہیں؟

معلوم ہوا کہ آپ بھی برادریوں میں ایسے کرتے ہیں، نہیں، گھروں میں ایسے کرتے ہیں مولوی صاحب میں نے اسے بہت سمجھایا ہے اپنی بیوی کو، نہیں سمجھی،

ماں باپ کے پیچھے لگی ہوئی ہے
رشتہ داروں کے پیچھے لگی ہوئی ہے
عزیزوں کے پیچھے لگی ہوئی ہے

......نہیں سمجھی......

آخر میں نے کہا طلاق، طلاق، طلاق جا دفع ہو۔نہیں سمجھی، چھوڑ دی۔ مولوی صاحب اس بچے کی سفارش نہ کرو، بہت سمجھایا ہے، آخر نوائے وقت میں دیا کہ فلاں،فلاں کو میں نے عاق کر دیا، گھر سے نکال دیا، ہم اس کے ذمہ دار نہیں۔

فرمایا بیٹوں سے لڑ کر اسے عاق کر سکتے ہو، تیری نہیں مانتے، بیوی کو جنگ کر کے اسے گھر سے نکال سکتے ہو، وہ تیری نہیں مانتی، میرے ساتھ تیرا اتنا بھی تعلق نہیں؟ میرے دشمنوں کے ساتھ ہنس ہنس کر بغل گیر ہوتا ہے۔ان سے پیار کرتے ہو، اُن کے ساتھ محبت کی پینگیں بڑھاتا ہے۔سن، جس طرح مجھے ماننا ضروری ہے۔اسی طرح میرے دشمنوں کو چھوڑنا ضروری ہے۔ نہ سمجھ آئے تو پھر میرے ساتھ فون پر بات کر لینا۔میرے ساتھ بیٹھ کر بات کر لینا۔نہ سمجھ آئے پھر سہی، میں کسی کو رنج نہیں کرنا چاہتا۔

پہلے بیوی کو سمجھاتے ہیں۔خود سمجھاتا ہے۔ بچے سمجھاتے ہیں۔ والدین سمجھاتے ہیں۔ گھر والے سمجھاتے ہیں۔ پہلے سمجھاؤ، پہلے لڑو نہیں، پہلے بچے کو سمجھاتے ہو، پہلے لڑو نہیں، پہلے گناہگار کے خلاف نہ ہو جاؤ،

پہلے جوڑ پیدا کرو — اسے مسئلہ سمجھاؤ
نماز پڑھنی چاہیے — اسے مسئلہ سمجھاؤ
سجدہ رب کا کرنا چاہیے — اسے مسئلہ سمجھاؤ
اللہ کے سوا کسی کو نہیں پکارنا — اسے مسئلہ سمجھاؤ
اللہ کے سوا کوئی حاجت روا اور مشکل کشا نہیں — اسے مسئلہ سمجھاؤ

ہر جگہ سننا اسی کا کام ہے جو مالک المختار ہے اور جب مسئلہ نہ سمجھے، تب غصے

ہو، پھر یوسف کی سنت ہے کہ

اسے چھوڑ دو

بائیکاٹ کرو

توڑ پیدا کرو

میں نے رب کے منکروں کو چھوڑا:

یہ دیکھ لو یہ قرآن پاک ہے، میرے سامنے......اِنِّیۡ تَرَکۡتُ مِلَّةَ قَوۡمٍ لَّا يُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ ......میں نے اس قوم کو چھوڑ دیا، کس قوم کو؟ جو......لَا يُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ ......اللہ کو نہیں مانتے، اسے مشکل کشا، حاجت روا نہیں سمجھتے۔ غیروں کے دروازوں پر جا کر دستِ سوال دراز کرتے ہیں، مانگتے ہیں، ان کے وظیفے کرتے ہیں اور پڑھتے ہیں، قبروں کا طواف کرتے ہیں اور اللہ کے ذمے ایسی باتیں لگاتے ہیں، جو رب کی شان کے مطابق اور لائق نہیں، اللہ کا نبی فرماتا ہے۔

اے میرے جیل کے ساتھیو! مجمع تو میرے سامنے کوئی نہیں، دو بندے کچی کوٹھڑی میں سامنے بیٹھے ہوئے، میں اللہ کے نبی کی گفتار پر قربان جاؤں، سبحان اللہ، ہائے میں نبی کی تقریر پر قربان جاؤں، ہم مجمع کے بغیر نہیں بولتے، ہم کانفرنس کے بغیر تقریریں نہیں کرتے اور بندے جب تک آئیں نہ اس وقت تک خطیب کو شرح صدر نہیں ہوتا۔ میں قربان جاؤں اللہ کے نبی پر، اللہ سنتا ہے یا اس کے دو بندے سنتے ہیں اور مسئلہ کتنا اہم ہے، اتنا اہم مسئلہ جسے سنانے کے لئے میرے رب نے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کو مبعوث کر کے اپنی توحید کا اہم اور بنیادی مسئلہ ان کے ذمہ لگایا۔

میں نے اُنہیں چھوڑ دیا......لَا يُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ......وَبِالۡاٰخِرَةِ هُمۡ كٰفِرُوۡنَ

......آخرت کو بھی نہیں مانتے میں نے چھوڑ دیا۔

آہستہ آہستہ میں نے آپ کو قرآن سمجھانا ہے۔ دو آدمیوں کو اللہ کا نبی مسئلہ سمجھا رہا ہے۔ اچھا جی انہیں تو آپ نے چھوڑ دیا، کس کا دامن پکڑا؟ انہیں تو چھوڑ دیا پھر......

دامن کس کا پکڑا؟

لڑ کن کا پکڑا؟

پیار کن سے پایا؟

دوستی کن سے کی؟

تعلق کس سے جوڑا؟

کسے اپنا مرکز اور محور قرار دیا؟

مخدوم مقتداء اور پیشوا بنایا؟

اے اللہ کے نبی! وہ بندے بھی بتا دے، جن سے یاری لگائی؟ وہ بھی تو بتا......

جیل میں اعلان حق:

وہ بھی بتا دیئے، فرمایا! میں نے چھپانا نہیں، یہ ضیاء القاسمی تمہیں ریکارڈ نکال کر بتاتا ہے، جو ریکارڈ اللہ کو اتنا پسند آیا، حضرت یوسف علیہ السلام کی تقریر کا، میری تقریر ریکارڈ ہو رہی ہے، لوہے کی مشین میں اور حضرت یوسف علیہ السلام کی تقریر ٹیپ ہو رہی ہے اللہ کی کتاب میں، فرمایا تیری ٹیپ ختم ہو جائیں گی۔ ختم ہوں گی۔ مرمت کرانے کے لئے مستریوں کے پاس لے کر جائے گا اور جس ٹیپ میں میرے یوسف کی تقریر بھری ہوئی ہے۔ چودہ صدیاں تو حضور ﷺ کو ہو گئیں چودہ صدیاں سے پہلے

یوسف علیہ السلام کے زمانے میں، وہ بھی وہ زمانہ جب میرا نبی جیل میں موجود تھا۔ جیل کی بڑی بڑی دیواروں میں اس نے تقریر کی۔ میرا جبرائیل ان دیواروں کو عبور کر کے نبی کی تقریر سننے کے لئے چلا گیا۔اس کی تقریر کولا کر اللہ کے قرآن میں ریکارڈ کر کے محمد ﷺ کے سینے پر نازل فرما دیا اوراب تک غلام آباد کی فضاؤں میں وہ تقریر ماشاءاللہ بچے بوڑھے جوان، حافظ کی زبان پر موجود ہے، کیونکہ......اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ ...... یہ قرآن میں نے خود نازل کیا ہےاور میں اس کی حفاظت بھی خود ہی کروں گا۔اے اللہ! پھر یوسف علیہ السلام نے بے ایمانوں کو چھوڑ دیا۔آخرت کے منکروں کو چھوڑ دیا۔تیری توحید کے منکروں کو چھوڑ دیا۔تیرے گستاخوں کو چھوڑ دیا۔قبروں کے پوجاریوں کو چھوڑ دیا اور تیری توحید کا انکار اور استھزاء کرنے والوں کو چھوڑ دیا۔میرے رب یہ بھی بتا دے کہ پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے کن کا دامن پکڑ کر کس کے ساتھ یاری لگائی؟ اور کن سے اپنا عقیدہ جوڑ لیا؟ اللہ فرماتے ہیں کہ میں بتاؤں یا یوسف علیہ السلام بتائے؟

قرآن ہو تو کسی کتاب کی ضرورت رہتی ہے؟ (نہیں) میں تو طالب علموں کو کہتا ہوں اور ہمیشہ کہتا ہوں کہ اللہ کا قرآن پڑھا کرو، کسی تقریروں کی کتاب کی ضرورت ہی نہیں۔

اے اللہ کے نبی چھوڑا کسے؟......تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ...... توحید کے منکروں کو چھوڑ دیا......وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ كَافِرُوْنَ......اور جو آخرت کو نہیں مانتے ان کو بھی چھوڑ دیا۔اچھا ان کو چھوڑا۔یاری کن سے رکھی۔سن لو اب فرمایا کہ...... وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ آبَاءِ یْ اِبْرَاهِيْمَ...... اگر بروں کو چھوڑا ہے، تو میں نے ان کو چھوڑ کر جسے قبول کیا ہے۔ان میں پہلا نام......اِبْرَاهِيْمَ......دوسرا نام......وَاِسْحَاقَ

......اسحاق علیہ السلام......تیسرا نام......وَیَعْقُوْبَ......یعقوب علیہ السلام، تین نام ہو گئے، ابراہیم علیہ السلام کے دامن سے وابستہ ہو گیا۔ اسحاق علیہ السلام کا دامن پکڑ لیا۔ یعقوب نبی کا دامن میں نے مضبوطی سے پکڑ لیا۔ میں اُن کو چھوڑ کر ان سے مل گیا، جن کو چھوڑا۔ وہ رب کی فہرست میں بے ایمانوں کے سردار تھے اور جن کے دامن سے وابستہ ہوا۔ وہ انبیاء کے اتنے اعلیٰ اور پاکیزہ شخصیات تھیں کہ اللہ نے اپنے آخری نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حکم دیا، محبوب جس طرف ابراہیم چلے آپ بھی چلیں، جس طرح ابراہیم علیہ السلام چلے اسی طرح چلا کریں۔

اسوہ ابراہیمی اپنا:

یہ بھی اللہ نے قرآن میں بتایا ہے، فرمایا......قَدْ کَانَتْ لَکُمْ......ترجمہ میں خود ہی کرتا جاتا ہوں ساتھ......قَدْ کَانَتْ لَکُمْ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ فِیْٓ اِبْرَاھِیْمَ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗٓ اِذْقَالُوْا لِقَوْمِھِمْ ......فرمایا میرے محبوب ان کو ابراہیم علیہ السلام کی بات سنا۔

ان کو پتہ چلے ...... یاری کس سے لگائی ہے
انہیں پتہ چلے ...... جوڑ کس سے لگاتے ہیں
ان کو پتہ چلے ...... توڑ کس سے کرتے ہیں
ان کو پتہ چلے ...... محبت کس سے کرتے ہیں
ان کو پتہ لگے ...... دشمنی کس سے کرنی ہے
انہیں پتہ چلے ...... کس سے غصے سے دیکھنا ہے
انہیں پتہ چلے ...... کس سے پیار سے دیکھنا ہے

انہیں پتہ چلے ...... نبیوں کا راستہ کس نے پکڑنا ہے

ان کو پتہ چلے ...... کس کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر چلنا ہے

انہیں پتہ چلے ...... نبیوں کے دشمنوں کیساتھ کس حد تک پیار کرنا ہے

......قَدْ کَانَتْ لَکُمْ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ ......

فرمایا تم اپنی باتیں سمجھانے کے لئے کہتے ہو میں اس طرح کی پگڑی باندھتا ہوں، جس طرح حضرت مدنیؒ باندھتے تھے۔ میں اس طرح کی واسکٹ پہنتا ہوں، جس طرح کی قاری طیب صاحب پہنتے تھے۔ میں اس طرح کی ٹوپی پہنتا ہوں جس طرح کی سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ پہنتے تھے۔تم اپنی باتیں کرتے ہو ایک دوسرے کے ساتھ، میرے پیارے نبی آپ انہیں بتائیں کہ تو اور تیرے صحابہؓ کس سے پیار کریں او رکس سے یاری لگائیں، کس سے پیار چھوڑ کر عداوت کرلیں، فرمایا کہ مجھے ضرورت نہیں۔لمبی کہانیوں کی۔

بس ابراہیم کو دیکھ لو، جس طرف چل پڑے آپ چل پڑیں، جس سے پیار کرے تم بھی کرلو، جس سے دشمنی کرے، دشمنی کرلو۔اس نے اپنی قوم کو کہا......اِنَّا بُرَآءُ مِنْکُمْ......

اے غیر اللہ کی قبروں پر چڑھاوے چڑھانے والو!

ان کی قبروں کا طواف کرنے والو!

غیر اللہ کے چکر لگانے والو!

ان سے مرادیں مانگنے والو!

او بتوں کے پجاریو!

سورج کے پجاریو!

چاند کے پجاریو

......اِنَّا بُرَاٰءُ مِنکُم......

ہمارا تمہارے ساتھ تعلق ہی کوئی نہیں، یہ آیت نکال دیں، جو مجھ سے زیادہ باغیرت ہیں، وہ کہتے ہیں کہ نہیں جی نہیں، یہ اخلاق نہیں، تیرے اخلاق کو ماروں جوتے، اس اخلاق کو جو اخلاق سنت مصطفیٰ ﷺ سے جدا کرے۔

کس سے یاری کس سے انکاری:

پھر آیت سناتا ہوں، یہ تقریر ادھر لگا کر فروخت کرنا۔ یہ نہ سمجھنا کہ پیسے لے لینے ہیں، یہ بے چارہ کام کرتا ہے......قَدْ کَانَتْ لَکُمْ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ فِیْ اِبْرَاھِیْمَ ......او گول مسجد والو! چودہ سو سال سے لیکر تم تک، جب محبت اور دشمنی کا فیصلہ کرو کہ

کس سے یاری کرنی ہے، کس سے توڑنی ہے

کس سے جوڑ پیدا کرنا ہے، کس سے توڑ پیدا کرنا ہے

فرمایا پھر کسی اور طرف نہیں آنکھیں بند کر کے ابراہیم علیہ السلام کے پیچھے چل پڑنا، آنکھیں باندھ لینا، ضرورت ہی نہیں ادھر ادھر دیکھنے کی......قَدْ کَانَتْ لَکُمْ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ ......تمہارے لئے پھر اسوۃ حسنہ ہے۔ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ کا معنی؟ بہترین نمونہ......اُسْوَۃٌ...... کہتے ہیں نمونے کو......حَسَنَۃٌ......کہتے ہیں بہترین، جسے سب کہیں بہترین، کوئی بدترین اسے بہترین نہ مانے رب کی دھرتی پر اس سے گندہ بندہ ہی کوئی نہیں۔

اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ...... فِیْ اِبْرَاھِیْمَ ......ابراہیم علیہ السلام تمہارے لئے بہترین نمونہ، یا اللہ صرف ابراہیم علیہ السلام؟ فرمایا نہیں......وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ......جو اس

کے ساتھ ہیں وہ بھی، کیونکہ جو معہ کا لفظ ہے، یہ اللہ نے نبیوں کے ساتھ جوڑ دیا ہے، سبحان اللہ کہو......سبحان اللہ......

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ ......فرمایا جو میں نے ساتھ کھڑے کر دیئے ہیں، تمہارے لئے بہترین نمونہ، اگر پیار کرنا ہے ابراہیم کے ساتھ، اس کے اسوۃ کو سامنے رکھ، اس کے پیاروں کے اسوۃ کو سامنے رکھ، اس لئے!

کس کی اقتداء کرو؟

حضور ﷺ نے فرمایا میں دنیا سے جا رہا ہوں، صحابہؓ کی چیخیں نکل گئیں، حضور ﷺ کس کے حوالے کر کے چلے ہو؟ فرمایا......اِقْتَدُوْا مِنْ بَعْدِیْ اَبَابَکْرٍ ......جب میں دنیا سے چلا جاؤں، آنکھیں بند کر کے ابوبکرؓ کے پیچھے لگ جانا، حدیث ہے، آنکھیں باندھ کر میرے صدیقؓ کے پیچھے لگ جانا۔

آنکھیں باندھ کر ابراہیم کے پیچھے لگ جائیں، حضور ﷺ کو حکم ہے، صحابہؓ کو حکم ہے......اِقْتَدُوْا اَبُوْبَکْرٍ ......اور یہاں ہے......اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ...... فِیْ اِبْرَاھِیْمَ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ...... اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِھِمْ......جب ابراہیم اور ان کے ساتھیوں نے اپنی قوم کو کہا، کیا کہا قوم کو؟...... اِنَّا بُرَآءُ مِنْکُمْ......او بتوں کے پوجاریو، غیر اللہ کے چڑھاوے چڑھانے والو، چاند اور سورج کی پوجا کرنے والو، غیر اللہ کی نذریں اور نیازیں کھانے والو......اِنَّا بُرَآءُ مِنْکُمْ......کوئی اور بندہ تلاش کرو، اپنی اغراض پوری کرنے کے لئے، ہم سارے کے سارے تم سے توڑ دیں اور کس کے جوڑ دیں......

وَاتَّبَعْتُ مِلَّۃَ اٰبَاءِ یْ اِبْرَاھِیْمَ وَ اِسْحَاقَ ......ہم نے اس سے جوڑیں، تم سے توڑ لیں۔

اگلے جملے تو اور سخت، مولویو، اپنی مساجد میں اور کچھ نہ کرو، جمعے تو تم چھوڑ گئے ہو، درس قرآن تو دے لیا کرو، تمہاری عزت قرآن کے ساتھ ہے، تم چندہ قرآن کے نام پر لیتے ہو، لوگ تمہیں پیسہ قرآن کے نام پر دیتے ہیں، مولویو، دیوبندی مولویو! اپنی مساجد میں درس قرآن دیا کرو۔

حضرت لاہوری کی قربانی:

لاہور میں ایک بوڑھا ہے کوئی ستر سال کی عمر ہو رہی ہے، روتا جا رہا ہے۔ میں نے پوچھا کہ کیوں روتا ہے؟ بڑی مشکل سے میں نے کہا کہ بابا جی چپ کریں، کیا بات ہے؟ فرمانے لگے کہ میں حضرت لاہوریؒ کا اس وقت درس سنتا تھا جب میں ہوتا تھا یا تین بندے اور ہوتے تھے دو بندے اور ہوتے تھے۔

حضرت جب گھر سے نکلتے تھے۔ درس دینے کے لئے مجھے کہتا ہے، قاسمی صاحب، میں نے ان گناہ گار آنکھوں سے دیکھا ہے۔ لوگ اپنے گھروں کی بیت الخلاء کی غلاظت اکٹھی کر کے گھروں کی چھتوں سے پھینکتے تھے۔ صبر و شکر کے ساتھ درویش وفا پرست برداشت کرتا تھا۔ آیا تو چار آدمی قرآن سنتے تھے، لاہور سے جب جنازہ اٹھا لاکھوں انسان پلکیں بچھا رہے تھے۔

میں ایمان داری سے کہتا ہوں، میں قسم کھا کر کہتا ہوں
بڑے بڑے نیک بندے مجھے نہیں مانتے
دیوبندیوں کے، صوفی مجھے نہیں مانتے
مساجد والے مجھے نہیں مانتے
دیوبندی نہیں مانتے

مدرس مجھے نہیں مانتے

شیخ الحدیث مجھے نہیں مانتے

میری مسجد میں بیٹھنے والے مجھے نہیں مانتے

لیکن جتنا یہ نہیں مانتے، اتنا ہی اللہ منواتا جا رہا ہے

اور میں ایمانداری سے کہتا ہوں اس لئے کہ میں قرآن مجید کا دل سے شیدائی ہوں۔ میں دل سے اپنے رب کی توحید کا مُنادی ہوں، جو میرے ساتھ دوستی لگائے گا، مجھے اس سے پیار ہوگا۔ جو رب سے دوستی لگائے گا، رب کو اس سے پیار نہیں ہوگا؟

قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ...... میرے پاس جو کچھ ہے۔ وہ رب کی توحید کی عطا کردہ ہے اور ان شاء اللہ میں اسے باقی رکھوں گا۔

اگلا جملہ سنو، فرمایا...... اِنَّا بُرَآءُ مِنْكُمْ ...... ہم تم سے بری ہیں جاؤ، نہ سمجھ آئے پھر سہی، پھر بات کرتے رہیں گے، فرمایا...... وَبَدَا بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ ...... سبحان اللہ تو کہو اتنا کام تو کرو، یہ اکیلا ہی صوفی زور لگا رہا ہے...... وَبَدَا بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ ...... میری تمہاری آج کے بعد دشمنی، عداوت کا معنی عداوت، میری اور تمہاری عداوت، دشمنی، توڑ...... بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ ...... وَالْبَغْضَاءُ...... صرف دشمنی نہیں، میرے دل میں جب تم سامنے آؤ۔

جلالی اور جمالی:

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میرا بھائی ابراہیم جلالی تھا، فرمایا مجھے بھی رب نے ساتھی دیئے ہیں، ایک جمالی ہے ایک جلالی ہے، جمالی ابوبکرؓ اور جلالی عمرؓ ہے۔ فاروق اعظمؓ ہے جمال بھی ہے، جلال بھی ہے اور قرآن میں بھی یہ لفظ ہے...... اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَاءُ بَیْنَھُمْ ...... فرمایا کافر آئیں تو جلالی ہیں اور جب بلالؓ آئے تو جمالی ہیں، بلالؓ آئے حضرت عمرؓ صدر مملکت تھے امیر المؤمنین تھے۔ اٹھ کر کھڑے ہو گئے، اپنی جگہ خالی کر دی۔ فرمایا...... جَآءَ سَیِّدُنَا...... ہمارا آقا آ گیا، سردار آ گیا...... آپس میں...... رُحَمَاءُ......

مغالطہ میں نہ پڑو:

پھر مغالطے میں نہ پڑ جانا، میں آپ کو مسئلہ یہ سمجھاتا ہوں، پہلے مریض کی اصلاح کریں۔ اس سے نفرت نہ کریں۔ مریض کو کہو کہ کیا ہوا گلہ دُکھا، میرا گلہ پک گیا ہے، نزلہ ہے، زکام ہے، بند نہیں ہوتا۔ بہت پریشانی ہے۔ آنکھوں سے پانی نکلتا ہے، ڈاکٹر کہتا ہے کہ یہ گولی لے، ٹھہر......

املی نہ کھانا

گول گپے نہ کھانا

پنکھا چھوڑ دے

پکوڑے چھوڑ دے

تُرش چیز چھوڑ دے

لسی کے قریب نہ جانا

پنکھے کے نیچے نہیں بیٹھنا

بازار میں جاتے ہوئے تمہیں خیال ہو، شکنجبین پڑی ہے تو خوب پیئوں، نزدیک نہ جانا، گلہ اس سے زیادہ خراب ہو جائے گا۔

معلوم ہوا کہ شکنجبین پینا کسی وقت عین صحت ہے اور کسی وقت شکنجبین سے بچنا عین صحت ہے۔ یہ حکیم کو پتہ چلتا ہے کہ جوڑ کس وقت کرنا ہے توڑ کس وقت کرنا ہے، آپ حکیموں کو ملتے نہیں، حکیموں کے نزدیک آپ ایسے سمجھتے ہیں جس طرح ٹیکہ لگتا ہے، درد ہو رہی ہے۔

او میاں علماء حکیم ہیں، ہم نے گیارہ سال چٹائیوں پر بیٹھ کر، صفوں پر بیٹھ کر دین پڑھا ہے اور اس طرح کی ہمیں دال دیتے تھے جامعہ رشیدیہ میں کہ ہم دانے تلاش کیا کرتے تھے۔ خوردبین سے، کہیں دال کے دانے ملیں۔

ایک دن ہم نے کر دی ہڑتال، چار لڑکوں نے مل کر کہ ہم نے دال نہیں کھانی، مولانا عبداللہ صاحب ہمارے استاد تھے۔ شیخ الحدیث، ان میں، ان کا بیٹا بھی شامل تھا، کہتا ہے کہ اس میں دال ڈال بھی دیا کریں، مولانا نے ہمیں بلا لیا۔ چاروں کو کان پکڑوا دیئے۔ ان کی جوتی بہت مضبوط ہوتی تھی۔ خوب پیٹا، مجھے بھی انہیں بھی، کھاؤ گے؟ ہم نے کہا نہیں نہیں پیئیں گے۔ صرف کھائیں گے نہیں، پیئیں گے اور اسی دال اور مار کا اثر ہے کہ آج قرآن کا فہم سونے سے بہتر ہے، اسی دال کی برکت ہے۔

حکمت و بصیرت سے سمجھا:

میرے دوستو! قسم ہے رب کی میں کسی کی توہین نہیں کر رہا، میں صرف آپ کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس طرح دل میں ضرور یہ خانہ رکھو کہ ایک بندے کو سمجھایا کہ تو قبر کی پوجہ نہ کر، چڑھاوے اللہ کے دے، غیر اللہ کو نہ پکار، وہ سمجھتا ہی نہیں، پھر اسے

کہو......بَدَا بَیْنَنَا وَ بَیْنَکُمُ ......اس مقام پر آ کر پھر توڑ۔

ہم یہ نہیں کہتے ہیں کہ پہلے دن اسے جوتے ماریں لیکن جس مریض میں جو مرض ہے اس کی اصلاح کرو، ایک بندے کو ہے بخار، آپ کہیں گے کہ پاؤں آگے کر میں مرہم لگاؤں، وہ کہے گا اچھا حکیم لائے ہو، مجھے بخار ہے اور تو مرہم لگا رہا ہے۔

جو مرض ہے صوفی اس کا علاج کر، مرض ہے شرک کی تو اور کوئی بات نہ کر......بَدَا بَیْنَنَا وَ بَیْنَکُمُ الْعَدَاوَۃُ ......حضرت ابراہیم علیہ السلام فرماتے ہیں ہم یہ بات کھل کر کرنا چاہتے ہیں، جو لوگ اللہ سے دشمنی رکھتے ہیں، ابراہیم کا ان سے ناطہ ہی کوئی نہیں، رشتہ ہی کوئی نہیں۔

آزر نے کہا کہ ابراہیم میں وزیراعظم ہوں، میرا لحاظ کر، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تجھے نبی اعظم کا لحاظ نہیں، میں وزیراعظم کا لحاظ کیوں کروں......اُفٍّ لَّکُمْ وَ لِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ ......اللہ کے سوا جن کی پوجا کرتے ہو، قسم ہے رب کی، ان کے اختیار میں......

نہ نفع ہے

نہ نقصان ہے

اگر یہ میرا کچھ بگاڑ سکتے، میں نے رب واڑے میں جا کر......

کسی کی ٹانگ توڑی

کسی کا کان کاٹا

کسی کا ناک کاٹا

کسی کی آنکھیں نکالیں

میرا تو کچھ نہیں بگاڑ سکے، لوگوں کی مشکل کشائی کیسے کر سکتے ہیں، ہمارا

تمہارے ساتھ کیا تعلق ہے؟......بَدَا بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ......ابراہیم یہ لڑائی کب تک رہے گی۔ فرمایا اگر ختم کرنی ہے تو ایک منٹ میں ختم ہوتی ہے وہ کون سا منٹ ہے تمہارا۔ فرمایا......حَتّٰى تُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ ......سبحان اللہ کہہ یار......سبحان اللہ......

فرمایا ابھی ختم ہوتی ہے ابھی......تُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ......اللہ پر ایمان لے آؤ توحید مان لو، میری تمہاری بات ختم، اگر توحید کا مسئلہ نہیں مانتے، تم ادھر، ہم اِدھر، ہمارا تمہارا کیا تعلق؟

آیت کا اعادہ:

اب میں نے تمہیں آیت سنائی ہے قرآن کی، پھر پڑھ دیتا ہوں......لَقَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْ إِبْرَاهِيْمَ...... میرے بندو، ابراہیم علیہ السلام کی سیرت طیبہ میں تمہارے لئے بہت بہترین نمونہ ہے اور ان کے صحابہ کی سیرت میں کیا نمونہ ہے؟ کہ جن کا میرے ساتھ تعلق نہیں، تم بھی ان سے بے تعلق ہو جاؤ......بَدَا بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ ......بغض اور عداوت ایک دوسرے کے خلاف جب مانتے ہی نہیں، پھر یہ اس قابل نہیں کہ تم ان سے پیار رکھو......وَالْبَغْضَاءُ...... کب یہ ختم ہو سکتی ہے فرمایا......حَتّٰى تُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ ......اللہ کی توحید پر ایمان لے آؤ، بات ختم ہو جائے گی۔

یہ میں نے دو آیتیں آپ کو سنا دی ہیں، میں لکھ کر لایا ہوں۔ میں حافظ تو ہوں نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے کہ اس نے نہیں بنایا۔

بیزاری کن سے؟

سمجھ آ رہا ہے، میں ترجمہ اتنا مشکل نہیں کرتا کہ تمہیں سمجھ نہ آئے، ماشاء اللہ، لو جناب دوسری آیت سنو......وَمَنْ یَّکْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ...... جو بندہ ان باطل پرستوں کا انکار کرے......طَاغُوْتِ......شیطانی قوتیں، اللہ کے دین کے خلاف جو برانگیختہ کرتی ہیں۔ (توجہ ہے)......وَمَنْ یَّکْفُرْ ......جو میرے بندے ہیں، وہ ان طاقتوں کا انکار کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ ہم نہیں مانتے۔ ہم مشرکوں کو نہیں مانتے، مانتے ہو؟ (نہیں) زور سے؟ نہیں مانتے، اللہ کے فرشتے کہیں لکھ کر نہ لے جائیں، (آہستہ بولو) جو شرک کرنے والا ہے ہم اسے نہیں مانتے......

ہم اسے سمجھائیں گے
اسے ہم پیار کریں گے
ہم اسے مسئلہ بتائیں گے
ہم اسے قرآن سنائیں گے
ہم حضور ﷺ کی حدیث سنائیں گے
اگر وہ ٹانگیں مارے گا
کہنیاں مارے گا
استہزاء کرے گا
آنکھیں نکالے گا
مونچھوں کو بل دے گا
آنکھیں سرخ کر کے وہابی وہابی کہے گا

اللہ فرماتے ہیں......فَمَنْ یَّکْفُرْ ......دھکا مار، پیچھے پھینک اسے، یہ لگتا کیا ہے، یہ ہوتا کون ہے؟ یا اللہ یہ کون ہے؟ فرمایا......بِالطَّاغُوْتِ...... یہ وہ شیطان ہے

جسے نہ رب مانتا ہے نہ رب کا رسول مانتا ہے......وَ مَنْ یَّکْفُرْ بِاالطَّاغُوْتِ ......جو اس طرح کے طاغوتوں کا انکار کرے۔

غلام احمد قادیانی کا

غلام احمد پرویز کا

قبروں کے پجاریوں کا

صحابہؓ پر تبرا کرنے والوں کا

صحابہؓ کو گالیاں دینے والوں کا

حضرت عائشہؓ کی تکفیر کرنے والوں کا

جو بائیکاٹ کرے، جو انکار کرے، فرمایا......فَمَنْ یَّکْفُرْ بِاالطَّاغُوْتِ ...... یا اللہ ان کا انکار، ان کو چھوڑ دے؟ فرمایا، چھوڑ دے، کسے پکڑے؟ فرمایا......و یُؤْمِنْ بِاللّٰهِ......ان کو چھوڑ کر اللہ پر ایمان لائے۔ اللہ کی توحید کو مانے۔

جو بائیکاٹ کرے، جو انکار کرے، فرمایا......فَمَنْ یَّکْفُرْ بِاالطَّاغُوْتِ ...... یا اللہ ان کا انکار، ان کو چھوڑ دے؟ فرمایا، چھوڑ دے، کسے پکڑے؟ فرمایا......یُؤْمِنْ بِاللّٰهِ......ان کو چھوڑ کر اللہ پر ایمان لائے، اللہ کی توحید کو مانے۔

اللہ کی حفاظت میں کون؟

پھر اسے ملے گا کیا؟ ترجمہ پھر کرتا ہوں، پہلے آیت سن......فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَنْ فِصَامَ لَهَا ......اللہ فرماتے ہیں جو بندہ مجھے مان لے۔ ان کو چھوڑ دے، انکار کر دے۔ ان کا انکار، ان سے تعلق توڑ لے۔

یا اللہ پھر کیا ہوگا؟ فرمایا پھر میری توحید پر ایمان لے آئے۔ قسم ہے مجھے اپنی

کبریائی کی، وہ بندہ میرے قلعے میں داخل ہو جائے گا، میری توحید والے قلعے میں داخل ہو جائے گا۔

قلعہ اکبر بادشاہ کا ہو

قلعہ شاہ جہاں کا ہو

قلعہ جہانگیر بادشاہ کا ہو

وہ اپنے قلعے میں کسی دشمن کو داخل نہیں ہونے دیتا۔ توحید والے، ان کو چھوڑ کر میری طرف آ، مجھے اپنی کبریائی کی قسم ہے بلال سے پوچھ میں اس کی مکے میں دھوم مچادوں گا۔

اگر اور تھوڑا سا ضیاء القاسمی سے بات کر، پھر تمہیں بلال رضی اللہ عنہ کی مکے میں دھوم نہیں۔ معراج کو گیا معراج والا، آ کر کہتا ہے کہ میرے یار بلال رضی اللہ عنہ کو بلاؤ، بلال رضی اللہ عنہ میں نے تیری آواز سدرۃ سے بھی آگے سنی ہے۔ یار وہاں تیری آواز کیسے پہنچ گئی۔ عرض کیا یارسول اللہ وہاں تو آپ تھے۔ رب نے میری آواز ریکارڈ کر کے پہنچادی۔ یار کا یار سے پیار ہوتا ہے۔ رب نے فرمایا تھا کہ توحید والے، تجھے ایک دیوانے مؤحد کی بات نہ سنادوں۔

میرے قلعے میں آ کر پاؤں تو رکھ، میں کس طرح تیری حفاظت کرتا ہوں......

کہاں یہ دین آساں ہے:

زنیرہ ایک عورت تھی صحابیہ رضی اللہ عنہا، ابو جہل ابو لہب دونوں اکٹھے ہو کر اس کے پاس گئے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دے۔ (صلی اللہ علیہ وسلم) اصابہ میں یہ روایت موجود ہے میں طالب علموں کو بتاتا ہوں۔

سیدہ زنیرہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ابوجہل، ابولہب، نہ میں مصطفیٰ ﷺ کو چھوڑوں نہ میں مصطفیٰ ﷺ کے رب کو چھوڑوں۔ میں نے انہیں پکڑ لیا ہے میں ان سے پیار کرتی ہوں۔ میں ان کے عقیدے پر راسخ ہوگئی ہوں۔ میں قلعے میں داخل ہوگئی ہوں۔

روایات میں آتا ہے کہ ابوجہل نے آنکھ پر مکا مارا، کچھ مکے اس آنکھ میں، کچھ اس آنکھ میں، دونوں آنکھوں کی پتلیاں رخساروں پر آ گئیں۔ پتلیاں نکل گئیں۔ مرد اتنا بڑا کہ مکے مارے آنکھ رہ جائے اپنی جگہ پر، دونوں پتلیاں نکل کر رخسروں پر آ گئیں، نابینا ہوگئی، کہنے لگے اب تو مان جا۔ خون آ گیا آنکھیں باہر نکل آئیں۔ اب بھی عقیدہ لئے پھرتی ہے؟ تجھے پتہ نہیں چلا کہ مجھے...... اَعْمَتَ اللَّاتُ وَالْعُزّٰی ...... لات وعزی نے تجھے اندھا کر دیا۔ سیدہ اٹھ کر کھڑی ہوگئی...... اللہ اکبر......

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے ہے

اٹھ کر کھڑی ہوگئی فرمایا پھر کہہ؟ کیا کہتا ہے پھر کہہ؟ اس نے کہا کہ ابھی سمجھ نہیں آئی، آنکھیں چلی گئیں، اندھی ہوگئی، پتلیاں رخساروں پر آ گئیں ابھی بھی پتہ نہیں کہ لات وعزی نے تجھے اندھا کر دیا۔ اس نے کہا۔

جفا جو عشق میں ہوتی ہے وہ جفا ہی نہیں
ستم نہ ہو تو محبت میں کچھ مزہ ہی نہیں

پھر اسے مکا مارتا ہے کہ زنیرہؓ ابھی بھی تجھے وہی باتیں سوجھ رہی ہیں۔ تجھے پتہ نہیں کہ...... اَعْمَتَ اللَّاتُ وَالْعُزّٰی ...... تجھے لات وعزی نے اندھا کر دیا۔ سیدہ

بول پڑی، فرماتی ہے...... کَفَرْتُ...... یہ بے ایمان ہے۔ ہائے ہم سب کو یہ ایمان نصیب ہو جائے۔ (آمین)...... کَفَرْتُ...... آنکھوں میں خون......

میں نے توڑ دیا، میں نہیں مانتی۔ میں نہیں تسلیم کرتی۔ آنکھیں نہیں جان چلی جائے...... کَفَرْتُ...... بِاللّٰتِ وَالْعُزّٰی ...... میں لات وعزی پر لعنت بھیجتی ہوں۔ میرا وہ خدا ہے۔ جو محمد ﷺ کا خدا ہے...... کَفَرْتُ بِاللّٰتَ وَالْعُزّٰی ...... میں لات و عزی پر لعنت بھیجتی ہوں۔ میں کیا سمجھتی ہوں انہیں۔ میرا عقیدہ میرے مصطفیٰ ﷺ نے اپنے سول ہسپتال میں بنایا ہے۔

یہ سخت تقریر ہے یا میں دلائل دے رہا ہوں یا ایسے ہی ہوائی باتیں کر رہا ہوں؟ عقیدے کی اصلاح کر صوفی، عقیدہ ہوا کچا، تہجدیں پڑھتا رہ کچھ نہیں ملنا۔ جتنے مرضی رات کو آنسو بہا، جب تک شرک سے اپنی آنکھ کے آنسوؤں کو پاک نہیں کرتا، جب تک میرے مصطفیٰ ﷺ کا عقیدہ اپنے دل میں نہیں پیدا کرتا......

رب نہیں مانتا

رسول نہیں مانتا

صحابہ نہیں مانتے

ہماری سیدہ محترمہ زنیرہؓ نہیں مانتی

عزیمت کا راستہ:

آپ کو پتہ ہے کہ میں نے یہ سو دفعہ سنایا ہے۔ حضور ﷺ نے صدیق اکبرؓ سے فرمایا......

یار مار پڑتی ہے

روز گلیوں میں گھسیٹتے ہیں

روز پتھروں پر لٹاتے ہیں

روز سینے پر بھاری بھاری پتھر رکھتے ہیں

میں قریب سے گزرا، اتنے حوصلے والا میں نبی ہوں، میں بلالؓ کے مصائب دیکھ نہیں سکا، جا اسے کہہ جا کر میری طرف سے کوئی بات نہیں، یہ وقت گزر جائیں گے۔ آہستہ آہستہ ذکر کر لیا کر، جا کر میرا پیغام سنا، صدیق ؓ جاتا ہے۔ بلالؓ تڑپ رہا ہے۔ دھوپ میں لیٹا ہوا ہے، پتھروں کی بارش ہو رہی ہے۔ آواز آئی بلالؓ السلام علیکم، میں ابوبکرؓ ہوں، میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام لے کر آیا ہوں، زخمی حالت میں اٹھ کر بیٹھ گیا۔ حضور ﷺ کا نام سن کر، کیا فرمایا حضور ﷺ نے؟ فرمایا کان اِدھر کر، کان کیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میری طرف سے اجازت ہے آہستہ آہستہ اللہ کا ذکر کر لیا کر، کوئی بات نہیں، جنت تو تجھے تلاش کرتی پھرتی ہے۔ کوئی بات نہیں، آہستہ آہستہ صدیق اکبرؓ کو اونچی فرمانے لگے کہ میرے محبوب کو میرا اسلام دینا انہوں نے مہربانی کر کے مجھے یاد فرمایا مجھے تو جنت مل گئی۔ جنت اور کس چیز کا نام ہے۔ جنت نام ہے اطاعتِ مصطفیٰ ﷺ، جنت نام ہے عطائے مصطفیٰ ﷺ کا، مجھے اور کس جنت کی ضرورت ہے، لیکن میرے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو میری طرف سے عرض کرنا، یارسول اللہ! آپ نے تو فرمایا تھا اسے چھوڑنا نہیں اور انہیں مانتا نہیں۔ میں تو اسی فلسفے پر قائم ہوں۔ اب تو محبوب میرا دل اپنے اختیار میں ہی نہیں۔ یہ اَحَدٌ اَحَدٌ اونچی ہو، یہ ڈنکا بجتا ہی رہے گا یہ ہیں صحابہؓ۔

انہیں نہیں تھا پتہ، انہیں نہیں تھی سمجھ کہ جان بچانے کے لئے یہاں حلوے سات رنگ کے کھا کر جنت میں سویرے پہلی سیٹ پر جا کر بیٹھ جائیں گے، انہیں پتہ

نہیں تھا کہ حجرے میں چھپ کر بھی جنت مل جاتی ہے۔ انہیں پتہ نہیں تھا مار کھانے کی کوئی ضرورت نہیں، چمڑی ادھڑوانے کی کوئی ضرورت نہیں، کڑاہے میں اپنے وجود ڈلوانے کی کوئی ضرورت نہیں تختہ دار پر لٹکنے کی کوئی ضرورت نہیں انہیں پتہ نہیں تھا، صحابہؓ کو اس بات کا علم نہیں تھا۔

لَسْتُ اُبَالِیْ حِیْنَ اُقْتَلُ مُسْلِمًا
عَلٰی اَیِّ شِقٍّ کَانَ لِلّٰہِ مَصْرَعِیْ
یہ سب کچھ ہے گوارہ پر یہ ہرگز ہو نہیں سکتا
کہ اس کے پاؤں کے تلوے میں کانٹا بھی چبھ جائے
نماز اچھی حج اچھا زکوٰۃ اچھی روزہ اچھا
مگر میں باوجود اس کے مسلمان ہو نہیں سکتا
نہ جب تک مروں میں خواجہ یثرب کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایمان ہو نہیں سکتا

میں برداشت نہیں کرتا:

صحابہؓ کو نہیں پتہ تھا تو نئے فلسفے لئے پھرتا ہے۔ میں پھر بھی اگر کوئی سخت لفظ کہتا ہوں، تو میں معذرت چاہتا ہوں، میں نہیں برداشت کرتا شرک کو۔ میں نہیں برداشت حضور ﷺ کے دشمنوں کو۔ میں نہیں برداشت کرتا جھوٹی نبوتوں کو، میں نہیں برداشت کرتا ان حکام کو جو علماء کو قتل کراتے ہیں، نہیں مانتا میں نہیں برداشت کرتا عائشہ صدیقہ کی توہین ہو میں نہیں برداشت کرتا صحابہؓ کی گستاخی کو، اولیاء کی گستاخی کو، علماء دیوبند کی گستاخی کو میں نہیں برداشت کرتا۔ میں نہیں برداشت کرتا تبلیغی جماعت کی گستاخی کو، مجھ سے نہیں ہوتی، کسی کی غیرت مر چکی ہو، اپنی جگہ، میں غیرت مند ہوں،

میں محمد مصطفیٰ ﷺ کے دین کا سپاہی ہوں، میں کٹ جاؤں گا، لیکن دین پر ان شاء اللہ آنچ نہیں آنے دوں گا۔

میرے بھی بچے ہیں، میں بھی ہاتھ میں تسبیح پکڑ کر تعویز لکھنا شروع کر دوں، میری آمدن تم سے زیادہ ہوگی، تمہاری ہڑتال ہوگی، تعویز والوں کی ہڑتال ہی نہیں ہوتی۔

فرمایا جاؤ، کافی ٹائم ہوگیا ہے، ایک آیت ضرور سنانی ہے، فرمایا جوان کا انکار کرے گا وہ میرے قلعے میں داخل ہوجائے گا۔ تالے میں لاؤں گا، چابیاں میرے پاس ہوں گی، اس شیر کے بچے کو کوئی کچھ نہیں کہہ سکے گا، یہ آیت ہے۔

صدیق رضی اللہ عنہ مقتداء علی رضی اللہ عنہ مقتدی:

جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری حج کیا، اس سے پہلے سال جو حج تھا اس پر آپ تشریف نہیں لے گئے۔ اس حج پر حضرت ابوبکر کو امیر بنایا۔ فرمایا تیری امارت میں ساری دنیا حج پر جائے۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مسلمانوں کو لے کر حج کی طرف چل پڑے، تو سورۃ برأت نازل ہوئی۔

یہ واحد سورت ہے قرآن میں جس کے شروع میں بسم اللہ نہیں۔ یہ عجیب بات ہے ساری سورتوں کے شروع میں بسم اللہ ہے۔ یہاں بسم اللہ ہی نہیں، کیوں، اللہ نے فرمایا کہ بسم اللہ کہہ کر مارتے ہیں۔ اب مارنا ہے، اس میں رحمٰن آتا ہے۔ پڑھو......بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ......رحمان، رحیم کہہ کر انہیں مارنا نہیں ہے......

اللہ بن کر

قہار بن کر

جبار بن کر

اب میں ان سے دو دو ہاتھ کرتا ہوں۔ جنہوں نے میرے صحابہؓ کے چمڑے اُدھیڑے، انہوں نے سمجھا کہ میرا مصطفیٰ ﷺ یتیم ہے۔ اس کا کوئی وارث نہیں، انہوں نے تنہا سمجھا، انہیں کہو کہ تیار ہو جاؤ۔

صدیقؓ تو قافلہ لے کر چل، پیچھے سے اللہ نے یہ سورت نازل کردی...... بَرَاۗءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ ...... حضرت علیؓ کو بلایا، فرمایا تو میرا اقربی رشتہ دار ہے۔ یہ لے سورۃ برائت جتنی آیتیں تھیں، جا صدیقؓ گیا ہے حج پر، صحابہؓ کے ساتھ ہیں، جب دس ذی الحج ہو، عید کا دن، اس دن جس دن ساری دنیا خیموں میں بیٹھی ہو، باہر نکل کر کھڑے ہوں، فرمایا جا کر ڈنکا بجادے ڈنکا۔

یہ ڈنکا ابوبکرؓ کی قیادت میں بجا جا کر، تا کہ ساری دنیا کہے کہ قائد ابوبکرؓ تھا، مقتدی علی المرتضیٰ تھا۔

حضرت علیؓ یہ سورت لے کر پیچھے سے گھوڑے پر تیزی سے گئے۔ صحابہؓ نے دیکھا کہ حضرت علیؓ دوڑے آرہے ہیں گھوڑے پر اور بڑے تیز آرہے ہیں۔ کوئی شاید پیغام ہو، بڑا ضروری۔ حضرت ابوبکرؓ نے استقبال کیا۔ فرمایا بھائی کیسے؟ بڑی تیزی سے آئے، عرض کیا حضور، حضور ﷺ نے مجھے یہ سورت دے کر بھیجا ہے، فرمایا کہ امیر بن کر آئے ہو یا مقتدی بن کر آئے ہو؟ اگر حضور ﷺ نے تجھے امیر بنایا ہے، ابوبکرؓ ابھی امارت تیرے سپرد کرتا ہے۔ ابھی، دیر ہی نہیں۔

اوپر سے آواز آتی ہے بے شک تو بھی کہہ، میں نے نہیں ماننا، جو امیر ہو گیا وہ ہو گیا، نہیں حضور میں تو مقتدِی بن کر آیا ہوں۔

دس ذی الحج آپ کو پتہ ہے جو حج پر جاتے ہیں، کہاں ہوتے ہیں دس کو؟ (منیٰ میں) منیٰ میں جہاں قربانی کرتے ہیں تو حضرت علیؓ اونچی جگہ کھڑے ہو گئے۔

حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ سپیکر نہیں ہے، سارے تیری آواز نہیں سن سکیں گے۔ دواس جگہ، دواس جگہ، دووہاں، جیسے ہمارے ہاں مکبر ہوتے ہیں، سارے آپ آواز کواونچی کر کے کہنا۔

مشرکوں سے بائیکاٹ:

آواز آتی ہے...... بَرَاۗءَةٌ مِنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ......

اوحاجیو

مشرکو

قریشیو

امیویو

حجازیو

غیرحجازیو

آج کے بعد میں محمد ﷺ کا نمائندہ اللہ کے حکم سے اعلان کرتا ہوں کہ آئندہ ہمارااور تمہارا بائیکاٹ ہےاور کوئی مشرک آئندہ حج کرنے نہ آئے میرا محمد ﷺ آئے گا۔ پاک نبی کے ساتھ کوئی ناپاک نہیں رہ سکتا...... بَرَاۗءَةٌ مِنَ اللّٰهِ...... وَرَسُوْلِهٖ......

آپ صوفی وہاں ہوتے تو آپ نے کہنا تھا توڑ کی بات ہے۔ وہ براُت کا اظہار کرر ہے ہیں، مشرکو، اللہ اور اللہ کا رسول ﷺ تمہارے ساتھ بائیکاٹ کا اعلان کرتا ہے۔ ایک بات!

اور لیکن یہ آیت بڑی مشکل ہے، لیکن میں نے آج سنانی ہے، مٹھائی کھلاؤ نہ کھلاؤ تمہاری مرضی، توحید کے بعد کوئی مٹھائی کھلائے تو مزہ بھی آتا ہے، سمجھو کہ تقریر

قبول ہوگئی۔

آواز آتی ہے......اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ...... پڑھ لو......اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ...... یہ حضرت علیؓ کی زبان ہے اور صدارت ابوبکر صدیقؓ کی ہے......اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ ...... یہ شرک کرنے والی پارٹی، سارے پلید ناپاک، اس کا کوئی ترجمہ ہے تو اگلے جمعہ لکھ کر لے آنا......اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ...... یہ توحید کی مٹھائی ہے، کسی بندے کو آنے دو دیو بندیوں کو، تھوڑی بہت ہوتی ہے۔

مشرکو، ہائے ایک بات اور غور کرنا، اللہ نے یہ اعلان حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کروایا۔ یہ نقطہ بھی قابل غور ہے، کیونکہ علیؓ کے ملنگوں نے یہ شرک کا سارا ٹھیکہ لیا ہے۔

یا علی......مولا

دم بدم مست قلندر

علی دا پہلا نمبر

علیؓ نے فرمایا او مشرکو، ہائے علیؓ یہ جب تو منیٰ میں حاجیوں کے سامنے اعلان کررہا تھا۔ لوگوں کے کلیجے جَل گئے، میرے خواہ مخواہ بل ہو گئے۔ یہاں سرخی ہوگئی، مونچھیں جو اونچی تھیں نیچی ہوں گی۔ آنکھیں سرخ ہوگئیں۔

سارے وہاں موجود تھے......اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ...... نَجَسٌ......مشرک سارے پلید، کرو اس کا کوئی اور معنی چونکہ، چنانچہ کرو......اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ ......ایک ہوتا ہے نجس، جیم پر زبر، ایک ہوتا ہے نجس، نجس کہتے ہیں جس چیز پر، مثلاً اس پر پیشاب لگ جائے، پیشاب دھو دو پاک ہوجائے گی، لیکن پیشاب

کٹورے میں رکھ کر اسے دھوتے رہو، پاک ہوتا ہے؟ (نہیں)

اللہ فرماتے ہیں کہ مشرک ایک مستقل پیشاب ہیں، انہیں جتنا مرضی دھوؤ، دھوتے رہو، یہ جی ہم نے ملنگ کو شربت انار سے دھویا، خاک دھویا...... نَجَسٌ...... پلید، یہ میں نہیں کہہ رہا کل کو یہ نہ کہنا، اس دفعہ سنی تھی ضیاء القاسمی کی تقریر، سنی تھی؟ کہتے تھے یہ پلید ہیں، یہ قرآن کہتا ہے، کہتا ہے اس لئے تو ہم اپنی مسجد میں درس نہیں کرواتے۔

نَجَسٌ...... ہائے علیؓ

☆ میں اُس علیؓ کو مانتا ہوں جو مشرک کو ناپاک کہتا ہے

☆ میں علی کو مانتا ہوں جس نے منیٰ میں شرک کی دھجیاں بکھیر دیں

☆ میں اُس علیؓ کو مانتا ہوں جس نے وحدہ لاشریک کا ڈنکا حج میں بلند کر دیا

☆ میں اُس علیؓ کو مانتا ہوں جس نے کافروں کی اکڑی ہوئی گردنوں کو جھکا دیا

☆ وہ تھا میرا علی شیر خدا، کون علی...... جسے تلوار خدا دے اور بیٹی مصطفیٰ دے

☆ میں اس علی کو مانتا ہوں...... نَجَسٌ...... فرمایا اگلی بات کر، ہم ناپاک ہیں تو کیا کریں؟ فرمایا...... فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا...... آج کے بعد اگلے سال، اب بھی، آج کے بعد تمہارا بیت اللہ شریف میں داخلہ بند، اللہ نے تمہیں نہیں جانے دینا، اگر تم چلے بھی گئے، نہ ہٹے، یہاں سے پاسپورٹ گیا، بنا لیا شناختی کارڈ، بنایا نہ کسی کو اپنا عقیدہ، وہاں چلے بھی گئے، میں بھی رب نہیں، اگر حرم شریف میں اذان ہو تو تمہیں واپس نہ پہنچاؤں۔

میں نے دیکھا، چند بوڑھے بھاگے آ رہے ہیں مسجد نبوی میں، میں نے کہا اذان ہو رہی ہے، لوگ باہر سے اندر آ رہے ہیں تم اندر سے باہر جا رہے ہو، اللہ

فرماتے ہیں......ضیاء القاسمی یہ میں نے بھگائے ہیں، اللہ میاں کیوں؟ فرمایا کہ......
اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ......او پلید و نکل جاؤ میری مسجد سے باہر......

چندہ دینا تھا کس لئے؟ (معبد کے لئے)......اِنَّمَا یَأْمُرُ......فرمایا میں نے مشرکون پر پابندی لگادی میرا گھر نہ بنائیں، جاؤ جاؤ اور کوئی جگہ بناؤ، مساجد میں چندے نہ دو، تمہاری ضرورت ہی نہیں۔ ارشد آ ذرا ادھر آخری بات میں ارشد سے پڑھاتا ہوں، یہ میرا شاگرد بھی ہے یہ میں کتاب ساتھ لے کر آیا ہوں، یہ آیتیں قرآن کی آپ کو سنائی ہیں، تو ڑ،

آخری نماز کون سی ہوتی ہے جو ہم پڑھتے ہیں؟ عشاء کی، عشاء کی آخری رکعتیں کون سی ہوتی ہیں، انہیں کیا کہتے ہیں؟ (وتر) کتنے ہوتے ہیں؟ (تین) اس میں ایک دعا پڑھتے ہو اس دعا کو کیا کہتے ہیں؟ (دعائے قنوت) یہی نام ہے؟ (جی)

دیوبندی بھی یہی پڑھتے ہیں
اہلحدیث بھی یہی پڑھتے ہیں
آپ بھی یہی پڑھتے ہیں
سارے یہی پڑھتے ہیں

اس میں اللہ نے پھر آپ سے ایک وعدہ لیا ہے تو ڑ کا، یہ کتاب میرے پاس ہے۔ حدیث ہے، اللہ نے فرمایا سونے لگے ہو، جی سونے لگے ہیں، اللہ نے فرمایا کہ ضیاء القاسمی ڈیڑھ گھنٹے سے بول رہا ہے۔ کہیں بھول نہ جانا۔ سونے سے پہلے وعدہ کرو۔ جوڑو گے کس سے تو ڑو گے کس سے؟ کرو وعدہ، پھر سونے دینا ہے۔ اب یہ آپ کو ارشد سنائے گا۔ ترجمہ سنا دے...... اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَ نَسْتَغْفِرُكَ وَ نُؤْمِنُ بِكَ وَ نَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ وَ نُثْنِيْ عَلَيْكَ الْخَيْرَ وَ نَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَ

نَخۡلَعُ وَ نَتۡرُكُ......الخ...... یہ سارا پڑھ دے۔اونچی پڑھ دے تا کہ یہ سارے سن لیں......بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ......اس کے آگے ہو جا۔

”اے اللہ ہم تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں اور معافی مانگتے ہیں اور تجھ پر ہی ایمان لاتے ہیں اور تجھ پر بھروسہ کرتے ہیں اور تیری اچھی تعریف کرتے ہیں تیرا شکرادا کرتے ہیں اور ناشکری نہیں کرتے جو شخص تیری نافرمانی کرتا ہے۔ہم اس کو چھوڑ دیتے ہیں۔“

سن لیا...... نَخۡلَعُ وَ نَتۡرُكَ ......ہم نے اسے چھوڑ دیا......اِنِّیۡ تَرَكۡتُ ...... یوسف علیہ السلام نے کیا کہا تھا؟......تَرَكۡتُ......آپ رات کو سوتے وقت کیا کہتے ہیں؟......نَتۡرُكُ......ہائے، پھر میں اور آپ قیامت والے دن کہیں گے کہ یا اللہ ہم نے انہیں چھوڑ دیا اور یوسف علیہ السلام کو پکڑا، یا اللہ ہم ابراہیمی ہیں ہم حضور ﷺ کے غلام ہیں۔ہم تیرے دشمنوں سے پیار کرتے نہیں، تیرے پیاروں کو چھوڑتے نہیں، یا اللہ ہم تبلیغ ڈٹ کر کریں گے۔مسئلہ بتا کر زور سے دلائل سے، محبت سے، پیار سے مسئلہ سمجھائیں گے، اگر نہ مانی، اس نے ٹانگیں ماریں، پھر اس کے ٹخنوں کو ماریں گے۔ یہی حکم تھا۔

وَآخِرُ دَعۡوٰنَا اَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِيۡنَ

حضرت یوسف علیہ السلام......خطبہ 13

خطبہ:

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی سَیِّدِالرُّسُلِ وَ خَاتَمِ الْاَنْبِیَآءِ وَ عَلٰی اٰلِهِ الْمُصْطَفٰی وَاَصْحَابِهِ الْمُجْتَبٰی اَلَّذِیْنَ هُمْ خَیْرُالْخَلَائِقِ بَعْدَ الْاَنْبِیَآءِ ......

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمٖ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ......وَاتَّبَعْتُ مِلَّتَ اٰبَاءِ یْ اِبْرَاهِیْمَ وَ اِسْحَاقَ وَ یَعْقُوْبَ مَاکَانَ لَنَا اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَیْنَا وَ عَلَی النَّاسِ وَ لٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْکُرُوْنَ......

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِیْم

گزشتہ سے پیوستہ:

بڑی تفصیل سے حضرت یوسف علیہ السلام کی تقریر کے ان ارشادات کو موضوع بنایا تھا کہ میں نے کن سے دوستی لگائی ہے اور کن سے دوستی توڑ دی۔ میرے سجن کون ہیں اور میرے دشمن کون ہیں؟ جس میں ، میں نے بڑی تفصیل سے بتایا تھا کہ جس طرح ہم اپنے دوست اور دشمن رکھتے ہیں، دوست کے ساتھ محبت اور پیار کا سلوک ہوتا ہے اور دشمن سے علیحدگی، طبیعت میں یہ بات ہوتی ہے۔

اس طرح شریعت کا مسئلہ بھی یہی ہے کہ جو اللہ کے دوست ہیں، ان سے دوستی رکھو اور جو اللہ اور اس کے رسول کے دشمن ہیں، ان کے ساتھ دوستی نہ رکھو، یہ تو میں نے قرآن حکیم کے مفصل دلائل آپ کے سامنے عرض کئے تھے۔

سورۃ یوسف میں نے پہلے بھی، جب میرا ابتدائی دور تھا بیان کی ہے۔ اس میں اور اب میں میرے مطالعہ میں بھی فرق ہے، تجربے میں بھی فرق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن وحدیث کا فہم جو عطا فرمایا ہے، اس میں بھی اس وقت اور اب کا فرق ہے۔ اللہ تعالیٰ مزید قرآن کریم سمجھنے اور سمجھانے کی توفیق دے۔ (آمین)

شرک کی تردید:

اس وقت بھی قرآن پاک کے جن الفاظ کی تشریح مقصود ہے۔ وہ حضرت یوسف علیہ السلام کی زبان سے بیان ہو رہی ہے، فرمایا کہ...... مَا كَانَ لَنَا اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ...... صرف اپنی بات نہیں کی۔ اگر صرف اپنی بات کرنی ہوتی تو فرماتے...... مَا كَانَ لِيْ ...... میرے لئے یہ جائز نہیں، اپنی بات اکیلے کی نہیں کی بلکہ...... لَنَا...... فرمایا کہ ہمارے لئے یہ بات مناسب ہی نہیں کہ...... اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ...... کہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے نبوت کے تاج سے سرفراز فرمایا ہے۔ سارے نبی انہیں یہ بھی بات سجتی نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کریں۔ قرآن کریم کے لفظ ہیں۔ جب کوئی اس کی شرح کرے گا، اس کی تشریح کرے گا اسے یہی کرنا ہوگا...... مَا كَانَ لَنَا ...... ہمارے لئے جائز ہی نہیں، ہمارے سے مراد نبیوں کے لئے ابھی ہماری بات نہیں ہو رہی......

اولیاء کی

علماء کی

صوفیاء کی

ہماری بات نہیں ہو رہی، حضرت یوسف علیہ السلام اپنے جیل کے ساتھیوں کو فرماتے ہیں کہ پہلے تو مجھے اپنی بات کرنی چاہیئے۔ اپنی برادری انبیاء کی بات کرنی چاہیئے۔ نبیوں کی کہ اللہ کے جو نبی ہوتے ہیں۔ ان کے لئے یہ جائز ہی نہیں کہ...... اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ...... کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کریں، جائز نہیں۔

انبیاء تو خود شرک کی مذمت کے لئے بھیجے جاتے ہیں اور اگر خود شرک کی وکالت اللہ کے نبی کرنے لگیں۔ شرک کے وکیل بن جائیں، شرک کے جواز کے دلائل دینے شروع کر دیں۔ پھر تو ساری دنیا گمراہ ہو جائے گی۔ اگر میں آپ کو منبر رسول پر بیٹھ کر کہوں کہ اللہ بھی مشکل کشاء ہے اور بابا بھی مشکل کشاء ہے، پھر آپ جمعہ پڑھ کر بابے کو تلاش کرو گے۔ اللہ کو تو آپ دیکھ ہی نہیں سکتے۔ حوالہ میرا دو گے کہ اس نے کہا ہے کہ بابے کے بغیر بھی گزارہ نہیں ہوتا......

سب سے توڑ رب سے جوڑ:

تو اللہ کے نبی اُن خواب پوچھنے والوں کو پہلے اُن کے ذہن میں یہ بات راسخ کی کہ ہمارا ہے کون، ہمارا نہیں کون؟ ہمارا دوست کون، ہمارا دشمن کون، اور ساری شریعت کا خلاصہ بتا دیا کہ بابا سب سے رشتہ توڑ، بابا رب سے رشتہ جوڑ۔

میرے مرشد شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ نور اللہ مرقدہ سے کسی نے پوچھا حضرت شریعت اور طریقت کا خلاصہ کیا ہے؟ فرمایا بابا سب سے رشتہ توڑ، رب سے رشتہ جوڑ، خلاصہ ہے۔

پہلے ذہن میں یہ بات ڈالی دو قیدیوں کے جو خواب پوچھنے آئے تھے۔ آپ کے لئے نہیں یہاں میرے لئے مسئلہ ہے۔

مولوی کے لئے

عالم کے لئے

خطیب کے لئے

مقرر کے لئے

واعظ کے لئے

پیر کے لئے

ولی کے لئے

قطب کے لئے

ابدال کے لئے

جو لوگوں کی راہنمائی کرتا ہے۔ اس کے لئے مسئلہ ہے کہ جو عوام تیری عزت کرتے ہیں پہلے انہیں عقیدے کی بات کر، اپنے ساتھ نہ جوڑ، تیری پیری بڑھے، تیرا تعویذ گنڈا زیادہ چلے، تیری آمدن جو پیری مریدی والی ہے اس میں اضافہ ہو، کمبل لے کر بیٹھ جا، کھجوریں پڑھتے ہو، مسئلے بتاتا ہے لوگوں کو کہ پلیٹ صاف کرنی سنت ہے، یہ مسئلہ بھی بتا کہ عقیدہ صاف کرنا بھی سنت ہے۔ یہ بھی تو بتا، یہ کون بتائے گا، کوڑے کوڑے مسئلے ضیاء القاسمی کے ذمے، فرمایا بابا سیدھی بات ہے تم جیل کے ساتھی ہو میرے، مجھ سے مسئلہ پوچھنے آئے ہو، پہلے تو میں تمہیں یہ مسئلہ بتاتا ہوں، نبی جو ہیں، ان کی شان کے لائق ہی نہیں کہ لوگوں کو شرک کی تبلیغ کریں، اللہ کی توحید بیان کرو۔

انبیاء کے شان کے لائق نہیں کہ

یَـاَیُّھَـا النَّاسُ قُوْلُوا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ...... لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی منادی کرو، نبی کی یہ شان نہیں کہ اللہ اسے نبوت جیسا منصب عطا فرمائے اور وہ لوگوں کو شرک کی دعوت دے......

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ اللہ نے فرمایا کہ میرے محبوب تو کہہ اس امت کو کہ نبی کے لئے یہ جائز ہی نہیں، قرآن ہے...... مَـا کَـانَ لِبَشَـــرٍ ...... کسی بندے کے لئے خواہ وہ نبی ہے ولی ہے، لیکن چونکہ یہاں مراد نبی ہے...... مَـا کَـانَ لِبَشَر...... اَنْ یُّؤْتِیَهُ اللّٰهُ الْکِتَابَ...... اللہ فرماتے ہیں کہ میں جس بشر کو کتاب دوں...... وَالْـحُکْمَ...... لوگوں پر اس کو حاکم بناؤں، فیصلے دینے کے لئے، منصب حکم پر اسے فائز کروں...... وَالـنُّبُـوَّةَ...... اور اسے نبوت دوں...... ثُـمَّ یَـقُوْلَ لِلنَّاسِ ...... پھر وہ بندے جسے......

کتاب میں نے دی

حکمت میں نے دی

حکم میں نے دیا

علم میں نے دیا

نبوت میں نے دی

پھر...... یَقُوْلَ لِلنَّاسِ ...... وہ لوگوں کو کہے...... کُوْنُوْا عِبَادًا لِّیْ مِنْ دُوْنِ الـلّٰـه ...... یہ کسی نبی کی شان کے لائق ہی نہیں کہ لوگوں کو کہے کہ تم میرے بندے بن جاؤ۔ یہ قرآن ہے اور میں یہ باقاعدہ مطالعہ کر کے آیا ہوں۔

پہلے کہا حضرت یوسف علیہ السلام نے......مَا کَانَ لَنَا اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَیْئٍ......ہماری شان ہی نہیں کہ ہم لوگوں کو شرک کی دعوت دیں، پھر

اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں فرمایا......مَا کَانَ لِبَشَرٍ ......کسی بشر کے لئے یہ جائز نہیں......اَنْ یُّؤْتِیَهُ اللّٰهُ الْکِتَابَ وَالْحُکْمَ وَالنُّبُوَّةَ ......کتاب میں دوں حکم میں دوں......نبوت میں دوں......ثُمَّ یَقُوْلَ لِلنَّاسِ......پھر وہ لوگوں کو کہے......کُوْنُوْا عِبَادًا لِّیْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ......کہ تم اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے کہلایا کرو، میرے بندے، یہ جائز نہیں۔ کیا کہے لوگوں کو؟ لوگوں کو کہے...... وَلٰکِنْ کُوْنُوْا رَبّٰنِیّٖنَ......رب کے بندے بن جاؤ، لوگ نام رکھتے ہیں، عبدالمصطفیٰ، فرمایا کہ اللہ کا نبی تو کسی کو نہیں کہتا، میں نے تو روکا ہے، عبدالمصطفیٰ نہیں......

عبداللہ بنو

عبدالرحمٰن بنو

عبدالمنعم بنو

رب کے ساتھ نسبت کرو، اپنے نام کی، اس کے بندے ہو تم، بندگی ہمیشہ کی ہے۔

وہی الٰہ ہے

وہی مشکل کشاء ہے

وہی غوث اعظم ہے

وہی غریب نواز ہے

وہی حاجت روا ہے

وہی خزانے بخشنے والا ہے

عقیدے کی بات:

اس لئے حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ نہیں، پہلے تو میرے جیل کے ساتھیو، عقیدہ سنو میرا، میں تمہاری بات بعد میں کروں گا، پہلے میں اپنی بات کرتا ہوں، پھر میں نبیوں کی بات کرتا ہوں، پھر تمہاری بات کروں گا۔

دوستو! ہمارے کیوں خلاف ہوتے ہو، میں تو وہی فرض ادا کر رہا ہوں جو نبی کو اللہ نے حکم دیا اور ہم انبیاء کے وارث ہیں۔ ہمارے اوپر فرض ہے۔ اگر ہم آپ کو کوے چڑیا کے قصے سنا کر خوش کر دیں، آپ کو جنت کی فرنٹ سیٹ پر بٹھا کر واپس آؤں، اس طرح کے تمہارے فضائل بیان کروں کہ آپ اعمال بھی چھوڑ دیں اور عقیدہ بھی چھوڑ دیں۔ پھر اس قرآن مظلوم کو کون بیان کرے وہ کون مولوی کب پیدا ہوں گے؟

فرمایا میرے محبوب، یہ شان ہے نبیوں کی کہ وہ شرک کی تردید کریں، میں ابھی لفظ شرک بول رہا ہوں، ش، ر، ک، شرک ابھی میں نے شیشی کھولی نہیں، میں ابھی بتاتا ہوں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے بھی شرک کے خلاف ایک آیت پڑھی...... مَا كَانَ لَنَا اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ......سارے نبی بھی شرک کے خلاف، آمنہ ؓ کا لعل بھی شرک کے خلاف۔

اگر انبیاء بھی شرک کرتے تو......

یہ میں نے سپارہ منگوایا ہے ساتواں، آپ کو یہ نقطہ بھی بتادوں کہ میں نے جب سے اپریشن کروایا ہے، عینک نظر والی کے بغیر میں پڑھ نہیں سکتا۔ آپ دیکھتے ہیں

کہ میں جمعہ کا خطبہ مختصر پڑھتا ہوں، یہ اس لئے ہے کہ میں دیکھ کر پڑھتا تھا۔ اب میں عینک کے بغیر پڑھ نہیں سکتا۔ اس پر بھی لوگوں نے چٹیں لکھیں کہ چونکہ اس میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا نام آتا تھا اس نے خطبہ ہی چھوڑ دیا۔ ایسے لعنتی بھی موجود ہیں، اللہ انہیں ہدایت ہی دے، میں یہی کہہ سکتا ہوں، لعنتیوں کا گھرانہ ہے ہر جگہ،

تیسری بات اللہ تعالیٰ نے پوری ایک فہرست آپ بھی گن لیں۔ نبیوں کی فہرست سنائی۔ اللہ تعالیٰ نے فہرست گنوائی ایک نبیوں کی۔ وہ میں اپ کو پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔ آپ بھی گنتے جانا، ساتواں پارہ ہے، سورۃ انعام۔

اللہ فرماتے ہیں...... اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ...... بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ...... وَ تِلْکَ حُجَّتُنَا اٰتَیْنٰھَا اِبْرٰھِیْمَ...... فرمایا میری دلیلیں اور حجتیں ہیں جو میں نے عطا کی ابراہیم علیہ السلام کو، دلیلیں دیں، اپنی دلیلیں اپنے ابراہیم کو، ان کے ساتھ میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مسلح کیا۔ ان دلیلوں کے ساتھ...... عَلٰی قَوْمِہٖ...... انہوں نے ان دلیلوں کا اپنی قوم کے سامنے تذکرہ فرمایا۔ وہ تذکرہ بھی میں نے اس وقت کرنا۔

ابراہیم علیہ السلام کو جن دلیلوں کا سبق میں نے دیا، جو مسئلے میں نے پڑھائے، جو توحید کا سبق اپنے نبی کو میں نے سمجھایا، جو مدرسے میں بٹھا کر، اپنی شاگردی میں لے کر، میں ابراہیم کو پڑھاتا رہا۔ وہ انہوں نے اپنے سینے میں چھپا کر نہیں رکھا۔ بلکہ...... وَ تِلْکَ حُجَّتُنَا اٰتَیْنٰھَا اِبْرٰھِیْمَ عَلٰی قَوْمِہٖ...... انہوں نے اپنی قوم کے سامنے میری ان دلیلوں کو میرے اس مسلک کو، یا میرے ان دلائل و براہین کو جو میں نے پڑھائے تھے۔ ابراہیم خلیل اللہ کو انہوں نے...... عَلٰی قَوْمِہٖ...... اپنی قوم کے سامنے پیش کیا، اتنی بات کے بعد اللہ فرماتے ہیں...... نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ

......

......اللہ فرماتے ہیں کہ میرے ساتھ......

بحث نہ کیا کر

جھگڑے نہ کیا کر

جسے چاہوں بلند کردوں

میں جسے چاہوں اونچا کردوں

جسے چاہوں میں عزتیں دے دوں

ابراہیم کو روز گھر میں تنقید کا سامنا کرنا پڑتا ہے

والد بھی روز برا کہتا ہے

اماں بھی روز تبرا کرتی ہے

برادری والے بھی میرے نبی کو روز بری نگاہوں سے دیکھتے ہیں

اور کبھی کبھی بیٹھ کر کہتے ہیں کہ اس نوجوان نے ہمارا کیا بگاڑ لینا ہے۔ اسے پوچھتا کون ہے، اس کی حیثیت کیا ہے اور اسے اس شہر میں جاننے والا کون ہے؟، یہ تو اس کی لئے عزت ہو رہی ہے، وزیر اعظم کا بیٹا ہے، بہت بڑے خاندان کا فرزند ہے۔

اللہ فرماتے ہیں او وزیر اعظم کہلانے والے، او بڑی پگ والے، بڑے جاگیردار، او نمرود کے گھر میں فساد اور اللہ کی توحید کے خلاف مجلسیں کرنے والے، یہ عزتیں تیرے ہاتھ میں نہیں اور عزتیں تیرے بادشاہ کے ہاتھ میں نہیں بلکہ......نرفع درجات......

اللہ جسے چاہے اونچا کردے

جسے چاہے بلندیاں دے دے

جسے چاہے عزت عطا کردے

تم تخت پر بیٹھنے والے، ذلیل ہو جاؤ گے۔ یہ آتش نمرود سے نکل کر شہنشاہ بن جائے گا۔ ہے نا قرآن کا انداز، اسلوب،

اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ...... تیرا رب، محبوب، حکیم حکمتوں والا ہے، علیم، علم والا ہے۔ فرمایا دیکھا نا اس نے کیسے نوازا، کیسے؟ ابراہیم علیہ السلام کو

آگے فرمایا...... وَوَهَبْنَا لَهٗ اِسْحَاقَ ...... لوگ سمجھتے تھے کہ یہ جل جائے، مر جائے گا مٹ جائے گا، اس کا نام لینے والا کوئی نہیں ہوگا، لیکن پتہ نہیں تھا کہ جسے میں اونچا کروں، جسے میں سچا کروں اسے دنیا کمزور نہیں کر سکتی۔ یہ تو کہتے تھے کہ اکیلا ہے۔ میں نے اس کی اولاد میں اسحاق بھی عطا فرما دیا۔ پہلے اکیلا تھا اب ساتھ اسحاق بھی عطا فرما دیا۔ صرف اسحاق ہی نہیں...... وَيَعْقُوْبَ...... گنتے جاؤ، قرآن ہے......

ابراہیم ایک

اسحاق دو

یعقوب تین

كُلًّا هَدَيْنَا ...... فرمایا یہ تینوں جن کا میں نے نام لیا ہے...... كُلًّا هَدَيْنَا ...... میں نے ان تینوں کو پیدا کر کے نبوت سے سرفراز فرما دیا۔ نبوت عطا فرما دی۔ پہلے تو ابراہیم اکیلا تھا۔ رب کیا کہنا چاہتا ہے پہلے ابراہیم علیہ السلام اکیلا تھا جتنے مخالف بڑھتے تھے اسے میں ہدایت کا خزانہ عطا کر کے اکیلے کو دو ہاتھ دے دیئے۔ ایک اسحاق عطا فرما دیا۔ ایک یعقوب عطا فرما دیا۔ ایک طرف میرے ابراہیم نے توحید کی مجلس جمالی اور دوسری طرف حضرت اسحاق علیہ السلام نے میری توحید کی مجلس جمالی اور تیسری طرف یعقوب نبی نے میرا ڈنکا بجا دیا۔ تینوں نے میری توحید والی مجلس کو

باغ و بہار کر دیا...... کُلاًّ ھَدَیْنَا...... تینوں کو میں نے ہدایت سے سرفراز فرما کر ان کے سروں پر نبوت و ہدایت کا تاج رکھ دیا۔ زور لگانے کی ضرورت ہے یا ٹھیک ہے؟ (ٹھیک ہے) قرآن سمجھ آتا ہے، اللہ کرے دلوں میں اترے۔ میرا کام تو اتنا ہے کہ میں بیان کروں، دلوں میں اتارنا تو میرے رب کا کام ہے، تین ہو گئے۔

آگے چلو اللہ فرماتے ہیں...... وَنُوحًا ھَدَیْنَا...... لو جی اگلا نام بھی سن لو، ہم نے نوح علیہ السلام کو نبوت عطا فرما کر ان کے سروں پر تاج نبوت رکھ دیا...... مِنْ قَبْلُ...... اس سے پہلے...... وَ مِنْ ذُرِّیَّتِہٖ...... جس طرح ابراہیم پیغمبر کو ہم نے ان کی اولاد میں سرفراز فرمایا۔ اولاد کو عزتیں عطا کیں اسی طرح...... وَ مِنْ ذُرِّیَّتِہٖ ...... حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد کو بھی میں نے نوازا، یا اللہ کس طرح نوازا؟ فرمایا، جب وہ بیان کرتا تھا تو اکیلا تھا۔

بیوی بھی خلاف ہے

بیٹا بھی خلاف ہے

قوم بھی خلاف ہے

برادری بھی خلاف ہے

علاقہ بھی خلاف ہے

اور ساتھ گردونواح کے لوگ بھی خلاف ہیں۔ اکیلا میرا ڈنکا بجاتا ہے، تو مجھے ترس آ گیا تو میں اللہ نے...... مِنْ ذُرِّیَّتِہٖ ...... ان کی اولاد میں سے...... دَاوٗدَ...... حضرت داؤد کو پیدا کر دیا۔ اللہ پھر، فرمایا...... وَ سُلَیْمَانَ...... اور میں نے داؤد کے ساتھ سلیمان بھی پیغمبر عطا فرما دیا۔

ضیاء القاسمی بات یہاں ختم نہیں ہوئی...... وَاَیُّوْبَ...... سبحان اللہ، میں نے

ایوب نبی بھی عطا فرما دیا۔ پھر یہی بات ختم نہیں ہوئی......وَیُـــوْسُفَ......میں نے یوسف بھی دے دیا، نہیں نہیں......وَمُـوْسٰـی......میں نے موسیٰ بھی عطا فرمایا دیا...... وَھَارُوْنَ ......ہارون بھی ساتھ ہی دے دیا......وَکَـذٰلِکَ نَجْزِیْ الْمُحْسِنِیْنَ ...... اللہ فرماتے ہیں جو میرے پیارے ہوتے ہیں۔ میں ان کے ساتھ اسی طرح کا رویہ اختیار کرتا ہوں کہ انہیں زمین کی پستیوں سے اٹھا کر آسمانوں کی بلندیوں تک پہنچا دیتا ہوں۔

میرا اصول ہے اس پر آپ غور کرنا......وَکِذٰلِکَ ......فرمایا......

میرا ذکر کرتے ہیں

میرے لئے مار کھاتے ہیں

جو میرا مسئلہ بیان کرتے ہیں

میری توحید بیان کرتے ہیں

میری وحدانیت کا ڈنکا بجاتے ہیں

سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جاتے ہیں

میرے لئے مصائب برداشت کرتے ہیں

میرے ساتھ شریکوں سے میری ذات کو پاک کر کے نکھار کر کے لوگوں کے سامنے کھڑے رہتے ہیں......وَکَـذٰلِکَ نَـجْـزِیْ الْـمُـحْسِنِیْنَ ......فرمایا جو میرے ساتھ یاری لگاتا ہے میں بھی اسی طرح بلند کرتا ہوں، سرفراز کرتا ہوں، ایسی عزتیں اور عظمتیں عطا کرتا ہوں کہ دنیا عظمتوں کو تلاش کرتی پھرتی ہے، عظمتیں اور عزتیں میرے انبیاء کو تلاش کرتی پھرتی ہیں۔ قرآن ہے۔ سورۃ انعام، ساتواں پارہ...... کَذٰلِکَ نَجْزِیْ الْمُحْسِنِیْنَ......

آ گے چلو......وَزَکَـــرِیَّـــا......دیکھوایک ایک خطبہ ایک ایک نبی پر ہوسکتا ہے......وَزَکَرِیَّا......پھر......وَیَحْییٰ......اچھاجی پھر......فرمایا......وَعِیْسٰی...... پھر میرے اللہ......وَاِلْیَـــاسَ......الیاس بھی عطا کیا......اب میں ان پر تبصرہ نہیں کرنا چاہتا، تین چار کے نام لے کر اگلی بات چھوٹی سی کہہ دیتا ہے، یا اللہ ان کا مرتبہ اور مقام کیا تھا؟ فرمایا...... کُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ......تم جو صالح صالح کہتے ہو، روز مولویوں کی تقریریں سنتے ہو کہ

صحبت صالح تیرا صالح کند
صحبت طالع ترا طالع کند

اچھوں کے لڑ لگے میری جھولی پھول پڑے، بروں کے لڑ لگے میرے پہلے بھی ضائع ہوگئے، کہتے ہو کہ نہیں؟ (کہتے ہیں) پڑھتے ہو کہ نہیں پڑھتے؟ (پڑھتے ہیں) پھول کے ساتھ بیٹھو گے خوشبو آئے گی۔ نبیوں والا عقیدہ بناؤ گے تو پھر جنت کی بہاریں آپ کے دل میں پیدا ہو جائیں گی۔

دنیا تلاش کرتی پھرتی ہے، ہمیں کوئی نیک مل جائے، نیکیوں کی تلاش میں پھرتا ہے......

نیکوں کی تلاش میں کوئی دھلی جاتا ہے
نیکیوں کی تلاش میں کوئی اجمیر جاتا ہے
نیکیوں کی تلاش میں کوئی بالاکوٹ جاتا ہے
نیکیوں کی تلاش میں کوئی کربلا معلیٰ جاتا ہے

اللہ فرماتے ہیں میں جن کے نام لے رہا ہوں...... کُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ......فرمایا آنکھیں باندھ کر ان کے پیچھے لگ جاؤ، ان جیسا نیک ماں نے جنا ہی کوئی

نہیں...... اَللّٰہُ اَکْبَرُ......

بڑی پاکیزگی ہے میرے رب کے قرآن میں، سارے نام لے کر، جیسے پنجابی میں کہتے ہیں کہ اسان دل ٹھنڈا کر ہی لیناں اے......

آگے فرمایا...... وَاِسْمَاعِیْلَ......اسماعیل علیہ السلام پھر......وَالْیَسَعَ...... یسع علیہ السلام......وَیُوْنُسَ...... یونس علیہ السلام......وَلُوْطًا......لوط علیہ السلام، پھر اگلا جملہ، ہر ایک گروہ کا نام لے کر آگے جملہ کہہ دیا، اگلے پھر جملہ فرمایا...... وَکُلًّا فَضَّلْنَا ...... یہ جتنے نام لئے ہیں...... کُلًّا......سارے، یہ اکیلا نہیں......فَضَلْنَا...... سب کو ہم نے فضیلت دی...... کُلًّا فَضَّلْنَا ......ہم نے سب کو فضیلت دی...... کُلًّا فَضَّلْنَا...... عَلَی الْعَالَمِیْنَ ......سب کو ہم نے فضیلت عطا فرمائی، کس پر، ادھر دیکھو میری طرف......عَلَی الْعَالَمِیْنَ ...... اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ......بولو یار...... اَلْعَالَمِیْنَ...... وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ...... کُلًّا فَضَّلْنَا عَلَی الْعَالَمِیْنَ ......

فرمایا خزانہ میرے پاس تھا۔ عظمتیں میرے پاس تھیں۔ مقام میرے پاس تھا۔ رفعتیں میرے پاس تھیں، شانیں میرے پاس تھیں، میں نے کون سی کسی سے مانگنی تھیں۔ اُن سے میرا مسئلہ بیان کیا۔ میں نے ان کی دونوں جہانوں میں دھوم مچا دی۔

کہاں یوسف علیہ السلام کہاں گول مسجد

کہاں سلیمان علیہ السلام کہاں ہماری مسجد

...... کُلًّا فَضَّلْنَا......

......معلوم ہوتا ہے......

درجے دینے

عظمتیں دینی

عزتیں دینی

یہ مولویوں کا کام نہیں اللہ کا کام ہے۔مولوی ترازو لیکر بیٹھے ہیں اتنا درجہ، اتنا درجہ او ملاں، تیرا ہاتھ تو ایک من کی بوری نہیں اٹھا سکتا، تو نبوت کو کیسے تولے گا۔ نبوت کو تولنے کے لئے رب نے ایک ہی ترازو بنایا ہے اسے صدیق ؓ کے کندھے پر رکھ۔

كُلًّا هَدَيْنَا ...... ہدایت بھی ان کو

كُلًّا هَدَيْنَا ...... فضیلت بھی ان کو

كُلًّا هَدَيْنَا ...... درجہ بھی ان کو

كُلًّا هَدَيْنَا ...... شان بھی ان کو

كُلًّا هَدَيْنَا ...... عظمت بھی ان کو

كُلًّا هَدَيْنَا ...... وقار بھی ان کو

كُلًّا هَدَيْنَا ...... بلندی بھی ان کو

كُلًّا هَدَيْنَا ...... رفعت بھی ان کو

کس نے عطا فرمائی؟ (اللہ نے) اللہ کا نام لے لو......اَلْعَالَمِيْنَ...... سارے جہانوں پر میں نے فضیلتیں دیں، فرمایا اب میں ختم کروں۔

وَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ...... ان سارے نبیوں کے، جن کے میں نے نام لئے ہیں......اٰبَآئِهِمْ......ان کے باپ دادا......وَذُرِّيّٰتِهِمْ......اوران کی اولادیں،...... وَاِخْوَانِهِمْ ......اوران کے بھائی......اب یہ طالب علم اخوان کا لفظ سیکھ لیں، ان کے

بھائی۔مولویوں کے بھائی اور کہتے ہیں کہ انبیاء کے بھائی ہوتے ہی نہیں، کہتے ہیں کہ مولوی روز زور لگاتے رہتے ہیں۔

رب کی عبادت، بھائی کی تعظیم:

کہ شاہ اسماعیل شہیدؒ نے لکھ دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑے بھائی تھے، یہ تو بھائی کا لفظ آ گیا قرآن میں، اس کا کیا معنی کرو گے؟ اگلے جمعہ سوچ کر بتا دینا، اگلے جمعہ لے آنا، اگر تمہارے پاس کوئی جواب ہو، لے آنا، میں شاہ اسماعیل شہیدؒ کا غلام بیٹھا ہوں، خادم بیٹھا ہوں، شاہ صاحب نے تو ایک حدیث کا ترجمہ کیا ہے۔

صحابیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم باہر سفر پر جاتے ہیں، ہم نے دیکھا کہ لوگ اپنے بادشاہ کو سجدہ کرتے ہیں۔ آپ بھی اجازت دیں، آپ سے زیادہ قابل احترام کون ہوسکتا ہے۔ اگر وہ بادشاہ کو سجدہ کر سکتے ہیں تو ہم آپ کو سجدہ نہ کریں؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں......اُعْبُدُوْا رَبَّکُمْ وَ اَکْرِمُوْا اَخَاکُمْ ......فرمایا نہیں نہیں عبادت رب کی کرو اور اپنے بھائی کی تعظیم کرو۔

لو جی یہ حدیث ہے صحاح ستہ کی، اس کو اٹھالیا بھائی کہہ دیا۔ چھریاں لے کر قرآن کے پیچھے ہو جاؤ، سیدھا کیوں نہیں کہتے کہ دیوبندیوں کا وجود ہمیں اچھا نہیں لگتا۔

قرآن کے وکیل دیوبندی
حدیث کے وکیل دیوبندی
مصطفیٰ ﷺ کے وکیل دیوبندی

توحید الٰہی کے وکیل دیوبندی

عظمت رسول کے وکیل دیوبندی

صحابہ کرامؓ کے وکیل دیوبندی

آئمہ اربعہؒ کے وکیل دیوبندی

امام ابوحنیفہؒ کے وکیل دیوبندی

اولیاء اللہؒ کے وکیل دیوبندی

دین اور اسلام کے وکیل دیوبندی

یہ تمہیں وکیل اچھے لگتے نہیں، اندر کی بات تمہاری یہی ہے، ورنہ خدا کی قسم ہے جتنی وکالت مصطفیٰ ﷺ کی علماء دیوبند کرتے ہیں ماں نے کوئی لعل جنا ہی نہیں ہے، جو اِن کا مقابلہ کر سکے۔

شرک سے اعمال ضائع ہوتے ہیں:

اِخْوَانِهِمْ ...... اللہ فرماتے ہیں، یہ جتنے نبیوں کے نام لئے ہیں سن لو گول مسجد والو......

سارے نبی

ان کے والدین

ان کے بھائی

ان کی اولاد

گھروں میں جا کر پڑھ لینا میں آپ کو ایسے ہی کہانی نہیں سنا رہا۔ قرآن کا سپارہ میرے ہاتھ میں ہے...... وَاجْتَبَيْنٰهُمْ...... اے کاش آپ عربی جانتے ہوتے تو

مجھے ضرورت ہی نہ پڑتی، زور دے کر اس کا معنی کرنے کی......وَاجۡتَبَیۡنٰهُمۡ......فرمایا جتنے میں نے نام لئے ہیں یہ سارے میں نے خود چنے ہیں۔

ضیاء القاسمی چنا	......	آپ نے خود
ایم این اے چنے	......	تم نے خود
ایم پی اے چنے	......	تم نے خود
بادشاہ چنے	......	تم نے خود
وزیر چنے	......	تم نے خود
صدر چنے	......	تم نے خود
اور نبی چنے	......	میں نے

وَاجۡتَبَیۡنٰهُمۡ ......میں نے ان کا انتخاب کیا۔ ان کا انتخاب میں نے خود کیا، ان کے سر پر نبوت کی پگڑی میں نے خود باندھی......

ان کا بولنا	......	میرا بولنا
ان کا اٹھنا	......	میرا اٹھنا
ان کا چلنا	......	میرا چلنا
ان کی گفتگو	......	میری گفتگو

یہ میرے نمائندے ہیں......وَاجۡتَبَیۡنٰهُمۡ......اس لئے میں نے انہیں معصوم پیدا کیا ہے۔ یہ گناہ کرتے ہی نہیں اور ان کی چادر پر داغ لگ جاتا میری توحید کی چادر داغ دار ہو جائے گی۔ ان کو میں گناہ کرنے ہی نہیں دیتا......وَاجۡتَبَیۡنٰهُمۡ......میں نے منتخب کیا، میں نے چنا۔

میری طرف دیکھو، معنی سمجھ آئے گا......وَهَدَیۡنٰهُمۡ......ان کو راستہ میں نے

دکھایا۔آپ پانچوں نمازوں میں دعا مانگتے ہیں۔سورۃ فاتحہ میں پڑھ لو،کوئی تھوڑا تھوڑا میرا ساتھ دیا کرو۔

کیسی ہدایت:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ......اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ...... مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ......اِيَّاكَ نَعْبُدُو وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنَ......اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ...... اِهْدِنَا ...... صِرَاطُ تو بعد میں ہے یہ ہے **اصل بات**...... اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ...... اِهْدِنَا ...... یا اللہ ہمارا بازو پکڑ کر سیدھے راستے پر چلا دے میں نے ترجمہ ایسا کیا ہے جو عام ترجمہ نہیں کرتے۔

یا اللہ! ایک بندہ دعا کرتا ہے کہ مجھے سیدھے راستے پر چلا دے، یہ نہیں، میرا بازو پکڑا کر مجھے منزل پر پہنچا دے۔راہ بتانے والے کو بندہ پوچھتا ہے کہ میں نے ضیاء القاسمی کے گھر جانا ہے،ایک گول مسجد میں سے نکل کر یہاں سے سڑک پر چلا جا، آگے تھانہ آئے گا، چوک آئے گا، ادھر سے آگے مڑ جانا، گراؤنڈ آئے گا، آگے پولیس والے نظر آئیں گے، یہاں سے سارے نقشے سمجھا دیتا ہے۔

ایک بندہ کہتا ہے کہ میاں چھوڑ سارے، کون سی باتوں میں پڑے گا آ میرے ساتھ سائیکل پر بیٹھ، میں تجھے پہنچاؤں، اک بندہ کہتا ہے سائیکل لے کر بیٹھ جا، میرے پاس موٹر سائیکل ہے، میں اسے پہنچاتا ہوں، تیسرا کہتا ہے کہ چھوڑو میرے پاس کار ہے، وہ ہمارا خطیب ہے، ہم اس کی عزت کرتے ہیں، آج ایک بندہ اس کا گھر پوچھ رہا ہے، تو کہے گا کہ میری عزت کرنے والا کوئی نہیں، آ میاں میرے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھ میں حضرت صاحب کے گھر چھوڑ آؤں۔

جب بندہ کہتا ہے......اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ...... اللہ فرماتے ہیں کہ جب مجھ سے مانگتا ہے میں اب لوگوں کے ہاتھ نہیں دوں گا۔ میں تیری انگلی پکڑ لوگوں کے ہاتھ میں نہیں دوں گا، ان سے نہیں کہوں گا، میں نے اسے پہنچا دینا ہے، اس بندے نے مجھ سے مانگا ہے، بازو پکڑ میں تجھے جنت میں پہنچا دوں۔

اللہ فرماتے ہیں......وَهَدَيۡنٰهُمۡ......یہ میں نے نبیوں سے کیا...... وَهَدَيۡنٰهُمۡ ......ان کا بازو پکڑ لیا۔ ذرا تھوڑا سا میرے ساتھ تم ہو جاؤ، بازو پکڑ لیا۔ کہا یا اللہ سدرۃ پر تو میں آ گیا ہوں، اب میں کیا کروں۔

معراج کی رات، اللہ نے فرمایا......وَالنَّجۡمِ اِذَا هَوٰى مَاضَلَّ صَاحِبُكُمۡ وَمَا غَوٰى وَمَا يَنۡطِقُ عَنِ الۡهَوٰى اِنۡ هُوَ اِلَّا وَحۡىٌ يُّوۡحٰى ...... پیارے ذرا ہاتھ پکڑا، آ ذرا۔

اللہ فرماتے ہیں......وَهَدَيۡنٰهُمۡ ......نبیوں نے اپنے بازو میرے ہاتھ میں دے دیئے، میں نے انہیں کہاں پہنچایا گول مسجد والو......اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ ...... صراط مستقیم ان کی جھولی میں ڈال دی۔ راہ کس لئے تلاش کرنا ہے؟ بازو پکڑا میں خود پہنچاتا ہوں......اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ......

سارا کچھ بیان کر کے اب کہتا ہے......ذٰلِكَ...... یہ اللہ کی ہدایت ہے اے بندو......ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ......اللہ کی ہدایت کا خزانہ ہے......يَهۡدِىۡ بِهٖ......مَنۡ يَّشَآءُ......اللہ اس خزانے والے راستے پر جسے چاہے چلائے، انہیں میں نے چلا دیا، ان نبیوں کو میں نے چلا دیا......يَهۡدِىۡ بِهٖ مَنۡ يَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖ ......اپنے بندوں میں سے، جسے میں نے چاہا بازو پکڑ کر صراط مستقیم پر چلا دیا۔

یہ سولہ یا اٹھارہ نبی بنتے ہیں، جن کا تذکرہ ہوا، اب خلاصے کی بات، بات

سمجھ رہے ہو کہ نہیں (سمجھ رہے ہیں)

ایک منٹ درود شریف پڑھو، لو جناب بات ختم ہوتی ہے۔ پہلے پچھلی بات دہرادوں۔

انبیاء شرک کے خلاف:

یوسف علیہ السلام نے کیا فرمایا تھا؟...... مَا كَانَ لَنَا اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ...... ہمارا نبیوں کا کام نہیں ہے کہ ہم شرک کریں۔ یہی فرمایا تھا؟ (جی)

تو اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیا فرمایا؟...... مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ...... فرمایا میرے نبی محبوب لاڈلے، نبی میں نے بتانا ہے ان بندوں کو، یہ نہ کہنا کہ میرے بندے بنو، بلکہ ان کو کہنا...... كُوْنُوْا عِبَادِيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبَّانِيّٖنَ ...... اللہ کے بندے بن جاؤ، کیا بن جاو؟ اللہ کے بندے بن جاؤ......

اللہ میاں کیوں؟ فرمایا کہ میرا یوسف یہی تمہیں مسئلہ سمجھانا چاہتا ہے کہ نبیوں کی شان ہی نہیں کہ وہ شرک کریں۔ شرک کریں۔ نبیوں کے مناسب ہی نہیں کہ وہ شرک کریں۔ یہ نظریاتی مسئلہ ہے۔ یہ حقائتی مسئلہ نہیں۔ یہ گول مسجد میں سنو گے۔

پورے فیصل آباد میں مولوی گونگے

بڑے بڑے حاجی گونگے

بڑے بڑے خطیب گونگے

مجال ہے کہ کبھی شرک پر بیان کردیں، مجال ہے کہ کبھی قرآن کے نزدیک چلے جائیں، اول تو ایک بجے پکا پکایا جمعہ آپ کی جھولیوں میں ڈال دیں گے۔ اگر کوئی

تقریر کرے گا تو آپ کو جنت کی فرنٹ سیٹ پر بٹھا دیتے ہیں۔ بتاتا کوئی نہیں شرک اتنی پلید چیز ہے کہ

نبیوںؑ کے لئے بھی جائز نہیں

یوسف علیہ السلام کے لئے بھی جائز نہیں

سرکار دو عالم ﷺ کے لئے بھی جائز نہیں

اب تم کہو گے ضیاء القاسمی اتنی بری چیز ہے شرک، جس کی تو پونا گھنٹہ ہو گیا ہے تردید کر رہا ہی، یہ تو اپنی طرف سے تو نہیں بات کرتا، یہ قرآن میرے پاس ہے......

اللہ فرماتے ہیں یہ جو اٹھارہ یا سولہ نبی، میں نے گنے ہیں، گن کر سنائے ہیں، جن کے نام آپ سن چکے ہیں۔

اللہ فرماتے ہیں......وَلَوْ اَشْرَكُوْا ......کردوں ترجمہ، بولو، (کریں)...... وَلَوْ اَشْرَكُوْا ......بِالْفَرْضِ وَالْمَحَال......بِالْفَرْضِ ایک لفظ ہے وَالْمَحَال بھی ایک لفظ ہے......بِالْفَرْضِ وَالْمَحَال...... وَ لَوْاَشْرَكُوْا ......اگر یہ سارے نبی مل کر شرک کر لیں......بِالْفَرْضِ...... نبی شرک کرتے نہیں، تصور ہی نہیں، نبی سے شرک کا، کرتے نہیں......وَلَوْ...... بالفرض، آپ کو میں نے شرک کی قباحت بتانی ہے، برائی بتانی ہے، اگر یہ نبی بھی بالفرض......وَلَوْ اَشْرَكُوْا......اگر یہ بھی شرک کر لیں...... لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ......میں ان کے اعمال بھی ضائع کر دوں گا۔ قرآن ہے......

اگلے جمعہ لکھ لانا، اگر کسی کو کوئی اشکال ہو، شرک اتنی بری مرض ہے......

جنہیں میں نے کہا ...... كُلًّا هَدَيْنَا ...... سارے ہدایت یافتہ

جن کو میں نے کہا ...... كُلًّا مِّنَ الصَّالِحِيْنَ ...... سارے نیک
جن کو میں نے کہا ...... كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ...... سارے محسن
جن کو میں نے کہا ...... وَاجْتَبَيْنٰهُمْ ...... میں نے انکو چن لیا

ان منتخب شدہ کو بھی، میری کوئی صفت، میرا کوئی اختیار، میری کوئی رب کی اختیار، صفت، میں کسی کو شریک کردیا، میں ان کو بھی نہیں مانتا، شرک ایسی پلید چیز ہے...... لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ......

......اب تھوڑا سا آگے چلیں......

یوسف علیہ السلام بھی شرک کے خلاف
سارے نبی بھی شرک کے خلاف
حضور ﷺ شرک کے خلاف

اپنے ہاں ماشاء اللہ شرک کی منڈیاں، ہم تھوڑا سا سوچیں، غور کریں کہ یار شرک ہے کون سی بلا جو خانہ خراب کرتی ہے؟

شرک کسے کہتے ہیں؟

......اب میں اگر اس بلا کو ذکر کردوں کہ......

مولویوں کے گھر میں اس کا ڈیرہ
پیروں کے گھروں میں اس کا ڈیرہ
ملنگوں کے گھروں میں اس کا ڈیرہ
گدی نشینوں کے گھروں میں اس کا ڈیرہ
بالوں والوں کے گھروں میں اس کا ڈیرہ

مساجد میں اس کا ڈیرہ
شرک بہت طاقتور ہے
بڑا اس کا رعب ہے
بڑا اس کا دبدبہ ہے
...... جہاں چاہے داخل ہو جائے ......

تیرہ سال حضور ﷺ نے اپنی جماعت کے دلوں سے شرک نکالنے میں لگائے۔ میرا مقصد یہ نہیں کہ مجھے آپ واہ واہ کہیں، میرا یہ مقصد ضرور ہے کہ مجھے چالیس سال ہو گئے، اس شہر میں توحید کی منادی کر رہا ہوں، میرا دل یہ ہے کہ شرک آپ کے دلوں میں نہ آ جائے۔ آپ کے عقیدے میں نہ آ جائے۔ آپ کے نظریات میں نہ آئے۔ شرک جہاں آیا بیڑہ غرق کر دیا۔

...... اب آپ کہیں گے کہ شرک کہتے کسے ہیں ......

شرک کسی مولوی کا نام ہے
کسی بلڈنگ کا نام ہے
کسی گراؤنڈ کا نام ہے
کسی لیڈر کا نام ہے
کسی شہنشاہ کا نام ہے
کسی وزیر کا نام ہے
کسی اپوزیشن کا نام ہے
کسی جمہوریت کا نام ہے
...... شرک کہتے کسے ہیں؟ ......

اگر اب میں نے قرآن کے دلائل سے سمجھایا تو شاید آپ کی اس سمجھ شریف میں نہ آئے فوری، میں دنیاوی نقطہ نظر سے آسان سی بات کہتا ہوں۔

ایک بندے کی دوکان ہے اس میں دو چار پائی بچھائی جاسکتی ہیں، کتنی؟ (دو) اس پر لکھا ہے فتح دین ولد نور دین، اس کی وہ بنی ہوئی ہے۔ الاٹ منٹ کی بنی ہوئی پرچی کہ میری دکان ہے۔ رجسٹری ہوئی ہے۔ اس نے خریدی ہے۔ دو چار پائیوں کی دوکان، یہ جلدی بات آپ کو سمجھ آئے گی۔ روزانہ کاروبار کرتا ہے، کریانہ کی دکان ہے۔ دو چار پائیوں کی دکان ہے۔ تیل فروخت کرتا ہے، گھی فروخت کرتا ہے، ڈالڈا فروخت کرتا ہے، مرچوں میں اینٹیں پیس کر فروخت کرتا ہے، ہلدی میں پتہ نہیں کیا ملا دیتا ہے۔

ایک دن ایک شخص آتا ہے، وہ کہتا ہے او فتح دین، کہتا ہے جی، ادھر ہو، وہ ادھر ہو جاتا ہے، لو جی، تشریف رکھو، وہ کہتا ہے کہ ادھر ہو اور تو کہتا ہے کہ تشریف رکھو، او چوہدری صاحب کیا بات ہے، خیر تو ہے، آج بڑے ناراض ہو؟ وہ کہتا ہے کہ اس دکان میں، میں تیرا حصہ دار ہوں، میں بھی مالک ہوں، اسکا، وہ کہتا ہے کہ رجسٹری لانا بیٹا، وہ رجسٹری لے آتا ہے، رجسٹری پر لکھا ہے، فتح دین ولد نور دین، اس نے کہا کہ یہ تو میرے نام رجسٹری ہے، میری دکان ہے، تجھے اگر پتہ نہیں ادھر ہو ہڈیاں توڑ دوں گا۔ ہم میں بھی بھتہ گروپ ہوتے ہیں، جگا پارٹی...... اپنی دکان میں مجھے بیٹھنے دے یا میں ٹھیک کر کے رکھ دوں گا۔ وہ تھانے جائے گا، دکان میری، قبضہ اس کا۔

اللہ فرماتے ہیں جگ میرا مالک تو، ماما ہے، تو دو چار پائیوں کی جگہ پر کسی دوسرے کو شریک نہیں ٹھہرا سکتا...... تو میں ساری خدائی میں دوسرے کو کیسے شریک ٹھہرا لوں۔

اس پر اب آیت الکرسی پڑھو......لَا اِلٰـهَ اِلَّا هُـوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَأْخُذُهٗ سِـنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ لَهٗ مَا فِیُ السَّمٰوٰتِ وَمَا فِیُ الْاَرْضِ ......کس کا ہے؟ زمین وآسمان میں جو کچھ ہے کس کا ہے؟ (اللہ کا)

ایک مولوی کہے نہیں نہیں یہ میرا ہے، اگر ضیاء القاسمی کہے شرک ہے وہ کہے نہیں ذاتی طور پر اس کا ہے، عطائی طور پر میرا ہے، اللہ فرماتے ہیں اسے مار، کوئی ذاتی عطائی نہیں......لَهٗ مَـا فِـیُ السَّـمٰوٰتِ وَمَا فِیُ الْاَرْضِ ......انتیسویں سپارے میں ہے......تَبَـارَكَ الَّـذِیُ بِیَـدِهِ الْمُلْكُ ...... پڑھ لو سارے......تَبَـارَكَ الَّـذِیُ بِیَدِهِ الْـمُـلْكُ ......آج آپ روٹی نہیں کھا کر آئے۔ اللہ کی توحید کی باری آتی ہے۔ آہستہ بولتے ہو، پتہ نہیں قیامت والے دن، آج اللہ کے فرشتے گول مسجد میں تقریر لکھنے کے لئے آئے ہیں۔ آپ کا عمل لکھنے کے لئے آئے ہیں۔ اگر یہ اتنی بات لکھ کر لے آئے۔ رب، یہ جو لوگوں کی چھوٹی مساجد چھوڑ کر گول مسجد میں آئے تھے، میرے رب انہوں نے بہت مشقت اٹھائی ہے۔ اللہ فرماتے ہیں کیا کہتے تھے؟ کہتے تھے...... تَبَـارَكَ الَّـذِیُ بِیَـدِهِ الْـمُلْكُ ......ملکوں کا مالک تو ہی ہے......قُلِ اللّٰـهُـمَّ مَـالِكَ الْمُلْكِ ......اللہ فرماتے ہیں جبرائیل ان فرشتوں سے پوچھ یہ کیا چاہتے ہیں؟ یا اللہ اور کچھ نہیں چاہتے جو تیری توحید کے عقیدے میں سرشار تھے انہیں جنت عطا فرما دے۔

اللہ فرمائیں گے کہ میں بھی وعدے کا پکا ہوں۔ اگر یہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے۔ مجھے اپنی کبریائی کی قسم ہے۔ کل میں انہیں آواز دوں گا۔ کلمہ پڑھتے جاؤ اور جنت کی سیڑھیاں چڑھتے جاؤ۔

شیشی کھل گئی کہ ابھی کچھ رہتا ہے؟ اور شیشی کھولوں؟ لو جی یہ بتاؤ!

ہر جگہ سننے والا کون؟ (اللہ)

جھوٹ نہ بولنا

غلط نہ بولنا

آہستہ نہ بولنا

ہر جگہ سننے والا کون؟ (اللہ)

ہر جگہ دیکھنے والا کون؟ (اللہ)

ایک بندہ کہتا ہے کہ میرا پیر بھی ہر جگہ سنتا ہے، اللہ کی صفت میں شریک کیا کہ نہیں؟ (کیا) ہر چیز کو جاننے والا کون؟ (اللہ) ایک بندہ کہتا ہے نہیں نہیں، ہمارے حضرت بھی ہر چیز جانتے ہیں، ساری چیزوں کا مختار کون؟ (اللہ) جسے چاہے بیٹا دے، جسے چاہے بیٹیاں دے، اگر دینے پر آئے، مخالفوں کو درجنوں کی درجنیں دے دے، نہ دینے پر آئے تو بی بی عائشہؓ کو ایک بیٹا بیٹی نہ دے، دینے پر آئے تو دشمنوں پر دروازے کھول دے عطا کے، اور نہ دینے پر آئے تو اپنے محبوب کے پیٹ پر پتھر بندھوا دے، بچانے پر آئے یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ میں زندہ سلامت رکھے اور ذبح کرانے پر آئے تو میرے حضور ﷺ کے چچا حضرت حمزہؓ کے ٹکڑے ٹکڑے کرا دے۔ بچانے پر آئے میرا کملی والا آنکھوں پر ہاتھ پھیرے تو آنکھیں مل جائیں اور نہ بچانے پر آئے کربلا میں نواسہ تڑپ جائے، پوچھنے والا کوئی نہیں۔

شرک نہ کرو گے تو اپنی قبر سنوارو گے۔ مجھے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں، میری ذات کو کیا فائدہ......

قبر پوجو گے جہنم ملے گی
رب کو پوجو گے جنت ملے گی

ٹھیک ہے؟ (جی) نذرانے اگر رب کے دو گے اللہ خوش ہوگا۔ کاروبار چلے

گا اور اگر اللہ کو چھوڑ کر اور کسی کو بکرے اور چھترے دو گے کاروبار بھی برباد ہو جائے گا۔ بڑے بڑے کاروباری کہیں گے مولوی جی کس طرف جائیں، دعا کرو، رات کو ہانڈی کے لئے پیسے نہیں ہوتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں او سود خورو! جب تم نے میری نافرمانی کی، میرے محبوب کی نافرمانی کی، مجھے اپنی کبریائی کی قسم ہے۔ میں تمہارے لئے ایسے خشک سالیاں پیدا کر دوں گا، تمہیں پوچھنے والا کوئی نہیں ہوگا۔ تم میرا حکم مانو، میرے رسول ﷺ کے پیچھے چلو، پھر زمین سے پانی کے چشمے جاری کر دوں گا، ہر جگہ سننا یہ اللہ تعالیٰ کی شان ہے۔

شرک سے بچو:

مَا کَانَ لَنَا اَنْ نُّشْرِکَ بِاللّٰہِ مِنْ شَیْءٍ ...... اب سمجھ آ گئی یوسف علیہ السلام کی تقریر، شرک نہ کرو، میں خوش ہو جاؤں گا، کسی پر میں جبر تو نہیں کرتا۔ مجھے خوشی ہوگی۔ اگر ہاتھ کھڑا کر کے کہو کہ جی ہم آج وعدہ کرتے ہیں کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے...... (سبحان اللہ)

مشرک کی نجات نہیں:

جنت ملے گی انشا اللہ، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قرآن کریم میں...... اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَاءُ ...... اللہ فرماتے ہیں کہ اعمال قیامت والے دن میرے سامنے آئیں گے یہ قرآن کریم کی آیت ہے...... اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ ...... میں اعمال کو دیکھوں گا۔ فرشتوں سے پوچھوں گا کیا کم ہے؟ یا اللہ تھوڑے سے نفل کم ہیں، تھوڑی سی یہ کوتاہی ہوگئی ہے، اچھا، تھوڑے سے

اعمال میں کمزوری ہے،اچھاذرا دیکھنا کہیں شرک والی پرچی تو نہیں پڑی ہوئی؟ تو فرشتے کہیں گے شرک نہیں کیا،فرمایا جانے دو، جانے دو،شرک نہیں کیا تو جانے دو، شرک کیا ہے...... اِنَّمَا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ ......اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو بندہ......مَنْ يُّشْرِكُ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ ......جو بندہ شرک کرے گا......حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ ......رب نے اس پر جنت حرام کردی۔ میں اسی نہیں بخشوں گا......

مولویوں سے آپ نے کئی دفعہ سنا ہوگا، جب لیلۃ القدر آتی ہے اللہ فرماتے ہیں......جبرائیل......بندے کیا کرتے رہے ہیں ساری رات؟

تیرے نفل ہی پڑھتے رہے
تیری عبادت ہی کرتے رہے
تجھ سے توبہ ہی کرتے رہے
تجھ سے التجا ہی کرتے رہے
تجھ سے ڈرتے ہی رہے

فرمایا کتنے کتنے گناہ گار تھے؟ اس میں سے بعض اتنے گناہ گار تھے کہ گناہ ان کے اتنے بھاری تھے کہ یہ بخشش کے قابل ہی نہیں کہ ان کو معاف کیا جائے......

اللہ فرمائیں گے دیکھو ذرا، ان کے اعمال میں شرک تو نہیں؟ حدیث ہے سحاح ستہ کی،شرک تو نہیں؟ نہیں شرک نہیں،فرمایا چلے جاؤ جنت میں،عیش کرو۔

کیوں کہ......مَا كَانَ لَنَا اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ......اللہ تعالیٰ ہر چیز معاف کردے گا،لیکن شرک معاف نہیں کرنا، کیوں؟ کہ براہ راست مشرک اسے چیلنج کرتا ہے، ہاتھ میں دوں...... یہ غصے کس پر آتا ہے، ہاتھ میں دوں، پھیلائے غیر کے سامنے،غصہ آئے کہ نہیں؟ زبان میں دوں، وظیفے غیر اللہ کے پڑھے؟ غصہ آئے کہ

نہیں؟ یہ میری مسجد ہے، میری سے مراد علماء حق کی، دیوبندی مکتب فکر کی، ایک بندہ یہاں منبر پر بیٹھ کر کہے کہ قبر پر سجدہ کرے، بولو قسم کھا کر کہ غصہ آئے گا کہ نہیں، بولو زور سے؟ (آئے گا) ایک بندہ آ کر منبر پر بیٹھ جائے، بیٹھ کر کہے کہ مجھے سجدہ کرو، قسم کھا کر بتاؤ غصہ آئے گا کہ نہیں؟ اللہ فرماتے ہیں روٹی میں دوں، نذرانے غیر اللہ کو دے۔ آپ بتائیں غصہ آئے گا کہ نہیں۔ کان میں دوں، سنے تو غیر کی اور مجھے غصہ آئے کہ نہیں؟ جب میری بات آئے تو کانوں میں روئی ڈال لے، پیر میں دوں، مزاروں کے طواف کے لئے چلا جائے، جب مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے تجھے کہا جائے، تجھے پھر مروڑ اٹھتا ہی، مجھے نماز کے لئے کہتے ہیں، تبلیغ والے مجھے تنگ کرتے ہیں، کہتے ہیں نماز پڑھ، تجھے اچھی بات کہی ہے کہ نماز پڑھ، ان بے چاروں کے پیچھے پڑ جاتے ہو۔

اللہ فرماتے ہیں کہ بتا مجھے غصہ آئے کہ نہیں؟ آپ بتائیں، غصہ مجھے آئے کہ نہیں؟ یہ جو تیرا وجود ہے، تجھے تو پتہ نہیں، ماں کے پیٹ میں تین اندھیروں ڈاکٹروں سے پوچھ لے، تین بھی ہیں چار بھی ہیں، ماں کے پیٹ میں تیرے اندر جان پڑتی رہے، تجھے ہوش بھی ہوتا تھا، باہر نہیں تشریف لا سکتا تھا، ماں تجھے باہر سے کوئی غذا نہیں پہنچا سکتی تھی، باپ تیرا بے شک شاہ فہد کیوں نہ ہو، وہ بھی تیری غذا کا انتظام نہیں کر سکتا۔ میں نے اس ماں کے پیٹ میں غذا پہنچا دی۔ اب جب اسی غذا کو موقع آتا ہے۔ حلال وحرام کرنے کا اب تو مجھے آنکھیں دکھا کر اس رزق کی منتیں اور مرادیں غیر کی طرف کرے۔ مجھے بتا مجھے غصہ آئے کہ نہیں؟ جو ماں کے پیٹ میں تجھے پال سکتا ہے، وہ یہاں بھی تجھے پال سکتا ہے۔

او غیروں کے سامنے ہاتھ پھیلانے والے، اللہ نے فرمایا میرے نبی کو کہ جو

ساتوں زمینوں کے نیچے کیڑے کو رزق دے سکتا ہے تجھے بھی غذا دے سکتا ہے مجھے غصہ آئے کہ نہیں؟

اب میرے دوست شرک اتنی بڑی بلا ہے، مولوی کے ساتھ لگے تو کپڑے شاید اس کے ٹھیک ہو جائیں، عقیدہ گندہ ہو جائے گا......پیر کے ساتھ لگا عقیدہ گندا ہو جائے گا......ملاں کے ساتھ مل گیا علیک سلیک ہوگئی شرک کی، ملاں کا عقیدہ گندا ہو گیا......

اگر تمہارے ساتھ مل گیا او گول مسجد والو! میرے ساتھ ناراض ہو آپ کی مرضی، میں نہیں رک سکتا......مَا كَانَ لَنَا اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ......اللہ تعالیٰ تو گواہ ہو جا، جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام شرک کی تردید کر رہے تھے جیل میں بھی اسی طرح ضیاء القاسمی بھی، عاجز بندہ جب تک زندہ رہے گا۔ تیری توحید بیان کرتا رہے گا شرک کی دھجیاں فضائے آسمانی میں بکھیرتا رہے گا۔ میرا تیرے ساتھ وعدہ ہے۔ میرا ایمان یہ ہے میرا عقیدہ ہے اور اس مسجد کا بھی عقیدہ ہے۔ یہ مسجد دوسری مساجد کی طرح نہیں، یہ توحید کا مرکز ہے۔ جس بندے کا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں وہ میرا کچھ نہیں لگتا۔ بے شک تسبیح پڑھے، جو مرضی کرے۔ اس مسجد میں نماز پڑھو، ذکر کرو، اللہ اللہ کرو، توحید کے ترانے گاؤ، نوافل پڑھو، شرک نہ کرو، کوئی شرک کرنے والا یہاں دخل دے، ٹانگیں اس کی ہوں گی ڈنڈا ہمارا ہوگا۔ یہ یاد رکھنا۔

مَا كَانَ لَنَا اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ......میں عہد کرتا ہوں، میں وعدہ کرتا ہوں، میرے رب میں بڑا کمزور ہوں۔ میں نحیف ہوں، میں ناتواں ہوں۔ میرے پلے کچھ نہیں، تیری ہدایت ہے......وَاجْتَبَيْنٰهُمْ ......اگر تو ذرے کو آفتاب بنا سکتا ہے تو بھی ضیاء القاسمی کو اپنی توحید اور نبی کی رسالت کا دیوانہ بنا دے۔ مجھے پہلے

تیری عنایت چاہئے، شفقت چاہئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی شفاعت چاہئے۔

وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

حضرت یوسف علیہ السلام......خطبہ 14

خطبہ:

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی سَیِّدِالرُّسُلِ وَ خَاتَمِ الْاَنْبِیَآءِ وَ عَلٰی اٰلِہِ الْمُصْطَفٰی وَاَصْحَابِہِ الْمُجْتَبٰی اَلَّذِیْنَ ھُمْ خَیْرُالْخَلاَئِقِ بَعْدَ الْاَنْبِیَآءِ ......

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ......مَا کَانَ لَنَا اَنْ نُّشْرِکَ بِاللّٰہِ مِنْ شَیْءٍ ذٰلِکَ مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ عَلَیْنَاوَ عَلَی النَّاسِ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْکُرُوْنَ...... یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ ءَ اَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَیْرٌ اَمِ اللّٰہُ الْوَاحِدُ الْقَھَّارُ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ اِلَّا اَسْمَآءً سَمَّیْتُمُوْھَا اَنْتُمْ وَ اٰبَاءُ کُمْ مَّا اَنْزَلَ اللّٰہُ بِھَا مِنْ سُلْطٰنٍ اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِیَّاہُ ذٰلِکَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ......

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْم

گزشتہ سے پیوستہ:

گزشتہ جمعہ سورۃ یوسف کے سلسلہ میں، حضرت یوسف علیہ السلام کی تقریر کے اُس حصے کو بیان کر رہا تھا جس میں یوسف علیہ السلام نے جیل کے ساتھیوں کو خواب کی تعبیر بتانے سے پہلے اللہ کی توحید پر ایک بڑا جامع خطبہ ارشاد فرمایا اور ایک ایک لفظ حضرت یوسف علیہ السلام کی جہاں فصاحت و بلاغت کا بیان کرتا ہے اسی مقام پر اس بات کو بھی روز روشن کی طرح واضح کرتا ہے کہ اللہ کے نبی کے دشمن کون

ہوتے ہیں اور دوست کون ہوتے ہیں۔ خدا و رسول کے دشمنوں کے ساتھ اللہ کے پیغمبر کا رویہ اور سلوک کیا ہوتا ہے۔ خدا کے پیاروں کے ساتھ، خدا کے محبوبوں کے ساتھ، اللہ کے نبیوں کا رویہ اور سلوک کیسا ہوتا ہے؟

اس پر میں نے بڑے مفصل گزشتہ جمعہ سے گزشتہ جمعہ دلائل دیئے ہیں۔ پچھلے جمعہ حضرت یوسف علیہ السلام کے اس ارشاد کی شرح کر رہا تھا کہ......مَا کَانَ لَنَا اَنْ نُّشْرِکَ بِاللّٰہِ مِنْ شَیْءٍ ......

انبیاء کی
نبیوں کی
پیغمبروں کی
یہ شان ہی نہیں کہ وہ شرک کے قریب جائیں

شرک بدبو ہے:

شرک ایک ایسی بری بلا ہے ایسی بدبو ہے......مَا کَانَ لَنَا اَنْ نُّشْرِکَ بِاللّٰہِ مِنْ شَیْءٍ ...... نبی اس کے صحن میں داخل نہیں ہوتے۔ اس پر پچھلے جمعہ گھنٹہ سوا گھنٹہ دلائل آپ دوستوں کے سامنے پیش کیئے۔

اس وقت جو آیاتِ بینات تلاوت کی ہیں۔ وہ پچھلے مضمون کا ہی حصہ ہیں، یوسف علیہ السلام فرماتے ہیں کہ......مَا کَانَ لَنَا اَنْ نُّشْرِکَ بِاللّٰہِ مِنْ شَیْءٍ ...... یہ جو شرک سے بیزاری کا میں ذکر کر رہا ہوں کہ میں توحید پر پکا ہوں اور شرک کا دشمن ہوں۔ عقیدے کا پکا ہوں۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں۔ معمولی مسئلہ نہیں۔ اللہ کے خزانوں میں ......

نبیوں کو

بندوں کو

ولیوں کو

نیکوں کو

پارساؤں کو

جو سب سے قیمتی انعام دیا جاتا ہے وہ عقیدے کا اچھا ہونا ہے، یہ میں لفظ نہیں کہہ رہا فرمایا......مَا کَانَ لَنَا اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ ...... ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَیْنَا ...... یہ نبیوں پر اللہ کا فضل ہے کہ ان کے صحن میں شرک داخل نہیں ہوسکتا اور صرف نبیوں پر نہیں......وَ عَلَى النَّاسِ ......جن کا عقیدہ اچھا ہے شرک سے بچتے ہیں، وہ سمجھتے ہیں کہ یہ اللہ کا مشترکہ فضل ہے جو یا نبیوں کو دیا جاتا ہے یا مومنوں مسلمانوں کو دیا جاتا ہے۔

ہمارے لئے یار اللہ تعالیٰ کی نعمت اس سے زیادہ اور کیا ہوسکتی ہے......علی الناس...... یوسف علیہ السلام فرماتے ہیں کہ وہ بندے جن کا عقیدہ اچھا ہے جو توحید کے پابند ہیں جو شرک سے بچتے ہیں......ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَیْنَا......ان پر اللہ کا فضل ہے......

نبی ہوں

ولی ہوں

مسلمان ہوں

اللہ تعالیٰ اتنے وعدے کے پکے ہیں، فرماتا ہے جو میرے یار ہیں، میں بھی ان کا مونس وغم خوار ہوں......وَ عَلَى النَّاس ......عقیدے کا اچھا ہونا اللہ کے دربار میں سب سے بڑی نعمت ہے اور جسے مل جائے، جسے یہ نعمت عقیدے کے اچھا ہونے کی مل جائے، خدا کی قسم ہے اس سے بڑا رب کے دربار میں کوئی صاحب انعام ہے ہی نہیں اس پر بڑے دلائل دیئے جاسکتے ہیں۔ قرآن بھرا ہے ان دلائل سے......

میں صرف دو باتیں آپ کو بتاتا ہوں۔ ابولہب کا معنی ہے حسن کا سردار، یہ یاد رکھنا، یہ عربی کے لفظ ہیں، ابو کا معنی باپ، لہب کہتے ہیں شعلہ والا، شعلے والا حسن رکھنے والا، چمکنے والا......

حسن اس کے پاس

شُوخی اس کے پاس

دولت اس کے پاس

جاگیر اس کے پاس

بیت اللہ شریف کی تولیت، متولیت اس کے پاس

حسن اتنا کہ رب اسے کہتا ہے ابولہب، چمکنے والی، بھڑکیلے رنگ والا، لیکن بازی لے گیا کالے رنگ والا، حسن والا کھڑا ہی رہ گیا...... دولت والا کھڑا ہی رہ گیا......

ساری دنیا کو پتہ ہے کہ بلالؓ بازی لے گیا۔ میں یہ آپ کے ساتھ داستان سنائی نہیں کر رہا...... آنکھوں والے اور بہت تھے۔ نابینا آیا تو حضور ﷺ کو سلام کہا، بڑے بڑے وڈیرے بڑے بڑے قریشی، بڑے بڑے جاگیردار، حضور ﷺ کی خدمت میں بیٹھے تھے، انہوں نے کہا کہ ان میلے کپڑے والوں کو کہو، جب ہم بیٹھے ہوں، پھر نہ آپ کی مجلس میں آیا کریں، ہماری شان کے خلاف ہے، ہم لوگوں کے گھروں میں جاتے ہیں تو وہ چارپائیاں الٹی کر لیتے ہیں، یہ وہ برادری تھی مریدوں کو ساتھ نہیں بیٹھنے دینا، ہماری شان ہے......

اللہ فرماتے ہیں...... حَرِیۡصٌ عَلَیۡکُمۡ ...... میرے محبوب کے دل میں تھا کہ چلو کسی کی دلجوئی کر کے اگر اسے کلمہ نصیب ہو جاتا ہے۔ تو بہت اعلیٰ اور پاکیزہ مشن

ہے۔کوئی بات نہیں، میرے دوست کل آ جائیں، شام آ جائیں گے۔اس نے سلام کیا تو حضور ﷺ نے ادھر منہ پھیرلیا۔اس نے ادھر آ کر پھر سلام کیا،تو آپ نے پھر ادھر منہ پھیرلیا۔ جواب نہ دیا۔ نبی نے نابینے صحابیؓ کا، مسجد سے باہر نکل کر اس نے رٹ کردی۔ اس نے کہا اللہ یہاں آ کر بھی سلام کریں اور جواب نہ ملے کہاں جائیں؟

دولت میرے پاس نہیں

پیسہ میرے پاس نہیں

لیکن ایک دولت میرے پاس ہے، ان کے جسموں سے بدبو آتی ہے۔ میرے جسم سے ایمان کی خوشبو آتی ہ، پھر یہ موضوع لمبا ہو جائے گا، میں صرف اشارہ کروں گا۔

قیمتی بن گیا:

وحی آئی، حضور ﷺ کو فرمایا کہ نابینا ناراض ہو گیا ہے۔شکا تیں کرتا ہے، جا خود جا کر منا کر لا، قیمت لگ گئی، منا کر لا اسے، پھر جب حضرت عبداللہ بن اُمّ مکتوم آتے تھے، نابینا صحابی فرماتے ہیں کہ میرا وہ یار آ گیا، جس کی وجہ سے رب ناراض ہو گیا تھا۔اسے بیٹھنے کے لئے جگہ دو۔

معلوم ہوا کہ اللہ کے دربار میں سب سے زیادہ قدر و منزلت عقیدہ توحید ہے۔دو مثالیں میں نے آپ کو دے دیں تا کہ آپ کو بات سمجھ آ جائے۔

اللہ کا فضل:

اس لئے حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا...... ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا...... او میاں یہ جو......

میں ابراہیم علیہ السلام کا پیروکار ہوں

میں اُن کے مذہب پر چلنے والا ہوں

میں توحید کا داعی، توحید پر مر مٹنے والا

داعی اور اس کی دعوت دینے والا

توحید کے عقیدے کا پیامبر

یعقوب علیہ السلام کا پیروکار

......ذٰلِكَ مِنۡ فَضۡلِ اللّٰهِ عَلَيۡنَا......

دنیا کو دولت پر ناز ہے۔ جاگیروں اور مربوں پر ناز ہے اور یوسف علیہ السلام کو عقیدہ توحید پر ناز ہے اور ہونا چاہئے ...... وَعَلَى النَّاسِ......اگر یوسف علیہ السلام یہ جملہ نہ بولتے، ہمارے جیسے غریبوں کو کون پوچھتا؟ صدیاں پہلے، آپ نے اعلان کر دیا کہ میرے اوپر نہیں۔ گول مسجد کے اندر بیٹھ کر بھی جو اللہ کی توحید کے عقیدے کا اظہار کرے گا۔ جس طرح اللہ کا نبیوں پر فضل ہوگا۔ اسی طرح ان پر بھی فضل ہوگا اور قیامت کو......مَنۡ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الۡجَنَّةَ ......جس نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھ لیا۔ اللہ فرمائے گا میری توحید کا ترانہ گا تا جا جنت کی سیڑھیاں چڑھتا جا۔ تیرے لئے راستے کھلے ہیں......ذٰلِكَ مِنۡ فَضۡلِ اللّٰهِ عَلَيۡنَا...... وَعَلَى النَّاسِ......لوگوں پر بھی......

عقیدے کی اصلاح ضروری ہے:

اس لئے میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ ایسے لوگوں کو نہیں، جو کہتے ہیں مولوی صاحب جو جہاں لگا ہوا ہے لگا رہنے دو، کسی کو چھیڑتے نہیں کھولتے نہیں، وضاحت نہیں کیا کرتے، دل دکھ جائے گا۔ کسی کا دل نہیں دکھانا چاہئے۔ یہ بھی ایک

فلسفہ ہے دنیا میں، مسئلہ کھولو۔

اگر پیٹ میں درد ہے تو سر درد کی دوائی نہ دو، کسی کی ایڑھی پر پھنسی ہے، تپ دق کی دوائی نہ دو، پھوڑے کی دوائی دو، اور بتاؤ تیرا پھوڑا ہے، بتاؤ تیری پھنسی ہے، بتاؤ تجھے اپینڈکس کی درد ہے۔ بتاؤ تو دل کا مریض ہے۔

اسی طرح اللہ کے پیارے پیغمبر نے دو ساتھیوں کے سامنے اللہ کی توحید کو کھل کر بیان کیا اور ان کے سامنے واضح کر دیا۔ میرا بھی اور میرے پہلے بزرگوں کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ کٹ جائیں گے لیکن اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے...... ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا ...... یہ ہم پر اللہ کا فضل ہے۔ یہ ہم دیوبندیوں پر بھی فضل ہے۔ ایسے دیوبندیوں پر نہیں کہ پکوڑے بھی کھا جاؤ اور قل کے چنے بھی کھا جاؤ۔ ساتویں اور چالیسویں بھی گنتے رہو۔ تیسرے دن دریاں بچھا کر بیٹھ جاؤ، لوگوں کے انتظار میں، کھلی گنڈیریوں پر اور پتہ نہیں آلو بخارے لاکر ان طالب علموں کے منہ مارو، طالب علم بھی کنجوس، یہ بھی جا کر قل کے چنے کھالیں اور بڑی بڑی اونچی شلواروں والے، مسواک لٹکائی ہوئی وہ بھی کہیں کہ برادری کو کیا منہ دکھائیں۔ اللہ کے نبی نے بات صاف کر دی۔ برادری بعد میں دیکھی جائے گی۔ اللہ کی محبت اور توحید پہلے دیکھی جائے گی...... ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا...... قرآن پڑھو جا کر گھروں میں، کوئی میرے گھر تو نہیں اترا، اللہ فرماتے ہیں اے ناشکرو! اللہ نے اتنا پیارا تمہیں عقیدہ دیا ہے...... لَا يَشْكُرُوْنَ...... ہائے تم میرا شکر نہیں کرتے......

عقیدے کا وزن ہوگا:

اور یاد رکھنا قیامت کو عقیدہ تولا جائے گا۔ قیامت والے دن اعمال کا بھی وزن ہوگا۔ عقیدے کا بھی وزن ہوگا۔ دونوں کو تولا جائے گا۔ جس کے اعمال کمزور

ہوں گے جس کا عقیدہ کمزور ہوگا جس نے عمل میں سستی کی ہوگی وضو تو کرتا ہوگا لیکن وضو کا صحیح طریقہ نہ آیا، غسل تو کرتا ہوگا مگر اسے غسل کا صحیح انداز اور طریقہ نہیں آتا۔ نماز تو پڑھتا ہوگا۔ نماز کے آداب اسے آتے نہیں ہوں گے۔ جنازے تو پڑھتا ہوگا، لیکن دعائے جنازہ اسے نہیں آتی۔ وتر پڑتا رہا، قنوت اسے نہیں آتی۔ لوگوں کے گھروں میں جا کر کنڈے کو کھڑکا تا رہا۔ نماز کے لئے تو جگا تا رہا، لیکن نماز فرض، نفل اور نیت اسے نہیں آتی، ترکیب اسے نہیں آتی۔ فرشتے کہیں گے رب، ہم نے دیکھا ہے کہ اس میں بہت کمزوریاں ہیں، اللہ فرمائے گا انہیں ایک طرف رکھو، اس کے ترازو میں وہ ایک چٹ رکھی جائے گی اس کا ترازو بھاری ہو جائے گا، ترازو کا پلڑا بھاری ہو جائے گا، فرشتے دیکھیں گے کہ کون سی چیز رکھ دی ہے، کہ ان عملوں کی قیمت نہیں لگی، فوراً اس کا پلڑا بھاری ہو گیا ہے۔ آواز آئے گی...... مَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ...... فرشتو عملوں کا رجسٹر تمہارے پاس تھا اور عقیدے کا رجسٹر میرے پاس تھا۔ میں نے اس کے عقیدے کا وزن کر کے تمہیں دے دیا۔ یہ بھی اعمال میں رکھ دینا، مجھے اپنی کبریائی کی قسم ہے۔ جس کے اعمال کمزور ہوں گے۔ اگر اسے عقیدے کا وزن اسے عطا کر دیا جائے گا۔ جیت جائے گا۔ قیامت والے دن عزتیں پا جائے گا، عظمتیں پا جائے گا...... سبحان اللہ کہو ذرا...... سُبْحَانَ اللّٰه...... يَاحَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ......

شان پا جائے گا

عزتیں پا جائے گا

رفعتیں پا جائے گا

عظمتیں پا جائے گا

بلندیاں پا جائے گا

اللہ کے حضور کھڑا ہو جائے گا

اللہ کے دربار میں اونچا ہو جائے گا

فرشتے بھی اسے دیکھیں گے بار بار، اپنے اعمال کی وجہ سے تو نے آج بچنا نہیں تھا۔ اللہ فرمائیں گے فرشتو، میرے عقیدہ توحید کی وجہ سے اسے کچھ ہونا نہیں تھا۔ اس لئے کہ اس کے اعمال کی کمزوریاں عقیدہ پر ڈال کر اونچا کر گیا۔

اسے کہتے ہیں......مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا ......اس لئے میرے ساتھیو! میں آپ کو ہر جمعہ نظریاتی تقریر دیتا ہوں، جس کی وجہ سے آپ نے نجات حاصل کرنی ہے۔ آپ فکر نہ کریں......

شرک سے بچو

بدعت سے بچو

صحابہ کی گستاخی سے بچو

ذرا عقیدے کی پختگی کرو

حضور ﷺ کی توہین سے بچو

اللہ کے قرآن کی تحریف سے بچو

اور دین میں طرح طرح کے تغیر و تبدل کرنے سے بچو

اپنا عقیدہ درست کرو اور کل قیامت والے دن خوشی خوشی، اچھلے ہوئے جنت میں جاؤ گے۔ دیکھ لینا، میں تو نہیں کہتا قرآن کہتا ہے......وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ......اللہ فرماتے ہیں اب میں کیا کروں ان کے دلوں میں یہ بات اگر اتر جائے، یہ کبھی شرک کے قریب ہی نہ جائیں، میں تو انہیں بتائے جا رہا ہوں، میں تو

انہیں سبق پڑھائے جارہا ہوں۔

توحید کا علمبردار:

جہاں یوسف علیہ السلام تقریر فرمارہے تھے۔وہ کوئی حال تو نہیں تھا۔وہ کوئی سنٹر تو نہیں تھا۔اسلامک سنٹر، جیل تھی، جیل میں اللہ کی توحید سنا رہے ہیں اور مجمع بھی کوئی نہیں، اگر مجمع نہ ہو تو ہم بور ہو جاتے ہیں، دو آدمی ہیں، کتنی پیاری تقریر فرمائی کہ آج مجھے تیسرا جمعہ ہو گیا ہے میں ان تین جملوں کی تشریح کر رہا ہوں، ریکاڈر کر کے اللہ نے ہمیں قرآن میں پہنچادی۔

اصول بتادیئے۔جوڑ ان سے پیدا کر جو خدا اور رسول کے پیارے ہیں توڑ ان سے پیدا کر جو خدا اور رسول کے دشمن ہیں۔پھر کہا......مَا کَانَ لَنَا اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ......نبیوں کی شان ہی نہیں کہ

الہ کے دروازے کو چھوڑ کر
معبود کے دروازے کو چھوڑ کر
رب کے دروازے کو چھوڑ کر
مشکل کشاء کے دروازے کو چھوڑ کر
کائنات کی تقدیر بدلنے والی ہستی کو چھوڑ کر
کائنات کے والی، کائنات کے پیدا کرنے والے کو چھوڑ کر
قبروں پر سجدے کرے
حجروں پر سجدے کر
شجروں پر سجدے کرے
یہ نہ نبیوں کی شان ہے

نہ ولیوں کی شان ہے

شان ہی نہیں ان کی یہ قرآن کہتا ہے اور ہمارے بدّؤں کی وجہ سے، کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان بدّؤں نے جس جس کی پوجا کی ہوگی۔ان کو بلا کر پوچھے گا یہ بدّؤ جو کچھ کہتے ہیں، یہ بدّؤ سچ کہتے ہیں کہ ہاتھوں میں کنگن ڈالنے والے، چمٹے بجانے والے، سب اولیاء اللہ کو جمع کیا جائے گا۔قرآن کہتا ہے۔

رب سوال کرے گا:

اللہ تعالیٰ سوال کریں گے......ءَاَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ عِبَادِیْ هٰٓؤُلَآءِ ......میرے اولیاء اللہ، کیا تم ان کو کہتے تھے......

علی ہجویری کو

عبدالقادر جیلانی کو

اور مجدد الف ثانی کو

آپ کو لوگ ولی کہتے تھے۔میرے محبوب کہتے تھے، یہ ضیاء القاسمی نہیں کہتا، اللہ تعالیٰ ان سے سوال کریں گے اور سوال قرآن میں موجود ہے......ءَاَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ عِبَادِیْ هٰٓؤُلَآءِ ...... اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِیْلَ ......یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے ہمیں کہا کہ سجدے کرنا......

مختار کل ماننا

ہمیں الٰہ ماننا

عالم الغیب ماننا

ہمیں مشکل کشاء ماننا

تقدیریں بنانے والا ماننا

بیٹا اور بیٹی دینے والا ماننا

......اَءَ نْتُمْ اَضْلَلْتُمْ عِبَادِیْ هٰٓؤُلَآءِ ......

انہیں آپ نے کہا تھا کہ ہماری پوجا کرنا۔ اللہ تعالیٰ کا قرآن کہتا ہے۔ سارے ولی اللہ کے دربار میں جواب دیں گے...... سُبْحَانَكَ...... یا اللہ تیری ذات پاک ہے...... مَا یَقُوْلُنَا...... ہمارے لئے...... مَا كَانَ یَنْبَغِیْ لَنَا اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِیَآءَ ...... یا اللہ آپ خود بتائیں ہم تیرا در چھوڑ کر غیر کی پوجا کی دعوت دے سکتے تھے؟

یا اللہ ہم کہہ سکتے تھے؟ عزتیں تو نے دیں، عظمتیں ہمیں تو نے دیں، لوگ آتے تھے، ہم سے دعائیں کراتے تھے، ہماری عزت کرتے تھی، ہمیں وقار دیتے تھے، ہمیں حضرت کہتے تھے، یا اللہ جسے تو اتنی عزت دے، وہ لوگوں کو کہیں کہ ان کو چھوڑ ہمیں سجدہ کریں...... مَا كَانَ یَنْبَغِیْ لَنَا ...... یا اللہ یہ ہماری شان کے لائق ہی نہیں تھا۔

پھر کیوں کرتے ہیں؟
سارے کہیں گے
...... سُبْحَانَكَ ......

اے اللہ تیری ذات پاک ہے
ہمیں تیری کبریائی کی قسم ہے
ہم تو خود تیرا سجدہ کرتے تھے
دست سوال دراز کرتے تھے
ہم تو خود تیرے دروازے پر روتے تھے
ہم تو خود تیرے سامنے ہاتھ پھیلاتے تھے

انہوں نے خود ہمارے کھاتے یہ چیزیں لگا دیں
ہم نے انہیں کبھی یہ نہیں کہا کہ ہمارا سجدہ کیا کرو
رب ہم ساری ساری رات کھڑے ہو کر تجھے مناتے تھے
ہم تو خود تجھ سے مشکلات کے حل کیلئے درخواستیں کرتے تھے
ہم لوگوں کو کیسے کہہ سکتے تھے کہ تجھے چھوڑ کر ہماری پوجا کریں......مَا کَانَ یَنۡبَغِیۡ لَنَا اَنۡ نَتَّخِذَ مِنۡ دُوۡنِكَ مِنۡ اَوۡلِيَآءَ......قرآن ہے......

قرآن کہتا ہے:

عیسیٰ علیہ السلام سے ان بدّوں کی وجہ سے اللہ فرمائیں گے پیش ہو جاؤ، عیسیٰ علیہ السلام کو فرمائیں گے قرآن نے نقل کیا۔ عدالت لگ جائے۔

اللہ فرمائیں گے......اِذۡ قَالَ اللّٰهُ يَا عِيۡسٰى ابۡنِ مَرۡيَمَ ......عیسیٰ بن مریم جی اللہ جی......ءَ اَنۡتَ قُلۡتَ لِلنَّاسِ ......لوگوں کو تو نے کہا تھا......اِتَّخِذُوۡنِیۡ وَ اُمِّیَ اِلٰهَيۡنِ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ ......تم نے کہا تھا کہ میری اور میری والدہ کی پوجا کرو، تو نے کہا تھا؟

مفسرین فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر کپکپی طاری ہو جائے گی۔ عدالت لگی ہے۔ اب کوئی عدالت میں چلا جائے کانپتے ہیں، جب وکیل بول رہا ہو، پتہ نہیں ہمارا حال کیا ہونا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی یہی کہیں گے......سُبۡحَانَكَ مَا يَكُوۡنُ لِیۡ اَنۡ اَقُوۡلَ مَا لَيۡسَ لِیۡ بِحَقٍّ ......یا اللہ جس بات کا تو نے مجھے حق ہی نہیں دیا۔ میں کہہ سکتا تھا انہیں، عیسیٰ علیہ السلام نے سوچا کہ اگر اللہ نے گواہ مانگ لیا۔ گواہ کہاں سے دوں گا؟

تو فوراً کہنے لگے......اِنۡ كُنۡتُ قُلۡتُهٗ فَقَدۡ عَلِمۡتَهٗ ......اگر میں نے کہا ہے تو

تجھے پتہ ہوگا۔تو ہی بتا میں نے کب کہا؟ میں نے کہا؟ اللہ فرمائیں گے جاؤ میں تجھے بری کرتا ہوں......

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ تم نے اپنی کرتوتوں سے اللہ کے دربار میں کھڑا کر دیا۔کل قیامت والے دن اللہ تعالیٰ مجھے پوچھیں گے اے محمد ﷺ! ان لوگوں کو تو نے کہا تھا کہ تیری عبادت کریں،تو میں پھر وہی جواب دوں گا، جو عیسیٰ علیہ السلام نے دیا۔بخاری شریف کی روایت ہے، میں وہی جواب دوں گا جو عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ کے دربار میں دیا۔اللہ مجھے بھی بری کر دیں گے۔مسئلہ سمجھ آ گیا؟ (جی) سپارہ میں نے تو نہیں بنالیا۔حافظ بیٹھے ہیں قاری بیٹھے ہیں......

افسوس کی بات:

اللہ فرماتے ہیں افسوس کی بات ہے......وَلٰكِنَّ اَكْثَرَالنَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ......ہائے تم پر کتنا افسوس ہے......

کھاتے بھی میرا ہو
بھونکتے بھی مجھے ہو
کسی پیر کو بھونک کر دیکھو پٹہ ڈال دے گا
کبھی مولوی کو بھونک کر دیکھو مسجد سے نکال دے گا
کسی بڑے حکمران کو بھونک کر دیکھو زنجیریں ڈال دے گا
کسی ڈی سی کو بھونک کر دیکھو پابندی لگا کر جیل میں ڈال دے گا
مجھے بھونکتے ہو
روزانہ تازہ روٹیاں کھلاتا ہوں
حلوے تازہ پکا کر بھجواتا ہوں

......لَا يَشْكُرُوْنَ......

تجھے حیاء نہیں آتی

شکریہ نہیں ادا کرتے

اور تم میرا حق نہیں ادا کرتے

......وَمَا قَدَرُوْا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ......

تم تو اللہ کا حق بھی نہیں ادا کرتے

تم نے اس کی قدر نہیں جانی کہ اس نے تمہیں ہر چیز مفت عطا کی

تمہاری فیس لگا دیتا، روتے ہو، واپڈا نے تباہ کر دیا، اتنا بل آتا ہے ان پنکھوں کا، اس بجلی کا، او میں نے کبھی تم سے سورج کی روشنی کا بل لیا ہے؟ میں جو مفت ہوا چلاتا ہوں اس کا کبھی بل لیا ہے یہ جو دریاؤں اور ڈیموں کے جھگڑے کرتے ہو، تم کہتے ہیں نہیں بننے دینا، میں نے اس کا پانی تمہارے کھیتوں کو دیا اور تم سے کبھی بل لیا ہے۔ بتاؤ تو سہی، یہ دل جو بیمار ہو جاتا ہے، ڈاکٹر کے پاس جاتے ہو تو اڑھائی لاکھ روپیہ لیتا ہے، اس کی تربیت کا اور جس نے مکمل سالم دل بنا دیئے، تمہارے جسم میں فٹ کر دیا، اسنے کبھی دل کا بل لیا، روز دودھ نکال کر گلاس میں ڈال کر تمہیں پلاتا ہے، اس نے کبھی بل لیا ہے، رات کو ہائے ہائے کر کے شور کرتے ہو، مرنے لگا ہوں...... اِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنَ ......آج میں تمہیں شفا دے دیتا ہوں، میں نے کبھی تم سے بل لیا ہے۔ آنکھیں خراب ہو جاتی ہیں، جا کر اپریشن کراتے ہو، ہزاروں روپیہ بل آتا ہے، جس نے اتنی خوبصورت آنکھ دی ہے، اس نے بھی کبھی بل لیا ہے۔ بتاؤ تو سہی، تمہارے جسم میں ہوا بند ہو جائے، تم ڈاکٹر کے پاس روتے ہوئے، دوڑتے ہوئے جاتے ہو، جس خدا نے تمہیں صحت و توانائی بخشی، اس نے کبھی تم سے بل لیا، اپریشن

سے بچہ پیدا ہوتا ہے، بیس بیس ہزار دیتے ہو، جو بچے کی ماں کے پیٹ میں اتنے مہینے تربیت کرتا ہی، اس نے کبھی بل لیا ہے۔ یہاں ڈبے لئے پھرتا ہے کہ دودھ نہیں، بچے کے لئے دوکان سے تازہ دودھ لاتا ہی، بچے کو پلاتا ہے، جس نے ماں کے پیٹ میں تیرے بچے کے لئے دودھ کا انتظام کیا ہے۔ اس نے کبھی بل لیا ہے۔ کچھ شرم آنی چاہئے تجھے، کچھ تو سوچ، شرم آنی چاہئے، شرم ہو تو آئے، شرک اور شرم......

اس لئے انہیں قرآن پڑھنا چاہئے، حضرت یوسف علیہ السلام نے خدا کی قسم...... ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا ......جس کا عقیدہ صحیح ہے، اللہ کا اس پر اتنا فضل ہے کہ اسے بے شک ساری کائنات مل جائے، عقیدہ صحیح نہ ہو، کائنات ختم ہو جاتی ہے۔

مشرک کی نجات نہیں:

حضور ﷺ نے ہاتھ اٹھالئے، بڑی خدمت کی میرے اس چچا ابوطالب نے، اللہ نے فرمایا ساری رات روتا رہ، میں نے نہیں بخشا، یا اللہ یہ خدمت کرتا رہا ہے، یہ میرے ساتھ راتوں کو جاگتا رہا ہے، اس نے مکے والوں کو للکار للکار کر کہا تھا جو میرے بھتیجے کو کچھ کہے گا۔ میں اسے چھوڑوں گا نہیں، ٹانگیں توڑ دوں گا، میں اسے مزے چکھا دوں گا۔ یا اللہ یہ دنیا سے جا رہا ہے مہربانی فرما، ایمان دے دے، وہ کہنے لگا چچا، محمد میں نے ساری زندگی تیرے ساتھ وفا کی ہے اب اگر جاتے وقت میں کلمہ پڑھ لوں گا۔ برادری میں میرا ناک نہیں رہتا۔ اللہ فرماتے ہیں کہ ناک والے کیلئے دعا نہ کر۔ اس نے ناک رکھی، برادری رکھے قریشی بن کر رہے۔

جو انگلی اٹھے چاند ٹکڑے ہوگئی، ساری رات روتا رہ، ہاتھ اٹھا کر مجھ سے سوال کرتا رہ، میں نے مشرک کو نہیں بخشا، قرآن ہے۔

مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِکِیْنَ ......فرمایا ہے تو تو میرا بڑا پیارا، لیکن......

قبر پوجنے والے کے لئے

شجر پوجنے والے کے لئے

لات وعزیٰ کی پوجا کرنے والے کے لئے

یہ ہاتھ اچھے نہیں لگتے اٹھتے ان ہاتھوں کو ان کے لئے اٹھا جنہوں نے مکے کی گلیوں کو خون سے رنگین کر دیا۔

پھر میری بخشش دیکھ

پھر میری رحمت دیکھ

پھر میری عطا دیکھ

...... سُبْحَانَ اللّٰہ......

پھر دیکھ میں کیا کرتا ہوں، اس کے لئے!

حضرت نوح علیہ السلام نے ہاتھ اٹھائے، فرمایا، رہنے دے بے ایمان کو، اگر تو نے دعا مانگنے سے نہیں ہٹنا، میں نے پانی کی موج کو کہنا ہے کہ تیرے سامنے غرق کرے، تاکہ فیصل آباد میں گول مسجد میں بیٹھنے والوں کو بھی پتہ چل جائے، رب اتنا غیرت مند ہے، جو اس کی ذات اور صفات میں کسی کو شریک کرے گا، رب اتنی غیرت والا ہی، نبی کا صاحبزادہ کیوں نہ ہو، رب نے اسے بھی نہیں بخشنا، یہ قرآن ہے......

آپ کی مساجد تو ہے نہیں؟ آپ کی الماریوں میں قرآن ہے نہیں؟ یہ صرف ضیاء القاسمی کی مسجد میں موجود ہے؟ او قرآن کے مدارس کھولنے والو، چالیس سو

طالب علم پر ناز کرنے والو، قرآن کی تلاوت کا الگ ثواب ہے۔ قرآن کے ترجمے کا الگ ثواب ہے۔ قرآن کی خوشبو پھیلانے کا الگ ثواب ہے، میں تیرے مدرسے کو کیا کروں، مسئلہ سمجھا۔

عقیدہ توحید نجات کی کنجی:

فرمایا کہ اللہ کا فضل ان آدمیوں پر جن کا عقیدہ صحیح ہے۔ مشرک قیامت کو کہیں گے۔ صحاح ستہ کی حدیث ہے۔ او میاں، تجھے یہ جہنم کی طرف لے جا رہے ہیں۔ بڑا توحید توحید کرتا تھا۔ یہ اعمال کی کمزوری کی وجہ سے یہ فرشتے مجھے بھی تو اٹھا کر لے جا رہے ہیں۔ بس اتنی بات کہیں گے۔ اللہ فرمائیں گے کیا کہا۔ توحید کی وجہ سے یہ بھی جا رہا ہے۔ اللہ فرمائیں گے...... خَــرُدًا ...... جس میں خس خس جتنی بھی میری وحدانیت موجود ہے۔ اسے بھی پکڑ کر جنت میں لے جاؤ، میری غیرت نہیں برداشت کرتی۔

میں دیو بندی ہوں، دیو بند کسی مذہب کا نام نہیں، دیو بند ان استادوں کا نام ہے، جنہوں نے طالب علموں کو توحید کے جیالے اور پروانے بنایا۔ یہ اللہ کا ہم پر فضل ہے، ورنہ ہم نے بھی زنجیریں پہنی ہوتیں اور یہاں یا یہاں ہوتے، یا کڑے پہنے ہوتے۔ یا قبریں پوجتے ہوتے، یا مرمر کی قبریں بنائی ہوتیں۔ پہلے ہی حضرت صاحب میں نے اپنی قبر پہلے ہی بنالی تھی۔ اللہ نے اپنے نبی کو تو نہیں فرمایا کہ تو پہلے ہی بنالے۔

کہتے ہیں کہ حضرت صاحب ہندوستان میں فوت ہوئے تھے اور فوت ہو کر یہاں آ گئے میں نے کہا کہ کیسے آ گئے۔ کہتے ہیں، بس آ گئے، میں نے اسے کہا کہ کہیں اور مر جا، مدینے جا کر مر۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں......مَنِ اسۡتَطَاعَ مِنۡکُمۡ اَنۡ یَّمُوۡتَ فِیۡ الۡمَدِیۡنَۃِ فَـالۡیَـمُـتۡ فِیۡهَا ......فرمایا جس نے مرنا ہے وہ میرے مدینے آ کر مرے،کل قیامت والے دن، پہلے میں اٹھوں گا۔ پھر میں آ واز دوں گا او مدینہ کے قبرستان میں دفن ہونے والے،اٹھ کرآ جاؤ،محمد ابوبکر کے ساتھ کھڑے ہیں۔

یہاں کیا کرنا تھا ادھر مرتا؟ الٹی باتیں نہ کر، یا تو ہم تیرے نقصان کی بات کہتے ہوں، تیرے فائدے کی بات کہتے ہیں کہ وہ کام کر جس سے رب راضی، اس کا محبوب راضی ہو، یہ بھی تجھے بری لگتی ہے بات، بری لگتی ہے،قرآن آپ کے گھروں میں موجود ہے،سورۃ یوسف نکالو اور پڑھو۔

اب اللہ نے ایک لفظ بول دیا......وَ لٰـکِـنَّ اَکۡثَـرَ النَّاسِ ......اللہ فرماتے ہیں کہ اکثریت نا ماننے والوں کی ہے۔ مینڈیٹ، جو آج کل اکثریت کو کہتے ہیں، مینڈیٹ،مینڈک،اب مینڈک کو چاہئے کہ اندر بیٹھا ٹرٹر کرے مینڈک

جیت گیا احمد علی لاہوریؒ جس کی قبر کچی

جیت گیا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ جس کی قبر کچی

احمد علی لاہوریؒ لاہور والے ہی کہتے ہیں مجھے تو پتا نہیں، دفن کرکے آئے تو رات کو قبر کی مٹی سے خوشبو آنی شروع، کیوں آتی تھی۔اس کی یاری قرآن سے تھی۔یا تو ہم کہیں کہ مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی کتاب پر ایمان لے آ ؤ،ہم نے یہ بھی کبھی نہیں کہا، یا ہم یہ کہیں کہ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے فتوؤں پر ایمان لے آ ؤ،ہم یہ بھی نہیں کہتے، یا ہم کہیں کہ ہمارے حضرت مدنیؒ کو مان لو، یہ بھی ہم نہیں کہتے،حضرت تھانویؒ کو مان لو،ہم نے یہ بھی کبھی نہیں کہا، میں غلام آباد میں چالیس سال سے رہ رہا ہوں، یا میں یہ کہوں کہ آپ میرے مرید ہو جاؤ، کبھی کہا ہے؟ (نہیں) میں کہتا ہوں کہ سارے حضور ﷺ کے ہو جاؤ،اس پر بھی ناراض ہوتے ہیں۔

اللہ کا نبی بھی موج میں تھا، یہ تقریر کے بعد اب ایک جملہ فرمایا، بڑا عجیب جملہ ہے، کتنے سننے والے ہیں؟ (دو) سامنے بیٹھے ہیں۔اب اللہ کے نبی نے دیکھا کہ یہ سن رہے ہیں۔

یہاں بھی کہتے ہیں کہ یہ میرا کلاس فیلو ہے۔یہ میرا جیل کا ساتھی ہے۔آج ہم بڑے انداز سے اس بندے کو ملتے ہو، میرا یہ حج کا ساتھی ہے...... کہتے ہو؟...... (جی)

شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات:

حضرت یوسف علیہ السلام ہیں...... یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ...... اے میرے جیل کے ساتھیو، تمہارے اور میرے دکھ اکٹھے، تم بھی چاہتے ہو کہ ہمیں رہائی ملے، میں بھی کہتا ہوں کہ مجھے بھی رہائی ملے اور تمہیں بھی رہائی ملے۔مشترکہ بیٹھ کر ایک دوسرے کے دکھ تقسیم کررہے ہیں اے میرے جیل کے ساتھیو، اب تم نے میری بات سن لی، پیار سے کہ

میں کون ہوں؟

میں کس کا بیٹا ہوں؟

میرا عقیدہ کیا ہے؟

میرے یار کون ہیں؟

میرے دوست کون ہیں؟

میرے دشمن کون ہیں؟

سن لیا تم نے، اب غور کر...... یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ...... او جیل کے ساتھیو، جی

حضور فرمائیں۔ارشاد کیا ہے؟ادھر دیکھو سارے، اللہ کرے

شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

میرے اللہ میں اس بات پر تیرا مشکور ہوں کہ تو نے میرا عقیدہ صحیح بنایا ہے۔ ان پیاروں کا عقیدہ صحیح بنایا ہے۔اس گرمی میں، اس ہوس میں، اس دور میں اپنے کام چھوڑ کر، ہزاروں کی تعداد میں یہاں جمعہ پڑھنے آتے ہیں۔میرا فرض ہے کہ میں ان کے عقیدے کو پانی دوں کتاب وسنت کا۔

يَا صَاحِبَيِ السِّجْنِ ......اے میرے جیل کے ساتھیو، پیارو جی حضور سوال کرتے ہیں؟......ءَ اَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ......سوچ کر بتانا میری اتنی تقریر آپ نے سنی ہے......

داتا

دستگیر

معبود

مشکل کشاء

حاجت روا

......مُتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ......

......بہت اچھے ہیں معبود زیادہ اچھے ہیں......

صبح کا معبود اور

دوپہر کا اور

شام کا اور

یا جس طرح سوٹ بدلتے ہو، سوٹ کے ساتھ رنگ میچ کرتے ہو، اس طرح

آپ عقیدوں کی بھی امپیچ کرتے ہو، اب میں نے سفر پر جانا ہے، اب حضرت صاحب کو، اب میں نے تجارت کرنی ہے، اب فلاں حضرت کو کہنا ہے، اب میرا بچہ بیمار ہو گیا ہے، میں نے اس کے لئے درخواست دینی ہے، میرا بیٹا پیدا ہوا تو پیراں دتہ، اب میں نے کسی چوٹی پر بال رکھنے ہیں، اب میں نے بلھے شاہ جا کرنا چنا ہے، چڑھاوا چڑھانا ہے، اللہ کے نبی نے میرے جیل کے نہیں، میرے گول مسجد کے پیارو، اللہ کا نبی پوچھتا ہے...... ءَ اَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ ...... یہ الہ اور مشکل کشاء، حاجت روا اور دستگیر اور معبود، کافی زیادہ اچھے ہیں...... اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ...... اَمِ اللّٰهُ ...... یا اللہ؟ بہت یا وہ اکیلا؟ (اکیلا)

مشرک کی مثال:

يَا صَاحِبَيِ السِّجْنِ ......جیل کے ساتھیو...... ءَ اَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ ......معبود بہت سارے بنالیں، پھر دو لفظ بولے نبی نے، یہ دو الفاظ آپ یاد کر لیں ...... اَمِ اللّٰهُ ...... یا اللہ، اللہ کا نام بولا، بہت اچھے یا اللہ؟ یہ ابھی سوال ہے۔ آگے دو لفظ اور ہیں...... اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ......اللہ بھی وہ جو اکیلا، سبحان اللہ کہو......(سبحان اللہ)......

اللہ بھی وہ جو اکیلا، ایسے بندے بھی ہیں جو اللہ کو بھی مانتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ یہ بھی چھوٹے چھوٹے ہیں، مثالیں ایسی دیتے ہیں کہ آپ جلدی جلدی مان لیتے ہیں۔

اچھا جی یہ جامع مسجد گول ہے۔ بڑا جمعہ تو پڑھائے قاسمی صاحب، نماز پڑھائے مولانا محمد یوسف فاروقی صاحب، امامت، اور بچے پڑھائے فلاں صاحب

اور مسجد کے کام کرے خود عارف اور اب چھوٹے چھوٹے کام بھی قاسمی کرے، یہ شرک کو سمجھانے کے لئے ان مولویوں نے تقسیم کاری کی، لو جی سارے کام ڈی سی کرے

ایک کمشنر ہوتا ہے

ایک ڈی سی ہوتا ہے

ایک اے جی سی ہوتا ہے

ایک ایس پی ہوتا ہے

اے سی سٹی ہوتا ہے

ایک سٹی مجسٹریٹ ہوتا ہے

اتنے مل کر پھر ہاتھ بٹاتے ہیں، کمشنر کا، بٹاتے ہیں کہ نہیں بٹاتے؟ (بٹاتے ہیں) مانا کہ کمشنر بھی بڑا ہے، لیکن یہ ساتھ بھی، یہ چھوٹے چھوٹے بھی۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے پوچھا......ءَ اَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ ......بہت سارے بنالیں، کوئی ڈپٹی، کوئی ڈپٹی کا ڈپٹی، کوئی سٹی رب، کوئی ڈسٹرکٹ، کوئی محلّہ غلام آباد کا رب، کوئی کسی جگہ کا رب، بہت سارے رب بنائیں یا ایک ہی؟......اَمِ اللّٰهُ ...... الْوَاحِدُ......اللہ بھی وہ جو اکیلا، اگلا جملہ سنو......الْقَهَّارَ......قہار کا معنی غالب، کیا معنی؟ غالب، اللہ اکیلا اور غالب، یہ لفظ یاد کرلو، اللہ اکیلا اور غالب، قہار، غالب وہ ہے، وہ اکیلا ہی غالب ہو، کوئی سائنس لیکر تو دیکھے، سورج کو کہو کہ ایک دن اس لائن کی بجائے ادھر آ کر دیکھے، غالب اگر کان نہ مروڑ دے، ستاروں کو کہو کو ذرا اپنا راستہ چھوڑ کر تو دکھائیں، غالب وہ ہے، سورج کو کہو شعائیں، گرمی، روشنی، کسی دن کہے کہ میں تھکا ہوا ہوں شعائیں نہیں دینی، پھر غالب، کر کے تو دیکھ۔

زیادہ بہتر یا ایک؟

فرمایا جب رات کو سات بجے چھپے گا، اندھیرا ہو جائے گا، سویرے پھر ادھر سے چڑھنا ہے۔ اللہ میری بتیاں جلتی رہیں، فرمایا میں غالب ہوں بجادوں گا، حج پر روشن کردوں گا۔

پھر یوسف علیہ السلام نے پوچھا، جیل کے ساتھیو، غالب اچھا، اکیلا اچھا، یا زیادہ اچھے، اللہ کا واسطہ اس پر غور کرو، خدا کا واسطہ ہے میرے سامعین، میں تقریر برائے تقریر نہیں کر رہا، میں تقریر برائے تاثیر اور تیرے دل میں راستہ پیدا کرنا ہے اللہ کی توحید کا، داخلہ کے لئے۔

اکیلا اور غالب، قہار، کوئی چیز اس کے غلبے سے الگ ہی نہیں آپ زور لگالیں کہ بارش ہو جائے، ڈال کر دکھاؤ، آپ کوشش کرلیں کہ آج سورج نہ چڑھے، کرکے دکھاؤ۔

بعض دفعہ اخبارات میں آتا ہے کہ کراچی کے سمندر کے کناروں سے سمندر نے چوبیس تاریخ کو باہر نکل آنا ہے۔ کراچی کا بیڑہ غرق، اللہ فرماتے ہیں مَلانے، اے گورنرو، اے افسرو، اس کو کہو کہ نکلے باہر، غالب، آئے تو سہی کس طرح باہر آتا ہے۔ پتہ نہیں کہ میں غالب موجود ہوں، جدھر میں کہتا ہے...... وَاِذَ الْبِحَارُ فُجِّرَتْ...... جدھر میں نے کہنا ہے جدھر ممکن نہیں تھا، ممکن ہو جائے گا۔

او جی زلزلہ آگیا، مولوی صاحب آج اخبارات میں لکھا ہوا ہے، عمارتیں اڑ گئیں فلاں ملک میں، اللہ فرماتے ہیں زمین ٹھہر جا، غالب، جب تک میں نہ کہوں، دم نہ مارنا، اپنے مقام پر ٹھہری رہ، اور جب میں کہوں...... اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا...... وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ...... ہل جائے گی، عمارتیں پیوند زمین

ہو جائیں گے، میں کہوں گا، میرا جب حکم ہوگا۔ غالب تو میں ہوں۔

جب میں غالب ہوں۔ میرے سامنے آنکھیں، ساتھ غالب ہوں میں، اور ساتھ اکیلا ہوں میں، اور ساتھ حلیم ہوں میں۔ آپ قرآن کے الفاظ پر غور کیا کریں۔ مجھے غصہ ہے، مجھے غصہ آجاتا ہے میں بلڈ پریشر کا مریض ہوں۔ غصہ آئے گا طالب علموں کو گالیاں دے لیتا ہوں۔ پانچ دس منٹ بعد پھر ٹھنڈا ہو جاؤں گا اور دیکھتا ہے شرک کرتا ہے، قبر ساری چاٹ لی، چڑھاوے سارے جو مجھے دینے تھے، ادھر دے دیئے، بکرے اور گائے غیر اللہ کے نام پر ذبح کر دیئے، اس کی صحت پر اثر ہی کوئی نہیں ہے کوئی؟ وہ کہتا ہے خاک کھا تا جا، بلکہ وہ کہتا ہے کہ جو زیادہ بھونکے اسے روٹی زیادہ دو، ہے کوئی؟ اگر بے حوصلہ ہوتا، اسی وقت سالن کھینچ لیتا۔

بابا آیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دستر خوان پر، فرمایا نکل جاؤ۔ میرے گھر سے، تو اللہ کا نام نہیں لیتا، جبرائیل کو بھیجا، ابراہیم علیہ السلام کو میرا اسلام دے اور کہہ کر اس بوڑھے کو کیوں اٹھا دیا؟ میرے دستر خوان پر بیٹھے اور تیرا نام نہ لے۔ میں برداشت کر سکتا ہوں، فرمایا کتنی عمر ہوگی بابا کی؟ نوے یا سو سال ہوگی۔ میں نے اٹھا دیا۔ میرے رب تیرا نام نہیں لیا۔ میں اپنے دستر خوان پر اسے کیسے روٹی دوں جو تیرا نام نہ لے۔ فرمایا ابراہیم نوے سال میرا نام نہیں لیا۔ میرا حوصلہ تو دیکھ میں نے کبھی روٹی بند نہیں کی۔

غالب بھی ہے اور حلیم بھی ہے۔ غفور بھی ہے اور رحیم بھی ہے، ستار العیوب بھی ہے، اس لئے فرمایا۔

رب زیادہ بہتر یا ایک؟......لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارُ......انہوں نے بھی کہا کہ ہم تو خواب پوچھنے آئے تھے، یہ اللہ کا بندہ بولتا ہی جا رہا ہے، بات بڑی شاندار کر رہا ہے، وہ بھی چپ کر کے سکتہ طاری ہو گیا۔ آگے پھر پوچھا......اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ

اَلْقَهَّارُ...... مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ...... اِلَّا اَسْمَاءً سَمَّيْتُمُوْهَا اَنْتُمْ وَ اٰبَاءُ كُمْ......
وہ جن کی تم نے پوجا شروع کی ہے۔جن کو صبح شام، دو پہر رات، حاجت روا و مشکل کشاء مانتے ہو......سَمَّيْتُمُوْهَا......ان میں......

کسی کو الہ کہتے ہو

کسی کو داتا کہتے ہو

کسی کو دستگیر کہتے ہو

کسی کو مشکل کشاء کہتے ہو

...... مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٌ ......

قسم ہے رب کی یہ جتنے بھی آپ نے نام رکھ لئے ہیں ان کے، اللہ نے کہیں بھی ان ناموں کی منظوری نہیں دی۔

کہیں رب نے کہا ہو کہ شیخ عبدالقادر جیلانی دستگیر، دکھادو، اب کہیں گے دیکھانا، پوچھوان سے جواب، رب نے کسی نبی کو داتا کہا ہو، دکھادو اگلے جمعہ لے آؤ، حضور ﷺ سے بڑا کسی ماں نے جننا ہی نہیں......

نہ آمنہؓ جیسی ماں آئے گی

نہ محمد ﷺ جیسا رسول آئے گا

صدیق جس کی عرش وفرش پر دھوم مچ گئی۔اس کا نام میں نے کسی حدیث میں مشکل کشاء نہیں پڑھا۔داتا حضور ﷺ نہیں پڑھا۔اگر کسی نے پڑھا ہو تو مجھے خط لکھ دے۔

اِلٰہ کون؟

مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٌ ......حضرت یوسف علیہ السلام فرماتے

ہیں۔اومیرے جیل کے ساتھیو، جن سے تم تعلق رکھتے ہو، انہوں نے غیر اللہ کو الہ بنالیا ہے۔فرمایا کہ رب نے ان کے بارہ میں کہیں بھی حکم نہیں دیا۔آپ بتائیں، رب نے کہیں حکم دیا ہو، کہ شیخ عبدالقادر جیلانی کو سجدہ کرلیا کرو۔اگر دیا ہے تو مجھے لکھ دو، کہیں رب نے کہا ہو علی مشکل کشاء ہے۔دکھادو، کہیں حضرت فاطمہؓ نے حضرت علیؓ کو مشکل کشاء کہا ہو، بتاؤ......

علیؓ بھی کہتا ہے کہ	میرا مشکل کشاء اللہ ہے
نبی ﷺ بھی کہتا ہے کہ	میرا مشکل کشاء اللہ ہے
حضرت علی ہجویریؒ بھی کہتے تھے کہ	میرا مشکل کشاء اللہ ہے
معین الدین اجمیریؒ بھی کہتے تھے کہ	میرا مشکل کشاء اللہ ہے

آج اب جب فرشتے جائیں گے، تو اللہ تعالیٰ سوال کریں گے۔آج گول مسجد میں کون سا مسئلہ بیان ہوا؟ یا اللہ مسئلے تو بہت بیان ہوئے، لیکن تیرا ڈنکا خطیب بجا رہا تھا جو سن رہے تھے، وہ بھی کچھ کہہ رہے تھے کہ نہیں؟ اللہ جب خطیب ان سے پوچھتا تھا کہ مشکل کشاء کون؟ وہ زور سے کہتے تھے کون بولو؟......(اللہ)......اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تم گواہ ہو جاؤ، جنہوں نے مجھے مشکل کشاء مان لیا اور کل قیامت والے دن اللہ اللہ کہتے جائیں گے......جنت کی سیڑھیاں چڑھتے جائیں گے۔

بابا عنایت صاحب کھڑے ہو جاؤ، تیری گدھا گاڑی ہے کہ ختم ہوگئی؟ (ہے) دیکھ عقیدہ ہے، کوشش کرنی بڑے بڑے گدی نشینوں نے انشاء اللہ کل قیامت کے دن بغیر گدھا گاڑی کے جنت میں جائے گا۔

سجدہ تعظیمی بھی جائز نہیں:

قرآن سنا رہا ہوں آپ کو......مَاتَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِهٖ ...... اِلَّاۤ اَسۡمَآءً

سَمَّیْتُمُوْهَا ......جن کی تم پوجا کرتے ہو، عبادت کرتے ہو، معبود بناتے ہو، ان کا نام معبود تم نے رکھ لیا ہے۔ مشکل کشاء تم نے رکھ لیا ہے......مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ ......اللہ نے تو نہیں فرمایا کہ ان کو مشکل کشاء کہو، اگر کہا ہو تو بتاؤ، کبھی ادھر خارش کریں گے، وہ بھی چونکہ، چنانچہ، لہٰذا لیکن، یہ ہم نہیں مانتے، نہ چونکے کو نہ چنانچہ کو، سیدھی بات کرو جن کے سجدے کرتے ہو، یہ معبود ہیں؟ اگر معبود نہیں تو پھر پوجا کیوں کرتے ہو، نہیں ہم وہ سجدہ تھوڑا کرتے ہیں جو عبادت والا سجدہ ہوتا ہے، ہم تو تعظیمی کرتے ہیں، تعظیمی کون سا سجدہ ہوتا ہے؟ یہ کوئی نیا نکلا ہے، تجھے پتہ نہیں، تو چنے دے کر پڑھتا رہا ہے، تجھے پتہ ہی نہیں چلا، تعظیمی وہ ہوتا ہے، جو بابے آدم کو فرشتوں نے کیا تھا۔ اگر فرشتے سجدہ کر سکتے ہیں، ہم بھی کر سکتے ہیں، میں نے کہا کہ تیرے باپ نے جو ہمارے بابا آدم کو سجدہ کیا تھا وہ فرش پر نہیں کیا عرش پر کیا تھا، تو بھی مر اُدھر چلا جا اگر وہاں نہیں مر سکتا تو ادھر ہی مر، ادھر جا۔

خدا کی قسم ہے، میرا کسی کے ساتھ کوئی ذاتی جھگڑا نہیں، سب سے غریب مدرسہ میرا، سب سے غریب مسجد میری، سب سے غریب ماحول میرا اور پھر بھی ہم اطمینان سے سوتے ہیں، کیوں؟ کہ غریبوں کے دل کی جو شمع ہے، توحید و سنت والی ہے، اس کا نور ہی الگ ہے، سرور ہی الگ ہے۔

مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً ...... یہ نام ہیں جو تم نے خود رکھ لئے ہیں۔ واہ قرآن تیرے قربان جاؤں، آگے پھر بولا قرآن، گھروں میں جا کر پڑھنا، اللہ نے ان کے بارہ میں تمہیں کوئی نہیں کہا کہ اس طرح کرو، اللہ نے کیا امر دیا ہے؟ فرمایا......اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ......زور سے کہہ دو......اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ......فرمایا حکم وہی ہے جو اللہ دے، سبحانَ اللہ کہو......سبحانَ اللہ......حکم وہ جو اللہ دے۔ اگر اللہ نے

حکم دیا ہے کہ ان کے قدموں میں سر رکھا کرو تو رکھ دو۔ حضرت کو اللہ نے فرمایا، یہ اس بابے کے قدموں میں سر دے۔

اگر اللہ نے کہا کہ جب پیر گھر آئے تو چار پائی الٹی کر دو، پیر سیدھی کرنے آیا ہے یا الٹی کرنے آیا ہے۔ اللہ نے فرمایا ٹھیک ہے۔

اگر اللہ نے کہا کہ جا کر قبر پر سر رگڑا کرو، رگڑو، اگر اللہ نے کہا کہ سترہ قدموں پر کھڑے ہو کر ایسے کرو، تو کرو، اگر اللہ نے کہا ہے او غلام آباد والو، اللہ کے نام کے ساتھ اب میں کملی والے کا نام ملا لیتا ہوں، اگر اللہ اور رسول نے کہا ہے کہ قبروں پر اذانیں دیا کرو، تو دو۔

جو نوجوان ہیں، میں ان کی بات نہیں کرتا، جو بندے تقسیم کے وقت موجود تھے، جب ملک پاکستان بنا ہے، میرا خیال ہے، ان میں سے یہاں کافی ہین، میں خود بھی ان میں شامل ہوں، کتنے ہیں، ہاتھ کھڑے کرو؟ اچھا باقی سارے یہاں ہی پیدا ہوئے ہو؟ کمال ہے یار، میں حیران ہو گیا ہوں تم سارے Made in Pakistan ہو؟

اللہ کا امر:

اچھا تم بتاؤ میں بریلوی دیو بندی کی بات نہیں کرتا، قسم کھا کر بتاؤ، کسی مسجد میں جو کچھ آج کل اذان کے آغاز و اختتام پر ہوتا ہے، ہندوستان میں بھی اس طرح ہوتا تھا؟ (نہیں) ایمان سے بتاؤ؟ (نہیں) جھوٹ نہ بولنا، کسی قبر پر ہندوستان میں ملاں کھڑا ہو کر اذان دیتا تھا تو بتاؤ قبر پر، یہ یہیں شروع ہوئی ہے، یہاں پاکستان میں۔

اچھا یہ بتاؤ میں نے کہا کہ یہ کس لئے قبر پر اذان دیتے ہو؟ اُس نے کہا کہ شیطان بھاگ جاتا ہے۔ میں نے کہا کہ جب اذان ختم ہو جائے پھر؟ پھر اللہ مالک

میں نے کہا کہ پہلے اللہ کہیں گیا ہوا تھا؟ تیرا پھر اللہ مالک ہے، دیوبندیوں کا پہلے اللہ مالک ہے۔

یوسف علیہ السلام کا پہلے ہی اللہ مالک ہے......اَمِ اللّٰـهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ...... مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَا اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ...... اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ......اللہ کا حکم چلے گا......اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ...... حضرت یوسف علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہمیں تو امر یہی ہوا ہے۔اس کے سوا کسی کی پوجا کرنی ہی نہیں......ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ......یہی سیدھا راستہ ہے...... وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ......حضرت یوسف نے بھی یہی بات کہی، یہ مشرک اکثریت میں ہیں۔ نہ ان کو پہلے پتہ ہے، نہ اب پتہ ہے، اصل وہی بندے ہیں، قیامت کو نبیوں کے ساتھ، اٹھ کر کھڑے ہو جائیں گے، نبی کہیں گے تم وہی ہو، جو ایک اللہ کی پوجا کرتے تھے۔

دیکھو نا یار، مزہ آئے گا، وہاں کہیں گے او میرے جیل کے ساتھیو، پھر ہمیں آواز آئے گی، او میرے عقیدے کے ساتھیو، کسی کو آواز آئے گی۔ او میرے غار کے ساتھی، کسی کو آواز آئے گی اور میرے بدر کے ساتھی حضر کے ساتھی، سفر کے ساتھی، ہمیں آواز آئے گی او مسکینو او میرے عقیدے کے ساتھیو، آؤ!

ارند بخشے گئے قیامت میں شیخ کہتا رہا حساب حساب

وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

حضرت یوسف علیہ السلام......خطبہ 15

خطبہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی سَیِّدِالرُّسُلِ وَ خَاتَمِ الْاَنْبِیَآءِ وَ عَلٰی اٰلِہِ الْمُصْطَفٰی وَ اَصْحَابِہِ الْمُجْتَبٰی اَلَّذِیْنَ ھُمْ خَیْرُ الْخَلَائِقِ بَعْدَ الْاَنْبِیَآءَ ......

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ...... یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ اَمَّا اَحَدُ کُمَا فَیَسْقِیْ رَبَّہٗ خَمْرًا وَ اَمَّا الْاٰخَرُ فَیُصْلَبُ فَتَاْکُلُ الطَّیْرُ مِنْ رَّاْسِہٖ قُضِیَ الْاَمْرُ الَّذِیْ فِیْہِ تَسْتَفْتِیٰنِ وَ قَالَ لِلَّذِیْ ظَنَّ اَنَّہٗ نَاجٍ مِّنْھُمَا اذْکُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّکَ فَاَنْسٰہُ الشَّیْطٰنُ ذِکْرَ رَبِّہٖ فَلَبِثَ فِی السِّجْنِ بِضْعَ سِنِیْنَ......

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَا نَا الْعَظِیْم

گذشتہ سے پیوستہ:

حضرت یوسف علیہ السلام کی تقریر دل پذیر کے بعد جیل کے ساتھیوں نے آپ کے سامنے جو خواب بیان کر کے اس کی تعبیر پوچھی، اِس وقت جو آیات تلاوت ہوئیں ہیں۔ اِن میں اُسی خواب کی یوسف علیہ السلام نے تعبیر ارشاد فرمائی۔ خواب کے مسئلے پر سورۃ یوسف کی ابتداء میں، میں آپ کے سامنے تفصیلی گفتگو کر چکا ہوں۔ اس لئے اسے دھرانے کی ضرورت نہیں۔ یوسف علیہ السلام نے پہلے

اپنی شخصیت کا جیل کے ساتھیوں کے سامنے تذکرہ فرما کر اپنا اعتماد انہیں دلایا، اور پھر اللہ تعالیٰ کی توحید کے مسئلے پر تفصیلی خطبہ ارشاد فرمایا۔

شرک عقیدہ گندہ کرتا ہے:

شرک گندی چیز ہے۔عقیدے کو گندہ کر دیتی ہے۔اعمال کو تباہ کر دیتا ہے۔انبیاء کا کیا عقیدہ ہوتا ہے، رب ایک بہتر ہے۔یا زیادہ؟ یہ بھی ان سے عقلی سوال کیا۔

اور پھر دین قیم کسے کہتے ہیں۔اس کا مختصر اور جامع خلاصہ بیان فرمایا، گویا کہ اپنی اس جامع تقریر میں یوسف علیہ السلام نے دین کا بنیادی مسئلہ اپنے جیل کے ساتھیوں کے سامنے رکھا۔

خواب کی تعبیر بتادی:

اب پھر ان سے خطاب فرمایا...... یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ ......اے میرے جیل کے ساتھیو! تم نے جو خواب میرے سامنے بیان کیا ہے۔اب میں تمہیں اس کی تعبیر بتاتا ہوں......اَمَّا اَحَدُ کُمَا ......جس آدمی نے یہ خواب بتایا تھا کہ میں انگور نچوڑ رہا ہوں شراب اس میں سے نکل رہی ہے۔فرمایا۔ایک بندہ تم میں سے رہا ہو جائے گا۔اور وہ اپنے اسی منصب پر بحال ہو جائے گا۔اُسی نوکری پر جس نوکری پر جیل میں آنے سے پہلے وہ موجود تھا۔پھر......فَیَسْقِیُ رَبَّہٗ ......اپنے بادشاہ کو، اس کو وہی ڈیوٹی مل جائے گی۔کہ وہ شراب اسے پلایا کرے گا۔ساقی ہو جائے گا اس کا......وَاَمَّا الْاٰخَرُ ......اور دوسرا......فَیَصْلُبُ......اسے پھانسی ہو جائے گی۔اس نے بتایا کہ میں نے ایک روٹیوں کا ٹوکرا سر پر رکھا ہوا ہے۔جانور ان روٹیوں کو میرے سر سے اٹھا کر

لے جارہے ہیں۔

اس تعبیر کے مطابق، جس نے مجھے فن تعبیر کا علم عطا فرمایا ہے، اس آدمی کو پھانسی ہوگی...... فَیُصۡلَبُ...... سولی دے دی جائے گی۔ پھر سولی کے بعد اس کی لاش لٹکتی رہے گی۔ اتارا نہیں جائے گا...... فَتَاۡکُلُ الطَّیۡرُ مِنۡهُ...... پرندے پھر اس کے سر میں ٹھونگیں مار مار کر اس کے سر کا گوشت کھائیں گے۔

دونوں خواب انہوں نے بیان کئے تھے۔ دونوں خوابوں کی تعبیر اللہ کے نبی نے ان کو عطا فرمادی۔ ایک رہا ہوگا اور دوسرا پھانسی لگ جائے گا۔ اور جانور، پرندے اس کے سر کا گوشت نکال کر، نوچ کر، جس طرح وہ کہتا ہے کہ میرے سر سے روٹیاں اٹھا اٹھا کر لے جارہے ہیں، اسی طرح پرندے اس کے سر کا گوشت نکال کر کھائیں گے۔

خواب جس طرح انہوں نے بیان کیا تھا، اس کی تعبیر بھی اسی طرح علم ربی کی بنا پر انہیں عطا فرمائی۔ خواب چونکہ نہایت خوفناک انہوں نے بیان کیا تھا۔ تعبیر بھی بڑی خوفناک ہے پھر ہنسنے لگے۔ ساتھ ہاتھ ملیں، ساتھ ہنسیں، اسے کہتے ہیں خندہ استہزاء، ایسا ہنسنا جس میں حقارت پائی جاتی ہے۔ ایک بندہ ہنستا ہے، اس میں مسرت کا اظہار ہوتا ہے خوشی کا اظہار ہوتا ہے۔ ملا جلا اظہار ہوتا ہے۔ ایک ہوتا ہے...... خَنۡدَءِ اِسۡتَهۡزَاء...... اس طرح ہنسنا کہ دوسرے کا مذاق جس سے سمجھا جائے، انہوں نے کہا کہ بات یہ ہے کہ ہم نے ایسے ہی خواب بنا لیا تھا۔ ایسے ہی بنا کر جناب کو خواب بیان کر دیا، ہمیں تو خواب کوئی نہیں آیا۔ مذاق کیا ہے۔ گویا کہ اللہ کے نبی کے ساتھ مذاق کیا، ہم نے تو مذاق کیا تھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ میرے پیغمبر نے فرمایا...... اَلَّذِیۡ فِیۡهِ تَسۡتَفۡتِیٰنِ

......فرمایا کہ اگر مذاق کیا تھا تب بھی، اگر صحیح بات تھی تب بھی میں نے جو اَب تعبیر بتا دی ہے، اب یہ ہو کر رہے گا۔

ہمیں سبق کیا ملا؟

اس لئے آپ کے لئے بھی میرے لئے بھی اس میں سبق ہے کہ اللہ کے نیک بندوں کو، جو خدا کے دین کا کام کرتے ہیں، مذاق نہیں کرنا چاہیے، خندہ استہزاء نہیں کرنا چاہیے۔ خاص طور پر اولیاء اللہ۔

حدیث قدسی میں آتا ہے......مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ...... اٰذَنْتُہٗ بِالْحَرَبْ......جس نے میرے بندے کے ساتھ، ولی کے ساتھ، میرے پیارے کے ساتھ، جنگ کی، گویا کہ اس نے رب کے ساتھ جنگ کی، میں اس کا دفاع کروں گا۔

میرا مقصد اگلی بات جو میں سنانے لگا ہوں، یہ میں جس بزرگ کا واقعہ سنانے لگا ہوں، ان کے پاس کوئی خدائی اختیارات نہیں تھے۔ اللہ کے بندے تھے۔ اور حدیث میں آتا ہے، کہ بعض اوقات اللہ تعالیٰ کے بندے، جن کے کپڑوں پر مٹی ہوگی سر میں بھی مٹی پڑی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ وہ کسی وقت قسم کھالیں، تو میں ان کی قسم پوری کر دیتا ہوں، ہم اس طرح کے خشک عقیدے والے نہیں دیو بندی، نہ ہم موم کی ناک ہیں کہ جدھر چاہوں موڑ لو، اور نہ ہیں ہم لوہا ہیں، ہمارا تو مسلک یہ ہے کہ جدھر لے جائے، اس طرف چل پڑو، حدیث لے جائے چلے جاؤ، ہم کتاب وسنت کے شیدائی ہیں۔ کسی کو بات اچھی لگے تب بھی نہ لگے تب بھی۔

اللہ تعالیٰ کے ولی سے مذاق کیا تو:

دشمنوں نے، حاسدوں نے، معاندوں نے ایک دفعہ طے کیا، میٹنگ کی کہ

یہ جو دیو بند کا بانی ہے محمد قاسم نانوتوی، یہ نیلی ٹوپی والا، مشہور تھے، نیلی ٹوپی والا، یہ مسکین آدمی، مولانا محمد قاسم نانوتوی جو دیو بند کے بانی تھے، ہم دور تھے، انہوں نے کہا کہ ہم نے مولانا نانوتوی کے ساتھ مذاق کرنا ہے۔ کیا مذاق کرنا ہے؟ ایک بندے کو میت والی چارپائی پر ڈال کر، قبرستان کی طرف لے چلیں، اور آدمی بھیجیں مولانا نانوتوی کی طرف اور انہیں کہیں کہ ہمارا ایک بندہ فوت ہو گیا ہے، اس کا جنازہ پڑھاؤ، جب وہ جنازہ پڑھا دیں، تو ہم کہیں گے، اور یہ شور ہو جائے گا سارے علاقے میں، بلے بلے ہو جائے گی۔ ہماری بھی، انہوں نے مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے ساتھ ایسا مذاق کیا۔ رسوا ہو جائیں گے۔ اس طرح تماشہ کرنے کی کوشش کی میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ چونکہ ہمارے بزرگ تھے۔ اگر کوئی نہیں مانتا اس واقعہ کو نہ مانے، میں آپ کو ویسے اس مناسبت سے سنا رہا ہوں کہ ...... قُضِیَ الْاَمْرُ......

اب جس خواب کی تعبیر تم نے پوچھی تھی، اب مانو نہ مانو، اللہ کے نبی کی زبان سے نکل گیا ہے۔ ایسا ہی ہے۔

جنازہ لے کر گئے، مولانا نانوتوی کو گذارش کی کہ حضرت ہمارا ایک بندہ فوت ہو گیا ہے۔ اس کا جنازہ پڑھاؤ، مولانا تشریف لے آئے۔ جب جنازے کی میت پر کھڑے ہو گئے۔ فرمانے لگے یار کسی اور سے پڑھا لو، بہتری اسی میں ہے، کسی اور سے پڑھا لو، مجھ سے نہ پڑھاؤ، نہیں نہیں حضرت، یہ بندہ وصیت کر کے فوت ہوا ہے کہ میرا جنازہ نانوتوی پڑھائے، آپ نے پڑھانا ہے۔ فرمایا بہت اچھا نیت کر لی، دعا کے لئے اس حاضر میت کے لئے، کہتے ہو؟ (کہتے ہیں) آپ کہتے ہیں دعا کے لئے اس حاضر میت کے، جنازہ پڑھا دیا۔ پھر اٹھا لو، ہنسنے لگ گئے، اس میت کو کہا اٹھ، حضرت پیچھے ہٹ گئے فرمایا اٹھاؤ، اب بہت کہیں، آواز ہی نہ آئے، کہنے لگے

حضرت ہم نے تو مذاق کیا تھا، فرمایا اب اللہ کی مرضی ہے ایسے ہو گیا۔ اب جو تم نے کیا تھا۔ اللہ نے وہی کر دیا۔

اس لئے علماء نے لکھا ہے کہ کسی کے سامنے جھوٹا خواب نہ بنا کر پیش کرو......مُعَبِّرُ......اس خواب کی تعبیر دینے والا جیسی وہ تعبیر دے گا اللہ اسی طرح کر دے گا۔ اس لئے مسئلہ ہے کہ خواب ہر بندے کو نہیں سنانا چاہیے۔ کہ جی سننا مجھے رات یہ خواب آیا ہے۔ خواب کی تعبیر ایک مستقل فن ہے اور اس کے بغیر فن نہیں آتا۔

نبی ﷺ کا استاد رب ہوتا ہے:

حضرت یوسف علیہ السلام نے اس لئے فرمایا تھا کہ......عَلَّمَنِیْ رَبِّیْ ......یہ فن میرے رب نے مجھے سکھایا ہے......وَ یُعَلِّمُكَ مِنْ تَأْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ ......رب اپنے نبیوں کو خود پڑھاتا ہے۔ یہ تو مسلمہ مسئلہ ہے۔ ہم مدرسے میں پڑھتے ہیں......

اساتذہ پڑھاتے ہیں

علماء پڑھاتے ہیں

محدثین پڑھاتے ہیں

مفسرین پڑھاتے ہیں

جو فن ہم نے کسی استاد سے پڑھا ہوتا ہے، جو استاد جس فن کا ہو گا۔ وہی پڑھائے گا، اللہ کے نبی کسی بندوں کے سکول میں نہیں پڑھتے، ان کو رب پڑھاتا ہے۔ اس پر دلائل موجود ہیں۔

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ......رب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو

پڑھانے کا اعلان بھی یہاں کیا، میرے محبوب جبرائیل بے شک تجھے سارا دن اور ساری رات کہتا رہے......اِقْـرَأْ یَـا مُـحَمَّدُ ......فرمایا نہیں جب تک میرا نام نہ لے پڑھنا ہی نہیں۔ نہ پڑھ،

کون پڑھائے گا؟ فرمایا......سَنُقْرِءُ كَ......ہم خود پڑھائیں گے......سَـنُقْرِءُ كَ......میں پڑھاؤں گا استاد تیرا......عَـلَّـمَ الْاِنْسَـانَ مَـالَمْ يَعْلَمْ......دنیا میں کڑوروں علوم ہیں، ایک علم نہیں جن علوم کو میرے سوا کوئی نہیں جانتا، فرمایا محبوب، میں نے......

تجھے ساری کائنات کا تاجدار بنانا ہے

ساری کائنات کا استاد اور معلم بنانا ہے

ساری کائنات کا میں نے تجھے مقتداء اور پیشواء بنانا ہے

اس لئے جب میں جب تک تجھے نہیں پڑھاؤں گا۔ دنیا کے علوم کو اور دین کے علوم کو تیرے سینے میں، میں محفوظ نہیں کروں گا۔ اس وقت تک تیری نبوت کی عظمتوں کا ڈنکا کیسے بجے گا۔ محبوب دوزانو ہو کر بیٹھنا تیرا کام ہے......سَـنُقْرِءُ كَ......میں خود تجھے پڑھاؤں گا۔

سکولوں میں پڑھنے والے بھول جائیں گے مدرسے میں پڑھنے والے بھول جائیں گے ان حفاظ اور قاریوں کو دیکھ لے، رمضان میں قرآن پڑھتے ہیں تو پیچھے سامع ہوتا ہے۔ کچھ محلے سے بندے آجاتے ہیں، وہ آکر لقمے دے کر امام کو پریشان کرتے ہیں۔ امام بھی کھڑا ہو کر غصے ہونے لگتا ہے، کہ مجھے ایسی جگہ لقمہ دیا ہے۔ جو صحیح نہیں تھا۔ مجھے بھول گیا تھا۔

اللہ فرماتے ہیں! محبوب، جو دنیا سے پڑھیں گے اپنے اساتذہ سے پڑھیں گے، کسی نہ کسی جگہ انہیں ٹھوکر لگ جائے گی۔ لیکن......سَـنُـقْرِءُ كَ ......میں جب تجھے

قرآن پڑھاؤں گا...... فَلَا تَنْسٰی...... نہ میں بھولنے ولا اور نہ میرا محبوب بھولنے والا، میں خود تجھے تعلیم دوں گا۔اور...... سَنُقْرِءُكَ فَلَا تَنْسٰی...... پھر بھولے گا نہیں۔

حضور ﷺ کی دعا کی برکت سے:

میں تیرے سینے کو کھول دوں گا، میں تیرے دماغ کو کھول دوں گا۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راستے میں بیٹھے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھایا ابوہریرہؓ کو ،اس وقت نبوت کے اس مقام پر تھے۔جب اللہ کے نبی فرماتے ہیں...... اللہ کے ساتھ میرا کبھی کبھی اس طرح کا مقام آ تا ہے، کہ وہاں نہ جبرائیل سما سکتا ہے، نہ دنیا کا کوئی نبی یا ولی سما سکتا ہے۔ایسا وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر طاری تھا۔

آ گے سامنے ابوہریرہ آ گئے، فرمانے لگے ابوہریرہ مانگ کیا مانگتا ہے؟ کیا پوچھتا ہے؟ سوال کر کیا کرتا ہے؟ ابوہریرہ نے دیکھا کہ اس وقت اللہ کا نبی اس مقام پر کھڑا ہے جس مقام پر ان کی تاریں براہ راست رب کے علم کے خزانے کے ساتھ ملی ہوئی ہیں، عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ......

نہ میں دولت مانگتا ہوں
نہ میں دنیا مانگتا ہوں
نہ میں مال مانگتا ہوں

میرا حافظہ اتنا قوی اور مضبوط ہو جائے، جو بات میں یار کی سنوں، بھولوں نہ، فرمایا چادر بچھا چادر بچھائی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس پر کھڑے ہو گئے، فرمایا یہ اوپر لے لے قیامت آ جائے گی تو نہیں بھول سکتا، چھ ہزار احادیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہیں، صحاح ستہ کی کتابوں میں۔

قرآن کی حفاظت اللہ نے فرمائی:

سَنُقْرِءُكَ فَلَا تَنْسٰى ...... میں تجھے پڑھاؤں گا۔اور جسے میں نے پڑھایا ہو، اللہ کا قرآن سن لو...... عَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمْ ...... میرے محبوب، میں تجھے وہ پڑھادوں گا جس کا تجھے علم نہیں میرے محبوب...... اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ ...... فرمایا میں تجھے قرآن پڑھادوں گا۔ادھر سے اترتا جائے گا، ادھر تیرے سینے میں محفوظ ہوتا جائے گا۔ جب قرآن اترتا تھا، تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلدی جلدی پڑھنا شروع کردیتے تھے، جلدی جلدی تاکہ کوئی آیتیں رہ نہ جائیں، جس طرح اب میں تقریر کر رہا ہوں، کوئی لکھتا ہو، وہ جلدی جلدی لکھے گا، کوئی جملہ رہ نہ جائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جلدی جلدی پڑھتے تھے، کہیں کوئی لفظ نہ رہ جائے، اللہ نے فرمایا...... لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ...... پیارے اتنی جلدی جلدی نہ کر تجھے کیا ضرورت ہے۔فرمایا یہ میرا قرآن...... اس قرآن کو پڑھتے جائیں گے تیرے سینے میں محفوظ کرتے جائیں گے، تجھے ضرورت ہی نہیں، جلدی کرنے کی۔ جب تک قرآن تیرے سینے میں ثبت نہیں ہو جاتا۔ جبرائیل یہاں سے جا نہیں سکتا اور ایسا ثبت کروں گا، بلا تنخواہ، میرے محبوب تو بھولے، گا نہیں پہلے ڈگری دے دی۔

خیر یہ میرا موضوع نہیں، میں عرض یہ کر رہا تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب کی تعبیر بتائی...... قُضِيَ الْاَمْرُ...... فرمایا بس فیصلہ ہو گیا۔ جس مسئلے پر تو نے مجھ سے سوال کیا تھا۔ خواب کی تعبیر پوچھی تھی۔ تعبیر میں نے بتادی ایک رہا ہوگا۔ ایک پھانسی لگ جائے گا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنی مظلومیت یاد آئی:

اب تھوڑی سی مزید توجہ کی ضرورت ہے قرآن سمجھنے کے لئے، جس آدمی کی رہائی ہونی تھی۔ جس بندے کو خواب کی تعبیر دی کہ تو نے رہا ہو جانا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں......وَقَالَ لِلَّذِیْ ظَنَّ اَنَّہٗ نَاجٍ مِّنْھُمَا......جس بندے کے بارے میں تعبیر دی کہ تو نے بری ہو جانا۔ سن رہے ہو، قرآن کے الفاظ ہیں گھروں میں جا کر پڑھ لینا، اسے فرمانے لگے بات سن، اپنی مظلومیت یاد آ گئی، تھوڑے نہیں 14 سال ہو گئے تھے جیل میں۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ حضرت یوسف اکیس سال جیل میں رہے عمر قید ہے۔ پتہ لگ جاتا ہے جو رہے مظلوم۔

گھربار سے دور

ماں باپ سے دور

علاقے سے دور

باپ کی محبت سے دور

اپنے اس وطن سے دور

وطن کی تو مٹی سے انسان کو پیار ہوتا ہے۔ اتنی دور، برس ہا برس اللہ کا نبی جیل میں رہا۔ دل میں تو آ ہی جاتا ہے۔

آپ بڑے جگر والے ہوں۔ خدا نے آپ کو بہت حوصلہ دیا ہو، مہینے بعد حوصلے ٹوٹ جاتے ہیں جیل چیز ایسی ہے۔ تنہائی، خلوت، ظلم وشدت، کھانے ناقص، ساری ساری رات گرمی ہو، سردی ہو، اندر بند رہنا، باہر تالے لگے ہوئے ہیں۔ آدمی کا دل ٹوٹ جاتا ہے۔ برداشت نہیں ہوتا۔ چند مہینے ڈیوڑی کی طرف دیکھے گا کہ ابھی

ملازم آ کر کہے گا فلاں فلاں کا بیٹا آواز دے، میری کوئی ملاقات کے لئے آیا ہوگا،

میری اماں آئی ہوگئی

میرا والد آیا ہوگا

میرا بھائی آیا ہوگا

میرا دوست آیا ہوگا

میرا عزیز آیا ہے

روز اسی آرزو اور توقع پر رہتا ہے۔کوئی ملازم آ کر آواز دے کہ تیری ملاقات آئی ہے۔مانوس ہو جاتا ہے یہاں تو چودہ سال ہو گئے۔چودہ سال،

اللہ فرماتے ہیں کہ گول مسجد والے آج چودہ سال کے بعد، جس بندے کی رہائی کا تھوڑا سا آپ کو امکان ہوا، اس کے کان میں فرمانے لگے......اُذْكُرْنِي عِنْدَ رَبِّكَ...... جب تو رہا ہو جائے، پھر جا کر اپنے بادشاہ کے پاس چونکہ تو نے بحال ہو جانا ہے۔اگر موقع ملے، تو اس درویش کا اس مظلوم کا، اس وطن سے دور بے وطن کا تذکرہ تو کرنا۔ایک مظلوم چودہ سال ہو گئے تیری جیل میں آیا ہوا ہے۔تم نے کبھی پوچھا ہی نہیں،

آپ بتائیں یہ ناجائز تھا؟ (نہیں) میں نے اس پر بہت سوچا ہے سارا ہفتہ، یہ ناجائز تھا؟ ہائی کورٹ میں کوئی اپیل کرتا ہے تو ناجائز ہے؟ کوئی ناجائز نہیں، ایک بندہ مصیبت میں دوسرے ساتھی کو کہتا ہے یار وکیل کو کہنا کہ ذرا میرا بھی خیال کرنا یہ ناجائز ہے؟ یار میرے ساتھیوں کو کہنا یہ جو انسانی حقوق والے ہیں ان سے بات کرنا میرے بیڑیاں لگائی ہوئی ہیں۔مجھے تنہائی میں رکھتے ہیں، اور میرے اوپر بڑے ظلم کرتے ہیں۔مجھے تو کہیں انسانی جال میں کسی نے یہ نہیں کہا کہ یہ کمزور ہے یہ کیا کر

رہا ہے۔ کسی نے نہیں کہا۔

اتنا کہ......اُذۡكُرۡنِیۡ عِنۡدَ رَبِّكَ...... یہاں رب سے مراد اپنے بادشاہ کے پاس میرا ذکر کرنا۔ ذکر بھی کیا میری مظلومیت کا تذکرہ کرنا۔ بتانا، ایک نوجوان برس ھا برس سے تیری جیل میں ناانصافی، بغیر کسی جرم کے اندر پڑا ہوا ہے۔ تو میں تجھے کیا بتا سکتا ہوں، اس کے والد کا کیا حال ہوگا، میں تجھے کیا بتا سکتا ہوں کہ اس نے زندگی کی اور کتنی مصیبتیں برداشت کی ہوں گی۔ یہ سارا تذکرہ کرنا۔

اس پر مفسرین فرماتے ہیں......اُذۡكُرۡنِیۡ عِنۡدَ رَبِّكَ...... تفصیل نہیں بتائی ساری کہ تفصیل سن کر تو کسی انسان میں تھوڑا سا بھی رمک ہوگی انصاف کی اس کا کلیجہ پھٹ جائے گا۔ اتنا ہی کہا......اُذۡكُرۡنِیۡ عِنۡدَ رَبِّكَ......

اللہ ہی سے مانگو:

حاضر بیٹھے ہو؟ اللہ فرماتا ہے کہ مجھے نہیں کہا۔ سن لو، مسجد میں بیٹھ کر غیر اللہ کے وظیفے پڑھو، خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے

امداد کن امداد کن
از بندے دنیا آزاد کن
کر دین و دنیا شاد کن
یا شیخ عبدالقادر

......روز پڑھو......

یا معین الدین چشتی
لگا دے پار کشتی

......روز پڑھو......

بری بری امام بری

میری کھوٹی قسمت کرو کھری

......روز کہو......

یا علی مشکل کشاء

یا علی مدد

......روز کہو......

مولا اور مختار قبروں والو

......پھر سمجھو......

ہم نے بڑے پہاڑ توڑ لئے ہیں، رب ہم سے راضی بیٹھا ہوگا۔ روز تم پر سے ٹرک شرک کے گزرتے ہیں، تمھارے عقیدے کو تمھارے اعمال کو کوئی بگاڑ ہی نہیں سکتا، اتنا پکا عقیدہ ہے تمہارا، ٹرک گزر جائے تمہارے عقیدوں پر سے، اتنا پکا عقیدہ ہے، خراش بھی نہیں آتی تمہارے عقیدے کو، تمہاری توحید کو، بڑے پکے ہیں۔ سارے قلوں کے چنے کھا جاتے ہو، ابھی بھی تم اہلسنّت ہو، ابھی بھی تمہاری تہجدیں قبول ہوتی ہیں، میں مذاق نہیں کر رہا، مقابلہ کرو خدا کی توحید کا، رب کے دین کو بگاڑنے کی کوشش کرو، سنت کے مقابلے میں بدعت کو لاکر کھڑا کر دو، پھر کہو کہ کملی والا تو ہماری طرف اشارہ کرے گا۔ ہمیں جام کوثر مل جائے گا۔

یہ قرآن سن لو، یا تو قرآن گھروں سے نکال دو، قرآن کی بات نہ کر، قرآن کی بات کرے گا۔ پھر قرآن اپریشن کرتا ہے۔ پر قرآن چھوڑتا نہیں ہے۔

اللہ غیور ہے:

قرآن کہتا ہے کہ صرف اتنا جملہ کہا...... اُذۡكُرۡنِیۡ عِنۡدَ رَبِّكَ...... پھر میری بھی بات بادشاہ کے سامنے کر دینا، اللہ ناراض ہو گیا، جبرائیل کو فرمایا، میری بات بھی جا کر کر دے، جو رب اب تک اس مقام پر لے کر آیا ہے، اب جس کے حوالے اپنا بیان کر رہے ہو کہ تیری بات بھی اس بادشاہ کے پاس کرے۔ میں بھی رب نہیں۔ کہ تیری بات کو میں بیرنگ کر دوں گا۔ اس بادشاہ تک میں نے پہنچنے ہی نہیں دینی۔ بیرنگ میں نے غلط کہا ہے میں واپس لیتا ہوں، بیرنگ پہنچ تو جاتا ہے۔ جس کے پاس پہنچنا ہے، اس سے ڈاکیا پیسے لیتا ہے کہ دس روپے نکال، یہ خط بیرنگ ہے۔ یہاں تو بیرنگ بھی کوئی نہیں...... اُذۡكُرۡنِیۡ عِنۡدَ رَبِّكَ ...... اپنے بادشاہ کے ساتھ بات کرنا، اللہ فرماتے ہیں۔ مجھے چھوڑ کر بادشاہ کو پیغام دینے والے، پہلے تو توحید کی بات کر رہا تھا، پہلے تو کہتا تھا...... اَنۡ لَّا تَعۡبُدُوۡا اِلَّا اِیَّاهُ ذٰلِكَ الدِّیۡنُ الۡقَیِّمُ ...... ابھی تو کہتا تھا...... تَرَكۡتُ مِلَّةَ قَوۡمٍ لَّا یُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ ...... ابھی تو اللہ کی بات کر رہا تھا...... ابھی تو کہہ رہا تھا...... ءَاَرۡبَابٌ مُّتَفَرِّقُوۡنَ خَیۡرٌ ...... رب بہت زیادہ اچھے ہیں...... اَمِ اللّٰهُ ...... یا ایک اللہ واحد قہار، وہ اللہ کافی ہے، یا کئی رب بنانے پڑیں گے اب کہہ رہا ہے...... اُذۡكُرۡنِیۡ عِنۡدَ رَبِّكَ...... اپنے بادشاہ کے سامنے میری بات کرنا۔

اب میں غلام آباد والوں کو بتانا چاہتا ہوں، جو مجھے چھوڑ کر غیروں کے پاس پیغام بھیجے گا۔ میں نہیں کہتا، قرآن میرے پاس موجود ہے۔ اللہ فرماتے ہیں پھر میں نے شیطان سے کام لیا، یہ جو رہا ہو کر جا رہا ہے، اس کے دماغ پر سوار ہو جا...... فَاَنۡسٰهُ الشَّیۡطٰنُ ذِكۡرَ رَبِّهٖ ...... فرمایا جو رہائی پا کر جانے والا تھا، یوسف کا پیغام میں نے

اُسے بھلا دیا۔ یہ میری مرضی ہے، میں پیغام دینے پر آؤں تو مصر سے کرتا چلے تو پیغام پہنچادوں سُبۡحَانَ اللّٰہ کہہ ذرا...... سُبۡحَانَ اللّٰہ......

میں پیغام پہنچانے پر آؤں مصر سے کرتا چلا، والد پہلے ہی کہنے لگا، میں اب یوسف علیہ السلام کی خوشبو پا رہا ہوں۔ اور میں درمیان کے رابطے توڑ دوں ......اُذۡکُرۡنِیۡ عِنۡدَ رَبِّکَ ......میرا نبی پیغام دے اور میں پہنچنے نہ دوں، یہ میری اپنی مرضی ہے۔

اس طرح میں چودھویں صدی میں کرتا ہوں کہ کسی کا درود ہوا کے حوالے ہو گا۔ میں یہاں ہی اس کو چکر دیتا رہوں گا۔ اور کسی کا درود خدا کے حوالے ہوگا، میں سیدھا مدینے پہنچا دوں گا، یہ میری مرضی ہے، لوگوں کا درود ہوا کے حوالے، دیو بندیوں کا دورد خدا کے حوالے۔

کر بات، مناظرے کی کیا ضرورت ہے۔ اللہ فرماتے ہیں، میں نے یہ پیغام جانے ہی نہیں دیتا، چل، یہ مواصلات تو میرے قابو میں ہیں۔ ایک مواصلات تو یہ ہیں۔ یہ انسان، یہ دو تین دن ہوئے شور ہے، روس کی ایک آبدوز غرق ہوگئی، اس کے متعلق رات معلومات دے رہے تھے کہ سمندر کے نیچے چھ میل چلی جاتی ہے، چھ میل، سمندر میں، اور اگر گم ہو جائے تو چار مہینے اس کے عملے کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا، اندر اتنا معاملہ سیٹ ہے۔ لیکن تین دن ہو گئے......

روس

امریکہ

برطانیہ

کوشش کر چکے ہیں، آبدوز کہتی ہے کہ آدمیوں کا نظام میری بس ہوگئی، نہیں

چلتی......

مواصلات بھی ختم

تعلقات بھی ختم

وائرلیس بھی ختم

چاند پر جانے والوں کی سبکی ہوگئی۔ جو لوگ چاند پر بھاگے جاتے تھے، اللہ نے سمندر میں غرق کر دیئے۔ پوچھنے والا کوئی نہیں، اللہ فرماتے ہیں میری مرضی، میری مرضی......

تیرا سمندروں پر قبضہ نہیں

تیرا دریاؤں پر قبضہ نہیں

......ادھر میری طرف بھی دیکھ لے......

صحابہؓ کی غلامی دریاؤں نے کی:

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جا رہے ہیں دریا میں لہریں اٹھ رہی ہیں۔ ایک صحابی کا پیالہ دریا میں ڈوب گیا، صحابی دریا کو کہتا ہے۔ میرے پاس ٹائم کوئی نہیں، میرا امیر دریا کے کنارے پر میرا انتظار کر رہا ہے۔ اللہ جانے اور تو جانے، میرے جانے سے پہلے پہلے پیالہ کنارے پر پہنچا، کر و بات، او دریا میں تیرے باپ کا نوکر نہیں، میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صحابی ہوں......(صلی اللہ علیہ وسلم)......یہ پیالہ کون تلاش کرتا پھرے تلاش بھی تو کر، میں نے یہاں دریا میں کھڑا نہیں رہنا، پانی میں نہیں کھڑا ہونا، میں جب کنارے پر پہنچوں میں نے انتظار بھی نہیں کرنا، پیالہ آگے موجود ہو۔

اللہ فرماتے ہیں دریا، ان کو تو جبرائیل بھی مانتا ہے، جلدی کر پیالہ پہنچا دے۔ یہ اس کی مرضی ہے، وہ جسے چاہے کرے۔

اُذْکُرْ...... میرا ذکر، اپنے بادشاہ کے سامنے، فرمایا یار تو نے یہ نہیں تھا کہنا، تو مجھے کہتا چل مہربانی فرما۔ مجھے کہنا تھا، اور پھر جب مجھے کہے گا۔ تو تو نبی ہے میرا......

مجھے تو غلام آباد کا کوئی بندہ بھی کہے، مجھے اپنی کبریائی کی قسم ہے۔ میں اس کی مان کر بھی اس کی مشکل حل کردوں۔ غلام آباد کا بندہ بھی...... وَاِذَا سَاءَ لَکَ عِبَادِی عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ...... نزدیک ہو کر میں اس کی بات سنتا ہوں...... مَنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ ...... اللہ فرماتے ہیں کہ جب بے قرار بندہ مجھے پکارتا ہے...... اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ ...... جب مجھے پکارتا ہے۔ تو میں اس کا اسی وقت جواب دیتا ہوں، دیر نہیں لگاتا...... سُبْحَانَ اللّٰہ......

پکاریں سننے والا صرف اللہ ہے:

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، ہندو ہر روز اپنے بت کے سامنے کہانی ڈالتا ہے، یا صنم، یا صنم، چالیس سال صنم صنم کہتے گزر گئے، یا صنم یا صنم کا وظیفہ پڑھتے ہوئے، ایک دن بے خبری میں اس کی زبان سے یا صمد کا لفظ نکلا، آواز آتی ہے...... لَبَّیْکَ یَا عَبْدِیْ ...... او میرے بندے میں حاضر ہوں۔ کیا کہتا ہے مجھے، اس بندے نے ادھر سے سب کچھ چھوڑ دیا۔ کہتا ہے کہ اس بت کو چالیس سال ہو گئے مجھے پکارتے، آج تک جواب نہیں دیا، جانتے ہوئے پکارتا، تب بھی نہیں بولا، آج میری زبان سے بھول کر، جانتے ہوئے نہیں، تیرا نام نکل گیا ہے، تو نے فوراً جواب دیا ہے۔ مجھ سے چالیس سال ناراض نہیں ہوا، فرمایا ہندو پنڈت اگر میں بھی آج تیرا

جواب نہ دیتا، تو صنم اور صمد کے درمیان فرق کیا رہ جاتا۔

صنم اسے کہتے ہیں کہ چالیس سال پیٹتا رہ، پوچھتا ہی کوئی نہیں۔ صمد اسے کہتے ہیں پکارنا تیرا کام ہے اور مشکل حل کرنا اس کا کام ہے۔

قید بڑھ گئی:

مجھے کہنا تھا۔ تو نے کہا...... اُذْكُرْنِي عِنْدَ رَبِّكَ ...... یہ لے لے، یہ قرآن ہے، یہ سورۃ یوسف ہے، پھر اللہ میاں کیا ہوا؟ اللہ فرماتے ہیں...... لَبِثَ فِي السِّجْنِ ...... میں نے کہا کہ اب جیل میں رہ، اس جملے کی وجہ سے...... لَبِثَ فِي السِّجْنِ ...... اس کی وجہ سے تجھے جیل میں رہنا پڑے گا کتنا؟ چودہ سال تو پہلے ہو گئے ہیں اب اور کتنا؟ آواز آتی ہے...... بِضْعَ سِنِيْنَ ...... بضعہ کہتے ہیں سات اور نو سال کو......

مفسرین کہتے کا اس پر اتفاق ہے۔ کہ اس جملے کی وجہ سے پھر پورے نو سال نہیں، سات سال اور جیل میں رہے، ابھی بھی آپ کو بات سمجھ نہیں آئی؟ کہ اللہ اپنی توحید کے مسئلے پر کتنا غیرت مند ہے۔

مشرکین مکہ کے سوالات:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آ کر پوچھا تھا، یہ میں نے تو نہیں بتایا، قرآن تو اللہ کی کتاب ہے......

اصحاب کہف کتنے ہیں؟

ذوالقرنین کسے کہتے ہیں؟

روح کسے کہتے ہیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا میں کل بتاؤں گا۔ پوچھ لو دیوبندیوں کو، بریلویوں کو، اہلحدیثوں کو...... کسی سے پوچھ لے......

صحاح ستہ میں ہے کہ نہیں

تفاسیر میں ہے کہ نہیں

قرآن میں ہے کہ نہیں

یہ آپ کے مدارس اس میں کتابیں ہیں اگر انہیں تو جامعہ قاسمیہ سے لے لو حوالے کا میں ذمہ دار ہوں۔ تین چیزوں کا سوال کیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کل جواب دوں گا۔ کل آئی، بتاؤ؟ فرمایا ایک دن کی اور مہلت دے دو، بغلیں بجانے لگ گئے۔ اللہ نے فرمایا بغلیں نہ بجاؤ، میں تمہاری ٹانگیں توڑ دوں گا۔ یہ تو میرا اور میرے محبوب کا مسئلہ ہے۔ میں پہلے دن ہی بتا سکتا تھا۔ لیکن محبوب آپ نے یہ کیوں کہا کہ میں بتاؤں گا۔ تو نے میرا نام کیوں نہیں لیا، یہ دیو بندی بریلوی مسئلہ نہیں، میرا نام کیوں نہیں لیا، مولویوں سے پوچھ، سولہ دن وحی بند رہی، سولہ دن کے بعد جبرائیل قرآن لے کر آیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم پریشان ہو گئے ہیں فرمایا اسے پریشان نہیں ہونے دینا۔

میرے محبوب کو جا کر کہہ...... لَا تَقُوْلَنَّ لِشَیْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ...... آج کے بعد کسی مسئلہ پر یہ نہ کہنا، میں کل بتاؤں گا۔ کس طرح کہوں؟ فرمایا ...... اِلَّا اَنْ یَّشَاءَ اللّٰهُ ...... کہہ دیا کر، آپ بھی اِنْشَاءَ اللّٰه کہا کرو، کل آؤ گے، کہو جی اِنْشَاءَ اللّٰه، اگر اللہ نے چاہا، اللہ کی مشیت کے ساتھ وابستہ کرو، اگر رب چاہے گا تو یہ کام ہوگا۔ نہیں چاہے گا تو نہیں ہوگا...... لَا تَقُوْلَنَّ لِشَیْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ...... اس طرح محبوب نہ کہا کر کہ میں کل کروں گا کل...... اِلَّا اَنْ یَّشَاءَ

اَللّٰـهُ ...... اللہ تعالیٰ کا نام لیا کر، اللہ تعالیٰ کا نام لینے سے کشتیاں پار ہوں گی، اللہ تعالیٰ کا نام لینے سے ڈوبی ہوئی تر جائیں گی۔ غیروں کا نام لے گا تو بارہ سال ڈوبی رہے گی، میں تو نہیں کہتا، آپ کہتے ہیں، بارہ سال ڈوبی رہی تری نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جس نے میرا نام لیا، یونس علیہ السلام نے، دیکھا کتنی جلدی کنارے پر پہنچا دیا، مچھلی کے پیٹ میں حفاظت کی مچھلی کہتی ہے کہ مجھے نگلنا تو آتا ہے، مجھے کنارے پر پہنچانا بھی آ جائے گا۔ لیکن پیٹ سے زندہ سلامت نکال کر کنارے پر بٹھانا نہیں آتا مچھلی اس نے مجھے پکارا ہے، کنارے پر پہنچانا تیرا کام ہے۔ تیرے پیٹ سے زندہ سلامت نکال کر کنارے پر پہنچانا میرا کام ہے۔ ساتھ بتا دے میرے نبی......

جب زلیخا نے تالے لگائے تھے، تیرے دامن کو پکڑ کر کہتی تھی...... هَيْتَ لَكِ...... میں اس کی پناہ سے بھی پناہ، اس وقت بتا تالے توڑ کر دروازے کھول کر تجھے باہر نکالنے والا کون تھا؟ جو عزیز مصر کے محلوں سے تجھے باہر نکال سکتا ہے۔ وہ جیل سے بھی باہر نکال سکتا ہے۔ یہ مسئلہ سمجھانا تھا۔ اللہ کے نبی کو......

......اس لئے میرے پیارو......

توحید

توحید

توحید

واحد اللہ...... فَاِنَّ التَّوْحِيْدَ رَأْسُ الطَّاعَاتِ ......توحید ساری عبادتوں کی روح ہے روح، روح کا کیا مطلب؟ روح ہے تو جسم ہے۔ روح نہیں تو جسم ختم، توحید ہے، سارے اعمال اوپر بنتے جائیں گے۔

عقیدہ مضبوط بناؤ:

یہ اتنی بڑی مسجد ہے گول مسجد، اگر اس کی بنیادیں نہ ہوں تو ایک ہی اندھیری اسے اٹھا کر لے جائے، بنیاد مضبوط چھت اور دیواریں مضبوط، بنیاد کمزور، چھتیں کیا کریں گی۔ بنیاد نے یہ کیا،

اس لئے میرے پیارو میں اب خلاصہ نکالوں......اُذْكُرْ عِنْدَ رَبِّكَ ...... اپنے رب کے سامنے بات کرنا رب سے مراد مالک کے پاس، اپنے بادشاہ کے پاس، اللہ فرماتے ہیں سنو اب خلاصہ......سبحانَ اللہ کہو......سبحانَ اللہ......

خلاصہ کلام:

......خلاصہ آ گیا......

خواہ نبی ہو ...... مدد رب سے مانگے

خواہ ولی ہو ...... مدد رب سے مانگے

......یا اللہ مدد......

خواہ قطب ہو ...... یا اللہ مدد

خواہ صحابی ہو ...... یا اللہ مدد

خواہ حسین ہو ...... یا اللہ مدد

......آپ سے پکی بات کر رہا ہوں......

خواہ علی ہو ...... یا اللہ مدد

ادھر دیکھنا......حضرت عمرؓ تو مضبوط تھے، حجر اسود، اللہ آپ کو لے جائے، اللہ آپ کو بیت اللہ کی زیارت کرائے (آمین) حجر اسود ایک پتھر ہے کالا، جب لگایا

تھا تو سفید تھا، دنیا اسے بوسہ دیتی ہے، اس نے ساری دنیا کے گناہ سلب کر کے اس میں رکھ لئے، سیاہ ہو گیا، اسے سب کو بوسہ دینا ہوتا ہے......

خواہ ولی ہے

خواہ قطب ہے

خواہ ابدال ہے

خواہ صدیق رضی اللہ عنہ ہے

خواہ عمر رضی اللہ عنہ ہے

خواہ عثمان رضی اللہ عنہ ہے

خواہ علی رضی اللہ عنہ ہے

خواہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے

کیوں بھئی سندھی صاحب[1] یار میں تو یہاں ایک اور بات کہتا ہوں۔ میں تو کہتا ہوں۔ کہ ان بندوں سے کوئی اور خوش قسمت ہو سکتا ہے۔ جو اس پتھر کو بوسہ دے۔ جس جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لب لگے ہوں۔ میں کہتا ہوں کہ ساری باتیں ایک طرف رکھو، اتنی بات ہی کافی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نبوت والے لب اس پر رکھ دئے، چودہ صدیاں گزر گئیں، حاجیو مبارک ہو، میں کہتا ہوں کہ اس حاجی کی قسمت کو کون پائے، جو حاجی اس پتھر کو چوم کر آیا ہے جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چوما ہے۔ یہ سعادت کی بات ہے۔

اُحد پہاڑ کو جس نے دیکھا میرا تو اپنا فلسفہ ہے، میں کہتا ہوں کہ احد پہاڑ بھی صحابی ہے، اس نے میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے، اس حالت میں دیکھا ہے کہ اس احد پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خون بہہ رہا تھا۔ اس کی شان کو کوئی پا سکتا ہے

؟اتنااونچاپتھر......

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پہلے بوسہ دے لیا پھر سارے مجمع میں کھڑے ہوگئے، کہنے لگے بات سنو پتھر صاحب، سنو جی حجراسود صاحب، واہ خطیب، میں ہوتا تو تیرے کپڑوں کو چومتا، اس وقت تیرے اندر مقام توحید کا غلبہ تھا۔ اسے کہتے ہیں...... فَنَا فِیْ اللّٰہ کی تہہ میں بقا کا راز مضمر ہے، تو ایسے ہی فنا فی اللہ ہوا پھرتا ہے۔

فَنَا فِی اللّٰہ کی تہہ میں

حضرت عمر رضی اللہ عنہ توحید کی تہہ میں گم ہو کر فرمایا، بات سن......اِنَّکَ حَجَرٌ...... کیا ہے تو، تیری حیثیت کیا ہے، تو ایک پتھر ہے......حَجَرٌ......اگر تیرے جسم پر میرے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لب نہ لگے ہوتے عمر کبھی بوسہ نہ دیتا، ایسے نہ بھول جانا......اِنَّکَ حَجَرٌ......تو پتھر ہے۔

اور اگلا جملہ فرمایا کہ......لَا یَنْفَعُ لَا یَضُرُّ......نہ تو نفع دے سکتا ہے نہ کوئی نقصان......

نفع نقصان وہی دے گا۔ جو ان کا بھی رب ہے اور مصطفیٰ کا بھی رب ہے۔ یہ توحید، یہ ہے عظمت صحابیت، یہ ہے مصطفیٰ کے کالج کا طالب علم،

اس لئے اللہ نے فرمایا، کہ میرے یوسف یار یہ نہیں تھا کہنا کہ اس کے پاس میرا ذکر، تو نے میرے ساتھ بات کرنی تھی، دیکھتا میں اس کے چھکے چھڑاتا یا نہیں، اب جناب اِدھر ہی بیٹھے رہیں سات سال اور بیٹھیں، یہ جو تو نے بادشاہ کو پیغام دیا ہے، یہ نہیں اسے پہنچنا، میں نے اسے ایک خواب بنا دیا ہے اس کے دماغ میں ڈالوں گا۔ تیری جوتی نہ اٹھائے تو مجھے رب نہ کہنا، کیوں؟

رب کو سمجھو:

آپ کو پتہ نہیں رب سمجھ نہیں آتا۔ یا اس سے آپ خوف زدہ نہیں، یا اس کے ساتھ محبت نہیں، یا اس کے انعامات کا آپ کو یقین نہیں کیا کرتے ہو، اس نے تمہارا بگاڑا کیا ہے۔ سوئے ہوئے صبح اٹھتے ہو۔

بچے کے لئے دودھ کے لئے ماں کی چھاتی حاضر ہے

باپ کے لئے ماشاءاللہ

ملائی حاضر ہے

دہی حاضر ہے

دودھ حاضر ہے

ہر چیز تجھے تازہ بتازہ دیتا ہے۔ پھر پتہ نہیں ہضم نہیں ہوتا، کیا ہوتا ہے؟ اللہ فرماتے ہیں تو ان کی بات چھوڑ، میری طرف دیکھ، اتنا بھونکتے ہیں میں پھر بھی ان کو دیتا جاتا ہوں، ایک دفعہ تو چاہتا ان کا جلوس نکال دیتا، لیکن روٹی میں دیتا جاتا ہوں، میری صحت پر کیا اثر ہے؟

ساری دنیا مجھ سے مانگنے لگ جائے، اور ہر ایک کو میں اس کی خواہش کے مطابق دوں، ہر ایک کو، میرے خزانے میں مچھر کے پر جتنی کمی نہیں ہوگی، آدم سے لے کر قیامت تک جتنی، ہم تو اپنے آپ کو گنتے رہتے ہیں۔ خدا کی قسم اتنی مخلوق ہے، ہم ایک تو یہ ہے کہ ختم نہیں ہوتیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں...... لَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ ......فرمایا رب کے اتنے لشکر ہیں، اوضیاء القاسمی، ساری دنیا میری، میرے لشکروں کو گننے لگ جائے......

لَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ ......میرے سوا ان لشکروں کو کوئی جانتا ہی نہیں، پتہ ہی نہیں، میں بڑا اپنے آپ میں مولوی بنتا ہوں، کینڈا میں گیا، اس طرح کے جانور دیکھے جو میرے تصور میں بھی نہیں تھے، تو کبھی گھاس میں بیٹھ جا اپنی گراؤنڈ میں، کسی پلاٹ میں بیٹھ جا، چھوٹے چھوٹے جانور اتنے، رائی کے دانے جتنے، ایک جانور ایک اللہ کی مخلوق، رائی کے دانے جتنی، تیرے ہاتھ پر چلتی ہے، ٹانگیں بھی باریک باریک ہیں۔ تجھے نظر نہیں آتی۔ بھاگتی جاتی ہے، آنکھیں باریک باریک ہیں، اپنا راستہ خود بناتی ہے۔

ذرا گھر بیٹھ کر ایک چیونٹی کو اپنے ہاتھ پر رکھ لینا وہ چلتی جائے گی آگے انگلی کر دے، وہ دیکھ لے گی کہ مولوی شرارتیں کرتا ہے۔ اس نے بند باندھ دیا ہے۔ وہ اس انگلی کو دیکھ کر راستہ بدل لے گی۔ کہ میرے ساتھ شرارتیں کرتا ہے کہ میرا راستہ روک لیا، جہاں پتہ چلے گا، یہ گندم کی بوری پڑی ہے، ساری کیڑیوں کو اعلان کر کے اس گندم کی بوری میں جا کر، بڑی محنت کر کے نہیں، آرام سے سوراخ کر کے ایک ایک دانہ کھینچنے لگ جائے گی۔ اتنی ہوشیار ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا لشکر آئے، شور کر دے گی، اندر چلی جاؤ مر جاؤ گی۔ جلدی کرو جلدی کرو، اللہ فرماتے ہیں او سائنس دان تو بنا پھرتا ہے، تو میری ایک مخلوق کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ میرے ساتھ تو کس طرح بے رخی سے گزرتا ہے، اتفاق کر میری بات کے ساتھ......

توحید کے دیوانے بن گئے:

میرا کلیجہ ٹھنڈا ہو جاتا ہے جب مجھے ایک بندہ کہتا ہے کہ میں چالیس سال سے قبر پوجتا تھا۔ ضیاء القاسمی تیری تقریر سن کر میں رب کا بچاری بن گیا ہوں۔ میرا

کلیجہ ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ میں نے کوئی درخت، کوئی سبز جھنڈی نہیں چھوڑی جہاں سجدہ نہ کیا ہو، اللہ تجھے آباد رکھے، ہم تیری وجہ سے اللہ کی توحید کے دیوانے بن گئے۔

جڑانوالہ کے ایک بندے نے بتایا کہ ہمارے ہاں سے ایک بچہ تھا جو تیرے ہاں جمعہ پڑھتا تھا، اس کی وجہ سے انیس خاندان توحید کے متوالے بن گئے میں کہتا ہوں۔

رند بخشے گئے قیامت میں
شیخ کہتا رہا حساب حساب

وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

حضرت یوسف علیہ السلام......خطبہ 16

خطبہ:

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی سَیِّدِالرُّسُلِ وَ خَاتَمِ الْاَنْبِیَآءِ وَ عَلٰی اٰلِہٖ الْمُصْطَفٰی وَاَصْحَابِہٖ الْمُجْتَبٰی اَلَّذِیْنَ ھُمْ خَیْرُالْخَلَائِقِ بَعْدَ الْاَنْبِیَآءِ ......

یَـــارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًـــا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

اَمَّـا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ......وَقَالَ لْمَلِکُ اِنِّیْٓ اَرٰی سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ یَّاْ کُلُھُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّ سَبْعَ سُنْبُلٰتٍ خُضْرٍ وَ اُخَرَیَابِسٰتٍ یٰٓاَ یُّھَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِیْ فِیْ رُئْیَا یَ اِنْ کُنْتُمْ لِلرُّؤْیَا تَعْبُرُوْنَ قَالُوْا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ وَّ مَانَحْنُ بِتَاْوِیْلِ الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِیْنَ وَقَالَ الَّذِیْ نَجَامِنْھُمَا وَادَّ کَرَ بَعْدَ اُمَّۃٍ اَنَا اُنَبِّئُکُمْ بِتَاْوِیْلِہٖ فَاَرْسِلُوْنَ یُوْسُفُ اَیُّھَا الصِّدِّیْقُ اَفْتِنَافِیْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ یَّاْ کُلُھُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّ سَبْعِ سُنْبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّ اُخَرَیٰبِسٰتٍ لَّعَلِّیْٓ اَرْجِعُ اِلَی النَّاسِ لَعَلَّھُمْ یَعْلَمُوْنَ قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِیْنَ دَاَ بًا فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْہُ فِیْ سُنْبُلِہٖ اِلَّا قَلِیْلًا مِّمَّا تَاْ کُلُوْنَ......

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْم

گزشتہ سے پیوستہ:

پچھلے جمعہ حضرت یوسف علیہ السلام نے دوقیدیوں کے خواب کی تعبیر ارشاد فرمائی، اس کی تفصیلات آپ دوستوں کے سامنے عرض کی تھیں۔

اس وقت جو آیات تلاوت کی ہیں۔ان میں اللہ تعالیٰ نے مصر کے بادشاہ کا

خواب بیان کیا ہے۔ طبیعت کی خرابی کے باعث میں کوشش کروں گا کہ ان آیات کا مفہوم آپ دوستوں کی خدمت میں عرض کروں جو یوسف علیہ السلام نے رہائی کے وقت فرمایا کہ میرا ذکر اپنے بادشاہ کے پاس کرنا۔ اللہ کو حضرت یوسف علیہ السلام کی یہ بات پسند نہ آئی کہ نبی میرا ہو اور اپنی رہائی کے لئے بادشاہ کو کہے، مجھے کیوں نہیں کہا؟ نتیجتاً سات سال یا نو سال مزید جیل میں گزارے۔

آپ چونکہ شروع سے سورۃ یوسف سن رہے ہیں، حضرت یوسف علیہ السلام نے شروع میں جو والد گرامی قدر کے ساتھ بات کی تھی، وہ خواب کی کی تھی کہ...... اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ کَوْکَبًا...... گیارہ ستارے میں نے دیکھے، سورج اور چاند کو دیکھا، مجھے سجدہ کر رہے تھے۔

یعقوب علیہ السلام کا علم تھا کہ اللہ کے نبی کا خواب، خواب نہیں ہوتا، بلکہ وحی الٰہی ہوتا ہے، اس کے نتائج سامنے آ گئے، یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کی ہسٹری خواب سے شروع ہوئی اور پھر عزیز مصر کے یا بادشاہ مصر کے، جیل خانے میں قیدی کو خواب کی تعبیر بتائی کہ تو رہا ہو جائے گا۔ یہ دوسرا خواب تھا۔ میرا ذکر بھی کرنا بادشاہ کے پاس، یہ اللہ کو بات پسند نہ آئی کہ میرا نبی ہو کر بادشاہ کو کیوں کہے، مجھے کہنا چاہئے تھا۔ یہ پسند نہ کیا۔

بادشاہ نے خواب دیکھا:

پھر اللہ کی شان دیکھیں جب رہائی کے حالات بن گئے، اس رہائی کا ذریعہ بھی خواب ہی بنا۔ بادشاہ کو خواب آتا ہے اس کا ذکر قرآن پاک کرتا ہے۔ قَالَ الْمَلِكُ...... بادشاہ نے اپنی کابینہ کے افسران کو جمع کر کے یہ خواب سنایا کہ...... اِنِّیْ

اَرٰی سَبۡعَ بَقَرَاتٍ ......میں نے سات گائے دیکھی ہیں......سَمَان......بہت موٹی تازی......یَاۡکُلُهُنَّ سَبۡعٌ عِجَافٌ ......ان موٹی گائے کو سات گائے کمزور دبلی پتلی گائے، وہ کھا رہی ہیں۔ ہوتا تو یہ ہے کہ کمزور کو طاقتور کھاتا ہے، لیکن میں نے اس کا الٹ دیکھا کہ طاقت والی گائے کو کمزور گائے کھا رہی ہیں......وَ سَبۡعَ سُنۡبُلٰتٍ خُضۡرٍ......سات خوشے ہیں سبز، گندم کے اس خوشہ کو کہتے ہیں جس میں دانہ ہوتا ہے، سات سبز خوشے ہیں......وَ اُخَرَ یَابِسٰتٍ......سات ہی خوشے خشک ہیں۔ سات سبز اور سات خشک، وہ جو سبز ہیں، وہ جو خشک ہیں خوشے، آپس میں ملے ہوئے ہیں۔ جڑ گئے ہیں۔ نتیجہ کیا نکلا کہ ہرے اور سبز خوشے خشک کے ساتھ مل کر خود بھی خشک ہو گئے، یعنی خوشے نے خوشے پر اثر کیا۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ سبز، خشک خوشہ کو بھی سبز کر دیتا، لیکن یہاں بھی الٹ ہوا۔

پھر خشک خوشہ غالب آ گیا اور سبز کو خشک کر دیا......یٰۤاَیُّهَا الۡمَلَاُ......

ایم این اے

ایم پی اے

وزیرو

امیرو

درباریو

اَفۡتُوۡنِیۡ فِیۡ رُءۡیَایَ ......یہ میرے خواب کی تعبیر بتاؤ......اس کا کیا مطلب ہے......اِنۡ كُنۡتُمۡ لِلرُّءۡیَا تَعۡبُرُوۡنَ......اگر تمہیں یہ علم آتا ہے تو اس کی تعبیر بتاؤ، سارے بڑے بڑے، عربی کا ایک مقولہ ہے۔

ہر فن کا آدمی ہوتا ہے:

"لِكُلِّ فَنٍّ رِجَالٌ"

''ہر فن کا کوئی آدمی ہوتا ہے''

جو اسکو جانتا ہے، کوئی ضروری نہیں کہ ہر شخص ہر فن جانے، ہمارے پیچھے کون ہے، آج کل وزیر، این جی اوز، مولویوں کے پیچھے، ان کو روشن خیال ہونا چاہئے، مولویوں کو......

سائنس بھی ان کو آنی چاہئے

ڈاکٹر بھی ہونے چاہئے

انجینئر بھی ہونے چاہئے

طب بھی انہیں آنی چاہئے

یہ سوچ ہی احمقانہ ہے

میں کہتا ہوں کہ اگر کسی وزیر کو کہا جائے کہ تجھے جوتی مرمت کرنا بھی آنا چاہئے، یہ بھی ایک فن ہے۔ وہ کہے گا عجیب مولوی ہو، میں وزیر داخلہ ہوں، مجھے جوتے مرمت کرنے کا کام بھی کرنا چاہئے۔

اگر جوتے مرمت کرنے کا کام تیرے لئے معیوب ہے تو مولوی اس لئے ہیں کہ ان کو مٹی کوذے کا کام بھی آئے، تا کہ روشن خیال ہو۔

"لِكُلِّ فَنٍّ رِجَالٌ"

''ہر فن کے لئے آدمی ہوتے ہیں''

مؤذن نے اگر اذان دینی ہے تو اسے سائنس نہیں آتی، کیا فرق ہے اسے؟ قاری صاحب نے نماز پڑھانی ہے، اگر انہیں تیئسویں (۲۳) سپارے کی سورتیں آتی ہیں۔ حساب نہیں آتا۔ جغرافیہ نہیں آتا۔ قاری نماز پڑھائے کہ سائنس اور جغرافیے

پڑھے؟ آپ کہیں اچھا خطیب ہے اسے گاڑی نہیں چلانی آتی۔ میں ٹرک چلانے کے لئے نہیں بنا۔ میں تو وزیروں کو چلانے کے لئے پیدا ہوا ہوں۔ میں اس لئے نہیں کہ میں ٹانگے چلاؤں، یہ مناسب ہی نہیں۔

یہ سوچ ہی غلط ہے
یہ فکر ہی غلط ہے

بادشاہ نے خواب کی تعبیر پوچھی:

اس لئے جب بادشاہ نے انہیں پوچھا کہ......اَفْتُوْنِیْ......میرے خواب کی تعبیر بتاؤ، انہوں نے کہا سیدھی سی بات ہے، کوئی تاویل نہیں کی، کہنے لگے او میاں تیرے دماغ میں ایسے ہی بھُس برا ہوا ہے۔ تیرے پراگندہ خیال ہیں۔ وہ سارے منتقل ہو گئے تیرے دماغ میں۔ رات کو سوئے ہوئے تجھے اس طرح کے خواب آتے ہیں۔

خوشوں کے
گندم کے
موٹی گائے کے
چھوٹی گائے کے

ان کا علم سے کیا تعلق ہوا۔ جا......وَمَا نَحْنُ بِتَأْوِيلِ الْاَحْلَامِ بِعَالِمِيْنَ......ہمیں نہیں اس طرح کی تاویلیں آتیں۔

اگر ہمارے دور کا کوئی وزیر ہوتا تو اس کے پیچھے پڑ جاتا۔ تم میں روشن خیال ہی کوئی نہیں۔ آپ کا خیال ہی روشن نہیں، یعنی جن کے دماغ میں کتاب وسنت کی روشنی ہے۔ ان کا دماغ تو روشن نہیں اور جن کے دماغ میں بھس بھرا ہوا ہے۔ الحاد اور

بے دینی کا، وہ روشن خیال ہیں، روشن دماغ ہیں۔

انہوں نے کہا جا جا، یہ خواب ہی تیری غلط ہے...... وَمَا نَحْنُ...... ہمیں نہیں اس طرح کے خوابوں کی ضرورت، نہ ہمیں اس کا علم ہے، کابینہ کے ارکان نے اپنی رائے دی۔ اب اللہ نے فرمایا۔ اٹھ، میرے پیغمبر نے تیرے خواب کی تعبیر بتائی تھی۔ میں موڈ میں ہوں۔ اب میں چاہتا ہوں کہ میرے یوسف کا ڈنکا بج جائے۔ میں نے نہیں تھا چاہا۔ میری مرضی، میرا اس وقت موڈ نہیں تھا۔ اسے رہا کرنے کا، میری مرضی، اُس نے جسے خواب کی تعبیر بتا کر کہا تھا، جا کر ذکر کرنا، اسے ہم نے گنجائش ہی نہیں دی کہ وہ بتا سکے۔ میری مرضی، میں کسی کا پابند تھوڑا ہوں...... جب میری مرضی ہوگی، کرتا چلے گا تو یعقوب کو پتہ چل جائے گا۔ نہیں تو میری مرضی۔

ایک درباری نے کہا:

اب قرآن کہتا ہے...... وَقَالَ الَّذِیْ نَجَا مِنْهُمَا ...... وہ جو رہا ہوا تھا۔ وہ بھی بیٹھا تھا۔ ساتھی تھا۔ پانی لا، شربت لا، مشروبات لا، بادشاہ کے لئے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں...... وَقَالَ الَّذِیْ نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ...... بڑے عرصے کے بعد اس کے دماغ میں آیا ہے، اوہو، ایک بندے نے مجھے جیل میں خواب کی تعبیر بتائی تھی...... بَعْدَ اُمَّةٍ ...... اس نے کہا کہ یار اس بات کو تو میں نے ذکر ہی نہ کیا...... بَعْدَ اُمَّةٍ...... بہت عرصے کے بعد...... یہ بات اسے یاد آئی، کھڑا ہو گیا۔ اگر مجھے اجازت ہو، تو میں عرض کروں؟ جی بتاؤ کہنے لگا...... اَنَا اُنَبِّئُكُمْ بِتَاْوِیْلِهٖ ...... اس کی تعبیر میں تمہیں بتاتا ہوں۔ میں بتاتا ہوں کا معنی، مجھے ایک بندے کا علم ہے۔ اگر تم اجازت دو تو میں اس بندے کو ملوں؟ بادشاہ نے کہا وہ کون سا بندہ ہے؟ اس نے کہا کہ آپ مجھے بھیج دیں، بندہ بہت ہی خالص بندہ ہے...... اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِیْنَ...... اللہ

فرماتے ہیں کہ اس طرح کا بندہ ہے، جو مائیں کبھی کبھی جنم دیتی ہیں۔ روز تھوڑے پیدا ہوتے ہیں۔ مجھے بھیجو، میں جاتا ہوں......فَاَرْسِلُوْنَ ......اب جو......اَرْسِلُوْنَ......کا لفظ ہے۔ قرآن نے تفصیل نہیں کی قیدی کو جب کوئی ملنے جاتا ہے۔ اس کے کئی مرحلے ہوتے ہیں۔ نہیں تو کلثوم نواز صاحبہ کو پوچھ لو؟ مسلم لیگیوں کو پوچھ لو کہ قیدی کو ملنا ہو تو کئی مرحلے ہوتے ہیں۔ ہوم سیکرٹری کو پوچھو، اس کو درخواست دو، پھر سپریڈنٹ جیل کے پاس جاؤ، پھر نام لکھواؤ، پھر وہ کہتے ہیں کہ باہر انتظار کرو، اتنے وقت کے بعد ملے گا۔

لیکن یہ سرکاری عہدے کا زبردست آدمی تھا اور بادشاہ کو بات بتا رہا ہے، اس لئے قرآن نے......اَرْسِلُوْنَ......میں ہی سارا مسئلہ حل کر دیا، قرآن کی یہی خوبی ہے۔

یہ ہم ہی ہیں کہ کئی کئی گھنٹے بیان کرتے رہتے ہیں، پھر بھی ہمیں خیال ہوتا ہے کہ بات سمجھ بھی آئے۔ اللہ تعالیٰ کی کلام ایسی ہے کہ ایک لفظ بولتا ہے، جسے کہتے ہیں......

''دریا کوزے میں بند کر دیا''

کوزہ پیالہ، بند کر دیا اس میں، یعنی ایسا جامع کہ......اَرْسِلُوْنَ......مجھے ساری قانونی حجتیں، قانونی ضابطے، قانون کے مطابق اجازت، مجھے ساری دو جناب، اور میں اس بندے کے پاس جاتا ہوں، میں اسے ملتا ہوں، جناب کا خواب بتاؤں گا، وہ تعبیر بتائے گا اور میں لا کر خواب کی تعبیر، آپ کی خدمت میں پیش کر دوں گا۔

دریا کوزے میں بند کر دیا:

اب بادشاہ تو بہت پریشان تھا۔ اب آپ تھوڑا سا تصور کریں کہ یہ جس بندے کے پاس بھیج رہا ہے۔ اسے تقریباً بیس اکیس سال ہو گئے ہیں جیل میں غم زدہ ہو جاتا ہے جس کی زندگی کا بہت بڑا حادثہ ہے، اگر توجّہ فرماؤ تو میں سمجھتا ہوں کہ ایک

جملے میں اس نے بھی دریا کوزے میں بند کر دیا۔ جملہ دیکھ لو، گیا، یوسف علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔

میں طالب علموں کو ہمیشہ کہتا ہوں کہ

قرآن پڑھا کریں

قرآن سمجھا کریں

قرآن بیان کیا کریں

طالب علم پوچھتے ہیں، کوئی تقریر کی کتاب بتا، قرآن سے بہتر کتاب کون سی ہے، جو تقریر سکھائے؟

''دریا کوزے میں بند کر دیا''

چلا گیا، السلام علیکم...... وعلیکم السلام...... یوسف علیہ السلام نے پہچان لیا، یہ تو وہی بندہ ہے جو آج سے سات سال پہلے رہا ہو کر گیا تھا۔ یہ حوصلہ اب اللہ کے نبی کا ہی ہوسکتا ہے۔ اسے کہتے اچھا، پھر آ گیا ہے، میرا کام نہیں کیا تو پھر میرے پاس آ گیا ہے، لیکن یہ نبوت کا اخلاق تھا، اسے جتلایا بھی نہیں، بتایا ہی نہیں کہ تو کون ہے؟

توجہ ہے تو پھر میں موتی اور ہیرا دیتا ہوں، نہیں جتلایا، غور کرنا آنے والا بندہ جسے خواب کی تعبیر بتائی تھی۔ وہ جو کچھ تھا، یوسف علیہ السلام نے بتایا نہیں کہ تو کون ہے؟ اور یوسف علیہ السلام جو کچھ تھے اس نے اسی وقت شیشی کھول دی۔

میں پھر دہراتا ہوں اپنی بات وہ آنے والا جو کچھ تھا۔ یوسف علیہ السلام نے اس کی بات ہی نہیں کی کہ تو کون ہے؟ اور وہ جس وقت یوسف علیہ السلام نے اس کی بات ہی نہیں کی کہ تو کون ہے؟ اور وہ جس وقت یوسف علیہ السلام کے چہرے پر نظر پڑی، میرا استدلال اس پر ہے۔

یوسف صدیق تھے:

اس نے پہلے تو کہا...... یوسف ......اسے یوسف علیہ السلام، نام لیا، پہلے تو یوسف علیہ السلام کہا، لیکن اس میں وہ بات نہیں آنی تھی جو وہ کہنا چاہتا تھا۔ میرا نام لے کر کوئی بندہ خطاب کرتا ہے، ضیاء القاسمی! اس میں میرا نام آ جائے گا، لیکن کسی کو کیا پتہ کون ہے اور اندر سے کیا ہے؟ کون سے کمالات ہیں، کون سی عظمتیں اور رفعتیں ہیں اس میں......

پتہ نہیں یوسف علیہ السلام کا نام لئے بغیر تو پتہ نہیں چلتا۔ میں کس یوسف کو خطاب کررہا ہوں۔ساتھ ہی کہنے لگا......یُوسُفُ اَیُّھَا الصِّدِّیْقُ ......ہائے ہائے ......اَیُّھَا الصِّدِّیْقُ ......میرے دوست، سارے قرآن کو پڑھتا جا، تلاوت کرتا جا، قرآن کا مطالعہ کرتا جا، میرا علماء کے قدموں میں بیٹھ کر وثوق کے ساتھ عرفان ہے، مجھے سننا ذرا، اپنے دل میں اس بات کو جگہ دینا، میرا عرفان ہے کہ جو نبی ہوتا ہے، اس کے تعارف کی ضرورت نہیں۔ اس کا چہرہ بتا دیتا ہے کہ اللہ کا نبی ہے، جس طرح نبی کے چہرے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ اللہ کا نبی ہے، اسی طرح صدیق کے چہرے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ ایسا ہے کہ جسے اللہ بھی صدیق سمجھتا ہے۔ اللہ کا رسول بھی صدیق سمجھتا ہے۔

یہ بندہ جو رہا ہو کر گیا تھا۔ اس کا عقیدہ یوسف والا عقیدہ نہیں۔ اس کا عقیدہ اور نظریہ حضرت یوسف علیہ السلام والا عقیدہ اور نظریہ نہیں، وہ اور مکتب فکر سے تعلق رکھتا ہے اور یوسف انبیاء کے مکتبِ فکر سے تعلق رکھتا ہے۔

اس لئے فوراً چہرے کو دیکھ کر کہنے لگا...... یُوسُفُ اَیُّھَا الصِّدِّیْقُ ......اے یوسف مجھے تیرے لمبے چوڑے تعارف کی ضرورت نہیں، میں اس رب کے اعتماد کے ساتھ جس کا تذکرہ تو جیل میں بیٹھ کر کرتا ہے۔ میں تیرا چہرہ دیکھ کر کہتا ہوں کہ تو اللہ کا

نبی بھی ہے اور صدیق بھی ہے۔ معلوم ہوا فیصل آبادی، نبیوں کے چہرے پر بھی لکھا ہوتا ہے، یہ اللہ کا نبی ہے اور صدیق کے چہرے پر بھی لکھا ہوتا ہے کہ یہ صدیق ہے۔

اور پھر یہ اللہ کی عطا ہے کہ نبی کو دیکھ کر بندے بھی مانتے ہیں کہ یہ اللہ کا نبی ہے اور صدیق کو دیکھ کر کافر بھی کہتے ہیں کہ یہ صدیق اکبرؓ ہے۔

قرآن کہتا ہے...... اَيُّهَا الصِّدِّيْقُ ...... ذرا طبیعت میں انشراح ہوتا ہے۔ گلہ میرا خراب ہے۔ گولی ایسی کھائی ہے کہ زبان کھلتی نہیں۔

مدینے چلیں:

اَيُّهَا الصِّدِّيْقُ ...... ذرا تھوڑا سا ایک منٹ کے لئے مدینے لے چلوں، تھوڑا سا غور کرو گے تو بات سیٹ ہو جائے گی۔ مدینے جا کر۔

جب حضور ﷺ مدینے میں داخل ہوتے ہیں، کئی دفعہ سنا ہوگا، چھوٹی چھوٹی بچیاں بھی استقبال میں آئی ہوئی ہیں۔ حدیث میں آتا ہے لوگ چھتوں پر چڑھ کر حضور ﷺ کو سلام دے رہے ہیں، کوئی پہاڑی پر چڑھ کر سلام دے رہا ہے، کوئی اونچی جگہ پر کھڑا ہو کر میرے حضور کے چہرے کی طرف دیکھ رہا ہے۔ چھوٹی چھوٹی بچیاں جب حضور کو دیکھتی ہیں، حدیث میں آتا ہے ان کی زبان پر جاری ہو جاتا ہے۔

طَلَعَ الْبُدْرُ عَلَيْنَا

دیکھو ہم پر بدر طلوع ہو گیا ہے۔ بدر آیا ہے ہمارے سامنے، مدینے میں بدر داخل ہو گیا ہے۔ بدر کا معنی چاند، چاند کی بھی کئی قسمیں ہوتی ہیں، جس دن چاند چڑھتا ہے عربی میں اسے ھلال کہتے ہیں اور پانچ چھ دنوں کے بعد چاند جب چھ سات دنوں کا ہو جاتا ہے اُسے قمر کہتے ہیں، عربی زبان میں، سن رہے اور سمجھ رہے ہو؟ (جی) جب آسمانوں پر پہلی رات کو چاند نظر آتا ہے عربی میں اسے ھلال کہتے ہیں اور جب

سات دنوں کا ہو جائے اسے اس وقت قمر کہتے ہیں۔ جب چودھویں رات کا چاند ہو جائے اس وقت عربی میں اسے بدر کہتے ہیں۔

اب میں پوچھ رہا ہوں ان بچیوں کو کیا پتہ ہے کہ ھلال آیا ہے، ان بچیوں کو کیا پتہ ہے کہ قمر آیا ہے۔ یہ اس وقت کہتی ہیں......

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا

محمد ﷺ آیا اور ھلال بن کر نہیں ایا، قمر بن کر نہیں آیا جس طرح آسمانوں کا سورج ساری روشنیاں دے کر چلا، پھر رات کا چاند جسے بدر کہتے ہیں۔ یہ آتا ہے تو پھر ستاروں کی اور روشنی کی ضرورت نہیں رہتی۔ اس لئے مدینے کی بچیاں میرے محبوب کے سامنے کھڑے ہو کر اپنی آواز میں آواز لگاتی ہیں۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا

محبوب تو چاند بن کر نہیں آیا

محبوب تو ھلال بن کر نہیں آیا

محبوب تو قمر بن کر نہیں آیا

......بلکہ......

چودھویں رات کا چاند بن کر آیا ہے

جس طرح چودھویں کا چاند سبحان اللہ ماہ تاباں ہوتا ہے اسی طرح محمد ﷺ تمام انبیاء سے کامل اور اکمل بن کر آیا ہے۔

معلوم ہوا اس سے کہ صدیق چہرے سے پڑھا جاتا ہے، معلوم ہوا کہ نبی کا چہرہ بتاتا ہے کہ یہ اللہ کا نبی ہے اس لئے دوستو، مجھے کہنے دو، بندے تو بندے، پتھر بھی جب نبی گزرتا تھا وہ بھی اٹھ اٹھ کر سلام کرتے تھے، پتھروں کو چہرے نے بتا دیا کہ یہ اللہ کا نبی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اس کے چہرے پر لکھ دیتا ہوں، نبی کون

ہے اور صدیق کون ہے؟ چونکہ یہ میرا موضوع نہیں، اس لئے میں بات لمبی نہیں کرنا چاہتا۔

خواب کی تعبیر پوچھی:

یُوْسُفُ اَیُّهَا الصِّدِّیْقُ ......صدیق، یوسف علیہ السلام مسکرائے، کیا بات ہے؟ کہتا ہے......اَفْتِنَا فِیْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ ثِمَانٍ ......مہربانی کر کے میں نے ایک خواب پوچھنا ہے خواب، اس کی تعبیر پوچھنی ہے کہ سات موٹی گائے کو کمزور گائے کھا رہی ہیں۔ سبز خوشے گندم کے ان کو خشک خوشے مل گئے ہیں اور ان کی ھیت بھی اپنی طرح کی کرلی ہے......لَعَلِّیْ اَرْجِعُ اِلَی النَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَعْلَمُوْنَ......مہربانی کر کے مجھے اس خواب کی تعبیر بتائیں......لَعَلِّیْ اَرْجِعُ ......تاکہ میں واپس جا کر آپ کی تعبیر بتا کر آپ کے نمبر تو بننے ہی بننے ہیں۔ میرا بھی نمبر بن جائے گا۔

کافر تھا نا، اس کا تو سارا چکر ہی نمبروں کا تھا۔ میرا بھی نمبر بن جائے گا۔ آپ کے تو بنے ہی بنے۔ مجھے اس کی تعبیر دیں۔

اللہ کے نبی نے فرمایا کیا ہوا؟......قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِیْنَ......پہلے سات سال آپ کے ملک کے لوگ، بڑی کھیتی باڑی کریں گے، بڑا غلہ ہوگا پھر......فَمَا حَصَدْتُّمْ ......جب تم اسے کاٹ لوگے خوب سیر ہو کر کھاؤ گے، پھر تھوڑا سا اس غلے میں سے بچا کر رکھ لینا......فِیْ سُنْبُلِهٖ ......خوشو میں، توجہ کرنا، خوشو میں رکھنا اسے، کیونکہ اسے پیٹی میں رکھو گے اور کسی جگہ رکھو گے، کیڑے لگ جائیں گے۔

صحابہؓ کے غلام کا استدلال:

دیکھو میں تو صحابہؓ کا غلام ہوں۔ مجھے یہاں سے ایک مسئلہ صحابہؓ کا ملتا

ہے۔ یہاں سے صحابہؓ کا مسئلہ......فِیْ سُنْبُلِهٖ ...... کچھ خوشے، محفوظ رکھ لینا، کچھ کھا لینا، جو خوشے محفوظ ہوں گے یہ سمجھو کہ اللہ کی طرف سے غلاف چڑھ گیا اس گندم پر، جو خوشے میں محفوظ ہوگی، اسے کیڑے نہیں لگیں گے۔

میں اپنا استدلال کرتا ہوں۔ تم کہو گے یہ کس کتاب میں لکھا ہے؟......

یہ وجد والی کتاب میں لکھا ہے

یہ ذوق والی کتاب میں لکھا ہے

یہ عرفان والی کتاب میں لکھا ہے

فرمایا کچھ دانے خوشو میں بچا کر رکھ لینا۔ کیڑے نہیں لگیں گے۔

فیصل آبادی...... جو دانا خوشے میں محفوظ ہوگا اسے کیڑے نہیں لگیں گے اور جو بندہ روضے میں محفوظ ہوگا؟ کرتا ویل......

اب میں کون سی کتاب میں سے نکال کر دکھاؤں، بعض کو حضور ﷺ اس طرح فرماتے تھے کہ اپنی چادر اوپر دے دیتے تھے جس پر نبی کی چادر آجائے، وہاں نہ آگ جائے، وہاں رب ہی جائے۔ آگ نہیں جاسکتی۔ گندم کے خوشو میں گندم محفوظ رکھنا۔ کیڑے نہیں لگیں گے تو ان شاء اللہ قیامت والے دن صحابہؓ دور کی بات ہے۔ آپ کو بھی کفر کے کیڑے نہیں لگیں گے۔ میں آپ کو کہہ رہا ہوں، کیونکہ تمہارے بارے میں ہے...... كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ...... فرمایا تم تو میرے ہو، اگر میروں سے کوئی غلطی بھی ہوجائے، کوئی اپنا غلطی کرتا ہے تو کمال گنتا ہے۔

نہیں نہیں، تمہیں بھی عزتیں ملیں گی، آگے فرمایا...... ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ ...... یہ سات سال گزر گئے، پھر سخت سال آئیں گے، وہ جو خوشو والے دانے ہوں گے، وہ نکال نکال کر کھاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ آسانیاں پیدا کرے گا۔ ان کی وجہ سے، تمہارا قحط بھی دور ہوجائے گا۔ تمہارا غلہ تمہارے کام آجائے گا۔

معلوم ہوا کہ اللہ کا نبی صرف دین کے مسئلے نہیں، جب اللہ اسے دنیا کا فن بھی

دے دے، اللہ کا نبی پھر دنیا کے مسئلے ساری کائنات سے زیادہ جانتا ہے۔ محفوظ کرو۔

خواب کی تعبیر بتادی:

فرمایا کہ دو باتیں خواب میں سے بتا دیں، تیسری میں نہیں بتاتا۔ وہ میں بادشاہ کو بتاؤں گا۔ وہ کیا ہے؟...... ثُمَّ یَأْتِیْ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِیْهِ یُغَاثُ النَّاسُ وَ فِیْهِ یَعْصِرُوْنَ ...... بادشاہ نے تو خواب میں دو دور دیکھے، ایک نرمی کا، ایک سختی کا، تو میں تمہیں کہتا ہوں، بادشاہ کو بتا دینا، چودہ سالوں کے بعد پندرھواں سال......

عیش کا آئے گا

عشرت کا آئے گا

آرام کا آئے گا

سکھ کا آئے گا

دکھ ختم ہو جائیں گے۔ اتنی بارشیں ہوں گی، دنیا روٹی تلاش کر رہی ہوگی اور روٹی بندوں کو تلاش کر رہی ہوگی۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ مدارس عربیہ کے لوگ، طالب علم لوگ، تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔

کمائے گی دنیا کھائیں گے ہم

تمہیں ضرورت ہی نہیں پریشان ہونے کی۔ یہ جتنے جمعہ پڑھنے والے ہیں۔ تمہاری روٹی کا انتظام کریں گے۔ کیوں؟ تم دین کا نام بلند کرتے ہو اور رب تمہیں نہ دے تو کیسے کھلائے؟

بارشیں ہوں گی، کھیتی اتنی ہوگی کہ تم سے غلہ سنبھالا نہ جائے گا۔

صحابہؓ بعض اوقات روتے تھے، چیخیں مارتے تھے کہ ایک وہ وقت تھا کہ ہم کھجوریں کھا کر جنگ بدر میں جہاد کرتے تھے۔ پانی کا ایک گلاس چار چار بندے پیتے تھے۔ اب اتنی دولت آ گئی، ہم سے سنبھالی نہیں جاتی۔ اللہ نے فرمایا اس لئے کہ تم نے

میرا دین بلند کیا۔ دنیا کو میں تمہاری قدموں پر رکھوں گا۔ سمیٹ کر رکھ دیا۔ دنیا کیا ہوتی ہے۔ تم میرے بنو، پھر دیکھو تو سہی، تمہیں کس طرح میں دنیا بھی دیتا ہوں اور دین بھی دیتا ہوں۔

جب بادشاہ نے بلایا:

فرمایا یہ بھی بادشاہ کو بتا دینا، اچھا جی پھر ملیں گے۔ چلا گیا، بادشاہ نے اسے بلایا، ہاں بھئی کیا ہوا؟ بات یہ ہے...... قَالَ الْمَلِكُ...... میں نے جا کر خواب پوچھا تو اس نے یہ تعبیر بتائی ہے...... کہتا ہے...... اِیْتُوْنِیْ بِهٖ...... بادشاہ تھا...... اِیْتُوْنِیْ بِهٖ...... اسے میرے پاس لاؤ......

ہائے اگر میں وہاں ہوتا تو میں اسے مشورہ دیتا کہ خود جا، نبی کو نہ بلا۔ نہیں سمجھے؟ آپ جا، عاشق خود جاتا ہے، نبی کا دیوانہ خود جاتا ہے اور جسے نبی سے تعلق نہ ہو، نبی کو بلاتا ہے، میرا مشورہ یہی ہوتا کہ خود جا، جو خود جائے گا۔

مدینے کی رحمتیں تجھ پر ہوں گی
اللہ کی رحمتیں تجھ پر ہوں گی

تاکہ دنیا کو پتہ چلے، یہ محمد ﷺ کا غلام آ رہا ہے اور میں نے اپنی رحمتیں رکھی ہی غلاموں کے لئے ہیں۔

عقیدہ ہر بندے کو تھوڑا ہی ملتا ہے؟ کہتا ہے لاؤ، وہ بھی نبی، آئے...... فَلَمَّا جَاءَهُ الرَّسُوْلُ ...... جب قاصد آیا...... اَیُّهَا الصِّدِّیْقُ...... مبارک ہو، کس بات کی مبارک؟ بادشاہ سلامت آپ کو بلا رہے ہیں۔

یوسف علیہ السلام کو پتہ چل گیا، اب بلا نہیں رہا، وہ چھڑا رہا ہے۔ اب اسے

ترس آ گیا ہے۔ پہلے میں نے کہا تھا...... اُذۡکُرۡنِیۡ عِنۡدَ رَبِّكَ ......اپنے بادشاہ سے میرا ذکر کرنا۔ تجھے بھول گیا۔ آج بادشاہ کے دل میں ڈال دیا کہ اس تقوے اور طہارت کے شہنشاہ کو بلا، بلایا گیا۔ یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اللہ کا نبی ہوں۔ میں اس طرح نہیں جاتا...... اَرۡجِعۡ اِلٰی رَبِّكَ ......اپنے بادشاہ کے پاس جا اور اسے کہہ، پہلے معاملہ صاف کرو، ان عورتوں کا مسئلہ ٹھیک تھا، جنہوں نے ہاتھ کاٹ لئے تھے۔ ان کے کہنے پر تم نے مجھے جیل میں ڈال دیا۔ تجھے تو اس سلسلہ کا پتہ ہے۔ تم نے یہ بھی نہ دیکھا کہ میں مظلوم ہوں۔ تم نے یہ بھی نہ دیکھا کہ میرے والد نے رو رو کر آنکھیں ختم کریں۔ تم نے یہ بھی نہ دیکھا کہ میں کتنے دن کنوئیں میں پڑا رہا تم نے یہ بھی نہ دیکھا جب اس نے دامن نبوت کو ہاتھ ڈالا، تو کرُتا پھٹا اور اس کے ہاتھ میں رہ گیا۔ تم نے یہ بھی نہ دیکھا، میری صفائی سارے محل والوں نے دی، پھر بھی تم نے مجھے اٹھا کر جیل میں ڈال دیا۔ تم نے اس وقت میری عزت کا خیال نہ کیا۔ میں بھی تمہاری عزت کا خیال نہیں کرتا۔ جاؤ پہلے ان عورتوں کا مسئلہ صاف کرو۔ بتاؤ میں ملزم ہوں یا وہ ملزم ہیں؟ صاف کرو دامن، جب تک نبی کا دامن صاف نہیں ہوگا۔ میں جیل سے باہر نہیں آتا جاؤ۔

اب یہاں حضور ﷺ فرماتے ہیں حوصلے کی بات حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ اگر میں ہوتا۔ یہ اللہ کی دین ہے عطا ہے، رحمتیں اور برکتیں سب حضور ﷺ کی وجہ سے ہیں، لیکن یہاں اپنے بھائی یوسف علیہ السلام کا ڈنکا بجا دیا۔

پہلے دامن نبوت صاف کر:

فرمایا اس مسئلے کو صاف کرو۔ میرے پر الزام سچا تھا یا جھوٹا تھا؟ وہ عورتیں جو

ہاتھ کاٹتیں تھیں وہ چالباز، چھریاں ماریں اپنے ہاتھوں پر، ان چھریوں والوں کی پہلے بات کریں۔ ہم بھی تو یہی کہتے ہیں کہ پہلے چھریوں والوں کی بات کریں۔ ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ جو چھریاں مارتے ہیں، ان کا پس منظر کیا ہے؟ ان کی تاریخ کیا ہے؟ یہ کون ہیں؟ ہم بھی یہی کہتے ہیں، گھوڑے والوں کی بات کریں، گھوڑا حسین کا تھا ان کے گھر کیسے آ گیا؟ ہم بھی یہی کہتے ہیں، جاؤ پہلے عورتوں کا قصہ صاف کرو، یوسف جیل سے باہر اس وقت تک نہیں آئے گا جب تک نبوت کا دامن صاف نہیں ہوتا۔

کیوں! اس لئے کہ یہ چادر رب کی توحید کی دلیل ہے، پھر کہہ دوں؟ جس طرح نبی دلیلِ توحید ہوتا ہے، اسی طرح نبی کی چادر بھی دلیلِ خدا۔

پہلے چادر کی بات کرو، اگر ایک نقطہ بھی غلط ہوا، لوگوں نے انگشت آرائی کرنی ہیں، اللہ نے وہ انگلی پیدا ہی نہیں ہونے دی، جو نبی کی طرف اٹھے۔

ان سے سوال کرو، پوچھو، جب معاملہ صاف ہوجائے گا پھر بات کریں گے...... اِنَّ رَبِّیْ بِکَیْدِهِنَّ عَلِیْمٌ ...... بادشاہ نے کہا کہ کون کون سی عورتیں ہیں؟ بلاؤ، سب آ گئیں، ہائے جب خدا رسوا کرے، جو کہتی تھیں، ہم بیگمات ہیں، ہمارا کوئی کچھ بگاڑ نہیں سکتا۔ آج مجلس میں، مجمع میں کھڑا کرکے رب نے کہا کہ اب بتاؤ؟ نبی سچا یا تم سچی؟...... مَا خَطْبُكُنَّ...... بتاؤ...... قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ...... ساری کہتیں ہیں قسم ہے اللہ کی...... یُوْسُفُ اَیُّهَا الصِّدِّیْقُ ...... وہ سچا ہے اور جس وقت اس نے دیکھا کہ ساری ہی بول پڑیں، وہ ماشاء اللہ کھڑی تھی، وہ اٹھ کر کھڑی ہوگئیں۔ کہنے لگی کہ میرا بیان بھی آخری ہے، یہ بھی نوٹ کرو، کیا بیان ہے تمہارا؟...... قَالَتِ امْرَاَةُ الْعَزِیْزِ ...... عزیز کی بیوی بولی، کہنے لگی...... اَلْئٰنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ ...... اب سچی بات کہنے کا وقت آ گیا...... اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ...... میں نے اسے پھسلایا تھا۔ قسم ہے مجھے اس اللہ کی جو ہمارا سب کا رب

ہے، مجھے اس کی قسم ہے......وَ اِنَّہٗ لَمِنَ الصّٰادِقِیْنَ......

وہ سچا ہے............وہ اعلیٰ ہے

وہ پاکیزہ ہے............وہ ارفع ہے

وہ طیب ہے............وہ طاہر ہے

اللہ نے ڈنکا بجادیا:

اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ڈنکا بجایا کہ نہیں بجایا؟ اگر میں اس مقام پر کہوں کہ قیامت میں اگر ساری امت کو کہا، اب بتاؤ عائشہؓ سچی یا دوسرے سچے ہیں؟ غور کرو، سبحان اللہ کہو؟ سبحان اللہ، اللہ اگر پوچھنے پر آ گیا، کہ اب بتاؤ بدکار مردو، بدکار عورتو، میری عائشہؓ سچی یا تم سچے؟ آواز آئے گی......رب ذوالجلال کی قسم ہے۔ جس طرح مردوں میں محمد ﷺ کی کوئی مثال نہیں۔ عورتوں میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی کوئی مثال نہیں۔

ہمارے ایک نعت خواں ہیں رانا عبدالرؤف خاںؒ ڈھڈیاں شریف کے، مجھے ایک تو سادہ ہیں اس لئے مجھے بہت پسند ہیں، ایک ہے بات عقیدے کی، عقیدہ بڑا پکا، دوسرا وہ صحابہؓ کا دیوانہ، تو میں کافی وقت چھوڑ رہا ہوں۔ یہ ہمیں نعت اور نظمیں سنائیں گے۔

وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حضرت یوسف علیہ السلام......خطبہ 17

خطبہ:

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَ كَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى سَيِّدِالرُّسُلِ وَ خَاتَمِ الْاَنْبِيَآءِ وَ عَلٰى اٰلِهِ الْمُصْطَفٰى وَاَصْحَابِهِ الْمُجْتَبٰى اَلَّذِيْنَ هُمْ خَيْرُالْخَلَائِقِ بَعْدَ الْاَنْبِيَآءِ ......

يَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمٖ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ......وَمَا اُبَرِّئُ نَفْسِىْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْءِ اِلَّا مَارَحِمَ رَبِّىْ اِنَّ رَبِّىْ غَفُوْرٌ رَّحِيْم وَ قَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِىْ بِهٖ اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِىْ فَلَمَّا كَلَّمَهٗ قَالَ اِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِيْنٌ اَمِيْنٌ قَالَ اجْعَلْنِىْ عَلٰى خَزَائِنِ الْاَرْضِ اِنِّىْ حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ......

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِيْم

گزشتہ سے پیوستہ:

حضرت یوسف علیہ السلام کی حیات طیبہ کے اس حصے پر گزراشات کی تھیں، جس میں مصر کی عورتوں نے اور خاص طور پر زلیخا نے آپ کی کھل کر صفائی دی، اور اس بات کا اعتراف کیا کہ ہماری ساری غلطی تھی۔اور پھر زلیخا نے کھل کر یہ بیان دیا کہ......اَلْئٰنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ ......کہ حق کا مسئلہ کھل گیا ہے،اس نے مجھے نہیں پھسلایا،

بلکہ میں نے خود اس کے دامن عصمت کو داغ دار کرنے کی کوشش کی تھی۔......اَنَـا رَاوَدْتُّـهٗ عَـنْ نَفْسِهٖ...... میں نے اسے پھسلایا تھا......فَـاسْتَعْصَمْ...... یہ کامیاب ہوگیا، اس نے اپنے آپ کو بچالیا۔

یوسف علیہ السلام نے اس وقت تک رہائی کی پیشکش کو قبول نہیں کیا، جب تک دامن نبوت صاف نہیں ہوا، چاہتے وہ یہی تھے کہ اگر میرا دامن داغدار ہوا تو اس کا تذکرہ بھی پھر ساری دنیا میں ہوگا۔ مصر کہاں، گول جامع مسجد کہاں؟ آج اگر ہم ان کی عصمت کی پاکیزگی کا یہاں ذکر کر رہے ہیں، اگر دامن پر تھوڑا سا داغ بھی ہوتا تو وہ بھی ہمارے سامنے آتا۔

اس لئے اللہ کے نبی نے دامنِ عصمت کو داغدار نہیں ہونے دیا۔ چند دن مزید جیل میں رہنا گوارہ کرلیا۔ اس میں تھوڑا سا ایک اشکال پیدا ہوا تھا کہ ٹھیک ہے حضرت یوسف علیہ السلام سچے ہیں، ان کا دامن پاک ہے، لیکن اس مسئلے کو اتنی اہمیت دینی، کہ جب تک مصر کی عورتیں کھل کر اعتراف نہیں کرلیتیں میں باہر نہیں جاؤں گا۔ اس میں اس بات کا بھی تھوڑا سا تصور ابھرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کا نبی یوسف علیہ السلام تقوے کا، تقدس کا ذہن کہ میں بہت بڑا پاکباز ہوں۔ یہ تاثر قائم کرنا چاہتے ہیں۔

ہوتا ہے آپ بھی اپنی گفتگو میں کہتے ہیں، کہ اتنا پاک صاف ہونے کا دعوی نہ کر، کوئی بندہ بہت کہے، میں بڑا نیک ہوں، میں تقوے کی زندگی اختیار کرتا ہوں۔ آپ کہتے ہیں کہ اپنے منہ سے نہ کہہ، اشکال ہوتا ہے۔

نفس کا فطری تقاضہ:

حضرت یوسف علیہ السلام نے بشری تقاضے کے مطابق اس اشکال کو بھی

حل کیا، کہ میں نے جو اتنا اپنے بارے میں مضبوط موقف اختیار کیا ہے۔اس لئے نہیں کہ مجھے ذاتی طور پر لفظ میرے یاد رکھنا، مجھے ذاتی طور پر اپنے۔

تقوے

نیکی

طہارت

پر بڑا فخر ہے

فخر کی میں بات نہیں کرتا......وَمَا اُبَرِّئُ نَفْسِیْ ......میں اپنے آپ کو بری نہیں کرتا......نفس کی شرارتوں سے......نفس ہر آدمی کے ساتھ ہے خواہ وہ بڑا ہے یا چھوٹا ہے۔

خواہ عالم ہے

خواہ محدث ہے

خواہ فقیہ ہے

جو انسان ہے اس میں اللہ نے نفس رکھا ہے۔اور نفس کا کام کیا ہے؟

قرآن نے ان کے لفظ کا ذکر فرمایا کہ......اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْءِ ...... یہ سب کی ترجمانی ہے۔میرے سمیت، کہ جو انسان کا نفس ہے۔اس کا کام ہی یہ ہے کہ ہر انسان کو برائی پر اکساتا رہتا ہے، انسان کو اس کا نفس ہمیشہ......

ایک خیر کا پہلو ہوتا ہے

ایک شر کا پہلو ہوتا ہے

ایک اچھی بات ہوتی ہے

اور ایک بری ہوتی ہے

اور اچھا اور برا ہر آدمی کا منصب کے مطابق ہوتا ہے۔

مثلاً چور ہے وہ چوری کر کے فیصلہ کرتا ہے کہ ہزار کی چوری کی تو ایک سو روپیہ بیوہ کو دوں گا۔ یہ شیطان، نوسو میں رکھ لوں گا اور ایک سو بیوہ کو دے دوں گا۔ یہ برائی ہے، یہ نفس نے خود فلسفہ بنایا ہے۔

جس طرح آپ سیاسی دور میں کہتے ہیں۔ایک چھوٹی برائی ہے اور ایک بڑی برائی ہے، کہتے ہو، کہ بیگم صاحبہ[1] لیڈر ہوگی تو یہ بڑی برائی ہے۔اگر بابو جی[2] لیڈر رہوں گے تو یہ چھوٹی برائی ہے، تو دو برائیاں آپس میں مل جائیں تو چھوٹی برائی کا ساتھ دیتے ہیں۔اب بھی ماشاء اللہ ایک موٹی برائی ہے ایک چھوٹی برائی ہے۔ دونوں ایک جیسی ہوں۔ایک نواز شریف کی برائی ہے، ایک زرداری[3] کی برائی ہے، اور دونوں کو تم ہضم کئے بیٹھے ہو۔

یہ نفس کی شرارتیں ہیں، حضرت یوسف علیہ السلام نے صحیح تجزیہ فرمایا......اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْءِ ......کہ نفس کا تو کام ہی یہ ہے کہ آدمی کو برائی کی طرف مائل کرے۔ یہ ہر شخص کے نفس کا فطری تقاضہ ہے۔

اور ساتھ ہی بڑی عجیب بات جو انبیاء کو اللہ نے بطور خاص عطا فرمائی......اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ ......نفس فیصلہ یہی کرتا ہے کہ برائی کرنی ہے۔غور فرما رہے ہو؟ برے کام کی دعوت دیتا ہے۔ میرا اور آپ کا نفس اللہ نے آزاد کر دیا جدھر مرضی جاؤ، یہ میں نے آپ کو بتا دیا کہ یہ کعبے کا راستہ ہے اور یہ چرچ کا راستہ ہے۔مندر کا راستہ ہے۔ کعبے والا راستہ مجھے پسند ہے، مندر والا راستہ مجھے پسند نہیں۔ یہ توحید کا راستہ ہے۔ یہ شرک کا راستہ ہے، یہ بدعت کا راستہ ہے، سنت والا پسند ہے بدعت والا پسند نہیں، بتا کر آپ کو آزاد کر دیا، اب جدھر مرضی جائیں، جو شرک کی

طرف جائے گا۔اسے پکڑوں گا، ماروں گا، بدعت کی طرف جائے گا اس کا احتساب کروں گا، اور جو بے دینی کی طرف جائے گا اسکا مواخذہ کروں گا۔ مجھے اور آپ کو دونوں راستے بتادیئے۔

انبیاء کی بات الگ ہے:

لیکن نبیوں کو فرمایا کہ تمہارے لئے الگ بات ہے......اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیُ......آپ کا جو نفس ہے، دل میں جو غلط ڈالنے کا ہمیشہ اکسا تا رہتا ہے، یہ میرے کنٹرول میں ہے، ساری بات ہی ختم ہوگئی۔

مولوی کی کوٹھی کا پہرہ پٹھان دے گا، فرق ہو گیا؟ (جی) دونوں باتوں میں......اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیُ......اسے عصمت انبیاء کہتے ہیں، جو کہتے ہو کہ نبی معصوم ہوتا ہے۔

معصوم کا یہ معنی نہیں کہ اس میں یہ قوت ہی اللہ تعالیٰ نے سلب کر لی، مثلاً آگ کا کیا مطلب ہے؟ آگ کا کام ہے جلانا، اس کی فطری طبیعت ہے کہ چلاتی ہے، یہ اس کی عادت ہے، اور میں نے اُسے عادت دی ہے۔ میں نے خود، جو آئے جلا دے۔ یہ اس کی عادت ہے، لیکن اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نہیں جلاتی ، یہ عادت نہیں، میں نے اس کی فطرت سلب کر لی، اس کی فطرت پر میں نے خود کنٹرول کر لیا۔

اس لئے نبی اور تم میں فرق یہ ہے کہ تمہارا نفس آزاد ہے نبی کا نفس اللہ کے کنٹرول میں ہے۔

اس کے یار بھی رب کے منتخب

اس کی بیویاں بھی رب کی منتخب

وہ کھاتا نہیں جب تک وہ نہ کھلائے

وہ پیتا نہیں جب تک وہ نہ پلائے

وہ روزہ نہیں رکھتا جب تک وہ نہ رکھائے

وہ عبادت نہیں کرتا جب تک وہ نہ کرائے

اس کے دوستوں کا انتخاب بھی رب کرتا ہے

یہ دوستی کسی سے نہیں کرتا جب تک وہ نہ کرائے

اس لئے تم میں اور نبی میں فرق ہو گیا، تم جدھر چاہو منہ اٹھا کر پھرتے رہو، اللہ کا نبی اس طرح نہیں کر سکتا۔

اس لئے جب حضرت ابراھیم نے فرمایا بیٹا...... اِنِّیۡ اَذۡبَحُكَ ...... میں نے دیکھا ہے کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں...... فَانۡظُرۡ مَاذَا تَرٰی ...... تو بتا کیا خیال ہے؟ اس نے کہا...... اِفۡعَلۡ مَا تُؤۡمَرُ ...... جو حکم ہوا ہے کر گزرو، تو پورا اترے گا؟ فرمایا...... اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیۡنَ...... تو جب میری رہنمائی کرے گا، میری دستگیری کرے گا، کیونکہ

میرا چلنا تیرے اشارے سے

میرا رکنا تیرے اشارے سے

میرا اٹھنا تیرے اشارے سے

میرا بیٹھنا تیرے اشارے سے

یہ میں نے آپ کو اصولی بات سمجھا دی، پھر اگر کسی طالب علم کو اس آیت کا شک ہو تو شک نہیں رہے گا...... اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَۃٌ ...... نفس کا کام ہی یہ ہے کہ بندے

کو اکسائے برائی پر، تمہارے میرے نفس کو، تو اللہ کے نبی کا نفس وہ اللہ کے کنٹرول میں ہے، برائی کے نزدیک ہی نہیں جا سکتا۔ یہ تصویر کا ایک رخ ہے، اور دوسرا تصویر کا رخ یہ ہے کہ اللہ کا نبی برائی کے نزدیک نہیں جا سکتا، میں تو اس کے آگے چل کر کہتا ہوں، برائی اللہ کے نبی کے نزدیک نہیں آ سکتی۔

صحابی کا استدلال:

بڑا اچھا استدلال کیا تھا، ایک صحابی نے، جس وقت حضور نے پوچھا، صلی اللہ علیہ وسلم، کیوں بھئی حضرت عائشہؓ پر جب الزام لگا، حضور ﷺ نے ایک صحابی سے پوچھا تیرا کیا خیال ہے؟ صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ تو بتاؤ، آپ کے جسم پر گندی مکھی بیٹھ سکتی ہے؟ کتنا بڑا استدلال ہے۔ میں کہتا ہوں ساری عصمت کی دلیلیں ایک طرف، ایک چھوٹی سی دیہاتی بات سادی بات، آپ کے جسم پر گندی مکھی بیٹھ سکتی ہے؟ فرمایا نہیں، تو پھر گندی عائشہ آپ کے حجرے میں کیسے آ سکتی ہے؟ مسئلہ صاف کر دیا۔

برائی کی مجال کیا ہے کہ میرے نبی کے نزدیک آ جائے، نبی کے قریب چلی جائے، ہو ہی نہیں سکتا، اس لئے علماء کرام نے اس پر بحث کر کے بات ختم کر دی، کہتے ہیں نا بات ختم کر، فرمایا اللہ تعالیٰ کے نبیوں کا دل رب کے کنٹرول میں ہوتا ہے......

نہ بولے جب تک نہ بلائے

نہ چلے جب تک نہ چلائے

نہ کھائے جب تک نہ کھلائے

نہ دوستی کرے جب تک اجازت نہ دے

عقیدے کی بات سنو:

اوراگلی بات سنوتو عقیدے کی،شفاعت اس طرح نہیں ہوتی جب تک، اور جیسے آپ سمجھے ہوئے ہیں کہ پیچھے چل کرگزر جانا......اِلَّا بِاِذْنِہٖ......فرمایاوہاں بھی پہلے مجھ سے اجازت لینی ہوگی۔جب میری بخشش کا موڈ ہوا،تو آپ پوچھیں گے کہ میں کہہ دوں،اللہ فرمائیں گے کہ میں تجھے اجازت دوں گا۔تیرااعزاز بن جائے گا، میری بلے بلے ہو جائیں گی، میں اپنے بندے کوبخش دوں گا،دونوں کا کام ہوگیا، میں چاہتاہوں کہ یہ جو بندے بیٹھے ہیں بخشے جائیں،میرا یہ ارادہ ہے تیرا یہ ارادہ ہے کہ میرے ذریعے بخشے جائیں، میں عرض کروں ، یہ نہ ہاتھ جوڑیں ، میں ہاتھ جوڑوں،تا کہ غلام آبادی کو پتہ چل جائے،شفاعت کا مطلب ہی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نبی ہاتھ جوڑ کر تجھے کہے، چلو میری وجہ سے معاف کردے، یہ ہے شفاعت کا مطلب، یہ شفاعت کا مطلب نہیں کہ لڑلگ کرگزرجائیں گے۔

یہاں سے تجھے ریلوے کا ٹی ٹی نہیں گزرنے دیتا۔بغیر ٹکٹ کے،فرشتوں کو تونے ایسا ہی سمجھا ہوا ہے کہ تو ایسے ہی گزر جائے گا،وہ ڈنڈا لے کر کھڑے ہوں گے۔ایساہی رب کوکمزورنہ سمجھو،یافرشتوں کو،

اس لئے نفس کوشش کرلے اللہ کے نبی پراس کا کوئی اثر ہوسکتا ہی نہیں، مقدس،مطہر۔

اگر فضل ربی ہوتو:

تو حضرت یوسف علیہ السلام نے ہم سب کا مسئلہ حل کیا کہ ......اِنَّ النَّفْسَ ......نَفْسَ...... لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْءِ ...... ہر بندے کوبرائی پراکساتا ہے،سب کو

مولوی ہوگا تو اس کے سامنے اس طرح کے طریقے رکھے گا

پیر ہوگا تو اسے اس کی اس لائن میں گمراہ کرے گا

تاجر ہوگا اسے اس کی لائن میں گمراہ کرے گا

پولیس والا ہوگا اسے اس کی لائن میں گمراہ کرے گا

اور وزیرِ اعظم ہوگا تو اسے اس طرح کی سمجھائے گا

صوفی ہوگا، اس کے ساتھ کھڑا ہو کر اس کے ساتھ صوفیوں والی باتیں کر کے ایسا بیڑا غرق کرے گا کہ صوفی کی سات پشتیں غرق

کچھ نہیں رہنے دیتا...... اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْءِ ...... اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ ...... فرمایا ہاں وہ بندے بھی ہیں، جن پر میں اپنی رحمت کا دروازہ کھول کر ان کے دلوں کو میں اپنے کنٹرول میں لے لیتا ہوں۔

نفس کی اقسام:

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے یہ سمجھ آتا ہے کہ نفس کی تین قسمیں ہیں......

ایک نفس وہ ہوتا ہے، جو بندے کو برائی پر اکساتا ہے، ایک نفس کی قسم ہے، کہ اگر برائی ہو جائے، غلطی ہو جائے، پھر وہ بندے کو کہتا ہے، بڑا برا کام کیا ہے کچھ تو حیاء کرنی تھی۔ کچھ تو شرم چاہیے تھی اتنی اس کی رحمتیں اور برکتیں عطا ہوئی ہیں پھر بھی تو اس قسم کی غلطیاں کرتا ہے، سیاہ کاریاں کرتا ہے، وہ نفس جو اس طرح کی بات کرے، اسے علماء لکھتے ہیں کہ یہ نفس لوامتہ ہوتا ہے، لوامتہ کا مطلب ملامت کرنے والا......

جس طرح ہم بچوں کو، اور ساتھیوں کو کہتے ہیں کہ یار یہ کام نہیں تھا کرنا۔

پھر جب وہ اندر ہی کہنے لگ جائے اندر، غور کرنا ذرا، جب اندر بولے۔

اندر بوٹی مشک مچایا جان پھُلن تے آئی ہو

جب اندر بولنے لگ گیا۔

حضور ﷺ کی تربیت کا اثر:

پھر صحابی آ کر عرض کرتا ہے یا رسول اللہ میں مر گیا، میں ہلاک ہو گیا میرا سب کچھ برباد ہو گیا ہے میرے پاس کچھ نہیں رہا حضور ﷺ میں نے آج تک جتنی نیکیاں کی تھیں...... برباد ہو گئیں۔

اب وہ نفس بولے گا جسے نفس لوامتہ کہتے ہیں۔ وہ کہے گا کیا ہو گیا، یہ غلط کاری ہو گئی ہے، صحابی عرض کرتا ہے یا رسول اللہ...... زِنَیْتُ...... مجھ سے زنا ہو گیا ہے مجھے پاک کر دیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرہ پھیر لیا جب اس نے ایک دفعہ اقرار کیا، ادھر منہ پھر لیا کہ چلو چلا جائے، اپنی بات واپس لے لے۔ وہ ادھر بھی آ گیا۔ پھر کہتا ہے کہ مجھ سے زنا ہو گیا ہے پھر آپ نے منہ پھر لیا کہ اب یہ دوسری دفعہ آ کر اقرار کرتا ہے، ابھی بھاگ جائے، اگلی بات نہ کرے ورنہ ہاتھ لگیں گے تو یہ برداشت نہیں کر سکے گا۔

لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ایسے شاگرد بنائے تھے۔ جن کا دل بولتا تھا۔

ہمارے شاگرد ایسے ہیں کہ غلطی ہو جائے چھپاتے ہیں، لڑکوں کو کہتے ہیں کہ ماننا نہیں، اگر تجھ سے استاد پوچھ لیں، ان کے پاس بات نہ کرنا......

ہمارے شاگرد استادوں سے بھی بات چھپاتے ہیں
ہمارے مقتدی امام سے بھی باتیں چھپاتے ہیں
ہمارے مرید اپنے پیر سے بھی باتیں چھپاتے ہیں
ہمارے چھوٹے بڑوں سے باتیں چھپاتے ہیں

لیکن میں قربان جاؤں مسجد نبوی کی درس گاہ پر، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب ہو کر بیٹھنے والوں پر، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں دو زانوں ہو کر میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں دیکھنے والوں پر، جنہوں نے میرے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سبق پڑھا تھا۔ اگر گناہ ہو جاتا تھا، ان کا دل انہیں خاموش ہو کر بیٹھنے نہیں دیتا، کہوں کیوں؟ انہیں اس بات کی سمجھ تھی کہ آج ہی پاک صاف ہو جاؤ کل قیامت کا دن بہت مشکل ہے، دل بولتے تھے، یہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اور دوسری مجالس کا فرق ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ایسے نہیں بن گئے...... یُزَکِّیْهِمْ...... اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں...... میرا محبوب، ایسی قلعی کرتا ہے، مجھے قسم ہے...... یُزَکِّیْهِمْ...... میرا مصطفیٰ اس طرح قلعی کر دیتا ہے، کہ دنیا کے کاریگر جو قلعی کرتے ہیں، وہ برتن بھی ختم ہو جاتے ہیں، اور قلعی بھی ختم ہو جاتی ہے، لیکن میں قربان جاؤں اس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قلعی پر، جن کے دلوں پر ہاتھ پھیرا ایمان کی قلعی کر گیا، قیامت آ جائے گی لیکن بلال کا رنگ نہیں ختم ہوگا...... یُزَکِّیْهِمْ...... ایسا تزکیہ کریں گے۔

صحابہ اگر غلطی ہو جاتی تھی آ کر بتاتے تھے، آ کر بیان کرتے تھے، بتاتے تھے، چپ نہیں رہ سکتے تھے، یہ بنیادی محور ہے میری گفتگو کا۔

ہم چھپاتے ہیں کہ جان بچ جائے، صحابہ بتاتے تھے اگر غلطی ہو جائے حضور

ﷺ کو بتاتے تھے، انہیں پتہ تھا کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بتائیں گے، ایک تو ہمدردی پیدا ہو جائے گی، اگر سننے کے بعد کملی والے کے ہاتھ اٹھ گئے، تیرے گناہ کے بارہ میں، اللہ فرماتے ہیں کہ میرے محبوب، اگر یہ گناہ کر کے تیری مجلس میں آ جائیں، میں رب اعلان کرتا ہوں، تو اپنے نبوت والے ہاتھ اٹھا کر ان کے لئے دعا کر دیا کر، میں مغفرت کر دیا کروں گا میں نے ان کے لئے مغفرت کا ایک الگ نظام بنایا ہے، یہاں کے شاگردوں کو...... طَهِّرْنِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ...... یارسول اللہ مجھے پاک کریں، مجھ سے گناہ ہو گیا، اندر بولتا تھا جب اس نے تین دفعہ اقرار کر لیا، اعلان کر دیا کہ جاؤ اب اسے باہر کسی جگہ پتھروں سے زمین میں کھڑا کر کے، سنگسار کر دو، سزا تو ملنی تھی۔

صحابہ نے پتھر مارنے شروع کئے وہ برداشت کہاں ہو سکتے تھے، وہاں سے بھاگا نکل کر، اب بھاگا، جب اقرار کیا اس وقت دل میں یہ تھا، میں برداشت کر لوں گا، لیکن جب مصیبت آئی، پھر مار کھا نہ سکے، تو بھاگ کھڑا ہوا، پھر صحابہ پیچھے دوڑے، پیچھے جا کر پتھر مار مار کر مار دیا، ایک صحابی نے حضور ﷺ کو عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ تو بھاگ گیا تھا، فرمایا اگر چھوڑ دیتے تو رب نے بھی چھوڑ دینا تھا۔

پھر اس کی توبہ اتنی قبول ہوئی، حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کی، آپ نے فرمایا کہ اگر یہ ساری توبہ سارے مدینے میں تقسیم کی جائے، اکیلے حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کی توبہ سے مدینے والے بخشے جائیں۔

میں یہ کہہ رہا تھا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اندر صاف کیے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دل ہلا دیئے، تزکیہ ایسا کیا۔ فرمایا کہ وہ دل جس وقت پھر بندے کو ملامت کرتا ہے۔ بندہ پھر پریشان ہو جاتا ہے۔ پریشان ہو کر رب کے سامنے روتا

ہے، اللہ تعالیٰ کو درخواستیں دیتا ہے۔گذارشیں کرتا ہیکہ اللہ تعالیٰ پھر فرما ہی دیتے ہیں، چلو وہ جانے، چلو توبہ توڑ دی ہے۔اگر تیرے گناہ اتنے ہو جائیں زمین و آسمان کے درمیان کا خلا تیرے اکیلے کے گناہوں سے بھر گیا۔پھر تو آ کر دو آنسو توبہ کے گرا دے میں سارے معاف کردوں گا، اتنا سخی ہے کوئی؟

حضور ﷺ نے بلائے تیسرے نمبر پر آیا......نَفْسِ مُطْمَئِنَّۃٌ...... نَفْسِ اَمَّارَۃُ ...... ہر وقت گناہ پر اکساتا ہے، نفس لوامتہ ہر وقت بندے کو مجبور کرتا ہے۔معافی مانگ لے۔

باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ

باز آ جا، اب بھی باز آ جا، آسمان و زمین جتنے گناہ ہو گئے ہیں، اب بھی باز آ جا رب معاف فرما دے گا۔

یہ بھی نفس میں نے لوگوں کو عطا فرمایا ہے، اور تیسرا نفس ہے نفس مطمئنۃ، وہ اللہ والوں کا اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے اسے اتنا مطمئن قرار دے دیا کہ بندہ جب عبادت کرتا ہے، وہ سمجھتا ہے کہ میرا رب مجھ سے راضی ہو گیا، بندہ جب نماز پڑھتا ہے۔وہ کہتا ہے کہ میرا رب مجھ سے راضی ہو گیا، اگر راضی نہ ہوتا تو اس نے مجھے یہ کرنے دینا تھا، یہ تصور ہے۔

اللہ کی توفیق سے:

میں جو قرآن پڑھ رہا ہوں، اس لئے پڑھ رہا ہوں، کہ اللہ نے مجھے توفیق دی ہے نفل میں پڑھتا ہوں اس لئے نہیں کہ میں بہت بڑا صوفی اور پاکباز ہوں، اللہ اگر مجھے توفیق ہی نہ دیتا، میں کس طرف جاتا، اگر حج کرنے کے لئے جا رہا ہے، اس

لئے نہیں کہ میں ملوں کا مالک ہوں، میں کاروبار کا مالک ہوں، یہاں تو کڑوروں اور اربوں پتی اس طرح کے بندے بستے ہیں کہ جن کو ایک دفعہ بھی حج نصیب نہیں ہوا۔ وہ کہتے ہیں اگلے سال، اگلے سال، جان نکل جاتی ہے، اگلا سال ہی ان کا نہیں آتا، اللہ فرماتے ہیں کہ یہ ہر بندے کو توفیق نہیں ہوتی، اسے توفیق ہوتی ہے۔

جس سے میں راضی ہوں
میری رحمت کی جن پر بارش ہوتی ہو
جن پر میری برکتوں کا نزول ہوتا ہو
جس کا بازو میں پکڑ لیتا ہوں
اور جسے میں منزل مقصود پر پہنچانا چاہتا ہوں
اس بندے کو توفیق ہوتی ہے جو زکوٰۃ دیتا ہے
اس بندے کو توفیق ہوتی ہے جو تہجد کے وقت اٹھ کر میرے دربار میں کھڑا ہو جاتا ہے
اس بندے کو توفیق ہوتی ہے، اللہ کے راستے میں جو خرچ کرتا ہے
یتیموں اور مسکینوں کو جو دیتا ہے
یہ ہر ایک سے نہیں ہوسکتا

اِلَّا مَارَحِمَ رَبِّیْ ...... صوفی جی میرے اور تیرے لئے مسئلہ ہے، اکڑ کر نہ چلنا، حضرت یوسف علیہ السلام نے یہی مسئلہ حل فرمایا کہ...... اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْءِ ...... ہر بندے کا نفس اسے برائی پر اکساتا ہے، برائی کی طرف لے کر چلتا ہی، لیکن جس رب نے نفس کو پیدا کیا ہے، وہی رب ہر بندے کا راستہ روک کر کہتا ہے، نہ نہ، نہ نہ، ادھر نہ چل میرے مصطفیٰ ﷺ کی طرف چل، وہ تو تیری ہر جگہ رہنمائی کرتا ہے۔

جمعہ کا خطبہ ہمیشہ سنتے ہو، تقریروں میں خطبہ سنتے ہو...... مُضِلَّ لَہٗ هَادِیَ لَہٗ ...... سنتے ہو کہ نہیں؟ (سنتے ہیں) جس کو رب گمراہ کرے اسے ہدایت کوئی نہیں دے سکتا، اس کی قسمت میں ہی نہیں، اور جسے رب ھدایت دے اللہ تعالیٰ جسے ھدایت دے۔ ھدایت کا راستہ بھی پھر کوئی روک نہیں سکتا کیونکہ اللہ کے ہاں مشیت ہوگئی۔

نبی کی دعا کا اثر:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب گھر جاتے تھے تو ماں گالیاں دیتی تھی، گالیاں بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیتی تھی، ایک دن پریشان ہو کر سرکار مدینہ کی خدمت میں رونے لگ گئے، روتا کیوں ہے ابو ہریرہ؟ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آتا ہوں تو سکون ہوتا ہے، اور جب گھر جاتا ہوں تو ماں گالیاں دیتی ہے اور گالیاں بھی آپ کو دیتی ہے، میں برداشت نہیں کرتا میرا دل جل جاتا ہے، میری برداشت سے باہر ہو جاتا ہے، آج میں تنگ ہو کر آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ماں کے لئے ہدایت کی دعا فرماؤ، میرے بس سے نکل گئی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اٹھائے، عرض کیا میرے رب، اب تک اسے جہنم کے راستے پر رکھا ہے، میرے ساتھی کا دل دکھاتی ہے، اسے ہدایت عطا فرما دے۔ معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی رب سے مانگتے تھے۔

حضور ﷺ کا مشکل کشاء کون تھا؟ (اللہ)

سارے کہہ دو؟ حاجت روا کون تھا؟ (اللہ)

سوال کس سے کرتے تھے؟۔ (اللہ سے)

کس سے مانگتے تھے؟ (اللہ سے)

ہم دیوبندی بھی یہی کہتے ہیں کہ جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم مانگتے تھے، اسی سے مانگو، یہ کون سی غلط بات ہے، حضور ﷺ بھی اللہ سے مانگتے تھے، یا اللہ ہدایت عطا فرما۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا، جب حضور نے دعا فرمائی میں بھاگ گیا، پیچھے نہیں مڑ کر دیکھا، کیوں بھاگا تو؟ فرمایا میں اس لئے دوڑ گیا، میں دیکھوں جا کر میں پہلے پہنچتا ہوں یا دعائے مصطفیٰ پہلے پہنچتی ہے۔

میں بھاگا، جب گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا ماں نے دروازہ کھولا کہنے لگی، تیرا ہی انتظار تھا، جس نبی کا کلمہ پڑھتا ہے مجھے بھی لے چل، منزل مقصود پر پہنچ گئی، ہدایت اس کے قبضے میں ہے، دعا اختیاری تھی، دعا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرما دی۔

علماء سے دعا کراؤ

نیکوں سے دعا کراؤ

اولیاء اللہ سے دعا کراؤ

اپنے پیروں سے دعا کراؤ

درویشوں سے دعا کراؤ

نیک لوگوں سے دعا کراؤ

ہر مسلمان سے دعا کراؤ

......ہم نہیں روکتے کبھی

ہم کہتے ہیں کہ صرف ایک دن نہ کراؤ، تیس دن ہی کراؤ، تم رب کا ڈاکخانہ بند نہ کیا کرو، جب چاہا بند کر کے چابیاں جیب میں ڈال لیں، یہ گیارھویں والے دن ہی کھلے گا، یہ بارھویں کو کھلے گا، یہ امام جعفر کے کونڈے والے دن کھلے گا۔کوئی کنڈا ہلانے سے کھلتا ہے۔

پھر کہوں؟ کونڈے سے دروازے نہیں کھلتے، کنڈے لگے ہوں رب کے، عاجزی کے ہاتھ سے دروازہ کھلتا ہے، یہ میرا موضوع نہیں، اس میں عقیدے کی بات تو آتی ہے، اس لئے اللہ نے اپنے نیکوں کے دل مطمئن وہ بڑے مطمئن رہتے ہیں، انہیں فکر ہی نہیں۔

کیوں؟ کوئی کام سنت کے خلاف کرنا ہوتو فکر ہو، ایک حدیث آتی ہے مجھے پہلے پہلے جب اہل بدعت کے بارہ میں، میں تقریریں کرتا تھا، مجھے بڑی چٹیں آتی تھیں، تو جواب تو میں دے لیتا تھا۔جیسا بھی ہو، شرح صدر نہیں ہوا، اب شرح صدر ہوا، یہ اللہ کی مرضی ہے جب چاہے کرے۔

حدیث سے صحیح استدلال:

ایک حدیث آتی ہے کہ ایک وقت بندے پر میری پیروی سے، دین کی پیروی سے، خدا اور اس کے رسول کی پیروی سے ایک وقت ایسا آتا ہے کہ میں اس بندے کے ہاتھ بن جاتا ہوں، پیر بن جاتا ہوں، ناک بن جاتا ہوں، کان بن جاتا ہوں۔

اس پر وہ استدلال کرتے ہیں، کہ جب حضرت صاحب کے ہاتھ وہ رب بن گیا، تو کوئی فرق نہ ہوا، دیے سے دیا گزر گیا، آپ بھی پھر بڑا سر جھکا لیتے ہیں،

کمال کر دیا جی، دیا لگا دیا، یہ دیئے والے بات تو بلا کی ہے میں کہتا ہوں کہ یہ سوئچ ہیں اس میں ذرا انگلی دے تو سہی، کسی مولوی کو پکڑ اکر لا کہ وہ اس سوئچ میں انگلی ڈالے، ہم نے مرنا ہے، میں نے کہا کہ مرتا کیوں ہے؟ تیرے میں یہ مجال ہے کہ رب کے نور کا لگ جائے اور تو باقی رہ جائے......خَرَّ مُوسٰی صَعِقًا......موسیٰ علیہ السلام غش کھا کر گر گئے، اللہ کا نبی تو برداشت نہ کر سکا، تو رنگ علی صاحب، جناب دیئے سے دیا۔

اب سمجھ آئی ہے حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ اس بندے کی آنکھ بن جاتا ہے، کیا مطلب؟ کہ وہ بندہ اسی چیز کو دیکھے گا جس کی اجازت اللہ دے گا، کیوں؟ جب بندہ خود گندی مکھی نہ ہو، تو مطلب ہی اچھا نکالے گا...... جب حضرت شیخ المشائخ چھٹو السمٰوات والارض...... جب خود ماشاء اللہ گندی مکھی ہوں گے، پھر اس طرح کے مسئلے بیان کرنے ہیں، پھر یہی حکایتیں سنانی ہیں۔

میں ہاتھ بن جاتا ہوں، سنتے ہو؟ (جی) میں ہاتھ بن جاتا ہوں، کیا مطلب؟ کہ پھر جب ہاتھ میں ہوں گا، تو پھر میرے علاوہ کہیں اور بھی پھیلائے گا؟ (نہیں) جب پیر میں ہوں گا۔ میں ادھر جانے دیتا ہوں، جہاں مجھے پسند نہ ہوگا؟ اسے کہتے ہیں......فَنَافِی اللّٰہ......تم ایسے ہی ملنگوں والے معنی کرتے رہتے ہو...... فَنَافِی اللّٰہ کا......فَنَافِی اللّٰہ کا مطلب ہی یہ ہے کہ

کھائے گا اسی کی پسند پر

پیئے گا اس کے احکام پر

سوئے گا اس کے احکام پر

اٹھے گا اس کے حکم کے مطابق

بیٹھے گا اس کے حکم کے مطابق
چلے گا اس کے حکم کے مطابق
لیٹے گا اس کے حکم کے مطابق

فرمایا، میں تیرے ہاتھ، میں تیری آنکھیں، میں تیرے پیر، میں، میں تیری ناک، اپنی رضا کے تابع کر دیئے، اب تو اس طرح چل جس طرح میرا مصطفیٰ چلتا ہے......لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ......فرمایا، ہاتھ، کان ناک میں نے سارے بنا دیئے ہیں، اب ان آنکھوں سے دیکھ کہ حضور کیسے نماز پڑھتے ہیں، اس طرح کرنا نماز اس طرح پڑھنا، کھاتے کس طرح تھے؟ اس طرح کھانا کھاتے، پیتے کیسے تھے، اس طرح پی۔

اب حدیث کا مطلب یہ تھا لیکن رنگ علی شاہ اسے یہاں اس طرف لے گیا۔

اس لیئے کتنا عجیب اصول بتا دیا کہ......اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْءِ ......نفس بندے کو اٹھاتا ہی رہتا ہے، یہ میری کی ایسی تیسی کر دے، اس پیر کا تو کچھ نہ رہنے دینا، یہ جو ہمسایہ ہے، یہ تو ایسے ہی مر جائے، یہ کیوں بیٹھا ہے، نہیں دیکھ سکتے ایک دوسرے کو، کاروبار میں شریک ہے، اس کی فیکٹری کو آگ ہی لگ جائے، اس کی فیکٹری جل جائے، یہ سوچنا۔

اگر تو یہ سوچ لے کہ اس کی بیس ہیں تو مجھے بھی بیس دے دے۔ اس میں تجھے کیا تکلیف ہے؟ یہ بھی بڑے حوصلے کی بات ہی، ہمارا مولویوں کا ان سے الگ ہے۔

مثلاً ایک مولوی اچھی تقریر کرتا ہے، یہ چھپ کر کے دوسرے کو کہہ دیتا ہے، تقریر ہی ہے اندر کچھ بھی نہیں خدا کی پناہ، ان سے اللہ بچائے، حاسدین ہوتے ہیں،

یہ تو اب دلوں کی باتیں تو اللہ ہی جانتا ہے، اندر کچھ نہیں۔

حسد کا علاج کیا ہے:

ایک صحابی تھے۔ گورنر تھے، کسی علاقے، کے، اس طرح کے دو چار صوفی آ گئے، اسے پتہ تھا کہ یہ بابا ڈنڈے والا ہے اس نے تو مار مار کر کمر توڑ دینی ہے، لو جی حضرات صاحب خدا کی قسم جو نئے نئے لوگ مسلمان ہوئے تھے، وہ اس طرح کی باتیں ہی کرتے تھے۔ اس نے کہا کہ اس طرح کا گورنر لگایا ہے ہمارے علاقے میں، فرمایا کیا ہوا؟ فلاں دن یہ لوگوں کو ملتا ہی نہیں، اندر ہی رہتا ہے، نہ تحقیق کی اور اس گورنر بے چارے کو پوچھا، کہ تو یار اس دن لوگوں کو کیوں نہیں ملتا؟ یہ حضرت عمر کو کہا تو انہوں نے فرمایا کہ اسے طلب کرو۔

اس وقت ہوائی جہاز اور گاڑیاں تو ہوتی نہیں تھیں، اپنا قاصد بھیجا اس گورنر کو حاضر کیا جائے تم بھی ادھر ہی رہنا، تم اب شکایت لگا کر بھاگ نہ جانا تفشیش ہوگی، ہاں بھئی تیری شکایت آئی ہے علاقے سے، کہ تو فلاں دن عوام کو نہیں ملتا گھر رہتا ہے، اس نے کہا کہ امیر المؤمنین بات تو ایسی ہی ہے، فرمایا کیوں؟ کہنے لگا حضور ایک ہی جوڑا ہی دھو کر خشک کرتا ہوں، اس پر وقت لگتا ہے، ظاہر ہے کہ میں اس وقت پر باہر نہیں آ سکتا میرا یہ عذر ہے، انہوں نے بھی صحیح کہا ہے، کہ میری مجبوری ہے، میں اگر کپڑے صاف نہیں کروں گا۔ آٹھ دن تو اس کے بعد بد بو پیدا ہو جاتی ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، مجھے محمد ﷺ کے صحابہ پر یہی اعتماد تھا۔ مجھے اپنے گورنروں پر یہی اعتماد تھا۔ کہ عمر کا گورنر ہو، عوام سے دور ہو جائے۔ تیری اور میری تربیت کملی والے نے کی، خبردار! رب کی مخلوق کو نقصان نہ پہنچے، خیال کرنا۔

اکسائے گا نفس تمہیں، غلط طرف، غلط راستے پر، سوئے زنی، اس کا کیا فائدہ، کوئی فائدہ ہے؟ ایک دوسرے کے خلاف بیٹھ کر غیبتیں کرنی، پھر مساجد میں بیٹھ کر، پھر تہجد پڑھ کر، پھر وضو کر کے، کیا فائدہ ہے اس وضو کا، کیا فائدہ ہے اس نماز کا، بتاؤ تو سہی؟ وہ بندہ نہیں اچھا جو نماز پڑھ کر اللہ سے دعا کر کے اپنے بچوں کے لئے روزی کمانے کے لئے چلا جاتا ہے۔، وہ نہ کسی کی غیبت کرتا ہے، نہ چوری نہ عیب، اس صوفی سے یہ ہزار درجے بہتر ہے۔

یہ بھی تقریریں آپ کو سنانی چاہیے اپنا اخلاق درست کرو، خاص طور پر جو نمازیں اور نوافل زیادہ پڑھتے ہیں۔

یاد رکھنا اگر حقوق العباد میں کوئی کوتاہی کی سب چیزیں ضائع ہو جائیں گی۔

تہجد کی بادشاہت:

نفس مطمئنہ کی بات کر رہا تھا، کہ نفس مطمئنہ، اللہ اپنے بندوں کو عطا فرماتا ہے، ان کو بادشاہی مل گئی جن کو تہجد کا موقع مل گیا۔

کسی بادشاہ نے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کو عرض کیا کہ حضرت میرا دل چاہتا ہے کہ میں اپنا ملک آدھا آپ کے نام وقف کر دوں، لوگوں کی خدمت کے لئے، جواب سننا، ہم ہوتے تو تسبیاں اور لوٹے لے کر سارے بھاگ کر بادشاہ کے پاس چلے جاتے، میں ہوں، شیخ جیلانی نے فرمایا بادشاہ، جب سے تہجد کے ملک کی بادشاہی ملی ہے، سمجھے ہو،؟ (جی) پھر کہتا ہوں، جب سے تہجد کے وقت کی بادشاہی ملی ہے تیرے جیسے لاکھوں ملک اس بادشاہی پر قربان جس بادشاہی نے رب کی بادشاہی سے، اس کے کرم اور دولت کو لوٹ لیا ہے۔

پھر دوبارہ دہراتا ہوں، ملک دینے والے تیری بادشاہی کے رات کا وہ حصہ جس حصے میں بندہ اٹھ کر دیا بجا کر مصلی پر رب کو سبحان رب الاعلی کہتا ہے قسم ہے رب کہ جو لذت اس میں ہے، وہ اس بادشاہی میں نہیں ہے۔

اس لئے جب حضور ﷺ کو نبوت ملی ہے، تو اللہ نے سب سے پہلے تہجد کی نماز کا حکم دیا...... یٰٓاَیُّھَا الْمُزَمِّلُ قُمِ الَّیْلِ ......محبوب رات کو اٹھا کر......یٰٓاَیُّھَا الْمُزَمِّلُ قُمِ الَّیْلِ ......ساری رات ہی جاگتا رہے گا۔ حضور تو ساری رات پڑھ رہے ہیں، اب آپ نے نہیں کہا کہ تھوڑی چھٹی دے دے، خود ہی ترس آیا، حضرت عائشہ نے ایک دن عرض کیا، ضرورت کیا ہے؟ پاؤں سوج گئے ہیں پاؤں میں ورم آ گیا ہے، ساری رات کھڑا ہونے کی ضرورت کیا ہے، فرمایا عائشہ، میں رب کا شکر گزار بندہ نہ بنوں جس نے اتنی عزتیں عطا فرمائیں۔

تیرے ملک سے زیادہ کائنات میں مجھے یہ جو دولت ملی ہے، کہ میں رات کو اٹھ کر دو نفل تہجد کے پڑھتا ہوں، او بادشاہ! تیرا ملک ایک طرف، تہجد کے سجدے ایک طرف۔

حضور ﷺ کی عبادت کا عالم:

پھر اللہ نے دروازے ہی کھول دیئے ......قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا......اچھا پوری رات نہیں......اِلَّا قَلِیْلًا ......تھوڑا سا اس میں سے کم کر دے، اچھا اللہ میاں تیری مرضی، گھنٹہ سو لیا کروں گا، پھر ترس آیا فرمایا......نِصْفَہٗ......آدھی رات جاگا کر، آدھی رات مجھ سے باتیں کیا کر، بہت اچھا پھر اس طرح شروع ہو گئے پھر خود ہی دیکھا، کہ سارا دن تو کافروں سے دلائل سے میری توحید بیان کرتا ہے، سارا دن وہ آرام نہیں کرنے دیتے، رات کو میں نہیں سونے دیتا، سندھی صاحب رحمہ اللہ یہ مقام محبت ہے، یہ ہر

بندہ نہیں جانتا۔

سارا دن گلیوں میں پھریں......حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ ......آ جاؤ اب رب کے دروازے پر جھک جاؤ، رحمتیں آ جائیں گی، کبھی کسی قریشی کو، کبھی کسی قریشی کو، رات ہوتی ہے تو وہ کہتا ہے ادھر آ، اسے پتہ بھی ہے کہ

سارا دن لوگ اسے مارتے رہے

سارا دن جاگا ہے۔ پتہ ہے، سارا دن لڑتا رہا

سارا دن اوجھڑیاں لا کر جسم نبوت پر پھینکتے رہے

سارا دن ٹوکریاں مٹی کی بھر کر اس زلفوں میں پھینکتے رہے

یہ پتہ ہے، سارا دن اس کے راستے میں کانٹے بچھاتے رہے

سارا دن گلے میں پٹکا ڈال کر حضور ﷺ کے گلے کو کھینچتے رہے دباتے رہے

سارا دن ابوجہل، ابولہب ابوجہل کی بیوی، کانٹے اکٹھے کر کے حضور ﷺ کے قدموں میں ڈالتے رہے

سارا دن بدمعاشیاں کرتے ہیں

میرے حضور کے پیچھے، تالیاں مارتے ہیں

سارا دن پیچھے تالیاں ماریں صابی جا رہا ہے

سارا دن پریشانی میں گزرتا ہے رات ہو گئی وہ کہتا ہے ادھر آ

طالب علموں کے لئے تحفہ:

یہاں ایک اور بات طالب علموں کو تحفہ دیتا ہوں، سارا دن ماریں، تکلیفیں، دکھ، سب برداشت کئے، اللہ نے فرمایا کہ رات کو جب آئے گا، میں معراج کو لے

جاؤں گا انعام بھی اتنا بڑا دوں گا کہ ساری کائنات میں کسی نبی کو معراج والا انعام نہیں دوں گا۔

آدھی رات جاگتا رہا کر، اچھا جی، چل پونی رات جاگتا رہا کر...... اِلَّا قَلِيلًا ......نِصْفَهٗ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيلًا...... اَوْ زِدْ عَلَيْهِ ......اب اسے پتہ تو سارا ہی ہے......اَوْ زِدْ عَلَيْهِ ......ٹائم تو تیرا ختم ہو گیا ہے لیکن تیرے ذکر سے مجھے بھی مزا آتا ہی نہیں سمجھے؟ سمجھتے تو تڑپ جاتے، ٹائم تو تیرا دو گھنٹے تھا، وہ تو ختم ہو گیا، گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ اور بٹھارہ، میں بھی مزے لوں تو بھی مزے لے......اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ...... جب تو میرا ذکر فرش پر کرتا ہے، میں تیرا ذکر عرش پر کرتا ہوں، ٹائم تو ختم ہو گیا......اِوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيلًا ...... اَوْ زِدْ عَلَيْهِ......کیا کروں ساری رات جو میں کھڑا ہوں، ہائے سن قرآن کے دشمن، سن اے قرآن سے بھاگنے والا، اللہ نے فرمایا کہ جب رات کو میرا محبوب کھڑا ہو۔

فرمایا......وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيلًا ......سُبْحَانَ اللّٰه تو کہہ دو...... سُبْحَانَ اللّٰه ......وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا......فرمایا یہ جو قرآن ہے اس طرح پڑھ، یہ کسی سے پوچھ لینا کوئی باذوق مولوی ہو، ایسا ویسا نہیں، جس نے کبھی قرآن کا درس ہی نہیں دیا......وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ ......فرمایا ذرا ا پیاری سی آواز سے قرآن پڑھا کر، آواز اچھی ہو ہر ایک کو مزا آتا ہے، پیارے لہجے سے، پیاری ادائیگی کے ساتھ، جوم جوم کر پیارے انداز سے......وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا ...... جب مولوی قرآن پڑھے گا اس کا اور اثر، جب کوئی قاری قرآن پڑھے گا تو اس کا اور اثر، اور جب قاری عبدالباسط مصر والا پڑے گا، اس کا اور اثر، اور جب ماشاء اللہ کوئی پانی پتی پڑھے گا، اس کا اور اثر، اور جب کوئی مدینے کا امام پڑھے گا تو اس کا اور اثر، اور آگے چل......

جب میرا صدیق پڑھے گا اور اثر ہوگا

جب میرا محمد ﷺ قرآن پڑھے گا اور اثر

قرآن کی تاثیر:

آ گئے اکٹھے ہو کر، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور باتیں بعد میں سہی، ایک تو آج مان لے، ہم ہر روز آ کر سر پیٹ کر، تیرے پاس سے واپس جاتے ہیں، ہماری کبھی تو بات مان لے، ایک بات آج مان لے، ہم مٹھائیاں تقسیم کریں گے، ہم برفی بانٹیں گے، ہم طرح طرح کی لوگوں میں سویٹ تقسیم کریں گے، فرمایا کہ جب یہ تیرے ساتھ، تھوڑے سے وقت صدیق اکیلا ہو کر تہجد میں اپنے گھر میں جب نماز پڑھتا ہے، تو جب قرآن خوشالحانی کے ساتھ اپنے گھر میں پڑھتا ہے ہمارا کلیجہ پھٹنے والا ہوتا ہے، ہماری آنکھیں سوج جاتی ہیں، ہم رات کو سو نہیں سکتے، ایسا کوئی سوز بھر دیا ہے، صدیق کی تلاوت میں، آج تو ہمارا ایک مطالبہ مان لے، ابوبکر کو کہہ دے، آہستہ پڑھا کر، آہستہ پڑھا کر، فرمایا میں تو کہہ دیتا ہوں، آہستہ پڑھا کر، فرمایا ہم قرآن اونچی پڑھیں گے تو اس کی تاثیر وہی ہوگی آہستہ پڑھیں گے پھر بھی تاثیر وہی ہوگی۔

اس لئے او مکے والو! اب کوشش کرلو، اللہ فرماتے ہیں...... یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیۡرًا وَ دَاعِیًا اِلَی اللّٰهِ بِاِذۡنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیۡرًا ...... جس طرح آسمانوں کا سورج ہماری دنیا میں اپنی شعاعیں تقسیم کرتا ہے، اسی طرح میں اور میرے صحابہ قرآن پڑھتے جائیں گے، تو تاثیریں لوگوں پر اثر انداز ہوتی جائیں گی۔

جتنا مرضی روکتے رہو......وَ لَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلیٰ ......آج کتنے ہیں دس اور کل کتنے ہوں گے، پندرہ، آج کتنے ہو گے بیس ہو گئے، اللہ فرماتے ہیں ایک دن ہو گا اونٹ پر کھڑا ہو گا، آج تو روتے ہو، بیس ہو گئے، میں بھی رب نہیں اگر ایک لاکھ چوبیس ہزار کا مجمع سامنے کر کے کملی والے کو کہوں، اونٹنی پر چڑھ جا اور میرا ڈنکا بجادے۔

اس کا اب کون مقابلہ کرے، یہ میرے پاس کرسی ہے، کسی عالم کے پاس منبر، حجۃ الوداع کے موقع پر سپیکر تو تھے نہیں، نظام یہ نہیں تھا، اللہ نے فرمایا کہ میرے محبوب آج اونٹنی پر چڑھ، پھر، آج یہاں اعلان کر، کہ میں رب کا بندہ ہوں...... حَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ ......فرمایا ہم ایک لاکھ چوبیس ہزار ضرور ہیں، لیکن ان مکے والوں کے چھکے اکیلے نے چھڑائے، نہیں سمجھے میں نے کیا کہا؟

حضور نے فرمایا آج میں ایک لاکھ چوبیس ہزار کا مجمع لے کر عرفات میں کھڑا ہوں تم یہ نہ سمجھنا، میرے سمیت ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں، یہ سب کچھ کیا......حَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ ......میرے رب نے ان سب کے چھکے چھڑا دیئے رب نے......وَحْدَہٗ ......اکیلے نے......

اللہ کی مہربانی سے:

اس طرح تم مٹا سکتے ہو؟ اسلام کی رفعت اور اسلام کی شان کو، اگر اللہ مجھے حافظ بنا دیتا تو مزہ آتا......اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ ......میرے رب کی مہربانی ہے، اس نے نفسوں پر کنٹرول کیا اور نبیوں کی ہر چیز پر قبضہ میرے رب کا ہے۔اِنَّ رَبِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ......یہ کون کہہ رہا ہے یوسف علیہ السلام......اِنَّ رَبِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ......

میرا رب، لوگو، میرا رب، مولوی ڈرائیں تو اتنا نہ ڈر جانا...... غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ......

غَفُوْرٌ کا معنی کیا ہے؟ رب تمہارے گناہ کو معاف کر کے فائل پر سے لفظ ہی مٹا دے گا۔ کوئی بندہ کہے، پکڑے جاؤ گے تو فائلیں سامنے آئیں گی، اللہ فرماتے ہیں، جتنی مرضی فائلیں سامنے آ گئیں، جس وقت میں نے بخش دیا، ایک لفظ بھی سامنے نہیں آئے گا سب مٹا دوں گا، کیوں مٹا دے گا...... رَحِيْمٌ...... میں رحم کرنے والا جو ہوا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی جیل میں تقریر:

یہ تقریر فرمائی یوسف علیہ السلام نے...... وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖ اَسْتَخْلِصْهُ ...... بادشاہ نے شور کر دیا، اور میرے وزیرو، جتنے امیر، وزیر، یہ جن کو سزائیں ہو رہی ہیں، اس طرح کے تھے، آج چودہ سال کے لئے ایک پٹھان باندھ دیا۔

اور مولویوں کو مارنے والو، ہمارے لڑکوں کو جیلوں سے نکال نکال کر گولیاں مارنے والو، رب نے ایک ایک کو چن چن کر چودہ سال سے کم سزا دی ہی نہیں، کروڑوں کا جرمانہ، اتنا کھایا کہ کروڑوں تو ایک دن میں کماتے تھے۔

بادشاہ کہنے لگا کہ بات یہ ہے کہ بندہ بڑا لگتا ہے مجھے، لے آؤ اسے، آپ پچھلے جمعہ سن چکے ہیں، یوسف علیہ السلام نے کہا کہ میں نے نہیں جانا یہ میں آپ کو سنا چکا ہوں، میں نہیں جاتا، کیوں؟ نبی بادشاہ کے پاس نہیں آئے بادشاہ کے پاس نہیں آئے، بادشاہ نبیوں کے دربار میں جائیں، میں نہیں جاتا، چلو بھاگو، اس نے کہا کہ وہ تو ایسے کہتا ہے، اس نے کہا کہ یہ تو بڑا قیمتی آدمی لگتا ہے، میرے پاس بھی نہیں آتا۔

یہاں تو مولوی کو تھانیدار بلائے، اسی وقت واسکٹ پہن کر چلا جاتا ہے، او جی، چوہدری صاحب بھلا رہے ہیں، کون سے چوہدری صاحب بلا رہے ہیں، فرمایا جاؤ جاؤ بادشاہ کو کہو میں نہیں آتا پہلے جا کر وہ بات صاف کرو، وہ جی صاف ہو ئی، اس نے کہا کہ وفد آئے مجھے عزت کے ساتھ لینے کے لئے۔

میں کوئی معمولی بندہ ہوں ......وَاتَّبَعْتُ مِلَّتَ اٰبَاءِ یْ اِبْرَاهِیْمَ وَ اِسْحَاقَ وَیَعْقُوْبَ ......میں ان کی اولاد میں سے ہوں، مجھ سے بڑا پیر کون ہو سکتا ہے۔ خبردار اگر اب کوئی میری طرف عام بندہ آیا۔ اس نے کابینہ ساری بلائی۔ جاؤ جا کر منت کرو، بابا جی تو اکڑ گئے تو بابا جی کو کتنا عرصہ ہو گیا تھا بیس سال، یا اس کے لگ بھگ، ادھر ادھر ہو جائے تو معاف کرنا۔ اتنے عرصے کے بعد۔

میں اس طرح نہیں آؤں گا۔ آئے بڑے وزیر، کسے کے گُلّے، کسی کے سر پر ٹوپی کسی کے کچھ کسی کے کچھ یہ وہ، سپریڈنٹ جیل نے سلامی دی، یہ کہا وہ کہا۔

پھر آ کر حضرت یوسف علیہ السلام، کو اللہ نے فرمایا کہ کنوئیں میں تیرے ساتھ کیا وعدہ کیا تھا۔ یاد ہے؟ کیا وعدہ تھا تیرا؟ پورا ہوا کہ نہیں ہوا؟ جب والد سے جدا ہوا ہوں، تیرے سر پر نبوت کی پگڑی باندھی کہ نہیں؟ تو ان سے امیدیں رکھتا تھا۔ آج ان کی امیدیں توڑ کر تیری امیدیں اپنے ساتھ جوڑ لیں، ان کا پلگ نکال کر اب تیرا پلگ لگا دیا۔ لائٹ آؤٹ، اب یوسف کا پلگ لگے گا، روشنی نبوت کی آئے گی۔

نبی ویسے ہی وفادار ہوتا ہے۔ فرمایا کس طرح آئے ہو؟ رہائی، رہائی بہت خوش خبریاں دیتی ہے بندے کو، میں تو رہا ہوں جیل میں سوا دو سال تقریباً، تو جب آتا

تھا سپاہی جیل کا، اس نے آ کر کہنا مولانا فلاں صاحب اٹھو جی اٹھو، باہر سے آپ کی رہائی آئی ہوئی ہے۔ مٹھائی کھلائی نہیں۔ میں نے کہا کہ مٹھائی ہے سہی، ابھی رہائی ہوئی نہیں مٹھائی کا تقاضا پہلے۔

بھاگ گیا بندہ، حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا، کہ پہلے میں غسل کروں گا، پھر میں وہ کُرتا پہنوں گا۔ جس کُرتے نے مجھے یہاں تک پہنچایا، تاکہ دنیا کو پتہ چلے کہ نبوت کے جسم کی تاثیر کیا ہے، پھر بھی نہیں جانا، پھر سارے جیل کو قیدیوں کو اکٹھے کرو، میں ان کے لئے دعا کروں گا اور دعا کیا کروں گا، میں نے یہ نہیں کہنا، کہ میں تیری کیسوں کی یہاں پیروی کروں گا۔ یہ نہیں کہنا، کیونکہ قیدیوں کو سب سے بڑا خیال یہ ہوتا ہے کہ ہمیں چھڑائے گا جا کر، فرمایا یہاں میں تمہارے کیسوں کی پیروی نہیں کروں گا، وہاں میں پیروی کروں گا ان کو بلا کر اللہ کی توحید سنائی۔

پیارو، خدا کی قسم ہے ضیاء القاسمی گناہ گار ہے، جو ہے آپ کے کشکول میں جو گناہ رکھا ہے، تم ڈال دو، میرے کھاتے میں، جب اس کشکول سے توحید نکلی، میرے کھاتے میں توحید نکلی، تو......مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا ......اللہ فرمائیں گے اس سے بڑا سرمایہ اور کیا ہوگا۔

مَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ ......جس نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھ لیا، جنت بھاگتی آئے گی۔ اس کے قدموں کو چومنے کے لئے، جنت کی مجال کیا ہے کہ وہ رکاوٹ پیدا کرے۔

سب کے لئے دعا فرمائی، دعا کے بعد سب کو کہا ساتھیو، میں رہا ہو گیا ہوں۔ اللہ تمہیں آزاد بھی کرے، عقیدے کے ساتھ آباد بھی کرے دو جملے، آپ کو آزاد بھی کرے اور عقیدے سے آباد بھی کرے۔

رہا ہو کر تشریف لے گئے۔ پھر بادشاہ کے ساتھ گفتگو ہوئی۔

(اگلے جمعہ ان شاء اللہ بیان ہوگا۔)

وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حضرت یوسف علیہ السلام......خطبہ 18

خطبہ:

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی سَیِّدِالرُّسُلِ وَ خَاتَمِ الْاَنْبِیَآءِ وَ عَلٰی اٰلِہٖ الْمُصْطَفٰی وَاَصْحَابِہٖ الْمُجْتَبٰی اَلَّذِیْنَ ھُمْ خَیْرُالْخَلَائِقِ بَعْدَ الْاَنْبِیَآءِ ......

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ......وَقَالَ الْمَلِکُ ائْتُوْنِیْ بِہٖ اَسْتَخْلِصْہُ لِنَفْسِیْ فَلَمَّا کَلَّمَہٗ قَالَ اِنَّکَ الْیَوْمَ لَدَیْنَا مَکِیْنٌ اَمِیْنٌ قَالَ اجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَائِنِ الْاَرْضِ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ وَ کَذٰلِکَ مَکَّنَّا لِیُوْسُفَ فِی الْاَرْضِ یَتَبَوَّءُ مِنْھَا حَیْثُ یَشَاءُ نُصِیْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَلَا نُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَۃِ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ کَانُوْا یَتَّقُوْنَ......

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْم

گزشتہ سے پیوستہ:

گزشتہ جمعہ حضرت یوسف علیہ السلام کے اس مقام کا تذکرہ ہو رہا تھا کہ جب اپنی رحمت خاصہ کے ساتھ آپ کی رہائی کے اسباب پیدا فرمادیئے اور بادشاہ نے اپنے خواب کی احسن تعبیر سن کر، اچھی تعبیر سن کر حضرت یوسف علیہ السلام کو رہا کرنے کا فیصلہ کرلیا۔

اور بڑے اعزاز کے ساتھ حکام کا ایک وفد یوسف علیہ السلام کی خدمت

میں گیا کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے پاس تشریف لائیں۔ مجھے اعزاز بخشو اور میں آپ کے ساتھ بیٹھ کر براہِ راست گفتگو کروں اور میں آپ کو رہا کرتا ہوں، غیر مشروط طریقے کے ساتھ۔

رہائی کے بعد آپ میری گفتگو سنیں اور میں آپ کی گفتگو سنوں گا۔ میرا مؤقف سنو اور میں آپ کا مؤقف سنوں گا۔ مل بیٹھنے کے بعد آمنے سامنے بیٹھ کر بعض باتیں خوش اسلوبی کے ساتھ طے ہو جاتی ہیں۔ اس لئے مہربانی کر کے تشریف لاؤ۔

قَالَ الْمَلِكُ ...... بادشاہ نے اپنے حکام کو حکم دیا کہ...... اِئْتُوْنِیْ بِهٖ ...... یوسف علیہ السلام کو عزت اور اکرام کے ساتھ میرے پاس لاؤ...... اَسْتَخْلِصْهُ ...... میں چاہتا ہوں کہ اس کی بات سن کر، میں اسے خاص طور پر اپنے لئے، اپنی بادشاہت کے لئے، میں اسے اپنا قائم مقام بنا دوں۔ اپنے آپ کے لئے منتخب کرلوں...... اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِیْ ......نظام حکومت جو بھی ہوتا ہے کوئی ہو۔

ایک اس کا چیف ہوتا ہے

ایک بڑا ہوتا ہے

ایک سربراہ ہوتا ہے

......باقی اس کے

وزراء ہوتے ہیں

مشیر ہوتے ہیں

وزیر ہوتے ہیں

ہماری اصطلاح میں کوئی شخص اپنی خوبیوں اور اوصاف کی وجہ سے بعض اوقات وزیر اعظم کا نائب کہلاتا ہے، نائب وزیر اعظم۔

میں چاہتا ہوں کہ اگر یوسف علیہ السلام میرے پاس آ جائے تو اس کی صلاحیت کا مجھے اندازہ ہو رہا ہے کہ بڑا قابل آدمی ہے۔ میں اپنے کچھ اختیارات اسے منتقل کر کے اپنا نائب بنالوں۔ یہ جانے والے افسران کو ہدایت کی عزیز مصر نے۔

یوسف علیہ السلام تشریف لائے۔ تفصیلات آپ سن چکے ہیں۔ اسے میں نہیں دہراتا جو بات میں نے آپ کو خاص طور پر نوٹ کرانی ہے۔ اللہ کا نبی پہلی دفعہ بادشاہ کی مجلس میں بنفس نفیس آ رہا ہے۔ شخصیت کوئی بھی ہو، وہ کئی حوالوں سے اپنے مخاطب کو متاثر کرتی ہے۔

گفتگو سے بھی متاثر کرتی ہے
اخلاق سے بھی متاثر کرتی ہے
لباس سے بھی متاثر کرتی ہے
چہرے سے بھی متاثر کرتی ہے
قد و قامت سے بھی متاثر کرتی ہے

دربار کا نقشہ کیسے ہوتا ہے؟

تو حضرت یوسف علیہ السلام کے بارہ میں تو آپ کو پتہ ہے کہ ماں نے ایک ہی جنا تھا۔ اس لئے جب یوسف علیہ السلام نے بادشاہ کے دربار میں تشریف لانا تھا۔ اور کچھ بھی نہ کہتے، ان کا حسن و جمال ہی اتنا تھا کہ دیکھ کر سب نے متاثر ہونا ہی تھا۔

حضرت یوسف علیہ السلام تشریف لائے بادشاہی نظاموں کا آپ کو پتہ ہے۔ یہ جو نظام ہمارے ہیں، رائج ہیں، نافذ ہیں۔ یہ اب بھی وزیر اعظم جس جگہ بیٹھتا ہے جس کرسی پر، اس کے سامنے کرسیاں ہوتی ہیں۔ ملاقاتیوں کی، دائیں بائیں ہوں

گی۔وزیراعظم کے برابر کسی کی کرسی نہیں ہوسکتی، کیونکہ وزیراعظم کا برابر کسی کو سمجھا ہی نہیں جاتا۔ پروٹوکول کے اعتبار سے، یہ ہمارے نظام میں اس طرح ہے۔

لیکن جو بادشاہ ہوتا تھا وہ کرسیوں اور صوفوں والا نظام ہوتا ہی نہیں تھا۔تخت والا نظام تھا۔ بادشاہ کے لئے تخت بچھایا جاتا تھا اور آپ کو پتہ ہے کہ ہمارے وزیراعظم اگر وہ نظام شروع کردیں اور وہ لباس آج کے وزیراعظم کو پہنادیں جو پچھلے زمانے کے بادشاہ پہنتے تھے تو اس میں اور اکڑ آجائے۔

لیکن یہ بڑا مشکل ہے کہ کوئی بادشاہ کتنا بڑا معزز ہو، اس کے لئے ملاقاتی آ گیا ہو، مہمان آرہا ہو، اسے اپنے تخت پر نہیں بٹھاتا۔ اس پر غور کرو، تخت پر نہیں بٹھاتا۔ پروٹوکول کے خلاف ہے۔ برادری میں بھی ایسے ہی ہوتا ہے، لیکن جب حضرت یوسف علیہ السلام وزیراعظم کے حال میں داخل ہوئے۔اب نبی کا

حسن وجمال

نبی کا چہرہ مہرہ

اتنا حسین

اتنا پیارا

اتنا لاڈلہ

اتنا خوبصورت

اتنی اس میں جاذبیت ہوتی ہے

اتنی اس میں مقناطیسیت ہوتی ہے

کہ بادشاہ نے دیکھا تو یوسف کو دیکھتے ہی تخت سے اٹھ گیا۔شخصیت سے متاثر ہوگیا۔قد وقامت سے متاثر ہوگیا۔حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن وجمال

سے متاثر ہو گیا۔

اس لئے میں ہمیشہ، جو لوگ زیادہ دینیات نہیں پڑھے ہوئے میں انہیں یہ بات سمجھانے کے لئے یہ بات کہتا ہوں کہ نبی کا چہرہ ہی ایسا خوبصورت ہوتا ہے کہ آدمی دیکھتے ہی متاثر ہو جاتا ہے۔

نبی پہچانا جاتا ہے:

صحابی تھے حضرت عبداللہ بن سلامؓ یہودیوں کے بہت بڑے عالم تھے۔ ان سے یہودیوں نے سوالات لکھ کر دیئے کہ مکے سے ایک بندہ آیا ہے جس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے کہ بجائے اس کے ہم سب مل کر تحقیق کریں۔ انکوائری کریں، ایک ایک بندہ جا کر پتہ کرے، مل کر آئے پھر وہ ہمیں آ کر بتائے۔ یہ عبداللہ ہم سب میں قابل اعتماد عالم ہیں سب کی طرف سے ایک رجسٹر، کاپی، سوالات کی لکھ کر لے جاؤ، سب کے سوالوں کے جواب لے کر آئیں اور جو جواب ملے ہمیں سنا دینا۔ پتہ چل جائے گا کہ سچا ہے یا جھوٹا ہے؟

حضرت عبداللہ بن سلامؓ خود فرماتے ہیں کہ میں مکے آیا۔ میں نے لوگوں سے پوچھا اور میں پریشان تھا کہ مکے کی فضا تو مخالف ہے۔ اگر میں نے کسی سے پوچھا، اور میرے پوچھنے کے بعد کسی نے میرے ساتھ گفتگو کی۔ تو میرے لئے پریشانی کا باعث ہے۔ مشرکین مکہ میں انسانیت تو تھی نہیں، مارتے تھے۔ اس سے تم نے کیا لینا ہے؟ گالیاں دیتے تھے، بکواس کرتے تھے، میں ڈرتا پوچھوں بھی نہ، اس نے سراغ لگا لیا کہ میں جس انسان کی تلاش میں ہوں، وہ فلاں جگہ بیٹھا ہے، وہاں جاؤں گا، ملاقات ہو جائے گی، کوئی سمجھ دار آدمی ہو تو وہ پتہ لگا ہی لیتا ہے۔

تو پتہ کرتا کرتا، تلاش کرتا کرتا وہاں پہنچا جہاں حضور ﷺ تشریف فرما تھے۔

رجسٹر میرے پاس تھے......فَلَمَّا رَاَيْتُهٗ وَجْهَهٗ ......فرماتے ہیں کہ جب میں نے پہلی دفعہ حضور ﷺ کا چہرہ دیکھا......عَرَفْتُ......میں نے پہچان لیا۔یہی ہے،اب آپ سن رہے ہیں اور سمجھ رہے ہیں؟......عَرَفْتُ......میں نے پہچان لیا۔ مجھے پوچھنے کی ضرورت نہیں پڑی، پھر جس مقصد کے لئے میں آیا تھا وہ سو کا سو سوال میرے پاس تھا......فَلَمَّا رَاَيْتُهٗ وَجْهَه ...... جب میں نے حضور ﷺ کا چہرہ دیکھا......عَرَفْتُ...... میں نے پہچان لیا......اِنَّ ...... بے شک......وَجْهٌ...... یہ چہرہ جو ہے...... لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ...... یہ جھوٹے کا چہرہ نہیں ہو سکتا۔کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے،تبلیغ کی ضرورت ہی نہیں پڑی۔

میں یہ کہتا ہوں کہ نبی کو ضروری نہیں کہ نبی اپنا تعارف کرائے، نبی کی شخصیت کی جاذبیت، چہرے کی مقناطیسیت اور چہرے پر حکم کی وجہ سے بعض اوقات بندوں کو زور لگا کر نبی پر غور نہیں کرنا پڑتا،نبوت کا چہرہ ہی دیکھ کر نبوت سمجھ آ جاتی ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کو عزت دی:

حضرت یوسف علیہ السلام اپنے نبوت والے چہرے کے ساتھ جب بادشاہ کے سامنے آئے،تخت سے اٹھ گیا،آئے......تَفَضَّلَ...... تفَضَّلُ ......تشریف لاؤ، مثلاً اب میں آپ کا خطیب ہوں، پروٹوکول ہے، میں کرسی پر بیٹھا ہوں، میز میرے سامنے ہے،آپ سارے سامنے بیٹھے ہیں، دائیں بیٹھے ہو، بائیں بیٹھے ہو،آپ میں سے کوئی کہے کہ دیکھو مولوی صاحب اوپر بیٹھے ہیں اور ہم نیچے بیٹھے ہیں،تنقید کریں گے،اس کا اعزاز اور حق ہے منبر پر بیٹھنا۔اس کا حق ہے۔اس لئے آپ آ کر صفوں پر بیٹھ جاتے ہیں،غصہ بھی نہیں آتا۔

اور اگر وہ سامنے والی نشستوں پر حضرت یوسف علیہ السلام کو بٹھا دیتا۔ پروٹوکول کے خلاف بھی نہیں تھا۔ غصے والی بات بھی نہیں تھی۔ رہا ہو کر آ رہے تھے، لیکن جوں جوں وہ چہرہ نبوت کو دیکھتا گیا۔ دائیں طرف اپنا تخت خالی کرتا گیا اور اس کے دل میں دبدبہ بیٹھ گیا کہ جلدی کر تخت پر بٹھا۔ اس سے پیارا نہیں ہے، یہ تخت سے پیارا ہے، اللہ نے جسے اتنی عزت دی ہے، یہ عزت بھی اس طرح لگتا ہے، یوسف سے جو کٹ جائے گا یہاں بھی اس کی عزت کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا۔

جب بات چیت شروع ہوئی:

قرآن حکیم درمیان سے یہ بات چھوڑتا ہے، جیسا میں نے کہا کہ قرآن تفصیل بیان نہیں کرتا۔ قرآن کیا کہتا ہے۔ قرآن کہتا ہے...... فَلَمَّا كَلَّمَهُ...... لو جی بات شروع ہوگئی، جب تک بندہ، کلام نہ کرے تو پتہ چلتا ہے، اگر رومال رکھ لے اور ٹوپی پہن لے، عینک لگا لے، ہاتھ میں کلہاڑی پکڑ لے تو آپ نے خود ہی کہنا ہے کہ پہنچا ہوا ہے، یہ علامہ صاحب ہے اور شیخ الحدیث ہے۔

میرے ساتھ ہمارا ایک ساتھ ہوتا تھا جاہل پر لے درجے کا، لیکن اس کا چہرہ مہرہ تھا۔ لباس بڑا زبردست پہنتا تھا۔ کسی جلسے پر گیا کسی مقام پر، لوگ اسے سلام کریں مجھے نہیں، پوچھتے یہ کون سے حضرت صاحب ہیں اور ساتھ میرا ایک ساتھی تھا۔ وہ کہتا ہے یہ شیخ الحدیث صاحب ہیں، لوگ ہاتھ چومیں اور جس وقت نماز کا وقت ہوا ایک بندے کو کہنے لگا، کہتا ہے کہ وجو کا پانی چاہیئے، نماج پڑھنی ہے، وجو، نماج اس نے کہا کہ رہ گیا شیخ الحدیث، جب تک نہیں بولا تھا لوگ کہتے تھے، محدث ہے، شیخ الحدیث ہے بولا تو سارا بھید کھل گیا۔

بابا سعدی فرماتے ہیں۔ پردے رہیں گے بولے گا تو پتہ چل جائے گا۔

اللہ نے حضور ﷺ کو جوامع الکلم عطا فرمائے:

حضرت یوسف علیہ السلام بولے، جتنے وہاں موجود تھے سب نے گفتگو سنی، حضور ﷺ فرماتے ہیں......أُعْطِيْتُ جَوَامِعِ الْكَلِمِ......فرماتے ہیں کہ اللہ نے مجھے گفتگو کرنے کا سلیقہ عطا فرمایا ہے، جب میں گفتگو کرتا ہوں تو فصاحت و بلاغت کی جھڑیاں لگ جاتی ہیں، لوگ کہتے ہیں یہ گفتگو کرنے والا اس کی زبان بڑی اعلیٰ، اس کی تقریر بڑی اعلیٰ، تقریر کیا ہے پھولوں کی کلیاں ہیں۔ اس لئے فرمایا......أُعْطِيْتُ جَوَامِعِ الْكَلِمِ ......اللہ نے مجھے جوامع کلم عطا فرمائے ہیں۔ ایسے کلمات، ایک کلمہ بولوں گا تو اس کے کئی معنی ہو سکتے ہیں۔ اس پر بڑی بڑی کتابیں لکھی جا سکتی ہیں۔ بڑے سے بڑا خطیب تقریر کرے گا دو گھنٹے، دو گھنٹے میں مسئلے کو بیان کرے گا، میں محمد ﷺ جب اس مسئلے کو بیان کروں گا دو گھنٹے کی بات نہیں ہوگی دو منٹوں میں مسئلہ بیان ہو جائے۔ جس طرح میں اعلیٰ و ارفع ہوں۔ اللہ نے مجھے گفتگو کا انداز سلیقہ اور انداز اتنا جامع عطا فرمایا ہے کہ......جَوَامِعِ الْكَلِمُ ......آپ کو تو پتہ ہے آپ تو سنتے رہے ہیں۔

جب سارا مکہ جمع ہو گیا کوہ فاران کے سامنے، حضور ﷺ نے دو گھنٹے تقریر نہیں فرمائی، حضور ﷺ نے لمبا چوڑا مسئلہ نہیں فرمایا۔ اس طرح فرمایا......يَآيُّهَا النَّاسُ قُوْلُوْا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ......یہی جملہ فرمایا، لوگو......لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ......کہہ دو......فلاح پا جاؤ گے۔

قسم ہے رب کی ذرا میرے ساتھ مل کر تھوڑا سا اس پر غور کر لو......

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ...... میں گالی بھی کوئی نہیں

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ...... میں تنقید بھی کوئی نہیں

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ...... میں نام لے کر بھی کسی کو مخاطب نہیں کیا

لیکن جو تقریر میں ڈیڑھ گھنٹہ کرتا رہتا ہوں، آخر میں خطیب کہتا ہے کہ وقت کم تھا۔ اللہ فرماتے ہیں۔ محبوب، پہلے نبیوں کے پاس بہت وقت ہوتا تھا......

کسی کے پاس ساڑھے نوسو سال ہیں

کسی کے پاس ہزارہا برس ہیں

پیارے تیرے پاس صرف ۶۳ سال ہیں جو میں نے دنیا میں دے کر بھیجا ہے۔ اس طرح کی تقریر کر جس طرح تو خود پیارا ہے، اس طرح تقریر بھی پیاری ہو اور جب تیری تقریر ختم ہو، جس طرح میری توحید کا مسئلہ کھل کر لوگوں کے سامنے آجاتا ہے، اسی طرح تیری فصاحت و بلاغت کا مسئلہ بھی کھل کر سامنے آجائے۔ یہ ہے پیغمبر کا حسنِ کلام......

میرے ان الفاظ کو، ان لفظوں کو ذائقے کے لئے نہ سنا کرو، علم اور معلومات کے لئے سنا کرو، یہ نظریہ لیکر بیٹھا کرو کہ اپنے نظریئے کو پانی لگانا ہے......لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ......اچھی تقریر ہے یا بری......

گھروں میں جا کر سوچنا......قُوْلُوْا لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ ...... لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ...... کہہ دو کامیاب، اتنی بات کی کہ فساد پڑ گیا۔ بات تو اتنی کی ہے کہ مکے کی گلیوں میں فساد ہو گیا۔ دشمن بن گئے۔ بات تو اتنی کی ہے......لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ ......کی، مکے کے لوگوں نے پتھر اٹھا کر میرے حضور ﷺ کو مارنے شروع کر دیئے۔

ذرا گول مسجد کے پیارو، مجھے سمجھاؤ تو سہی کون سی بات کی حضور ﷺ نے، اپنی زبان سے مکے والوں کو کہی تھی۔ حضور ﷺ کی زبان سے نکلا......لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ ......

کوئی مشکل کشا نہیں
کوئی حاجت روا نہیں
کوئی بیٹے بیٹیاں دینے والا نہیں

یہ مجھے اور آپ کو لا کا پتہ نہیں...... لَا...... پنجابی کا لفظ نہیں عربی کا لفظ ہے، مکے والوں کو اس کا معنی پتہ تھا کہ لَا کا معنی کیا ہے...... لَا...... کسی کے پاس کچھ نہیں رہنے دیتا۔ خالی کر کے بندے بے دست و پا کر دیتا ہے۔ فرمایا دس دس رب کی پوجا کرنے والو، پندرہ پندرہ اِلاھوں کو پوجنے والو، رات دن غیروں کے دروازے پر اپنی پیشانی جھکانے والو، کوئی ضرورت نہیں......

صبح کسی اور طرف جانے کی
دوپہر کسی اور طرف جانے کی
شام کسی اور طرف جانے کی

آؤ میں ایک دروازے پر لے چلوں، جہاں سے سب کو ملتا ہے، پرچون کا ملتا ہے اور تھوک کا ملتا ہے، وہاں سے مفت ملے گا، جسے...... اِلَّا اللّٰہ...... کہتے ہیں...... دیکھ لو کوئی لمبی تقریر نہیں مطلب سمجھا دیا، سارا قرآن...... لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ...... کے گرد گھومتا ہے......

یوسف علیہ السلام...... فَلَمَّا کَلَّمَہٗ...... قرآن کے لفظ یاد کر لو...... فَلَمَّا کَلَّمَہٗ ...... جب گفتگو ہوئی ان دونوں کی، کیا ہوا؟ بادشاہ کو چاہئے تھا کہ ذرا ٹھہر، پندرہ بیس سال اسے اندر رکھا ہے، تھوڑا سا سوچ لے...... فَلَمَّا کَلَّمَہٗ ...... اللہ فرماتے ہیں، گول مسجد والے تجھے پتہ ہی نہیں بادشاہ بھی دل دے بیٹھا، اس کا ترجمہ یہی کرے گا خطیب...... فَلَمَّا کَلَّمَہٗ...... جب ساتھ بات کی، یوسف نے بادشاہ کے ساتھ، بادشاہ

یوسف کے ساتھ، دل کھینچ لیا۔ سبحان اللہ کہو...... سبحان اللہ......
میں آپ کو قرآن کے الفاظ کی سیر کرار ہا ہوں، دل کھینچ لیا۔

دعا کا اثر:

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی یا اللہ بیت اللہ تو میں نے بنا دیا، اب اپنے بندوں کو اس طرف لا، ایک لفظ بولا...... تَهْوِيْ اِلَيْهِمْ...... یا اللہ ان کے دلوں میں کشش ڈال دے، دلوں میں، اب میں کہتا ہوں کہ اللہ تجھے حج نصیب کرے۔ (آمین) کوئی بندہ رہے نا جو آمین نہ کہے (آمین) کشش پیدا ہو جائے، دل میں کشش ہائے وہ وقت بھی ہوگا جب اللہ بھی ہمیں لے جائے گا، فرمایا......

ترستے پھریں گے
یہ روتے پھریں گے
یہ دعائیں کریں گے
یہ پیسے تلاش کرتے پھریں
بچیاں زیور فروخت کرتی پھریں
زمین دار زمین فروخت کرتے پھریں
دکان دار سو روپے گلّے سے نکال کر ادھر رکھے

یہ الگ کیوں کرتا ہے کہتا ہے جناب میں جمع کر رہا ہوں، اللہ مجھے ان پیسوں سے سعادت بخشے گا، یہ اللہ ہی ہے جو ان پیسوں کو نکال کر جیب میں ڈال رہا ہے، کیا کر رہا ہے یا اللہ، ذرا ضیاء القاسمی کو بتا یہ اپنے مجمع کو بتائے، اللہ فرماتے ہیں ابراہیم کی دعا ہے۔ دیکھا میں نے اس کے غلے سے پیسے نکال کر جیب میں ڈال دیئے ہیں......

اب اس کے دل میں تڑپ ہے

اس کے دل میں آرزو ہے

......یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ......

تڑپ رہا ہے کہ اللہ مجھے مکے لے جائے، مدینے لے جائے......فرمایا یہ اپنے پیسے الگ کرر کے رکھ رہا ہے، یہ اپنے رشتہ داروں کے پیسے لے رہا ہے، یار چار ہزار روپیہ ادھار دے دے......

میں نے مکے جانا ہے

میں نے حج کرنا ہے

مولویوں سے پوچھ لے جس کے پاس پیسے نہیں، اس پر حج ہی نہیں، جس مرضی مولوی سے پوچھ لے۔فرمایا میں نے ان کے دل میں بیت اللہ کی محبت کے دیپ جلا دیئے۔ یہ لگی رہے گی، یہ چار ہزار لیتا ہے، یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہے۔

اس لئے میں عرض کرر رہا ہوں......فَلَمَّا كَلَّمَهٗ ...... جب یوسف علیہ السلام نے اس سے بات کی، بات دل میں اتر گئی۔ میں جو آپ سے کبھی کبھی ناراض ہوتا ہوں، بعض باتیں انسان بیان نہیں کرسکتا۔ ہزاروں باتیں ہیں، بعض باتیں میں نہیں بتا سکتا۔ جب بندہ گفتگو کرتا ہے۔

سارے مبہوط ہو گئے:

توجہ فرماؤ! میری طرف دیکھو! گفتگو کے وقت......

ہاتھ بھی کام کرتا ہے

لب بھی بات کرتے ہیں

زبان بھی بات کرتی ہے

اگر تم میرے ساتھ اتفاق کرو، آنکھ بھی بات کرتی ہے، کرتے ہو میرے ساتھ اتفاق؟ کہتے ہو کہ نہیں کہ بات کی نہیں آنکھ سے بات کردی۔ اس طرح کرتے ہو؟ آنکھ بھی بات کرتی ہے۔ میں تقریر کررہا ہوں، ہاتھ بھی کام کرتا ہے۔ اکیلا میرا ہی نہیں۔ آپ میری طرف دیکھتے ہیں، آپ کی اس وقت آنکھ بھی کام کرتی ہے۔ گفتگو میں کررہا ہوں، آپ کا دل بھی اس وقت متحرک ہے، مشین چل رہی ہے، آپ کے دماغ بھی اس وقت مصر پہنچے ہوئے ہیں۔ اس وقت آپ تصورات میں تخت کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں، حضرت یوسف علیہ السلام نے تخت پر بیٹھ کر سارے دربار کو مبہوط کیا ہوا ہے۔ سارے لوگ اور سارے افسر پہلے تو اس بات کا دکھ ہے۔ آج یہ لڑکا رہا ہو کر آیا ہے۔ آتا ہی تخت پر بیٹھ گیا۔ اس رب کی باری بھی آنی ہے، کل تو آیا ہے، آج آتے ہی تخت پر بیٹھ گیا ہے۔ بادشاہ کے ساتھ بیٹھ گیا۔ نہیں نہیں کر کے باتیں کررہا ہے۔ اللہ خاموش ہے۔ اللہ فرماتے ہیں پہلے اسے بات کرنے دو، میں بعد میں کرتا ہوں۔ کیا بات ہے قرآن کی، قرآن ایک جگہ نہیں ہر جگہ یہی کرتا ہے۔ ہمیں بتایا کہ تم مزے لو، آپ کو مزہ آجائے گا ایک لفظ اور بولتا ہوں...... فَلَمَّا كَلَّمَهٗ...... جب بات کی بادشاہ نے بھی بات کی یوسف علیہ السلام کے ساتھ، اس کی کہانی ضرورت ہی نہیں، بادشاہ جتنی مرضی باتیں کرتا جائے، یوسف غالب آگیا، گفتگو میں بادشاہ پر......

اس نے کہا کہ میں نے خواب بتایا تھا؟ جی بتایا تھا۔ میں نے اس کا جواب بھیجا تھا۔ بھیجا تھا...... فَلَمَّا كَلَّمَهٗ...... پھر آپ نے اس کا نتیجہ بتایا تھا۔ جی میں نے بتایا تھا۔ پھر میں نے آپ کے نتیجے کو سمجھا، جب قحط پڑا تو تو کیا کرے گا۔ جس طرح آپ کہتے ہیں۔

”اج گیند فلاں کی کوٹ میں ہے“

یہ جملہ کہتے ہو، اچھا پھر کیا ہوا؟ پھر آپ نے خواب کی تعبیر بتائی۔ جی ہاں بتائی، پھر؟ سمجھ آ گئی، پھر علاج بتایا، وہ بھی سمجھ آ گیا...... فَلَمَّا کَلَّمَہٗ...... اللہ لمبی باتیں نہیں کرتا۔ ایک ہی لفظ بولتا ہے...... کَلَّمَہٗ...... بول، بول بادشاہ، بول جتنی باتیں آتی ہیں، ساری بول لے، میرا یوسف کو...... نُعَلِّمَہٗ مِنْ تَأْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ ...... جب یہ قید نہیں ہوا تھا۔ میں نے اسے خواب دکھایا تھا کہ ساری باتیں کرنے کا میں ایسا طریقہ بتاؤں گا۔ سارے گفتگو کرنے والے تیرے سامنے عاجز نظر آئیں گے۔ یہ میں اسے پہلے ہی بتا چکا ہوں۔ یہ کوئی نئی بات نہیں...... فَلَمَّا کَلَّمَہٗ...... اچھا پھر، پھر وہ کہنے لگا، خواب سنا، میں نے اس کی تعبیر بتائی، پھر قحط پڑے گا، پھر اس طرح خوشے ہوں گے، کچھ کھا لینا، کچھ رکھ لینا، فرمایا بڑی اچھی بات ہے۔ کہنے لگے او بادشاہ، یہ تو وہ خواب تھا جو ظاہر میں نے تجھے بتایا ہے۔ اب میں اگلی بات بھی بتانے لگا ہوں، وہ تو تجھے خواب میں دکھایا گیا تھا اور اب میں تجھے وہ بات بتانے لگا ہوں...... کَلَّمَہٗ...... حضرت یوسف علیہ السلام نے وہ باتیں جو اس کے علاوہ خواب میں آئی تھیں۔ ساری بیان کردیں۔ تو اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ کہنے لگا......

تو میرا پیر ہے	......	میں تیرا مرید ہوں
تو میرا مقتداء ہے	......	میں تیرا مقتدی ہوں
تو میرا بڑا ہے	......	میں تیرا چھوٹا ہوں
تو میرا استاد ہے	......	میں تیرا شاگرد ہوں

اس نے کہا کہ ابھی یہ وقت نہیں آیا۔ ابھی وقت آئے گا، نہ میں نے تجھے بتانا ہے، ابھی میں تجھ سے سننا چاہتا ہوں، بتا مجھے کیا سمجھتا ہے، اس نے کہا

میں مقتداء سمجھتا ہوں

میں پیشواء سمجھتا ہوں

میں اپنا مولا سمجھتا ہوں

میں اپنا آقا سمجھتا ہوں

میں اپنا معلم سمجھتا ہوں

میں اپنا استاد سمجھتا ہوں

اس نے کہا کہ اللہ نے اس لئے مجھے تخت پر بٹھایا تھا۔ شاگردوں کو تخت پر نہیں بٹھاتے، یہ ہمارا حصہ ہے...... کَلَّمَهٗ......اس سے ساری باتیں......

خواب کی مخفی باتیں:

طالب علمو! مجھ سے قرآن پڑھو، جتنی زندگی ہے، جب وہ گفتگو میں غالب آ گئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام، ادھر دیکھیں جو خواب میں اور چیزیں نظر آئیں، یوسف علیہ السلام نے وہ بھی بیان کر دیں۔ یہ بھی دیکھا تھا؟ اس نے کیا دیکھا تھا پہلے کیوں نہ بیان کیا؟ اس نے کہا کہ یہ ضروری نہیں تھا۔ اب بتا دیا۔ اب میں نہیں کہتا، قرآن کہتا ہے کہ ساری گفتگو سن کر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ کہنے لگا کہ......اِنَّكَ الْيَـوْمَ ...... آج کے بعد، یہ کہا......اِنَّكَ الْيَـوْمَ ......آج کے بعد......لَـدَيْـنَـا...... ہمارے پاس......لَـدَيْـنَـا...... ہمارے پاس آج کے بعد، ہمارے پاس رہنا ہے، میں نے جانے نہیں دینا۔

ذرا حاضر ہو جاؤ میں نے غوطہ لگانا ہے اور آپ کو بھی لگوانا ہے، ہمارے پاس رہنا ہے......لَدَيْنَا......کا معنی ہمارے پاس......اَلْيَوْمَ......آج......اِنَّ......بے شک، آج کے بعد پیارے، ہمارے پاس رہنا ہے، تیرے پاس کیوں رہوں؟ اب اگلا جملہ بولا، کہا......مَـكِيْـنٌ...... ہمارے پاس مکین رہنا ہے مکین، مکین کا جب میں ترجمہ،

تفسیر کتابیں کھول کھول کر دیکھیں کہ میں نے تو گول مسجد میں بیان کرنی ہے، میرے نمازی ماشاء اللہ بہت ہوشیار ہیں۔ انہوں نے کہا کہ قاسمی صاحب یہ مکین عربی کا لفظ ہے۔ اس کا ترجمہ کر، اس کا معنی بتا......

میں نے جب اس کا معنی سمجھنے کی کوشش کی، اللہ فرماتے ہیں، میں بتاؤں؟ ...... اِنَّ الْعَـرُشَ مَـكِيُنٌ...... معتمد کو کہتے ہیں، معتمد، معتبر، ابھی بھی عربی ہے۔ فرمایا سب سے زیادہ جو میرے دربار میں اونچا ہوگا۔ ابھی بھی سمجھ نہیں آیا؟ اگلا لفظ بھی ساتھ ملا لے، یوسف میں مسجد میں نہیں پڑھا ہوا، میں لغت کی کتابیں تجھے نہیں بتا رہا۔ میں بات ختم کرتا ہوں......اِنَّكَ الْيُوُمَ لَدَيُنَا ......

آج کے بعد ہمارے پاس
اونچا بن کر رہو گے
سُچا بن کر رہو گے
......میں کلیجے کے جواہرات نکال کر بتا تا ہوں......

جوہر نکال دیا:

توجہ فرمائیں، وہ کہتے ہیں کہ ''بھینس کے آگے بین بجانا'' ایسا نہ ہو، توجہ سے ہیرے جواہرات چنیں، میں تیرے سامنے تقریر نہیں کر رہا، میں قرآن کا نچوڑ، جوہر، ہیرا، کشتہ بنا کر پیش کر رہا ہوں۔

مَـكِيُـنٌ...... میں کہتا ہوں، میں ساری رات تقریر کرتا رہوں، اس نے ایک جملہ بول کر نبوت کا جوہر نکال کر دے دیا۔ اس نے کہا کہ ابھی خواب کی تعبیر سنی ہے، میں نے تیری گفتگو سنی ہے، میں نے تیرا چہرہ دیکھا، میں نے تجھے آزمایا نہیں، مستقبل کا پتہ نہیں، میں اب کہتا ہوں اوہ جوہر، اوہ سچے، ابھی میں تیری تعریف کو سمیٹ کر بیان کرتا

ہوں......

جوہر

اونچے

بلند

امین

مکین

تو بڑا سچا ہے

تو بڑا اونچا ہے

تو بڑا جوہر ہے

اب وہ اپنے دل کی بات بتاتا ہے۔ آپ کسی کی تعریف کریں۔ بڑے علامہ صاحب ہیں، بڑے خطیب ہو، آج کل تو بندہ، بندے بننے کی بجائے، یہ زیادہ پسند کرے گا کہ

مجھے طوطی کہہ

مجھے بلبل کہہ

مجھے شیخ کہو

مجھے گجر کہو

اللہ کے دربار میں سب سے زیادہ اعزاز بندے کو ہوتا ہے......قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ......حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں بشر ہوں اور یہ میرا جوہر ہے۔

ایک بندہ آیا حضور ﷺ کے سامنے بات کرنی تھی۔ اس طرح ڈر گیا، کانپنے لگا۔ حضور ﷺ نے دیکھا کہ مجھ سے ڈر گیا، کانپنے لگا، فرمایا ڈرتے کیوں ہو، میں تو اس

ماں کا بیٹا ہوں، جو سوکھی کھجوریں کھا کر گزارہ کرتی تھی اور تو ڈر کیوں رہا ہے، اس کے دل سے خوف نکالا، ڈر نکالا۔

ہزار میل کے فاصلے پر حضور ﷺ کا رُعب جاتا تھا۔ حدیث میں آتا ہے کہ اگر یوسف علیہ السلام نے کچھ نہ کہا اور یہ تعارف نہیں کرایا کہ میں کون ہوں......فَلَمَّا كَلَّمَهٗ ...... جب بات کی تو اب بادشاہ ہی بولا، یوسف خود بولا نہیں، بول پڑا کہنے لگا......مکین......خود ہی بول پڑا، تو تو معتبر ہے، تو تو اونچا ہے، تو تو سچا ہے، تجھے بڑی بلندیاں نصیب ہیں، پہلا جملہ یہ کہا، پھر دوسرا کہا......اَمِیْنٌ...... یہ تو آپ ہمیشہ سنتے ہیں، امین کا لفظ، یہ بھی بتا دیا کہ امین ہے، اسے کس نے بتایا؟ میں یہ کہا کرتا ہوں کہ نبی بتاتے نہ بتاتے، نبوت بولتی ہے۔

رات میری چناب نگر میں تقریر تھی اور علماء بھی تھے۔ میرا خیال تھا کہ اس موضوع پر بولوں گا۔ یہ ہمارے بس کی بات نہیں ہوتی۔ جب شروع کریں، وہی بولا جاتا ہے جو وہ بلائے، بات سمجھانی ہے، تیزی تیزی تقریر کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ آج کل تو اس طرح کی تقریریں ہیں، سوچ لو۔

امین کیوں کہا؟ چہرہ بولا:

یہ جو بادشاہ کہہ رہا ہے کہ تو کیا ہے......مَكِيْنٌ......آگے کیا کہا...... اَمِیْنٌ...... یہ کیسے کہا بادشاہ کی اور یوسف کی پہلی ملاقات تھی، اس پر خاموش ہے۔ سوچ لیا، کیوں کہا؟ فطرت نے کہا فطرت نے......اَمِیْنٌ......اس نے کہا یوسف، تجھے دلائل دینے کی ضرورت نہیں......

تیری پیشانی بتاتی ہے کہ تو امین ہے

تیری آنکھیں بتاتی ہیں کہ تو امین ہے

تیرا چہرہ بتاتا ہے کہ تو امین ہے

اور بھی بات کروں

جب تو مجھے خود نہیں کہتا میں امین ہوں، اور تیرا چہرہ ہی کہتا ہے کہ تو امین ہے، جب تو زلیخا کے بارہ میں اس کے خاوند کے ساتھ امانت کے خلاف نہیں کیا، تو رب کی توحید میں ہمارے ساتھ امانت میں خیانت کیسے کر سکتا ہے۔ جب تو نے وہاں سچ بولا ہے اور جب کہا...... اَرۡبَابٌ مُّتَفَرِّقُوۡنَ خَیۡرٌ اَمِ اللّٰہُ الۡوَاحِدُ الۡقَھَّارُ ......رب ایک ہی اچھا اگر رب کہے گا، میں بادشاہ ہو کر شور کر دیتا ہے مان لو، اَمِیۡنٌ......

اگر مجھے تھوڑا سا موقع دو تو میں آپ کو مکے کی گلیوں میں لے چلوں۔ ان لوگوں کو کبھی بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر نہیں کہا، مجھے امین کہو، جب محمد ﷺ کا چہرہ دیکھا مکے کی گلیوں میں شور ہو گیا، امین...... جَآءَ اَمِیۡنٌ...... امین آ گیا، امین آ گیا......

اللہ نے نام ہی امین رکھ دیا، جسے دنیا محمد ﷺ کے نام کے ساتھ یاد کرتی ہے، امانت کی صفت اتنی غالب ہوگئی۔ مکے میں دھوم مچ گئی۔ امین، امین، سارے مکے میں حضور ﷺ کی شہرت ہوگئی، امین نام کیا ہے؟ محمد ﷺ، سارے بولو؟ (محمد ﷺ) ثواب ملے گا اتنے لفظ کا بھی؟ (محمد ﷺ) نام کیا ہے حضور ﷺ کا؟ (محمد ﷺ) سارے کہہ دو صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ نے نام تو محمد ﷺ رکھا۔ لقب امین دے دیا۔

جو بھی بندہ دیکھتا کہتا۔ امین آ گیا، امین آ گیا، دور سے ہی پتہ چل جاتا کہ امین آ گیا۔ فرمایا تیرا نام امین ہے، تو یار کا نام صدیق رضی اللہ عنہ ہے۔

کل مجھے ایک مولوی پوچھتا تھا۔ابوبکرؓ کا نام کیا ہے؟ روز میں تقریریں کرتا ہوں، باہر بھی اور یہاں بھی، ابوبکرؓ میں نے نام پوچھا، تو اس نے کہا صدیقؓ، صدیقؓ ہے صدیقؓ ہے...... بعد میں نے کہا کہ صدیقؓ بھی کہتے ہیں، عبداللہ بھی نام ہے۔

اسی طرح حضور ﷺ مکے کی زندگی میں ابوبکر صدیقؓ کو ابن قحافہ کے نام سے بھی یاد کرتے تھے اور عتیق بھی کہتے تھے اور صدیقؓ بھی کہتے تھے۔اللہ فرماتے ہیں......

نہ محمد ﷺ کا نام مٹنا ہے

نہ عبداللہ کا نام مٹنا ہے

یار کو امین کہو اور اس کے یار کو صدیقؓ کہو، کیونکہ امین کے چہرے سے ہی پتہ چل جاتا ہے، صدیق کا بھی چہرے سے پتہ لگ جاتا ہے۔

فطرت کا تقاضا:

بادشاہ نے یہ لفظ خود کہا، اواونچے، او سچے ......اَمِیۡــــنٌ......مہربانی کر...... لَـدَیۡنَا ......اب اگلا زندگی کا جو وقت ہے مستقبل کا، ہمیں موقع دے ہم خدمت کریں، یہاں آجا......

یہاں سے علماء نے ایک مسئلہ نکالا ہے کہ وہ چاہتا تو یہ تھا کہ میں اسے نائب بنا کر سلطنت کے سارے امور اس کے ذمہ کردوں، لیکن جب تک مہارت پیدا نہیں ہوتی، بادشاہ میں، اس نے کہا کہ میرے گھر میں رہ، ساتھ رسالت کا ڈنکا بجا، ساتھ ہی بادشاہی کے رموز سیکھ......لَدَیۡنَا...... ہمارے پاس رہ، دیکھا کر میں فیصلے کس طرح کرتا ہوں، دیکھا کر میرا مزاج کس طرح ہوتا ہے۔

وکیلوں کو لوگ پوچھتے ہیں کہ ضمانت ہو جائے گی، وہ کہتا ہے کہ اس وقت چلیں گے جب صاحب کا موڈ ٹھیک ہوگا۔ پتہ نہیں جج بیوی سے لڑ کر آیا ہو، ضمانت ہی مسترد کر دے، موڈ دیکھ کر۔

بادشاہ نے کہا کہ تو میرا موڈ دیکھ، ابھی رب نہیں بولا، ابھی وہ اپنا موڈ دکھا رہا ہے۔ دیکھ رہا ہے اور اس کا جائزہ لے رہا ہے، یوسف تو مجھے دیکھ میں تجھے دیکھتا ہوں، میں تجھے دیکھتا ہوں اور تو مجھے دیکھ۔ اللہ فرماتے ہیں کہ تم ایک دوسرے کو دیکھو میں تم دونوں کو دیکھتا ہوں۔

فضا بدل گئی:

حضرت مجدد الف ثانی کو جب جہانگیر نے پکڑ کر جیل میں ڈال دیا۔ بادشاہ کبھی کبھی نیک بھی ہوتے ہیں۔ اس کی نیکی نظر آتی ہے، مجدد بھی مجدد تھا۔

گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے

کافی عرصے کے بعد جہانگیر نے جیل سپرینڈنٹ سے کہا کہ ہم نے احمد سرہندی کو ہتھکڑیاں لگا کر بھیجا ہے، کیسی گزر رہی ہے، کوئی اصلاح ہوئی؟ اس نے کہا کہ اس کی کیا اصلاح ہونی ہے۔ ہماری اصلاح ہوگئی، آپ کی کون سی اصلاح ہونی ہے، کہتا ہے!

رات کو بکواس کرنے والے
رات کو گالیاں دینے اولے
رات کو دوھڑے گانے والے
رات کو گانے گانے والے

......اللہ کا قرآن پڑھنے والے بن گئے......

صحبت صالح ترا صالح کند
صحبت طالع ترا طالع کند

اچھوں کے ساتھ لگنے سے میری جھولی پھول پڑے، بروں کے ساتھ تعلق کی وجہ سے میرے پہلے بھی ضائع ہو گئے۔

چنگیاں دے لڑ لکیاں میری جھولی پھل پے
مندے دے لڑ لکیاں میرے پہلے وی ڈُل گئے

فضا بدل گئی۔ اللہ فرماتے ہیں کہ تم ایک دوسرے کو دیکھو جائزے لو، آجا غلام آبادی میں تجھے غوطہ دو، شان رسالت میں۔ یا اللہ میرے رب، بادشاہ اور یوسف علیہ السلام دونوں ایک دوسرے کا جائزہ لے رہے ہیں۔ اب کیا ہوگا۔ بادشاہ غالب آجائے گا تو نبوت کیسی؟ نبوت غالب نہیں آئے گی بادشاہ کے ماحول پر تو نبوت کی تاثیر کیا؟ اللہ فرماتے ہیں او ضیاء القاسمی یہ کون سی بات کر رہا ہے تو دیکھتا جا، تو بھی جائزہ لے، دیکھ میں کس طرح نبی کی تاثیر بادشاہ پر غالب کرتا ہوں۔ اگر بادشاہ یوسف پر غالب آگیا۔ یوسف پر اپنا رنگ چڑھا دیا، پھر تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ نبوت کا رنگ کچا۔ پھر بادشاہت کا رنگ پکا، نہیں نہیں، ذرا جلوہ دیکھ۔

......اب میں لگا ہوں یوسف کے......

دل کو دل سے جوڑنے لگا ہوں
اداؤں کو اداؤں سے جوڑنے لگا ہوں
آنکھوں کو اس کی آنکھوں میں ڈالنے لگا ہوں
وفاؤں کو وفاؤں سے ایک دوسرے کی طرف

......ایک جائزے لیتے رہیں گے......

بادشاہ کی درخواست:

تھوڑے دن گزرے تو یوسف علیہ السلام کو کہنے لگا بابا جی مہربانی کرو، تھوڑا سا اور وقت میرے ساتھ بیٹھا کرو، وہ کہتے ہیں میاں مجھے اور تھوڑا سا وقت دو، اس نے کہا کہ مجھے محل میں بہت کام ہیں، میں تیری بات کیسے سنوں، تھوڑے دن گزرتے ہیں، کہتا ہے کہ ڈیڑھ گھنٹہ میرا وقت اور بڑھا دو۔

اللہ فرماتے ہیں قاسمی رنگ چڑھنے لگا ہے......سبحان اللہ کہہ دو......سبحان اللہ......لگا ہے رنگ چڑھنے نبوت کا......

اچھے سنگ ترے:

ہمارے بزرگ تھے قاضی احسان احمد شجاع آبادی، خطیب عالم اسلام، شاہ جی کے ساتھی اسے اور طرف جانا چاہئے، میں رنگ چڑھا رہا ہوں نبوت کا......

ایک دن کہنے لگا یوسف، پانچ چھ ماہ تو ہو گئے تھے۔ رات کس سے باتیں کرتا ہے؟ قاضی صاحب فرماتے ہیں کہ ایک بندہ سنگترے بیچے، اس نے منادی کی، اچھے سنگ ترے، جس طرح آج کل محلے کی گلیوں میں پھرتے ہیں، اچھے سنگ ترے، ایک اللہ والا مسجد میں ذکر کر رہا تھا۔ اس نے کہا کہ اچھے سنگ ترے، جسم میں حال طاری ہو گیا۔ ساتھی کہنے لگے تجھے کیا ہوا؟ کوئی بات ہو تو حال پڑتا ہے، حضرت جی کیا ہوا؟ اس نے پھر باہر سے کہا اچھے ''سنگ ترے'' یہ اور وجد میں آیا......اِلَّا اللّٰہُ ......

جب حال ختم ہوا تو کہنے لگا پوچھا کہ آپ میں وجدانی کیفیت کیوں طاری ہو گئی، کیا بات تھی؟ کہ آپ وجد میں آ گئے۔ فرمایا، یہ جو سنگترے بیچتا ہے، اس نے مجھ پر حال

طاری کردیا۔ پوچھا اس نے کون سا حال پیدا کیا۔ وہ تو آوازیں لگا رہا تھا اچھے سنگترے، فرمایا اس نے اپنے الفاظ میں میرا مسئلہ حل کردیا۔ او مسجد میں بیٹھ کر ذکر کرنے والے۔

''اچھے سنگ''

اچھے لوگوں کے سنگ لگ کر تر جاتا ہے......اس ساتھ والے کو بھی حال پڑ گیا۔

مولانا رومیؒ فرماتے ہیں ''کسی رنگ ساز کے ساتھ بیٹھا کر تیرے پر بھی رنگ چڑھ جائے، کسی خوشبو کی دوکان پر بیٹھا کر، تیرا جسم بھی معطر ہو جائے۔

رنگ چڑھ گیا:

اس لئے چند ماہ کے بعد بادشاہ کہتا ہے یار یوسف اب تیری اور میری بے تکلفی تو ہوگئی ہے۔ وہ جو رات کو آہستہ آہستہ کسی سے باتیں کرتا ہے، کیا باتیں کرتا ہے، پوچھا تجھے بھی تجسس پیدا ہوگیا ہے کہا ہاں مجھے بھی تجسس پیدا ہوگیا ہے، پوچھا کہ ابھی تو اوپرا اوپر سے پوچھ رہا ہے۔ کہا ہاں ابھی تو میں اوپرا اوپر سے پوچھ رہا ہوں۔ فرمایا تھوڑا سا اور رنگ چڑھنے دے۔ ابھی تھوڑا سا ٹھہر جا۔ ابھی پھر تجھے بدلوں گا۔ اور تیرے اوپر رنگ چڑھے گا اور ٹھہر جا۔

چند دنوں کے بعد اللہ کا نبی ذکر کر رہا تھا......سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی...... میرے رب تو بڑا پاک ہے۔ میرے رب، او یوسف کے رب، یعقوب سے جدا کر کے مجھے کنوئیں میں ڈالا، کنوئیں سے نکال کر زلیخا کے گھر میں پہنچانے والے، زلیخا کے گھر سے نکال کر مجھے قید میں پہنچانے والے، مجھے قید سے نکال کر بادشاہ کے تخت پر

بٹھانے والے۔

او میرے رب......اسے بھی وجد آ گیا، او میرے رب، کہاں لا کر بٹھایا؟ اس گھر والے کے تخت پر جس نے پھانسی لگانے کی کوشش کی، اس گھر والوں کے تخت پر جنہوں نے ہتھکڑیاں لگائیں، اس گھر والوں کے تخت پر جنہوں نے اپنی عورت کو اونچا کرنے کے لئے مجھ پر تہمتیں لگائیں، اس بادشاہ کے دروازے پر لا کر عزتیں دے دیں، جو مجھے مارنا چاہتا تھا۔ او میرے رب ایسے کرتے ہو، او میرے رب اتنے اختیارات دیئے، اے اللہ تو وہ رب ہے، اگر تو وہ رب ہے کہ تو نے میرے آنسوؤں کی قیمت بھی لگا دی۔

درد میں ڈوبی آواز سے عرش ہل جاتا ہے:

یہ درد میں ڈوبی ہوئی آواز تھی اور جب بندہ درد میں ڈوبی ہوئی آواز میں روتا ہے، عرش ہل جاتا ہے۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ نے جو تجھے دولت دی ہے۔ آنسوؤں والی، اسے سنبھال کر رکھا کر یتیم روتا ہے تو اللہ کا عرش ہل جاتا ہے۔

حضور یوسف علیہ السلام نے فرمایا:

رنگ چڑھنے لگ گیا۔ بادشاہ پر بھی، جب بادشاہ پر رنگ چڑھنے لگا تو ایک دن کہنے لگا کہ چلو چھوڑ اتنے دن ہو گئے۔ میرا دل یہ چاہتا ہے یوسف، میں نے بہت بادشاہی کر لی ہے، میں تجھے اپنی بادشاہی میں شریک نہ کر لوں؟ فرمایا تو تو کر سکتا ہے جس الہ کا میں بندہ ہوں اس کے بارے میں کبھی نہ سوچنا کہ اس میں بھی شریک ہو جائے گا۔ وہاں غلامی کرنی پڑے گی۔

اب میں نہیں کہتا میرے پاس قرآن ہے- کہنے لگا یار میں نے حکومت کر لی ہے۔ اب میں چاہتا ہوں کہ اپنے اختیارات، تجھے سلطنت میں کلیدی عہدہ دے دوں، تیرا کیا خیال ہے؟

یوسف علیہ السلام نے تھوڑا سوچا فرمانے لگے......اِجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَائِنِ الْاَرْضِ......فرمایا کہ اس طرح کر، دھرتی رب کی، خزانے رب کے، دھرتی رب کی نمائندہ مجھے بنادے۔ خزانے رب کے، دھرتی رب کی، وزیر پیداوار مجھے بنادے، رب کی دھرتی کی پیداوار رب کی مخلوق پر تقسیم کروں، خوب کھلاؤں بھی اور دنیا کو دکھاؤں بھی کہ جو خزانے زمین میں تمہارے لئے جمع کئے ہوئے ہے، اس نے اپنا بندہ نمائندہ بنا کر بھیج دیا ہے۔

اومصر والو! اس کا کھائے بھی جاؤ اور اس کا گائے بھی جاؤ۔ آیا نبی اب اپنی نبوت پر، نبی اپنی نبوت کا رنگ کبھی نہیں چھوڑتا۔ ہم اپنا مشن بھول جاتے ہیں۔ ہم اپنی بنیادی اساسی نظریاتی جنگ ختم کر دیتے ہیں۔ نبی نظریہ کبھی نہیں چھوڑتا......

سبحان اللہ تو کہہ دو......میں بات تو آپ سے کر گیا ہوں۔

بابا مر گیا قل پر بیٹھے ہو، ساتویں پر بیٹھے ہو، پکے دیوبندی، نفل کبھی نہیں چھوڑے، چنے بھی کبھی نہیں چھوڑے، فروٹ بھی کبھی نہیں چھوڑا، قلوں کا بابا کچھ نہیں چھوڑا۔ میں نے کہا کہ او دیوبندی حاجی صاحب، پچاس سال کی تیری عمر ہوگئی، عقیدہ چھوڑ گیا۔ یا مشن چھوڑ گیا۔ اس نے کہا کہ نہ میں نے مشن چھوڑا نہ عقیدہ چھوڑا او دنیا میں بھی تو قاسمی صاحب رہنا ہے؟ برادری بھی تو رکھنی ہے، ناک نہیں رہتا......

خزانوں کا مالک کون؟

یوسف علیہ السلام نے فرمایا او مصر کے بادشاہ، تو ناک رکھ لے میں رب رکھ لیتا ہوں۔ خزانے اس کے، خزانے کس کے بولو؟ (اللہ کے)

قسم ہے رب کی مجھے اور تجھے یہ بھی نہیں پتہ، خزانے اندر کتنے ہیں، جب پاکستان بنا، اس وقت کسی کو پتہ تھا، پتھروں کی زمین میں سوئی گیس، پتہ ہے کہ یہ کس مقام سے نکلا، پتہ تھا کہ فلاں جگہ کوئلہ اور نیچے ہی خزانہ، فلاں جگہ لوہا نیچے خزانہ، رب نے محفوظ کیا ہوا تھا۔ پیٹرل نکل آیا، کہتے ہیں کہ پانی کم ہوتا جارہا ہے، فرمایا تیری نظروں میں کم ہوتا ہے، میں نے اور بڑھا دینا ہے۔

اور تجھے پتہ ہی نہیں پیارے، جب عیسیٰ بن مریم آئیں گے۔ کعبۃ اللہ کی زمین کے قریب ایک جگہ کھودائی کی جائے گی۔ ساری دنیا کا بڑا خزانہ وہاں سے نکل آنا ہے۔

خزانے رب کے، خزانے کس کے؟ (رب کے) خزانے رب کے اور میں اللہ کا نبی یوسف ہوں۔ میں اس کا نمائندہ ہوں۔ میرے باپ آدم علیہ السلام کو اللہ نے فرمایا...... اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً...... میرے بابا آدم علیہ السلام کو زمین کا خلیفہ بنایا تھا۔ اس لئے او بادشاہ...... اِجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَائِنِ الْاَرْضِ ...... رب کی پیداوار کا مجھے وزیر بنا دے۔ میں نے کسی کو بھوکا رہنے ہی نہیں دینا۔ فلاں کہتا رہے کہ

پکوڑے میں دوں گا، سامان میں دوں گا، جب سے
روٹی...... کپڑا...... مکان
غیروں سے مانگنا شروع کیا

......اللہ کے فضل سے......

نہ روٹی رہی

نہ کپڑا رہا

نہ مکان رہا

روتے ہیں کہ سارے غریب ہو گئے، میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ کرے آپ کے کاروبار بہتر ہو جائیں۔

اللہ فرماتے ہیں کہ خزانے میرے، بھٹو کون لٹانے والا، خزانے میرے یحییٰ کون لٹانے والا، ایوب خان کون ہے میرے خزانوں پر سانپ بن کر بیٹھنے والا، خزانہ بھی پیارا اور میرا نبی بھی پیارا......اِجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَائِنِ الْاَرْضِ...... مجھے بنا دے وزیر پیداوار......

اب اور دو لفظ کہتے ہیں حضرت یوسف علیہ السلام......اِنِّیْ حَفِیْظٌ......میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ تجھ پر قحط پڑنے والا ہے، تیرے پاس ایسے حکمران ہونے چاہئیں جو تیری دولت کی حفاظت کریں۔اب اس حفیظ پر دو گھنٹے تقریر ہو سکتی ہے۔

(باقی اگلے جمعہ سہی......ان شاء اللہ)

وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حضرت یوسف علیہ السلام......خطبہ 19

خطبہ:

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی سَیِّدِالرُّسُلِ وَ خَاتَمِ الْاَنْبِیَآءِ وَ عَلٰی اٰلِہٖ الْمُصْطَفٰی وَاَصْحَابِہٖ الْمُجْتَبٰی اَلَّذِیْنَ ھُمْ خَیْرُالْخَلَائِقِ بَعْدَ الْاَنْبِیَآءِ ......

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ......وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِیْ بِہٖٓ اَسْتَخْلِصْہُ لِنَفْسِیْ فَلَمَّا کَلَّمَہٗ قَالَ اِنَّكَ الْیَوْمَ لَدَیْنَا مَکِیْنٌ قَالَ اجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَائِنِ الْاَرْضِ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ وَ کَذٰلِكَ مَکَّنَّا لِیُوْسُفَ فِی الْاَرْضِ یَتَبَوَّاُ مِنْھَا حَیْثُ یَشَآءُ نُصِیْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَ لَا نُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ وَ لَاَجْرُ الْاٰخِرَۃِ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ کَانُوْا یَتَّقُوْنَ......

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ

گزشتہ سے پیوستہ:

حضرت یوسف علیہ السلام کے مذاکرات کا ذکر ہو رہا تھا، جو آپ نے جیل سے رہائی کے بعد مصر کے اس بادشاہ کے ساتھ براہ راست کیئے، یہ میں بیان کر چکا ہوں، کہ مصر کا شہنشاہ حضرت یوسف علیہ السلام کی زیارت اور گفتگو کے بعد اتنا متاثر ہوا کہ اس نے اپنی زبان سے بے ساختہ کہا......اِنَّكَ الْیَوْمَ لَدَیْنَا مَکِیْنٌ اَمِیْنٌ ...... اے یوسف تو مستقبل میں میرے پاس ہی رہنا......اس لئے کہ تو بڑا بلند مرتبہ انسان ہے اور امین بھی ہے۔

اگرچہ میں نے تجھے فی الحال آزمایا تو نہیں، مگر تیری گفتگو اور چہرہ بتاتا ہے کہ تو امین شخص ہے، میں جن آیات کا ترجمہ اور تفسیر آپ کے سامنے بیان کر رہا تھا۔ یہ اس لئے نہیں کہ آپ کو قصے کہانیاں سنانا مقصود ہے، بلکہ میرے اس میں دو مقصد ہیں پہلا مقصد تو میرا اپنے بارہ میں ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے مجھے قرآن سمجھنے کا موقع دیا ہے۔ طالب علمی کے دور سے لے کر اب تک قرآن مجید پڑھتے بھی رہتے ہیں۔ پڑھاتے بھی رہتے ہیں، لیکن اسے جتنا بار بار پڑھو تو ایک ایک لفظ موتی اور ہیرا ہے۔

دو صفتیں مکین اسے کہتے ہیں، جو بہت اونچے مقام پر ہو، بلند مرتبہ جو لفظ بولا جاتا ہے اور امین کہتے ہیں کہ جس کے پاس کبھی خیانت آئی نہ ہو، امانت والا۔ اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مکے اور مکے کے گردونواح کے سارے لوگ امین کہتے تھے۔ چہرے سے انہوں نے پہنچانا تھا۔ امانت کا مرکز محمد مصطفیٰ ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم......

آپ کو اگر یاد ہے سورۃ یوسف جب شروع ہوئی ہے تو میں نے آپ کو بتایا تھا کہ اس سورۃ کا مقصد بھی قریش مکہ کو یاد دلانا ہے کہ تم حضور ﷺ سے سوال کر رہے ہو کہ اولاد یعقوب کس طرح مصر میں آ کر ٹھہری، اب یہ اس سوال کا جواب ہے اور ساتھ ساتھ انہیں چھوٹے چھوٹے لفظوں سے بتا دیا کہ جسے بیس پچیس سال جیل میں رکھا۔ آخر امین کہہ کر رہا کیا۔ یہ بہت بڑی بات ہے، ساری دنیا نے الزام لگائے، عورتوں نے الزام لگائے، بھائیوں سے جو کچھ ہوسکتا تھا انہوں نے کیا، لیکن آخر بادشاہ نے کہہ دیا...... مَکِیْنٌ اَمِیْنٌ ...... یہ تو امین ہے، یہاں تو خیانت کا تصور ہی نہیں ہوسکتا۔

بادشاہ کے حضرت یوسف علیہ السلام سے مذاکرات:

اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے جو مذاکرات ہوئے اوراس نے پیشکش کردی۔ بادشاہ نے کہ تو اب ہمارے پاس رہنااور میرا خیال ہے کہ میں تجھے اپنا نائب بنالوں۔ اپنے اختیارات نیابت کے میں تیری طرف منتقل کردوں۔ تیرے بعد صرف میرے دستخط باقی رہیں گے۔ باقی آنکھیں بند کرکے جو مسودے پر، جس فائل پر تو دستخط کردے گا تو وہ میرا ہی حکم سمجھا جائے گا۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے، یہ بات بھی سمجھنے کی ہے کہ آپ کے اور میرے لئے کہ فوراً فرمایا، میں نے جب تیرے پاس رہنا ہے، بادشاہ کے پاس تو لوگوں کو بار بار کون سمجھاتا پھرے گا، کوئی اچھا کام ہوا تو تیرے کھاتے میں پڑے گا، غلط کام ہوا تو میرے کھاتے میں پڑے گا۔ یہ حکومتوں کا اصول ہوتا ہے اچھا کام ہو تو بڑے افسران کے کھاتے میں اور برا ہو تو کہتے ہیں کہ یہ چھوٹوں کا کام ہے۔ ہمیں تو انہوں نے اندھیرے میں رکھا ہے۔ ہمیں تو اب پتہ چلا ہے۔

اس لئے جب تو نے مجھ پر اعتماد کیا ہے میں تیرے ساتھ کھل کر بات کرنا چاہتا ہوں کہ تیری سلطنت میں بہت بڑا طوفان آنے والا ہے۔ قحط پڑنے والا ہے۔ وہ خواب کی تعبیر میں تجھے بتا چکا ہوں۔ اگر تو کنٹرول نہ کرسکا تو لوگوں نے میری ہی باتیں کرنی ہیں، کہ ایک مسافر کو گھر رکھ لیا اور اسے اختیار منتقل کردیئے۔ کچھ بھی نہ کرسکا۔ یہ سارا قحط ہی یوسف کی وجہ سے پڑا ہے۔ لوگ یہ کہیں گے۔ اس لئے اگر تو میرا پر اعتماد کرکے مجھے رکھنے لگے ہو...... اِجۡعَلۡنِیۡ عَلٰی خَزَآئِنِ الۡاَرۡضِ ...... مجھے اپنے ملک کا وزیر پیداوار بنادے...... خَزَآئِنِ الۡاَرۡضِ ...... خزائن ارض کا معنی کہ زمین میں جو چیز پیدا ہوتی ہے۔

یہ تو آپ کو پہلے تو شاید سمجھ نہ آئے۔اب بڑی آسانی ہوگئی۔

معدنیات

تیل

گیس

کوئلہ

گندم

جوار

سبزیاں

پھل فروٹ

لوہا

پیتل

تانبا

پہاڑوں سے ہیرے جواہرات

یہ پیداوار جو زمین سے پیدا ہوتی ہے

یہ پیداوار ساری میرے کنٹرول میں کردے، کیونکہ پیدا کرنے والے کا میں نمائندہ ہوں......اِجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَائِنِ الْاَرْضِ ......زمین کے خزانوں کے محکمے میرے سپرد کردے۔ باقی رہا یہ خدشہ کہ میں ان خزانوں کو صحیح استعمال کرسکتا ہوں کہ نہیں۔اصل بات تو یہ ہوتی ہے تو اس نے بڑا اچھا جملہ فرمایا کہ......اِنِّیْ حَفِیْظٌ...... خزانوں پر بہتر پہرہ بھی میں دوں گا۔ میں حفاظت کروں گا۔ میں کبھی بھی خزانے کے مال کو خراب نہیں ہونے دوں گا۔حفاظت کروں گا۔لوٹ مار نہیں ہوگی۔ کسی کا حق کسی

کونہیں دوں گا۔

پٹرول والا وزیر پٹرول کی آدھی آمدنی خود کھا جاتا ہے۔ پیداوار میں، کاروں والا کاروں کے سکینڈل کر جاتا ہے، ہیرے جواہرات والا اس میں کر جاتا ہے۔ یہ تو بہت باتیں ہیں، موٹروے بنانے والے سارے مل جل کر آدھا موٹروے کا فنڈ کھا گئے۔ ہمیں یہ بات سمجھانی مشکل نہیں ہے۔

میں حفیظ بھی ہوں اور علیم بھی:

قران حکیم حضرت یوسف علیہ السلام کے زبان سے سمجھا رہا ہے......اِنِّــیْ حَـفِـیْظٌ...... یہ اللہ کی خدائی میں۔ رب کی دھرتی میں جو کچھ پیدا ہو رہا ہے۔ یہ سارے محکمے میرے سپرد کر دے میں ان کی حفاظت کروں گا۔ اک اور دوسرا لفظ بولا...... عَـلِیْـمٌ...... یہ نہ سمجھنا کہ یہ نبی ہے قیدی ہے، یہ کون سا سکول کالج کا پڑھا ہوا ہے، فرمایا تیرے سارے علوم والے ایک طرف......عَــــلِیْــــمٌ......میرے علم کا مقابلہ نہیں کر سکتے......اس لئے ہم کہتے ہیں۔ اس سے مراد مولوی، آپ کا اپنا علم ہوگا۔ علماء کے پاس کتاب وسنت کا علم ہوتا ہے، تیرا علم توڑی بناتا ہی، تیرا علم دانے اور توڑی کو الگ الگ کرتا ہے، کپڑا بناتا ہے، ٹیکسٹائل ملیں لگاتا ہے۔

اللہ کے نبی کا علم چونکہ براہ راست خدا نے عطا فرمایا ہوتا ہے۔ اس لئے وہ ہر علم کی جڑوں تک پہنچتا ہے......عَـلِیْـمٌ......تم کالجوں سے پڑھ کر علم لے کر آتے ہو، تو میں رب سے پڑھ کر علم لے کر آتا ہوں۔ حفاظت بھی کروں گا اور......عَـلِیْـمٌ......اور جانتا بھی ہوں۔ ایک یہ ہے کہ مجھے پتہ نہیں......

جانتا بھی ہوں

سمجھتا بھی ہوں

داؤ و پیچ

مکر و فریب

آپ کی سیاست کو بھی جانتا ہوں

تمہاری تدبیروں کو بھی جانتا ہوں

آپ کی سائنس کو بھی جانتا ہوں

تم نے جو دیہی کھاتے کھولے ہوئے ہیں ان کو بھی میں جانتا ہوں

تم جس طرح کوئلے زمینوں سے نکالتے ہو، اسے بھی جانتا ہوں

تم جواہرات کو جس طرح الگ الگ کرتے ہو پتھروں سے اسے بھی جانتا ہوں

تمہارا علم دنیا کے مدرسے سے تمہیں عطا ہوتا ہے، تو میرا علم رب کی یونیورسٹی سے مجھے ملا، میرا استاد وہ ہے۔

دو چیزیں:

اس لئے، دونوں چیزیں بدرجہ اتم میرے پاس موجود ہیں۔ معلوم ہوا یہاں سے اگر تھوڑا سا میرے ساتھ مل کر غوطہ لگاؤ۔ معلوم ہوا کہ جو اللہ کا خلیفہ ہوگا وہ حفیظ بھی ہوگا اور علیم بھی ہوگا۔ اگر نہیں بات بنی تو میں اس خلیفہ کا نام لیتا ہوں جیسے......

ابو بکر رضی اللہ عنہ کہیں گے

عمر رضی اللہ عنہ کہیں گے

عثمان رضی اللہ عنہ کہیں گے

علی کہیں گے

کیونکہ وہ خلیفۃ اللہ ہیں اور خلیفۃ الرسول ہیں۔ خلیفۃ المومنین والمسلمین ہیں۔ اس لئے اللہ نے ان کو یہ دونوں صفات بدرجہ اتم عطا فرمائی ہیں کہ وہ خزانوں کی

حفاظت بھی کرتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ وہ علم بھی رکھتے ہیں اس بات کا، یہ نہیں کہ جیسے ہو دبائی جاؤ۔

اس لئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو پتہ ہوتا تھا کہ میرے اس بیت المال میں......

کتنی بوریاں کھجوروں کی ہیں
کتنی بوریاں گندم کی ہیں
کتنی بوریاں تقسیم ہو گئیں
کتنی بوریاں باقی رہ گئیں

رجسٹروں پر خود نظر رکھتے تھے اور اللہ کے فضل و کرم سے فراست ایمانی اتنی مضبوط تھی کہ تیرے منشی تو مسئلہ بھول جائیں، عمرؓ کبھی نہیں تھا بھولتا۔

حَفِيظٌ عَلِيمٌ ...... یہ چھوٹے سے الفاظ ہیں...... دو لفظ ہیں، ان کو کھولو گے خلافت راشدہ کا سارا دور سامنے آجائے گا...... گھنٹوں اس پر بندہ پھر بیان کرسکتا ہے......

مظلومیت کی انتہا:

اللہ تعالیٰ نے اتنی بات بتانے کے بعد پھر فرمایا! آپ بھی سن رہے ہیں۔ میں بیان کررہا ہوں، اللہ فرماتے ہیں ذرا تھوڑا سا پیچھے چلے جاؤ، تب بات سمجھ آئے گی۔ اس دن کی طرف چلے جاؤ۔ جب یوسف علیہ السلام کو بھائیوں نے والد سے جدا کیا، وہاں چلے جاؤ، وہ بھی تو ایک مرحلہ تھا۔ جب کنوئیں میں میرے پیغمبر کو رسیاں باندھ کر کنوئیں میں ڈالا، مظلومیت کا اس وقت کیا حال ہوگا؟ ذرا اس کا بھی مطالعہ کرو، کس طرح پھر قافلے والوں نے میرے یوسف کو کنوئیں سے نکال کر مصر کے بازار

میں فروخت کیا، ذرا اس کا بھی جائزہ لے لو۔

جو بندہ دنیا میں آزاد ہو کر بیچ دیا جائے۔ اس کے دل پر کیا بیتتی ہوگی۔ اس پر الزام لگے۔ اس کا جائزہ بھی لے لو، پھر اس مصر کی عورتنے جس طرح میرے یوسف کی عصمت پر ہاتھ ڈالا۔

تھوڑا سا پیچھے چلے جاؤ، کہتے ہو کہ ''تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے'' جب یوسف علیہ السلام کا کوئی قصور ثابت نہ ہوا پھر میرے نبی کو انہوں نے ناجائز جیل میں پھینکا۔ اس کا بھی جائزہ لے لو، جیل میں کئی سال گزر گئے جو مسافر اپنے والد سے جدا ہوا، بھائیوں اور برادری سے جدا ہو، رات کو جیل کی کوٹھڑی میں اس کی کس طرح گزرتی، اس کا جائزہ بھی لے لو، رات کو اللہ کا نبی، اللہ کی بارگاہ میں رو رو کر دعائیں کرتا رہے۔

ایک دن خواب والے کو فرمایا کہ تو رہا ہونے لگا ہے، میری بھی بات کرنا جا کر بادشاہ کے ساتھ، میں نے وہ بات بھی بھلادی، اس کے بعد سات سال میرا نبی جیل میں رہا۔ اس کا جائزہ بھی لے لو، پھر جب میں چھڑانے پر آیا، اسی بادشاہ کے بڑے بادشاہ کو، وزیر اعظم کے سرپرست اعلیٰ کو خواب آتا ہے، وہ اپنے خواب کی تعبیر کے لئے آدمیوں کو جیل میں بھیجتا ہے پھر میں نے اس کی رہائی کے مواقع فراہم کر دیئے، پھر بھی اس نے کہا کہ جب تک ان عورتوں کا مسئلہ حل نہیں کر دیتا، میں نے باہر نہیں آنا، ذرا اس کے حوصلے اور صبر کا جائزہ لے لو۔

اتنی منزلیں طے کرنے کے بعد آج میں اب کہنے والا ہوں، صحیح کہتا ہوں یا نہیں، مجھے یہ کہنے کا حق پہنچتا ہے کہ نہیں......وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ ......اب ذرا سوچ لے، اتنے مرحلوں کے بعد، کتنے حالات گزر گئے اور اللہ تعالیٰ نے

کس طرح ان حالات سے گزار کر تخت مصر پر بٹھا دیا۔ اب تو میں کہہ سکتا ہوں، اب میں اپنی طاقت کا ذکر کر سکتا ہوں۔

تیرے پلے تو کچھ بھی نہیں ہوتا، تو ایسے ہی نخرے کرتا ہے۔ ایسے ہی اچھلتا رہا ہے۔ یہ دیکھ میرے پلے، جس پر عورتوں نے الزام لگایا۔ سے آج جیل سے نکال کر عام جگہ نہیں پہنچایا، بلکہ......وَ كَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ......دیکھا میں نے کیسے حالات پیدا کر کے اپنے یوسف کو زمین میں دبدبہ اور بادشاہی عطا کر دی۔ میری طاقت بھی دیکھو......مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ......اللہ تعالیٰ نے کس طرح یوسف علیہ السلام کو دبدبہ اور شوکت عطا فرمائی۔

اللہ ہی عزتیں عطا کرتا ہے:

اب آگے فرماتے ہیں......يَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَآءُ......گول مسجد والو، رب اس طرح ٹھکانے دیتا ہے، جسے چاہے، اس نے نتیجہ نکالا، تا کہ اس کی توحید کا مسئلہ انہیں سمجھ آ جائے کہ کس طرح رب......يَتَبَوَّاُ......ٹھکانہ دیتا ہے۔

مسافروں کو

والد سے جدا بچے کو

گھر سے بچھڑے ہوؤں کو

ادھر بھی دیکھ، دونوں پہلو دیکھ لے ایک منٹ میں، یہ سارا کچھ ہو رہا ہے، بیٹا تخت مصر پر آ گیا، لیکن ابھی بھی اسے حکم ہے۔

ابا جان کو نہیں بتانا

......میں خود کروں گا......

ٹیلی فون نہیں کرنا

ٹیلی گرام نہیں دینا

کوئی بندہ نہیں بھیجنا

اسے پیغام نہیں دینا

اسے خبریں نہیں دینی

اس کے ساتھ بات نہیں کرنی

......کیوں نہیں دینی......

اللہ فرماتے ہیں میں وہ دن بھی لاؤں گا جب یہی بیٹے جب تیرے سامنے تخت کے سجدہ ریز ہوں گے......

وہ تجھے خواب دکھایا تھا...... کَذٰلِكَ مَكَّنَّا ......لوگو میں اپنے نبیوں کو......

اس طرح عزتیں عطا کرتا ہوں

اس طرح انہیں ٹھکانے دیتا ہوں

اسی طرح انہیں دبدبہ دیتا ہوں

اسی طرح انہیں تمکنت عطا کرتا ہوں

ایک فریق بادشاہ بن رہا ہے اور اس کے والد کو پتہ نہیں کہ بیٹا ہے بھی کہ نہیں؟ ہے تو کہاں؟ اور بیٹے کو سارا کچھ پتہ ہے، لیکن اسے حکم ہے کہ خبردار اگر اسے کچھ بتایا، اسے بھی نہیں بتانا اور وہ جو کنوئیں میں پھینک گئے تھے۔

آپ کو یاد ہو گا میں نے اس وقت کہا تھا۔ میں نے کہا تھا کہ اسے یاد رکھنا، یہ پھر وہاں جا کر کام آئے گا۔ اللہ فرماتے ہیں، کہ جب انہوں نے کنوئیں میں پھینکا...... وَاَوْحَيْنَا اِلَيْهِ ...... یہ میں نے کہا تھا کہ یاد رکھنا......اَوْحَيْنَا اِلَيْهِ......میں نے کنوئیں

میں وحی کر کے یوسف کو بتایا...... لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا ......ایک دن آئے گا، یہ سارا قصہ ان کو سامنے کھڑا کر کے بتاؤں گا۔تم وہی ہو،تم کہو گے کہ ہم وہ نہیں،اب کھل کر بات کرلو،تم کنوئیں میں ڈالنے والے ہو،میں وہ ہو جسے کنوئیں میں پھینک کر گئے تھے، لیکن آپ اپنا کام کرتے رہے...... كَذٰلِكَ مَكَّنَّا ......اللہ اپنا کام کرتا رہا۔حاسدوں کا بیڑہ غرق ہو گیا۔مسجودِ خلائق کو اللہ نے اتنی عزتیں دے دیں، حاسدین زمین پر ننگے پاؤں، ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہیں اور جس پر حسد کیا گیا وہ تختِ مصر پر بیٹھا ہوا ہے۔

اب اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں کہہ سکتا ہوں...... كَذٰلِكَ مَكَّنَّا ......اسے ہم کہتے ہیں دکھانا، اسی طرح کرتے ہیں۔ایک دوسرے کو باتیں کرتے ہوئے کہتے ہیں او جا جا، کوئی موقع ہو گا تو بتائیں گے۔ایسی ہوتی ہے۔

كَذٰلِكَ ......فرمایا دکھانا، اسی طرح ایک مظلوم کو برس ہا برس...... مَكَّنَّا لِيُوسُفَ...... يَتَبَوَّأُ...... يَتَبَوَّأُ......کا معنیٰ ٹھکانہ دے دیا۔

اس کے اعزہ تھے

اس کے اقارب تھے؟

اس کے دوستوں کے گھر تھے؟

لیکن......

اس کا یہاں کوئی گھر تھا

اس کی یہاں کوئی برادری تھی

یہاں مصر میں اس کا کوئی در تھا

یہاں اس کے کوئی رشتہ دار تھے

کہ فکر نہ کرو، ہم جائیں گے تو سب کچھ ہمیں تقسیم ہو جائے گا۔کچھ بھی نہیں

تھا، میں تو تھا، میں بندے کو یہی کہتا ہوں، میرے ساتھ دوستی کر، عزیز و اقارب پاکستان والے پاکستان میں ختم، ہندوستان والے ہندوستان میں ختم، عرب والے عرب میں ختم، جب میرے ساتھ یاری ہوگی تو ہر جگہ ہوں گا، دیکھا نا

کنوئیں میں بھی تھا

جیل میں بھی تھا

زلیخا کے قصبے کے گھر میں بھی تھا

یہاں بھی ہوں...... مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ ......ہم نے ٹھکانہ دیا۔ یوسف کو اسی طرح......يَتَبَوَّأُ مِنْهَا...... حَيْثُ يَشَاءُ نُصِيبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَاءُ ......اللہ فرماتے ہیں، ہم جسے چاہیں اسی طرح اپنی رحمتوں کے ساتھ سرفراز کرتے ہیں، جس طرح یوسف علیہ السلام کو سرفراز فرمایا۔

دوستو! اللہ کو نظر انداز نہ کیا کرو، اللہ اپنا کام کرتا ہے، ہمیں پتہ ہی نہیں لگنے دیتا۔ اس وقت پتہ چلتا ہے، جب کرسی الٹ جائے، اسی وقت پتہ چلتا ہے، بندہ بے بس ہو جاتا ہے۔

بادشاہ ہے اپنے وقت کا، اپنی تدبیریں سوچ کر اپنے منصوبے بنا کر چلتا ہے، اللہ فرماتے ہیں، میں بھی رب نہیں۔ اگر تیرے منصوبوں کو دھرے کے دھرے نہ رہنے دوں۔

میرے کملی والے کے ساتھ مقابلہ کرنے والے، آج تو بدر کی طرف چلا جا رہا ہے اور تو یہ منصوبہ بنا کر جا رہا ہے۔ محمد ﷺ کو نہیں چھوڑنا، میں محمد ﷺ کو ذبح کر کے آؤں گا۔ میں تیرے منصوبوں کو جانتا تھا۔ جسے ذبح کرنا تھا اس کا آسمانوں پر ڈنکا بجا دیا اور جسے دنیا میں رسوا اور ذلیل کرنا تھا۔ اسے بچوں سے قتل کرا کر بدر کے

کنوئیں میں ڈلوادیا۔

اللہ فرماتے ہیں...... كَذٰلِكَ مَكَّنَّا ......ہم اپنے بندوں کو اس طرح عزتیں دیتے ہیں، دوسرے جوان کی مخالفت کرتے ہیں، اپنی طاقت کے بل بوتے پر، اپنی دولت کے بل بوتے پر، اپنی تمکنت اور دبدبے کے بل بوتے پر، جو میروں کا مقابلہ کرتے ہیں، میں ان کو اس طرح رسوا کر دیتا ہوں، ان کا نام ونشان مٹا کر رکھ دیتا ہوں اور یوسف کا نام اتنا بلند ہوتا ہے کہ آج گول مسجد میں بھی تذکرہ ہو رہا ہے...... نَصِيبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَاءُ ......یہ ہیں قرآن کے چھوٹے چھوٹے جملے، مجھے تو بڑا مزہ آتا ہے۔

اعمال کی قیمت کب پتہ چلے گی؟

میری رحمت جسے چاہے نصیب ہو جاتی ہے۔ جسے چاہے اور آگے پھر فرمایا......وَلَا نُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ......جو میرے دین کا کام کرنے والے ہیں، میں ان کا اجر ضائع نہیں ہونے دیتا۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے۔ اجر نہیں ان کا ضائع ہوتا۔ آپ سمجھتے ہیں بعض اوقات کہ

بڑی زکوٰۃ دی
بڑے حج کئے
بڑی نمازیں پڑھیں
بڑا اللہ کے راستے میں خرچ کیا
......وہ جو مولوی ہمیں کہتے ہیں......
یہ ملے گا
وہ ملے گا

......ملا تو ہے نہیں......

اللہ فرماتے ہیں، یہ تجھے اس دن پتہ چلے گا جب

ماں چھوڑ جائے گی

باپ چھوڑ جائے گا

رشتہ دار چھوڑ جائیں گے

بیٹے بیٹیاں چھوڑ جائیں گے

اعزہ واقارب چھوڑ جائیں گے

تیرے اعمال کا تراز وملائکہ کے ہاتھ میں ہوگا

تولنے لگیں گے تو تیرے اعمال کم نظر آئیں گے، برائیاں زیادہ نظر آئیں گی، یا اللہ اس کے اعمال کمزور ہیں، برائیاں زیادہ ہیں، فرمایا یہ جو چٹ ہے، یہ چھوٹی سی یہ بھی اسکے اعمال والے پلڑے میں رکھ دو، رکھی جائے گی تو پلڑا زمین پر لگ جائے گا، وہ کمزور جو تھا وہ زمین پر جالگا، دوسرا اوپر ہوگیا، فرشتے کہیں گے یا اللہ! اتنی وزن والی کون سی چیز تھی۔ فرمایا! عقیدہ توحید، اونچا کردیتا ہے......وَلَا نُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ......اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نیک کاروں کا محسنین کا......

محسن کون؟

محسن کسے کہتے ہیں؟ جو سب کچھ چھوڑ کر رب کا دروازہ پکڑے۔ یاد رکھنا یہ لفظ، یہ جملے اور یہ معنی، محسن کسے کہتے ہیں، جو ساری کائنات سے کنارہ کشی کرلے۔

دوستوں سے

ساتھیوں سے

ماں باپ سے

دولت سے

بنگلوں سے

جاگیروں سے

وہ اللہ کی ذات ہے جب اپنا آپ اللہ کے سپرد کردے گا، اللہ فرماتے ہیں کہ جس طرح میں اونچا ہوں اسی طرح میں اپنے یار کو اونچا بنادیا۔

عقیدہ توحید اتنا اونچا عقیدہ ہے اتنی اہمیت کا حامل ہے، فرمایا...... وَلَانُضِیۡعُ اَجۡرَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ...... میں کبھی بھی اپنے یاروں کا، پیاروں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

ایک لفظ آپ ہمیشہ پڑھتے ہیں، میں اس کا معنی بھی آپ کو بتاتا ہوں۔ تیسویں (۳۰) سپارے میں ہے......وَالتِّیۡنِ...... پڑھتے ہو؟ (جی)......وَالزَّیۡتُوۡنِ ...... وَ طُوۡرِ سِیۡنِیۡنَ......وَهٰذَا الۡبَلَدِ الۡاَمِیۡنِ...... چار قسمیں......لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِیۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِیۡمٍ ...... میں نے انسان کو سب سے بہترین مخلوق بناتا ہے اور جب یہ عقیدہ سچا لیکر، اعلیٰ پاکیزہ افکار و نظریات کو لیکر، سب سے سچا اور سُچا کردار بنائے گا اور جب یہ بدمعاش ہوگیا۔ برائیوں کا امام ہوگیا۔ جب اس نے اللہ کی اور رسول اللہ کی بغاوت شروع کردی......ثُمَّ رَدَدۡنٰهُ اَسۡفَلَ سَافِلِیۡنَ ...... پھر میں نے اسے بروں کا بھی برا بنادیا......اِلَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ......لیکن جن لوگوں نے میری توحید پر پکا عقیدہ رکھ لیا......وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ......اور اعمال اچھے کیئے۔

اللہ کا اجر باقی رہنے والا ہے:

اب جو لفظ میں نے آپ کو سنانا ہے...... فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ...... میں اسے ایسا اجر دوں گا جو کبھی ختم ہی نہیں ہوگا، ابھی نہیں سمجھے، میں سمجھاتا ہوں۔ ان شاء اللہ!

اجر، مثال کے طور پر، ایک بندہ مزدوری کرتا ہے، کتنے پیسے لوگے، سو روپیہ، جب وقت ختم ہوگیا، وہ پہلے ہی دائرہ رکھ کر بیٹھ جائے گا، وہ جی وقت ختم ہوگیا، مزدوری بھی فکس ہے، سو روپیہ مانگ لیا اور دے دیا، اس کا حق جو بنتا ہے، سو روپیہ اس کا حق تھا۔ سو دے دیا، اس نے بھی آگے کام نہ کیا۔

اللہ فرماتے ہیں...... فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ...... فرمایا میں ان بندوں سے ٹھیکہ کرلیا، کن بندوں سے رب؟ ...... اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ...... جنہوں نے میرے توحید کے عقیدے کو مضبوطی سے پکڑ لیا، میں نے ان سے ٹھیکہ کرلیا...... وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ...... جنہوں نے نیک کام کئے...... اعمال اچھے ہوں، عقیدہ اچھا ہو، میں نے ان سے ٹھیکہ کرلیا...... فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ...... میں انہیں وہ اجر دوں گا، جو کبھی ختم ہوسکتا ہی نہیں......

اب ذرا کھل جائے شیشی، میں وہ اجر دوں گا، دن ختم اور سو روپیہ بھی ختم، وقت بھی ختم، پیسے بھی ختم، لیکن جس نے دو رکعتیں میری رضا کے لئے پڑھ لیں، اس کا اجر جاری ہوگیا جب تک زندہ رہے گا اس وقت تک اسے اجر ملتا ہی رہے گا۔ یہ نیکی کیا میری رضا کیلئے اسے اس نیکی کا اجر اس کی ساری زندگی ملتا رہے گا۔

لیکن یہ اپنی اپنی کلاسیں ہیں، مجھے اور تجھے اپنے اعمال کا زندگی میں اجر ملتا رہے گا۔ تو جن لوگوں نے اپنی اس آنکھ کے ساتھ میرے مصطفیٰ ﷺ کو دیکھا۔ جنہیں

صحابہؓ کہتے ہیں......فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ......فرمایا......

زندگی میں بھی ثواب دوں گا

قبر میں بھی ثواب دوں گا

حشر میں بھی ثواب دوں گا

حوض کوثر پر بھی ثواب دوں گا

جب کہیں گے بس اس وقت میں کہوں گا، بس اب میں اپنی زیارت کراؤں گا۔ یہ سلسلہ بھی جنت میں جاری رہے گا۔ ساری دنیا کے اجر کا ٹائم اس مقرر مدت سے اوپر ختم ہو جائے گا، لیکن محمد ﷺ کے صحابہؓ کا اجر چلتا ہی رہے گا، ختم ہوگا ہی نہیں، یہ بالکل نئی بات ہے جو میں نے آپ کو سنائی ہے۔

وہ اب دنیا سے تو چلے گئے ہیں، جو کام انہوں نے نیکی کے کیے ان کا ثواب انہیں اب بھی مل رہا ہے، اور حضور ﷺ کا تو پوچھو بھی نہ......اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ......اے اللہ......صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ......لو جی اللہ نے ساری کائنات کو حکم دے دیا۔ رات ہو، دن ہو، رات اور دن مختلف ہیں۔

امریکہ میں اس وقت اور ٹائم ہے

برطانیہ میں اور ہے

پاکستان میں اور ہے

کینیڈا میں اور ہے

کسی ملک میں بالکل بارہ بارہ چوبیس چوبیس گھنٹے کا فرق ہے۔ دنیا کے ہر حصے میں چوبیس گھنٹے، لوگ پڑھنے والے موجود ہیں...... اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى......ایک ایک سیکنڈ بھی اللہ فرماتے ہیں ایسا نہیں جب میرے مصطفیٰ ﷺ پر رحمت کے پنکھے نہ

چلائے جاتے ہوں۔ایک سیکنڈ بھی ایسا نہیں۔

اور یہ پنکھا جو ہے یہ دس بارہ سو کا پنکھا ہے، چل رہا ہے، مجھے بھی ہوا لگ رہی ہے، حالانکہ میرا والا تو بند ہے۔ یہ چلتا ہے تو ہوا یہاں آتی ہے اور جو حضور ﷺ پر چلتا ہے صدیق رضی اللہ عنہ کو ہوا نہیں دے گا؟ عمر رضی اللہ عنہ کو ہوا نہیں دے گا؟

اعزاز ہی اعزاز:

اور حیران ہوتے ہیں، حضور ﷺ فرماتے ہیں جب میں قبر سے اٹھوں گا ایک طرف ابوبکر رضی اللہ عنہ ہوگا ایک طرف عمر رضی اللہ عنہ ہوگا تو میں قبر سے اٹھ کر جنت البقیع کی طرف چہرہ کرلوں گا۔ جنت البقیع آپ کو پتہ ہے اب تو مسجد نبوی کے ساتھ ہی لگ گئی ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میں وہاں کھڑا ہو جاؤں گا۔ حضور ﷺ کیوں کھڑے ہو گئے؟ فرمایا میں ان کو آواز دوں گا، جتنے جنت البقیع میں میرے صحابہ رضی اللہ عنہم سوئے ہوئے ہیں، چلو چلیں، آجاؤ، اس وقت جب یہ فرمارہے ہیں، اس کے بعد قریب مستقبل میں دس ہزار صحابہ رضی اللہ عنہم کی قبریں ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم کی اب تو لاکھوں کروڑوں کی تعداد میں مسلمان وہاں ہیں۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم کی برکت سے صرف میرے صحابہ رضی اللہ عنہ نہیں جنت البقیع میں سے اٹھ کر میرے جھنڈے کے نیچے آجائیں گے۔ جتنے بھی وہاں مسلمان سوئے ہوئے ہیں سب میرے جھنڈے کے نیچے آجائیں گے اور ان کا قافلہ بنا کر میں آگے چلوں گا۔ اتنا مبارک سفر حضور ﷺ کی سنگت کا، کتنا عظیم فائدہ پہنچا ساتھ والوں کو۔

اللہ فرماتے ہیں......نُصِيبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ ......میں اپنی رحمتیں جسے

جتنی چاہوں دے دوں۔ میں نے کسی سے پوچھ کر دینی ہیں۔ تیرے ساتھ مشورے کرتے ہیں یا میرے خزانے میں کوئی کمی ہے۔ اگر میں اتنے تھوک کے حساب سے بندے کو عطا کردوں گا تو میرا کوئی خزانہ ختم ہو جائے گا؟ نہیں نہیں ساری دنیا مانگنے لگ جائے اور ہر ہر بندہ اتنا مانگے، اتنا مانگے کہ وہ سمجھے کہ مجھ سے زیادہ کسی نے نہیں مانگا تو میں سب کو عطا کردوں، میرے خزانے میں مچھر کے پر کے برابر بھی کمی نہیں ہوگی۔ اتنا وسیع خزانہ ہے۔ اللہ اپنی اس رحمت کے حصے میں سے کچھ ہمیں بھی عطا کردے (آمین) ضرور عطا فرمائیں گے......

آخرت کی فکر کر:

نُصِيبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ ...... وَلَا نُضِيعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ......آگے فرمایا......وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا يَتَّقُوْنَ ......میرے حضور کے امتیو، اصل کام تو اس وقت ہی پتہ چلتا ہے کہ کس کا پلہ بھاری ہے، کس کا پلہ خالی ہے جب قیامت آئے گی۔

اس کے لئے کوشش کر کے جدوجہد کر کے اس کے لئے مال جمع کیا کریں یہاں تو جاؤ گے خالی ہو کر، پلہ خالی ہوگا اور جو اعمال آپ نے جمع کرائے ہوئے ہیں اللہ کے خزانے میں پہنچو گے تو سارا کچھ وہاں ملنا ہے آپ کو......وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ......یہ سب باتیں ہیں کہانیاں ہیں اصل اجر وہی ہے جو قیامت کو ملے گا، پھر وہ سزا و جزا کا دن ہے، اس دن جزا بھی ملے گی سزا بھی ملے گی اس کی فکر کرو اور یہ اللہ کی قدرت ہے کہ ہمیں ہر چیز کی فکر ہے، اس کی فکر نہیں، ہم سب کو، ہمارے سامنے جنازے اٹھتے ہیں، ہمارے سامنے قبریں کھودی جاتی ہیں، ہم روز قبرستان کے قریب سے گزرتے ہیں، دیوار پر اور قبر پر لکھا ہوا ہے، جانے والو! میرے لئے دعا مغفرت

کرتے جانا۔ کوئی دیکھتا ہی اس کی طرف، کسی دن ہمارے ساتھ بھی ایسے ہی ہونا ہے، کوئی دیکھتا ہے۔

وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ ...... فرمایا، بنگلے بنا لوگے دولت بنالو گے۔ بڑے سے بڑے سٹور بنا لوگے۔ جائیدادیں اور زمینیں بنا لوگے۔ سب یہاں رہ جائیں گی۔ قیامت کو وہی نیکی کام آئے گی۔ جو اللہ کی رضا کی خاطر کر کے جاؤ گے، یہی تیرے کام آئیں گی۔ یہ درمیان میں اللہ نے بات کر کے ہمیں مسئلہ سمجھایا۔

برادران یوسف علیہ السلام دربار یوسف میں:

لو جناب اب آگے چلیں، قرآن کہتا ہے...... درمیان سے باتیں چھوڑ دیں، قحط پڑ گیا، حضرت یوسف وزیر پیداوار ہو گئے۔ اب اللہ کی قدرت کا دوسرا مرحلہ آیا۔ لوگوں میں قحط پڑ گیا۔ لوگوں کو آٹا نہ ملے۔ کھانے کو روٹی نہ ملے۔ کنعان میں بھی خبر پہنچ گئی کہ مصر میں ایک بادشاہ ہے، وہ اپنے ملک پر تو بڑا مہربان ہے، لیکن جو مسافر باہر سے جائیں، ان کو بھی وہ غلہ دیتا ہے، جتنا ان کی ضرورت کا ہو، سنا ہے بڑا نیک ہے، بڑا پیارا ہے، لوگ اس کے خزانے سے بڑے فیض یاب ہو رہے ہیں، وہاں نہ چلیں، باتیں ہونی شروع ہو جاتی ہیں، گفتگو شروع ہو گئی، روز ہی ایسے ہوتا، باتیں ہوتیں۔

ایک دن حضرت بابا جی نے پوچھا روز ہی باتیں کرتے ہو، بابا جی بھوکے ہیں، روٹی نہیں ملتی، آٹا ملتا نہیں، قحط ہے۔ ڈر لگتا ہے کہ اگر اس طرح ہوا تو مر ہی نہ جائیں، فرمایا پھر کیا تجویز ہے؟ کہتے ہیں کہ ہم نے سنا ہے کہ مصر میں ایک بادشاہ ہے دیکھو، جب تخت دینا تھا، یہی بات مصر کے بادشاہ کو کہی، سنا ہے جیل میں کوئی اللہ کا بندہ رہتا ہے، اس پر نظر گئی، بادشاہ کو کہا چل جیل میں کوئی بندہ رہتا ہے اس کے ساتھ رابطہ

کر، تیری مشکلات حل ہو جائیں گی۔ اللہ فرماتے ہیں کہ جب مجھے کسی بندے کے ساتھ محبت ہوتی ہے تو اس کا کام کرنا ہوتا ہے میں فرشتوں کو کہتا ہوں کہ مشہور کردو کہ میرا محبوب ہے۔

ابا جی اگر اجازت ہو، ہم جائیں مصر میں بادشاہ سے طلب کریں ہم پر رحم آ گیا، ہم پر ترس آ گیا، ہمیں بھی مہربانی فرما کر غلہ دے گا۔ ہمارے بچے جو بھوکے مرتے ہیں۔ ان کی بھوک دور ہو جائے۔ اب نہ بابا جی کو پتہ ہے نہ بیٹوں کو پتہ ہے، نہ صاحبزادوں کو پتہ ہے نہ حضرت صاحب کو پتہ ہے، کسے پتہ، یہ گول مسجد والوں کو مسئلہ بتانا تھا۔ یہ ضروری نہیں جس چیز کا مجھے پتہ ہو، میرے نبیوں کو بھی پتہ ہوتا ہے، عالم الغیب میری ذات ہے۔ اگر مشوروں سے میں نے سب کچھ کرنا ہوتا تو تو میرے پاس رہنے کچھ نہ دیتا تو......

چپڑاسی اور تحصیل دار کے اوپر ڈی سی ہوتا ہے
ایک ایڈیشنل ایس پی ہوتا ہے
ایک ایس پی سٹی ہوتا ہے
ایک ایس پی ہوتا ہے

اس لئے اللہ تو بڑا ہوا۔ اب سارے کام وہی کرے۔ اس نے اپنے چھوٹے چھوٹے رب مشکل کشاء، حاجت روا، عالم الغیب، حاضر ناظر، یہ سارے چھوٹے چھوٹے رب، ساتھ بنائے ہوئے ہیں، اصل وہ ہے اور ان کو خصوصی اختیارات دیئے ہوئے ہیں، سپیشل مجسٹریٹ، ہماری کون سنتا ہے، یہ ہماری سن کر آگے پہنچاتے ہیں۔ یہ اللہ سے بھی دھوکہ کرتے ہیں، ہماری کون سنتا ہے یہ اب اللہ پر الزام ہے۔

بعض اوقات باہر جاتے ہیں، مجھے کہیں گے حضرت صاحب دعا فرماؤ، میں

کہتا ہوں کہ میرے لئے بھی کریں لو جی ہم آپ کے لئے کریں۔ ٹرخایا نہ کر، میں کہتا ہوں کہ اللہ میری بھی سنتا ہے اور تیری بھی سنتا ہے۔ وہ کہتا ہے نہیں تمہاری ہی سنتا ہے، چلو جی بات ختم ہوئی۔

پرانی عورتیں، انہیں کہو سلام، وہ کہتی ہیں اللہ کو ہی سلام، وعلیکم السلام نہیں کہنا، اللہ کو سلام، ایسے ان مولویوں نے ان کے عقیدے خراب کئے ہیں، جو بندہ اب انہیں مسئلہ سمجھانے کی کوشش کرے پھر آپ بھی کہتے ہیں کہ یہ بات نہیں تھی کرنی مولوی صاحب، لوگ ناراض ہو جاتے ہیں، اس طرح کی باتیں نہیں کرتے، تقریر اس طرح کی کریں کہ جس سے سارے راضی ہوں، میں کہتا ہوں کہ میں تیرا غلام نہیں، میں تو اس نبی کا غلام ہوں، جس نے پہلے دن فاران کی چوٹی پر ڈنکے کی چوٹ کہا تھا......لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ......گھر گھر شور ہوا۔

تیرے جیسے مشیر ہوتے تو اسی روز کہہ دیتے، ہاتھ آہستہ رکھیں۔ مجھے بھی بعض اوقات کہتے ہیں۔ اب میں جلسوں میں نہیں جاتا۔ اب لوگ کہتے ہیں کہ آیا کریں، تھوڑا سا عقیدہ ٹھیک ہو جائے گا۔ ہر بندہ کہتا ہے، ہاتھ آہستہ رکھنا میں کہتا ہوں کہ رکھوں کا آہستہ لیکن رکھوں گا ضروری ویسے ہلکا رکھوں گا۔......

مرض کی تشخیص ضروری ہے:

حکیم نبض دیکھ کر پتہ تو کرے گا کہ مرض کیا ہے؟ پتہ کرے یا نہ کرے؟ (کرے) جو نبض والے حکیم ہیں اور جو ڈاکٹرز ہیں، وہ تین چار ٹسٹ لیتے ہیں، جا جا، لیبارٹری میں جا کر ٹیسٹ کروا، وہاں اکڑ جایا کرو، تو کس بات کا ڈاکٹر ہے؟ ٹیسٹ کروائیں؟ اس نے کہا کہ ٹیسٹ ہوگا، پھر پتہ چلے گا کہ حضرت کو کون سی بیماری ہے،

پھر میں ٹیکہ لگاؤں گا، ٹیکہ لگائے گا؟ ٹیکہ لگنا ہی لگنا ہے، ٹیسٹ ہونا ہی ہونا، حکیم نے تیری مرض چیک کرنی ہی کرنی ہے جس طرح حکیم نبض چیک کرتا ہے۔ ڈاکٹر تجھے لیبارٹری میں بھیجتا ہے، اسی طرح ضیاء القاسمی تیری شرک کی مرض کا ٹیسٹ ضرور کرے گا۔ تیری رگ پر ضرور ہاتھ رکھے گا۔ جب مجھے پتہ چل گیا کہ یہ شرک کا مریض ہے تو علاج شرک کا کروں گا، بدعت کا مریض ہے۔ علاج بدعت کا کروں گا، صحابہؓ کو بھونکتا ہے تو اس بھونکنے کا علاج کروں گا۔

مرض کوئی ہو اور ٹیکے کوئی لگا دو، خود مرنا ہی ہے اور کیا؟ اس طرح کے مولوی بہت ہیں جو گلیوں میں پھرتے ہیں، چھابی اٹھا کر، ان کو دال کھلا کر، مصالحے کھلا کر، جو کرنا ہے کرتا رہا کر، میرے پاس جب مریض بن کر آئے گا، پھر قرآن کا جوشاندہ پلاؤں گا، سنت مصطفیٰ ﷺ کا مرہم لگاؤں گا، اس کے بغیر بات ہی نہیں بنتی۔

بابا جی اجازت ہو، اس بادشاہ کے پاس ہم بھی جائیں؟ دنیا ساری جا رہی ہے۔ ہمیں اجازت دے دو، لو جی میرے پاس یہ قرآن ہے۔ اس کے موٹے الفاظ ہیں، میں نے جب سے آنکھ بنوائی ہے۔ اس کو قریب کر کے پڑھتا ہوں، یہ قرآن میرے پاس موجود ہے۔ اگلے جمعہ آپ لکھ کر لے آؤ، میری غذا قرآن ہے۔ میرا تو شربت حدیث مصطفیٰ ہے۔ میں تو ان کے بغیر نہیں جیتا اور آپ کو ایسا کرنا چاہئے۔ مجھے اس بات کی پرواہ نہیں کہ آپ ہائے کریں یا واہ کریں۔ اچھا سمجھو یا نہ اچھا سمجھو۔ میں تو اچھی کتاب سناؤں گا۔

عالم الغیب اللہ ہی:

اگلے جمعہ مجھے مطالعہ کر کے بتانا کہ جب یوسف علیہ السلام کے بھائی، اپنے والد سے اجازت مانگ رہے تھے۔ ہم مصر چلے جائیں، وہاں ایک بادشاہ رہتا ہے،

قحط پڑا ہوا ہے اور ملکوں کے لوگ دور دراز سے جا کر اس سے غلہ لا رہے ہیں، ابا جی مہربانی کر کے ہمیں بھی اجازت دیں، ہم بھی مصر سے غلہ لے آئیں۔ ابا جی کہتے ہیں بہت اچھا۔ نہ ابا جی کو علم ہے کہ جس بادشاہ کے پاس جارہے ہیں وہ میرا ہی بیٹا ہے نہ انہیں پتہ ہے کہ جس بادشاہ کے ہاں سے ہم غلے کی تجویزیں کرتے ہیں، وہ ہمارا ہی بھائی ہے۔ اگر انہیں یہ پتہ ہوتا، وہ تو وہی ہے، جسے کنوئیں میں ڈال کر آئے تھے۔

میرے خدا کی قسم، میں سمجھتا ہوں، اگر انہیں پتہ ہوتا، یہ کبھی جاتے ہی نہ، یہ پھر ہمیں کیا کہے گا؟ نہ جاتے، نہ انہیں پتہ تھا نہ اسے پتہ تھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، اللہ تیرے قربان جاؤں بھوکے بنا کر بھیجا، گول مسجد والو، مسئلہ سمجھو، بھوکے بنا کر بھیجا، وہ کہتے تھے کہ اسے جدا کر دو ہم سیر ہو جائیں گے۔ اللہ فرماتے ہیں بھوکے ہو کر جاؤ گے۔ میرے نبی کو تنگ کرنے والو، سائل بن کر جاؤ، ہاتھ جوڑو جا کر۔

اللہ فرماتے ہیں کہ چلے گئے، وہ فوج کی فوج، کتنے تھے؟ قرآن نے کیا کہا تھا؟......رَاَیۡتُ اَحَدَ عَشَرَ کَوۡکَبًا...... اَحَدَ عَشَرَ......گیارہ، ایک کو چھوڑ گئے بنیامین کو، یہ بھی اللہ نے رکھوالیا کہ اسے چھوڑ جاؤ، انہیں جانے دو اکیلے، انہیں پتہ چلے کہ ان کی قیمت کیا ہے اور میری قیمت کیا ہے، اکیلے جانے دو۔

برادران یوسف علیہ السلام مصر میں:

اب اللہ فرماتے ہیں پچھلی ساری باتیں چھوڑ کر......وَجَآءَ اِخۡوَۃُ یُوۡسُفَ ......یوسف کے بھائی مل جل کر مصر آ گئے......فَدَخَلُوۡا عَلَیۡہِ ......مصر شہر میں داخل ہوئے۔ جا کر وہاں طریقہ پوچھا کہ بادشاہ کی ملاقات کا وقت کون سا ہے اور کس وقت

جائیں، ہم نے غلہ لینا ہے، اس کا طریقہ کار کیا ہے؟ کس طرح مل سکتا ہے، کس طرح درخواست کریں، کس طرح جا کر بات کریں، بادشاہ ہے، پہلے سارے ادب آداب پوچھ کر گئے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے پہچان لیا:

میں نے اب قرآن کے الفاظ پر چلنا ہے۔ مفسرین کہتے ہیں! انہیں لوگوں نے بتایا بادشاہ کے جو دفتری ہیں، انہوں نے بتایا، اتنے بجے، اتنے وقت کے لئے بادشاہ سلامت تشریف رکھتے ہیں، یہ طریقہ کار ہے، اس کے مطابق، درخواست دو، گزارش کر، التجا کر، پیش ہو کر اپنی، داد بتانا اور اپنا مقصد بتانا...... فَدَخَلُوا عَلَيْهِ ...... درخواست دی کہ ہم نے بھی گزارش کرنی ہے، غلہ لینے آئے ہیں، بھوکے ہیں لو بھائی......

اب اس وقت تک، میں جس طرح بیان کر رہا ہوں، اس وقت تک، درخوست چلی گئی، لیکن یوسف علیہ السلام کو پتہ نہیں یہ درخواست والے کون ہیں؟...... فَدَخَلُوا عَلَيْهِ ...... السلام علیکم، یوسف علیہ السلام تشریف فرما تھے، اللہ فرماتے ہیں اور اللہ نے ایک ہی جملہ بولا...... فَعَرَفَهُمْ...... یوسف علیہ السلام نے دیکھتے ہی پہچان لیا۔

یہ اب جو بیان کرتے ہیں چھوٹی کتابوں والے کہ پردہ پہن لیا تھا۔ برقعہ لے لیا تھا۔ یہ سب غلط ہیں–قرآن نے بات صاف کردی۔ آپ کسی کو دو تین سال نہ ملیں تو پتہ ہی نہیں رہتا کون ہے؟ بعض بڑے ناز سے ملتے ہیں جب باہر جائیں پہچانا نہیں؟ میں کہتا ہوں نہیں میں پہچان نہیں سکا، او پینتیس سال پہلے آپ خوشاب نہیں

تھے آئے؟ ۳۵ سال پہلے میں نے کہا کہ آیا ہوں گا، لیکن میں حضرت کو یاد نہ رکھ سکا، نہیں پہچانا ہوگا۔

تو یہ چونکہ اللہ کا نبی تھا اور جو بیٹے تھے وہ بھی اللہ کے نبی کے بیٹے تھے اور بڑے پیارے، یہ اب بھی میں آپ کو بتاؤں، یہ جو یعقوب علیہ السلام کی اولاد ہے اب بھی بہت صدیوں سے چلی آرہی ہے۔ انہیں یہودی کہتے ہیں، آج کل بڑے خوبصورت، انگلینڈ میں، میں نے دیکھے اور ملکوں میں دیکھے بہت خوبصورت، یہ اولاد ہیں ان لڑکوں کی، میں دیکھ کر حیران ہوتا تھا کہ یا اللہ ان کا صدیوں بعد یہ حال ہے، یوسف کا کیا حال ہوگا۔

آ گئے، یوسف علیہ السلام نے پہچان لیا۔ ساتھ ہی علاقوں کے لوگوں کے چہرے ہی بدل جاتے ہیں۔ علاقے کے علاقے میں، آپ سرگودھا چلے جائیں، سرگودھا کے بندوں کا لباس، پگڑی، گاڑی، اپنے ڈیزائن کا، میانوالی چلیں تو دور سے ہی پتہ چلتا ہے کہ یہ میانوالی کا آدمی ہے۔ اگر پشاور چلیں، دور سے پتہ چلتا ہے کہ جب نسوار کھاتے ہوئے آتے ہیں، پتہ چل جاتا ہے ملتان چلے جائیں تو ان کی زبان کا پتہ چل جاتا ہے۔

جب یوسف علیہ السلام نے دیکھا...... فَعَرَفَهُمْ...... اللہ فرماتے ہیں کہ پہلی نظر میں پہچان لیا...... اور یہ جو تھے...... فَهُمْ لَهُ مُنْكِرُوْنَ ...... انہیں نہیں پتہ کہ یہ کون ہے...... مُنْكِرُوْنَ...... ناواقف تھے۔ پہچان نہیں سکے اور ساتھ یہ تصور بھی نہیں تھا کہ جسے کنوئیں میں ڈالا تھا۔ یہ تخت پر بیٹھ سکتا ہے؟ جسے کنوئیں میں ڈال کر آئے تھے وہ تخت مصر پر بیٹھ سکتا ہے؟ اللہ فرماتے ہیں کہ تمہیں یہی تو بتانا تھا جسے تم پھینکو وہ گر بھی جائے گا جسے میں اٹھاؤں وہ بیٹھ سکتا ہے۔

امام اعظمؒ کی ذہانت:

میں نے آپ کو سنایا تھا حضرت ابو حنیفہؒ کو بادشاہ کہنے لگا میرے ایک سوال کا جواب دے گا تو میں تجھے امام مانتا ہوں اور بھی اس نے سوال کئے۔ اب بادشاہ بڑا حضرت تھا جو مولوی آئے بھگا دیئے، اس طرح کے سوال کر کے وہ کہنے لگا کہ پہلا سوال تو یہ ہے کہ زمین کا آدھا حصہ کہاں ہے؟ جو مولوی آئے ایسے پھنسا لے۔ آدھا کون بتائے کہاں ہے؟ امام ابو حنیفہؒ کو بھی اس نے پوچھا کہ یہ بھی اس طرح کا ملاں ہے، وہ تھے سراج الائمہ، اماموں کا سورج، کہتا ہے امام صاحب آدھ کہاں ہے زمین کا، آپ کے پاس ایک کونڈی تھی، اس طرح نکال کر فرمانے لگے، یہ آدھا ہے، کہا کس طرح پتہ چلے گا؟ کہا پیائش کر لے پیائش کر کے جب نہ پتہ چلے مجھے پوچھ لینا...... فَبُهِتَ الَّذِیْ ......اس کا اور جواب کیا دے سکتا تھا......

اچھا اب دوسرے سوال کا جواب دو، اس وقت اللہ کیا کرتا ہے؟ آپ کہیں گے کہ دیکھا کیا منطقی سوال کیا...... لَمْ یَمُجْ ......جس چیز کا تعلق ہی نہیں علم کے ساتھ، اس طرح کوئی کرے تو کہتے ہیں کہ سوال کیا ہے اور مولوی کو جواب نہیں آیا۔ کنوئیں میں ڈال ایسے سوال کو۔

اللہ اس وقت کیا کرتا ہے؟ امام صاحب فرماتے ہیں کہ یہ سوال چونکہ بہت اونچا ہے، اس کا جواب بھی میں اسی طرح دوں گا۔ اگر فرماؤ، کہنے لگا آپ میری جگہ آ کر بیٹھ جا اور میں یہاں تیری جگہ پر آ جاتا ہوں۔ جواب دے وہ الو تھا۔ جلدی جلدی اترا، نیچے بیٹھ گیا۔ حضرت امام صاحب اوپر چڑھے اور تخت پر بیٹھ گئے، کہتے ہیں اب سوال کر، کہا اللہ کیا کرتا ہے؟ وہ کہتے ہیں کہ تیرے جیسے خبیث کو تخت سے ہٹا کر نیچے بٹھاتا ہے، میرے جیسے انسان کو اللہ فرش سے عرش پر بٹھاتا ہے۔ اللہ اس وقت یہ کر رہا

ہے، یہ ہوگیا، اللہ نے کر دیا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی سخاوت اور مہمان نوازی:

حضرت یوسف علیہ السلام......فَعَرَفَهُمْ...... پہچان لیا، پہچان کر کچھ نہیں کہا، دیکھو اسے کہتے ہیں نبوت کا حوصلہ، کچھ نہیں کہا، خاموش، کس طرح آئے ہو؟ اب انہوں نے بیان کرنا شروع کیا۔ پیغمبر کے جو صبر کے بندھن تھے بڑا ضبط کیا سنتے رہے، چہرے پر کوئی اضطراب نہ آنے دیا کہ کہیں قلعی نہ کھل جائے۔ انہوں نے تو مظلومیت بیان کی اور ساتھ عربی اور مصری، ساتھ غلہ لینا تھا اور ساتھ محتاج تھے۔ انہوں نے......

بڑے دلائل سے

بڑی قوت سے

بڑی خطابت سے

حضرت یعقوب علیہ السلام کی مظلومیت بیان کی کہ ہمارا والد کس مصیبت میں ہے......

یوسف علیہ السلام کا پھر بھی پیغمبرانہ حوصلہ برقرار ہے۔ اپنے عملے کو بلایا، فرمانے لگے، انہیں غلہ دو، اگر لوگوں کو دو دو بوریاں دیتے ہو، انہیں چار چار بوریاں دے دو، پیسے لے لو، اور جب یہ پیسے دے دیں، تو وہ لا کر مجھے دیں۔ پیسے لے لئے، دے دیئے، فرمایا ان کی مختلف گندم کی بوریاں ہیں، ان میں یہ سارے پیسے رکھ دو، انہیں پتہ نہ چلے۔

اور دیکھو تم کتنے بھائی ہو؟ اس نے کہا کہ ہم دس آ گئے ہیں اور بھی کوئی ہے؟ اور بھی ہے کیا نام ہے اس کا؟ بنیامین، ایسا کرنا کہ آئندہ جب تم آؤ ضرورت ہو تو، ضرورت ڈال دی، اس بھائی کو بھی، آپ سارے، ہم بھی بھائیوں والے ہیں۔ رشتہ

داروں والے ہیں، ایک مظلوم پیغمبر جو برس ہا برس سے جیل سے رہا ہوکر اس منصب پر پہنچا ہے۔ اس کے سامنے جب والد اور بھائی کا ذکر آیا، تاریخ نہیں سامنے آ گئی ہوگی، کلیجہ نہیں، کہتے ہیں کہ کلیجہ پھٹنے کو آ گیا۔

لیکن حوصلہ پھر بھی کیا، فرمایا...... فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ قَالَ ائْتُونِي بِأَخٍ لَّكُمْ مِنْ أَبِيكُمْ ......تم اس طرح کرنا، اپنے بھائی کو بھی...... اِئْتُونِيْ...... لے کر آنا میرے پاس اور انہیں حکم دیا کہ انہیں اعلیٰ ترین محل میں ٹھہراؤ، ان کی زبردست خدمت کرو یہ سرکاری شاہی مہمان کی حیثیت سے ان کو پروٹوکول دو، جو حکم دے رہے ہیں وہ سارا پورا ہورہا ہے۔

تو پھر بھی آ جانا اچھا، کیوں آ جانا اور ساتھ ایک جملہ فرمادیا...... اِلَا تَرَوْنَ أَنِّي أُوفِ الْكَيْلَ ......تم دیکھتے نہیں ہو کہ میں نے کس طرح پیارا پیارا غلہ تمہیں دیا ہے۔ تم نے دیکھا نہیں کہ میرا تم سے سلوک کیا ہے؟...... وَأَنَا خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ...... میرے جیسا مہمان نواز تم نے کبھی دیکھا ہے آنکھوں سے؟

معلوم ہوا کہ جو بندے میں وصف ہو، اگر کسی وقت اللہ کی نعمت کو اجاگر کرنے کے لئے تذکرہ کرتا ہے یہ سنت انبیاء ہے۔

مہمان نوازی سنت انبیاء:

یہ میں آپ کو بھی عرض کروں گا، مہمان نوازی سنت انبیاء ہے۔ جس سے ہم سب خالی ہیں۔

گھر مہمان آئے ہم ٹالتے ہیں
کھانے سے بھی ٹالتے ہیں

چائے سے بھی ٹالتے ہیں
پانی سے بھی ٹالتے ہیں

یہ انبیاء کی صفت ہے مہمان نوازی، اور حضور ﷺ جیسا مہمان نواز ماں نے آج تک دنیا میں پیدا نہیں کیا۔

جس وقت وحی ملی ہے تو آپ کانپتے کانپتے گئے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس تو فرمایا...... زَمِّلُوْنِیْ زَمِّلُوْنِیْ ...... خدیجہؓ مجھے کمبل اوڑھاؤ، کوئی چادر دے، مجھے سردی لگ رہی ہے...... زَمِّلُوْنِیْ زَمِّلُوْنِیْ...... سیدہ نے پوچھا کہ حضور ﷺ ہوا کیا ہے؟ فرمایا ایک بندہ آیا بڑا خوبصورت، اس نے میرے ساتھ معانقہ کیا ہے، تو اس وقت سے مجھے کپکپی طاری ہے۔

وحی کا اثر تھا سارا، حدیث میں آتا ہے کہ جب حضور ﷺ پر وحی آتی تھی، جس اونٹنی پر ہوتے تھے، وہ اونٹنی بیٹھ جاتی تھی۔ اُٹھ نہیں سکتی تھی۔ اتنا وزن ہوتا تھا کہ اس وحی کی کپکپی طاری ہے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے بہت خوبصورت جملہ فرمایا۔ فرمانے لگی محمد ﷺ اور باتیں بعد میں کریں گے ایک بات یاد رکھنا جس کا دستر خوان کھلا ہو، جس کے دستر خوان سے غریبوں کو روٹی پانی ملتا ہو...... وَتَكْسِبُ الضَّيْفَ ...... جو مہمان نوازوں کا سردار ہو، جس کے دستر خوان سے کوئی بغیر نوالہ لئے جا نہ سکتا ہو۔ مہمان نوازوں کو رب دنیا میں بے عزت نہیں ہونے دیتا۔ بڑا تاریخی جملہ ہے۔

بھائیوں کا اعزاز کیا:

اَنَا خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ...... یوسف علیہ السلام نے فرمایا، تم نے دیکھ لیا کہ میں کتنا

مہمان نواز ہوں۔ بہت تمہیں پروٹوکول دیا ہے یار تم آ جانا کوئی بات نہیں۔ اگر ختم ہو جائے تو پریشان نہ ہو جانا۔ قحط بہت لمبا ہے، لیکن ایک بات ضرور کرتا ہوں اپنے اس بھائی کو بھی ساتھ لے آنا۔ اصل قصہ تو یہ تھا سارا۔

اگلے جمعہ چونکہ سیدنا صدیق اکبرؓ کی وفات پر میں بولنا چاہتا ہوں ان شاء اللہ اس کے اگلے جمعہ پھر اس پر بیان کروں گا۔

جامعہ قاسمیہ کے شعبہ حفظ کی منتقلی اور اس کا پھل:

ذرا پانچ منٹ ٹھہریں، جامعہ قاسمیہ کا جو شعبہ حفظ والا یہاں ہمارے گول مسجد میں شروع ہوا، وہاں سے یہ دوسرا طالب علم ہے جس نے قرآن کریم حفظ کیا ہے۔ آپ کی اس مسجد میں یعنی گول مسجد کو ہم یہ دوسرا تحفہ دے رہے ہیں۔ یہ پہلے آخری سورتیں پڑھ کر ختم کرتا ہے۔ اس کے بعد اس کے لئے دعا بھی کرو مجمع کی طرف منہ کر کے پڑھ لو۔

جامعہ قاسمیہ کے شعبہ حفظ قرآن میں، جس شعبے کو ہم مدرسے سے گول مسجد میں لے آئے ہیں، وہاں اس نے حفظ کیا۔ دوسرا شعبہ ہمارے مدرسہ میں ہے۔ آپ اب آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ جامعہ قاسمیہ کا آپ جو مالی تعاون رمضان شریف میں کرتے ہو یا سارا سال کرتے ہو، اس کے اللہ کے فضل و کرم سے اثرات ہیں۔ اور میں آج خوش ہوں آپ سے بھی، اپنے علاقے کے عزیز ساتھیوں سے بھی کہ آپ میری کمر نہیں لگنے دیتے، لوگوں کے دروازوں پر جا کر مانگنے پر مجبور نہیں کرتے، بلکہ مدرسے کو خود چلا رہے ہو۔

کاروباری حالات کچھ خراب ہو گئے، موجودہ حکومت بھی ان کو سہارا نہ دے

سکی، جس وجہ سے لوگ مایوس ہوئے، کچھ اس کا دینی اداروں پر بھی اثر ہوا، میری دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کے کاروبار میں قرآن کی برکت سے اللہ تعالیٰ خیر و برکت فرمائے۔ بچے کے والدین کو میں مبارکباد دیتا ہوں اس کے بھائیوں کو، اس کی والدہ کو بہنوں کو، کہ آپ کے گھر میں ایک ایسی دولت آ گئی ہے، جو صرف انبیاء کے وارثوں کو ملتی ہے یہ قرآن یا حضور ﷺ کے سینے میں جمع ہوا یا ان بچوں کے، یہ زندہ کتابیں ہیں، قرآن حکیم کی جلد۔

دوسری کتابیں تو ورقے کمزور بھی ہو جاتے ہیں، ان کے سینوں سے کون قرآن کو ختم کر سکتا ہے؟ یہ چلتے پھرتے اللہ کے قرآن کی تفسیریں ہیں۔

میں بہت خوش ہوں اور ہم ان شاء اللہ لگے ہوئے ہیں۔ بعض اوقات میں مایوسی کے الفاظ ضرور کہتا ہوں، لیکن میں خاص طور پر جمعہ کے جو ساتھی ہیں ان سے مایوس بھی نہیں اور ان کے لئے دعا بھی کرتا ہوں اور میں دعا کرتا ہوں کہ اس بچے کی برکت سے سارے شہر کے، آپ کے، مدرسے کے معاونین کے اللہ تعالیٰ کاروبار میں برکت دے اور میں دعا کرتا ہوں اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ ہمیں، ہمارے گناہ معاف فرمائے......(آمین)......اور اللہ تمہاری مشکلات کو آسان فرمائے......(آمین)

وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حضرت یوسف علیہ السلام......خطبہ 20

خطبہ:

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی سَیِّدِالرُّسُلِ وَ خَاتَمِ الْاَنْبِیَآءَ وَ عَلٰی اٰلِہٖ الْمُصْطَفٰی وَاَصْحَابِہِ الْمُجْتَبٰی اَلَّذِیْنَ ھُمْ خَیْرُالْخَلاَئِقِ بَعْدَ الْاَنْبِیَآءَ ......

یَـــارَبِّ صَـلِّ وَسَـلِّـمْ دَائِـمًـــا اَبَـدًا

عَـلـیٰ حَبِیْبِکَ خَیْـرِ الْـخَـلْقِ کُلِّھِمٖ

اَمَّـا بَـعْـدُ فَـاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الـرَّحِیْـمِ......فَـاِنْ لَّـمْ تَـأْتُـوْنِـیْ بِـہٖ فَلاَ کَیْلَ لَکُمْ عِنْدِیْ وَلَا تَقْرَبُوْنِ قَالُوْا سَنُرَاوِدُ عَنْہُ اَبَاہُ وَ اِنَّا لَفَاعِلُوْنَ وَ قَالَ لِفِتْیٰنِہِ اجْعَلُوْا بِضَاعَتَھُمْ فِیْ رِحَالِھِمْ لَعَلَّھُمْ یَعْرِفُوْنَھَا اِذَا نْقَلَبُوْا اِلیٰ اَھْلِھِمْ لَعَلَّھُمْ یَرْجِعُوْنَ فَلَمَّا رَجَعُوْا اِلیٰ اَبِیْھِمْ قَـالُـوْا یٰٓـاَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْکَیْلُ فَاَرْسِلْ مَعَنَا اَخَانَا نَکْتَلْ وَ اِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ قَالَ ھَـلْ اٰمَنُکُمْ عَلَیْہِ اِلَّا کَمَا اَمِنْتُکُمْ عَلیٰ اَخِیْہِ مِنْ قَبْلُ فَاللّٰہُ خَیْرٌ حٰفِظًا وَّ ھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ......

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَا نَا الْعَظِیْمُ

گزشتہ سے پیوستہ:

حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کو ارشاد فرمایا کہ آئندہ اگر تمہیں ضرورت ہو، غلے کی تو اپنے اس بھائی کو جس کا بتا رہے ہو، اسے ساتھ لے کر آنا......وَ اِنْ لَّمْ تَأْتُوْنِیْ بِہٖ......اگر تم اسے ساتھ نہ لے کر آئے......فَلاَ کَیْلَ لَکُمْ عِنْدِیْ......تمہارے لئے میرے پاس کوئی غلہ نہیں اور......وَلَا تَقْرَبُوْن ......اس کے

بغیر تم میرے قریب بھی نہ آنا۔ان الفاظ میں حضرت یوسف علیہ السلام کے اندر کے جذبات کی غمازی بھی ہوتی ہے اور اس بات پر بھی زور ہے کہ اگر آئندہ تم غلہ لینا چاہتے ہو، تو پھر اس بھائی کے بغیر تم میرے پاس نہ آنا۔آنے کی کوشش ہی نہ کرنا۔

قَالُوْا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ اَبَاهُ ......سب نے کہا کہ ہم اپنے والد کے ساتھ بات کریں گے۔گزارش کریں گے ان کی خدمت میں، غلے کی تو ہمیں ظاہر ہے کہ ضرورت پڑے گی۔اباجی کے ساتھ بات کریں گے اور انہیں قائل کرنے کی کوشش کریں گے کہ اس چھوٹے بھائی کو بھی ہمارے ساتھ روانہ فرمادو......اِنَّا لَفَاعِلُوْنَ ...... ہم اپنی طرف سے پوری کوشش کریں گے۔یعقوب علیہ السلام کو منوانے کی، اس بات پر کہ بنیامین کو ہمارے ساتھ بھیج دیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی تدبیر:

ایک تو یوسف علیہ السلام نے یہ تدبیر کی۔ان کے ساتھ گفتگو یہ فرمائی اور دوسرا یہ فرمایا کہ...... لِفِتْيَانِهِ ......عملے کو ارشاد فرمایا......اِجْعَلُوْا بِضَاعَتَهُمْ فِیْ رِحَالِهِمْ ......اس طرح کرو کہ غلے کے جو پیسے لئے ہیں۔وہ پیسے انہیں واپس کردو اور واپسی کا انہیں علم نہ ہو، اب گندم کی بوریاں، ان میں چھپا کر رکھدیا جائے۔ پتہ نہ چلے؟...... لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُوْنَهَا...... اِذَا انْقَلَبُوْا اِلٰٓى اَهْلِهِمْ ......تاکہ جب یہ جاکر اپنے گھر یہ غلہ کھولیں، دانے کھولیں، دیکھیں، اس کا تجزیہ کریں، تو جو پیسے انہوں نے دیئے ہیں، معلوم ہوتا ہے کہ وہ سکہ ایسا تھا کہ جو انسان پہچان سکتا تھا کہ یہ وہی ہے جو ہم ابھی دے کر آئے ہیں۔

ہمارے ہاں تو سکے نہیں، دس کا نوٹ ہے کیا پتہ چلتا ہے کہ یہ وہی ہے جو دے کر آئے ہیں۔سو کا نوٹ، کوئی پتہ تو نہیں چلتا، لیکن اس دور میں ایسا سکہ چلتا ہوگا،

جس سے یہ پتہ چلے کہ یہ تو وہی سکہ ہے، جو ہم دے کر آئے ہیں...... يَعْرِفُوْنَهَا...... یہ پیسوں کو پہچان لیں۔

اس میں اگر میری تھوڑی سی وجدانی کیفیت معلوم کرو تو یہ پیسوں کو پہچانے والی پارٹی ہے...... شَرَوْهُ بِثَمَنٍ م بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةً...... پہلے جو مجھے چند ٹکوں کے عوض بیچ کر چلے گئے تھے۔ ٹکوں کی تو ساری بات ہے۔ انہیں پتہ چل جائے، اس لئے ان کے گندم میں، ان کے دانوں میں پیسے چھپا دیں...... لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ...... یہ ذریعہ بن جائے گا ان کا میرے پاس دوبارہ آنے کا، وہ کہیں گے کہ یہ تو بڑا سخی بادشاہ ہے، جو پونجی اور سرمایہ ہم نے اس کی چیز کا اسے دیا تھا۔ اس نے وہ بھی واپس کر دیا وہ بھی نہیں رکھا۔ یہ نبیوں والی شان ہے، ہر ایک کو خدا عطا نہیں کرتا۔

کسی دکاندار کے پاس چلے جاؤ، کوئی چار گنا منافع لے گا، کوئی دوگنا منافع لے گا، کوئی قسمیں کھائے گا کہ میں نے اس سے کچھ نہیں لیا۔ اس نے سب سے زیادہ نفع لیا ہوتا ہے۔ وہ قسمیں کھائے گا، کچھ حیا والے ہوتے ہیں کہ یار ہم اس کے پیچھے جمعہ پڑھتے ہیں، چلو کوئی بات نہیں، دو روپے ہی لے لو زیادہ، اس طرح بھی کرتے ہیں۔

کچھ ایسے احباب بھی ہوتے ہیں کہ جو سامان بھی دیتے ہیں، پیسے بھی نہیں لیتے، ایسے بھی ہوتے ہیں۔

اور جو ایسا ہوتا ہے کہ جسے پیسے دیتا ہے، پیسے دینے میں اس کا نقش بیٹھ جاتا ہے، یہ نقش جما دیا، اللہ کے نبی نے ان کے دلوں پر کہ یہ تو اتنا سخی ہے۔ سودا بھی دے دیا اور پیسے بھی دے دیئے، اتنا سخی ہے یہ صفت ہے انبیاء والی۔

آئندہ غلہ مشروط ہے:

فَلَمَّا رَجَعُوْا اِلٰی اَبِیْهِمْ ......اللہ فرماتے ہیں کہ جب یہ اپنے والد کی خدمت میں حاضر ہوئے......قَالُوْا یٰٓاَبَانَا......ابا جان......مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ ......ہم سے غلہ روک دیا گیا ہے کہ آئندہ نہ یہاں آنا۔ ایک شرط لگائی ہے۔اس بادشاہ نے کہ اپنے چھوٹے بھائی کو ساتھ لے کر آنا۔ تو اس کو ساتھ لے کر آؤ گے تو...... نَكْتَلْ ......غلہ ملے گا۔ پورا ماپ کر دوں گا۔ مجال ہے کہ ایک رتی بھی کم ہو،اس لئے ہماری گزارش ہے ہماری درخواست ہے کہ......اَرْسِلْ مَعَنَا اَخَانَا...... ہمارے بھائی کو اس دفعہ ہمارے ساتھ بھیج دے۔

یہ تسلی دینے لگ گئے
یہ قائل کرنے لگ گئے
یہ دلائل دینے لگ گئے
اپنا مؤقف بیان کرنے لگ گئے

حضرت یعقوب علیہ السلام کے سامنے......وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ......ہم سے زیادہ اور بہتر اس کی کون حفاظت کرے گا۔ ہم اس کی حفاظت کی ذمہ داری بھی لیتے ہیں......

قَالَ هَلْ اٰمَنُكُمْ عَلَيْهِ...... فرمایا میں تم پر بھروسہ کروں......اِلَّا كَمَا اَمِنْتُكُمْ عَلٰٓی اَخِيْهِ......جس طرح میں نے تم پر تمہارے بھائی کے بارہ میں بھروسہ کیا تھا۔ اسی طرح پھر چاہتے ہو اب میں پھر تم پر بھروسہ کروں، میرا اعتماد تم سے اٹھ گیا ہے۔ اعتماد ہی تو اصل بات ہوتی ہے۔ وہ اٹھ جائے تو باقی پیچھے رہ کیا گیا۔ اعتماد بہت بڑی چیز ہے۔ اس لئے پوری دنیا اعتماد پر چلتی ہے۔ کسی نہ کسی مرحلے پر جا کر اعتماد کرنا پڑتا ہے۔ اپنے

ساتھیوں اور دوستوں پر اور جو بندہ اعتماد کو ٹھیس پہنچائے۔وہ بندہ رب کی اس دھرتی پر اس قابل نہیں کہ پھر اس پر دوبارہ بھروسہ کیا جائے۔

اچھا، میں اپنے بیٹے کو تمہارے ساتھ بھیجتا ہوں، تم وہی ہو، جنہوں نے یوسف کے بارہ میں لگی لپٹی باتیں کر کے میرے بیٹے کو لے گئے تھے اور وہ اب تک واپس نہیں آیا۔اب پھر تم میرے ساتھ وہی بات کرنا چاہتے ہو؟

دیکھو اب نہ میں جوش سے بول رہا ہوں، نہ جذبات سے بول رہا ہوں اور نہ میں تمہارے جذبات سے کھیل رہا ہوں۔قرآن کے الفاظ کا ترجمہ کرر ہا ہوں۔میں آپ پر اعتماد کروں۔معلوم ہوا کہ پیغمبر کو اندر کی بات کا علم ہی نہیں تھا۔آپ بھی نہیں سمجھے، اندر کی بات کا آپ کو بھی نہیں پتہ چلا۔اندر کی بات کا آپ کو بھی پتہ نہیں چلا، ورنہ آپ تڑپ جاتے۔

انہوں نے کہا کہ ہمیں بادشاہ نے کہا ہے کہ اس بندے کو ساتھ لے کر آنا جو باقی ہے تو یوسف علیہ السلام نے یہی کہا تھا۔اب یعقوب علیہ السلام فرما رہے ہیں کہ اچھا میں تم پر اسی طرح بھروسہ کروں جس طرح پہلے اپنے بیٹے کے مسئلے پر بھروسہ کیا تھا۔جاؤ جاؤ، مجھے تم پر کوئی اعتماد نہیں، پہلے بھی تم نے اسی طرح کیا تھا۔اندر کی بات کا اللہ کے نبی کو پتہ چلا؟ (نہیں)......پھر اگلے جمعہ لکھ کر لے آنا۔مولویوں سے پوچھ کر، معلوم ہوا کہ ظاہر کی باتیں بھی رب ہی جانتا ہے۔باطن کی باتیں بھی رب ہی جانتا ہے، چلو اب سمجھ آ گئی شکر ہے۔

علم غیب خاصہ خداوندی ہے:

پیغمبر نے کہا کہ میں تم پر اعتماد اور بھروسہ نہیں کرتا تو یعقوب علیہ السلام ایسے ہی گفتگو کرر ہے تھے۔قرآن کس لئے ہے۔ہمیں قصے سنانے کے لئے؟......لَا یَعۡلَمُ

مَـنْ فِـیْ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ......اللہ کے سوا غیب کوئی نہیں جانتا۔ بیٹے بیان کرتے ہیں نبی سنتا ہے۔ بیان کرنے والے صاحبزادے ہیں اور جس کے سامنے بیان کیا جارہا ہے وہ اللہ کا نبی ہے۔ اندر کی بات کا نہ بیٹوں کو علم ہے نہ باپ کو علم ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ بادشاہ ہے، اس نے ایک بات کی ہے چلو ابا جان کے ساتھ کرلو، کیا حرج ہیں کرنے میں۔

ایک بادشاہ کی بات سنا رہے ہیں، تو حضرت یعقوب علیہ السلام اس بادشاہ کی بات سن کر اس بادشاہ کے بارے میں تو کچھ نہیں فرمایا۔ ان کے بارے میں فرمایا کہ اچھا تم نے پہلے بھی دھوکہ دیا تھا۔ اب پھر کرنا چاہتے ہو اور ساتھ یہ بھی کہتے ہو؟......اِنَّـا لَـہٗ لَـحافِظُوْنَ ......ہم حفاظت کریں گے۔ تم نے پہلے بھی بڑی حفاظت کرلی ہے۔ کنوئیں میں ڈال دیا۔ پتہ نہیں کیا کیا میرے بیٹے کے ساتھ............ ھَـلْ اٰمَـنُـکُمْ عَلَیْہِ ......میں تم پر بھروسہ کروں؟......اِلَّا کَـمَـا اَمِـنْتُـکُمْ عَلٰیٓ اَخِیْہِ مِنْ قَبْل......نہیں، مجھے تم پر کوئی اعتماد نہیں...... اِنَّا لَہٗ لَحافِظُوْنَ......جتنا مرضی کہتے رہو۔

محافظ اللہ ہی ہے:

اب میں نے یہاں کہنا ہے......فَـاللّٰـہُ خَیْرٌ حَافِظًا ......جس کا حافظ اللہ ہو، اس کی بیڑیاں پار لگتی ہیں جن کشتیوں کی ملاحی رب چھوڑ دے۔ وہ کشتیاں پھر غرق ہی ہوتی ہیں۔ اس لئے اب میں وہ جملہ نہیں کہتا، جو یوسف کے بارے میں کہا تھا۔ اچھا......اَرْسِلْـہُ مَـعَنَا غَدًا یَّرْتَعْ وَ یَلْعَبْ وَ اِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ......وہاں تو تم کہہ کر مجھے کہ ہم حفاظت کریں گے۔ مجھے تمہاری حفاظت پر کوئی اعتماد نہیں۔ میں اب ہر حفاظت اس رب کے حوالے کرتا ہوں۔ جو میرا بھی پالن ہار ہے اور تمہارا بھی پالن ہار

ہے......فَاللّٰہُ خَیْرٌ حَافِظًا ......اللہ بہترین حافظ ہے۔اس کا معنی یہی بنتا ہے کہ جن کی بیڑیاں وہ کنارے لگائے وہ ڈوبتی نہیں اور جن کی بیڑی وہ غرق کرے۔

یَابُنَیَّ ارْکَبْ مَّعَنَا فَلَا تَکُنْ مَّعَ الْکَافِرِیْنَ...... بیٹا آ کر میری کشتی پر سوار ہو جا۔بچ جائے گا۔پار لگ جائے گا۔بیٹا کہتا ہے...... سَاٰوِیْ اِلٰی جَبَلٍ یَّعْصِمُنِیْ مِنَ الْمَآءِ...... اے نوح علیہ السلام مجھے اپنی کشتی کی بات نہ سنا۔میں پہاڑ پر چڑھ کر جان بچالوں گا۔تیری کشتی نے اس پہاڑ کی بلندیوں کا مقابلہ کیسے کرنا ہے۔اللہ کا نبی فرماتا ہے......لَا عَاصِمَ الْیَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ...... اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ......او بیٹا جب اللہ کا عذاب آیا ہے تو میرا صاحب زادہ، لیکن پھر تجھے میں نے بھی نہیں بچا سکنا۔اب بھی بچنا چاہتا ہے میری کشتی پر سوار ہو جا، کیونکہ ......فَاللّٰہُ خَیْرٌ حَافِظًا ......اللہ کے سوا کشتیاں پار لگانے والا کوئی نہیں۔اس نے کہا کہ میں پہاڑ پر چڑھ کر جان بچالوں گا۔ اللہ فرماتے ہیں کہ جب پہاڑ پر پانی آتا ہے......حَالَ بَیْنَھُمَا الْمَوْجُ فَکَانَ مِنَ الْمُغْرَقِیْنَ ......نبی کی آنکھوں کے سامنے صاحبزادے کا بیڑہ غرق ہو گیا۔وہ بچا سکا؟ (نہیں)

بری بری امام بری
میری کھوٹی قسمت کرو کھری

کہتے ہو کہ نہیں؟ میں آپ کو ہمیشہ عقیدے کی بات سمجھاتا ہوں۔کوئی امام بری کشتیوں کو پار نہیں لگا سکتا۔

یا معین الدین چشتی
لگا دے پار کشتی

کوئی بڑے سے بڑا کشتیوں کو پار نہیں لگا سکتا، جن کا بیڑہ رب غرق کرے،

قرآن کہہ رہا ہے...... لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ...... بہت کوششیں حضرت نوح علیہ السلام نے کیں۔ اسے کشتی میں بٹھانے کے لئے، اللہ نے دریا کی موج کو حکم دیا، چل صاحبزادے کو کردے ختم، اسے پتہ چل جائے کہ جسے میں بچانا چاہوں۔ اسے مار کوئی نہیں سکتا اور جسے میں مارنا چاہوں اسے بچا کوئی نہیں سکتا۔ قرآن کہتا ہے...... وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ ...... او پاکستان میں گول مسجد میں بیٹھنے والو، میں رب تمہیں بتا رہا ہوں۔ نوح علیہ السلام کے بیٹے نے میرے ساتھ اکڑ کی تھی۔ وہ کھنیاں مار کر گزرنا چاہتا تھا۔ میں نے سامنے بیڑہ غرق کر دیا تاکہ دنیا کو پتہ چل جائے کہ جن کی بیڑیوں کو میں غرق کرنا چاہتا ہوں۔ دنیا کی کوئی طاقت اسے پار نہیں لگا سکتی۔

اور حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں چلے جاتے ہیں سارے کہنے لگے کہ اب یونس نے نہیں بچنا، لیکن میں نے اسے ایک وظیفہ بتا دیا...... لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ...... یونس فکر نہ کر، مچھلی کے پیٹ میں یہ وظیفہ پڑھ کر اللہ کے سوا بچانے والا کوئی نہیں۔ پیارے یہ وظیفہ پڑھنا تیرا کام ہے، کنارے پر زندہ سلامت بٹھانا میرا کام ہے۔ مچھلی میرے نبی کو کنارے پر لے جا۔ آگے سے عرض کرتی ہے ربا مجھے نگلنا تو آتا ہے، لیکن پیٹ سے نکال کر میں کنارے پر کیسے بٹھاؤں، اللہ فرماتے ہیں کہ صرف پیٹ سے نکالنا نہیں، تیرے پیٹ کو میں نے ایئر کنڈیشن کمرہ بنا دینا ہے۔ جتنے دن تیرے پیٹ میں نبی رہے گا تیرا مہمان ہوگا۔ خبردار اگر یونس کو کچھ ہوا پھر لے کر اسے کنارے پر پہنچا دے۔ یا اللہ میں کنارے پر کیسے پہنچاؤں، فرمایا جن کی بیڑیوں کو میں کنارے لگانا چاہوں دنیا کی ساری طاقتیں ایک طرف ہو جائیں۔ ان بیڑیوں کو غرق کوئی نہیں کر سکتا۔ یہ ہے قرآن ہے۔ یہ اللہ

کی کتاب۔

اس لئے حضرت یعقوب علیہ السلام اس وقت کہہ چکے تھے کہ جاؤ میں نے تمہارے حوالے کیا، تو اب اکیس سال ہو گئے، حوالے کئے ہوئے اب تک نہیں آیا واپس ہی نہیں آیا۔

اب کہتے ہیں......فَاللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظًا ......وہ بہترین حفاظت کرنے والا ہے بندوں کی، صرف بندوں کا رب تو نہیں، جانوروں کی حفاظت وہ کرے...... کیڑیوں اور چیونٹیوں کی حفاظت وہ کرے...... جو جانور گھروں میں رکھے ہوئے یا باہر نکال دیئے ہیں، کارپوریشن نے ان کی کون سنتا ہے۔ ان کی کون زبان کو جانتا ہے۔ اللہ فرماتے ہیں او جانورو......وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا ......فرمایا پریشان نہ ہونا، گائے بھینسیں اور اونٹ، میں نے تم پر اپنے بندوں کی ڈیوٹی لگا دی ہے۔ مجال ہے کہ ڈیوٹی میں کسی قسم کی کسر یا کسی قسم کی کمی کریں۔ وہ صبح اٹھ کر تمہیں پانی بھی پلائیں گے۔ گھاس بھی لا کر کھلائیں گے۔ اگر ان سے اٹھائی نہیں جائے گی تو ریڑھی پر لائیں گے۔ اگر تم ثابت نہیں کھا سکو گے۔ یہ چھوٹے کر کے کھلائیں گے۔ اگر کٹے ہوئے بھی تم نہ کھا سکو گے۔ یہ کھل بنولہ تمہیں کھلائیں گے۔ اگر تمہیں گرم پانی پی کر تمہیں مزہ نہیں آئے۔ یہ ٹھنڈی نہروں پر تمہیں لے کر جائیں گے۔ یہ سارا انتظام میں نے کائنات کے انسانوں کے لئے نہیں، بلکہ میں نے سارا انتظام حیوانوں کے لئے بھی کیا ہے۔ چرندوں کے لئے بھی کیا ہے۔ درندوں کے لئے بھی کیا ہے......فَاللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظًا ......اللہ سب سے بہتر حفاظت کرنے والا ہے۔ اس کا نظام ہی اس طرح ہے۔

ماں کے پیٹ میں مجھے تجھے کس نے غذا دی۔ (اللہ نے) کوئی ناغہ ہوا؟

(نہیں) تمہیں کہنے کی ضرورت پڑی کہ اللہ بھوک لگی ہے کچھ کر؟ (نہیں) ماں کو تو رو رو کر کہتے ہو کہ دودھ پینا ہے۔ باپ کو تو آوازیں دے کر کہتے ہو کہ شہر چلے ہو۔

لڈو لے کر آنا

آم لے کر آنا

انگور لے کر آنا

ماں کے پیٹ میں کسے کہتے تھے۔ اللہ فرماتے ہیں کہ او ناشکرے بندے، مجھے چھوڑ کر غیروں کے دروازوں پر جھکنے والے۔ ذرا یار بتا تو سہی۔ اتنا عرصہ تو ماں کے پیٹ میں رہا۔ کبھی میں نے تجھے شکایت کا موقع دیا ہو، جب تجھے ضرورت پڑی ہے۔ مجھے اپنی کبریائی کی قسم ہے۔ میں نے تجھے پوچھا نہیں تجھے تازہ پھل عطا کر دیا۔ کون ہے تیری حفاظت کرنے والا۔

زمین داروں کو میں نے دیکھا فصل کاشت کرتے ہیں۔ آپ نے گاؤں میں سے گزرتے ہوئے دیکھا ہے۔ مکئی کے کھیتوں میں ہانڈی الٹی کالی سی سوٹی پر لٹکائی ہوتی ہے۔ اگر ان سے پوچھوں یہ کیا، کہتے ہیں درندوں پرندوں سے بچانے کے لئے، یہ کوے، یہ چیل اور درندوں اور گیدڑوں سے بچانے کے لئے، ہم نے یہ ہانڈی الٹی کی ہوئی ہے۔ اس طرح سے جانور اسے دیکھ کر آتے نہیں۔ فصل خراب نہیں ہوتی۔ فرمایا جب تو نے ہانڈی نہیں لٹکائی تھی اس وقت تیری فصل کا کون تھا ذمہ دار؟ (اللہ) جس دن تو دانے ڈال کر آیا تھا۔ کھیت میں کیڑے مکوڑوں نے دیکھا موج ہو گئی۔ عید بن گئی۔ وہ دیکھو دانے پھینک رہا ہے۔ اسے ذرا پھینکنے دو رات ہماری عید ہو گی۔ شب برأت، یہ دانے نکال نکال کر کھائیں گے۔

کیڑیاں دیکھی ہیں؟ (جی) انہیں پتہ چل جائے کہ فلاں جگہ گڑ پڑا ہے لائن

بنا کر پہنچ جائیں گی۔

اللہ فرماتے ہیں کہ میں پھر ان پر پہرے بٹھا دیتا ہوں۔ انہیں کہتا ہوں کہ سارا خود نہ کھا لینا۔ ان کے لئے بھی رکھنا۔ سارا نہ ضائع کر دینا۔ کوؤں کو کہتا ہوں کہ تم اپنا حصہ کھالو، تم اور مولوی کون سے الگ الگ ہو، سارے اور ساتھ ملا لو، کوئی الگ تو نہیں، مال کسی کا ہم نے کھانا ہے۔ ماشاء اللہ ہر وقت محنت میں لگے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں پہرے بٹھا دیتا ہوں۔ میں فرشتوں کو کہتا ہوں ڈنڈا پکڑ کر بیٹھو، یہ اس بے چارے نے کل سارا دن لگایا ہے۔ اگر یہ دانے ختم ہو گئے، اس کا خاندان کہاں سے کھائے گا۔ کنبہ سارا، تم پہرہ دو، کسی کو دانے خراب کرنے کی اجازت نہیں دینی، انہی دانوں کو ستوں میں تبدیل کر کے زیادہ کر دوں گا۔

دینے والا صرف ایک اللہ ہی:

اس لئے حضرت یعقوب علیہ السلام نے بڑا پیارا جملہ جو میرے رب کی توحید پر واضح موجود ہے۔ اسے جی فلاں بزرگ دیتا ہے۔ فلاں پیر دیتا ہے۔ بزرگ کے ماشاء اللہ خود مزار پر غلہ رکھا ہے۔ پاک پتن شریف جاؤ، گلہ نہیں رکھا پیسے ڈالنے کے لئے؟ (رکھا ہے) اگر بزرگ دیتا ہے تو لیتا کس لئے ہے؟ اس نے تو خود گلہ رکھ دیا۔ دیتے جاؤ دیتے جاؤ۔

داتا صاحب چلے جاؤ

کوئی دودھ لے کر جا رہا ہے

کوئی کپڑے لے کر جا رہا ہے

کوئی بکرے چڑھانے جا رہے

یہ اس کا دربار ہے، تم سے کچھ نہیں لیتا۔ دیتا ہی دیتا ہے۔ نہیں تو تجزیہ کر کے

مجھے بتادو، صرف دیتا ہے اور کوئی پیسہ نہیں لیتا۔

روتے ہیں سائنس دان، بچہ صحت مند نہیں رہ سکتا۔ ڈبے کا دودھ لاؤ۔ ڈبے کا دودھ خریدنے جاؤ، پیسے لگتے ہیں۔ غریب آدمی کہاں سے لائے؟ اللہ فرماتے ہیں توماں کا دودھ پی، ڈبے سے زیادہ مضبوط ہوگے۔

حضور ﷺ کو حضرت آمنہؓ نے حضرت حلیمہؓ کی گود میں بھیجا۔ وہ ڈبہ کہاں سے طلب کرتی۔ اللہ فرماتے ہیں کہ ڈبے کے دودھ کے بیٹے بھی ڈبے ہوتے ہیں۔ لے جا اسے حلیمہ کے پاس بھیج دے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے دیہات میں پرورش پائی ہے۔

سب سے زیادہ بہادر ہوں

سب سے زیادہ سخی ہوں

سب سے زیادہ اچھا ہوں

میری تربیت میں وہ ماحول ہے

جس ماحول میں گناہ کا تصور کم ہوتا ہے

فَاللّٰہُ خَیْرٌ حَافِظًا...... اللہ نے فرمایا کہ لوگوں کو ایسے ہی محافظ نہ بناتے پھرو، میں ہی حفاظت کرتا ہوں اور میں ہمیشہ افسوس کرتا ہوں کہ اے کاش میں حافظ قرآن بھی ہوتا۔ اے کاش! لیکن یہ اللہ کی عطاء ہے۔ نہیں ہوا۔ اللہ نے قرآن میں فرمایا ہے کہ یہ جو ایک ایک بندہ ہے۔ ایک بندہ، اس کے دائیں طرف کے پہرے دار ہیں۔ اس کے بائیں پہرے دار ہیں۔ اس کے آگے پہرے دار ہیں۔ اس کے پیچھے پہرے دار ہیں۔ قرآن کہتا ہے میں نہیں کہتا۔ یہ پہرہ دیتے ہیں، ہم نہیں چلتے آج کل وقت ہی ایسا ہے، پرآشوب، باڈی گاڈر کا وقت سیکیورٹی کا ہر وقت ساتھ ہیں۔

اللہ فرماتے کہ میں نے نوری سیکیورٹی تیرے ساتھ ساتھ لگائی ہے۔ دیکھ اسے کچھ ہونہ، ادھر بھی جبرائیل تیری پارٹی ہو، ادھر بھی، آگے بھی، پیچھے بھی۔ اس کے ساتھ ساتھ چلو، جب تک موت نہیں آتی۔ تم نے اس کا پہرہ دینا ہے۔ ہر بندے کا، اس کو رب ایسے ہی نہیں یہاں غلام آباد مسجد میں لے آیا۔ چاروں اطراف میں رب کی سیکیورٹی لگی ہوئی تھی۔

ہماری سیکیورٹی تو آپ کو نظر آتی ہے رب کی نظر نہیں آتی۔ کبھی مانگا ہے، کچھ فیس کبھی، یہ پنکھے ہیں ہوا کا بل آجاتا ہے، کبھی اللہ نے بھی بل مانگا ہے۔

سورج کا

روشنی کا

ہوا کا

پنکھوں کا

مانگا ہے کبھی بل

فرمایا! بل مجھے نہ دو، دل مجھے دے دو، بل کی ضرورت نہیں، سر کا سجدہ مجھے دے دو، مجھے اپنی کبریائی کی قسم ہے جو میں تمہاری حفاظت کرتا ہوں، اس حفاظت کا میرے نزدیک مجھے جو مزہ آتا ہے جو چیز لے کر، وہ عاجزی کے ساتھ سجدہ تو کر اور عزتیں میں تجھے عطا کردوں گا......فَاللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظًا......

اللہ رحیم ہے:

آگے ایک جملہ اور کہا......وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْن......فرمایا رحم تو......

ہر بندے کو آتا ہے

ماں کو بھی آتا ہے

باپ کو آتا ہے
بھائیوں کو بھی آتا ہے

رب کو اپنے بندوں پر ماں باپ سے زیادہ رحم آتا ہے۔ یہ جوالہ ہے الہ اس کا مطلب ہی یہ ہے کہ جس طرح بچہ روئے، ماں برداشت نہیں کرسکتی۔ اللہ فرماتے ہیں کہ جب بندہ روئے میں برداشت نہیں کرتا۔ کوئی بات نہیں چلنے دو۔

میرا کیا جاتا ہے؟ میں ایک بندے کو جہنم نہیں بھیجتا۔ جنت بھیج دیتا ہوں۔ میرا کیا بگڑتا ہے۔ مجھے اس وقت مزہ آجاتا ہے جب اس کی آنکھ سے آنسو گر کر یہ میرے دروازے پر ہاتھ اٹھا کر کہتا ہے۔ کہ اب تیرے سوا میرا بازو کوئی نہیں پکڑ سکتا۔ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے اتنا رحم آتا ہے کہ میں بندے کا بازو پکڑ کر خود ہی جنت میں پہنچا دیتا ہوں۔

فَـالـلّٰـهُ خَيْرٌ حَافِظًا...... وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ......سب سے زیادہ رحم کرنے والا......وَلَـمَّـا فَتَـحُـوْا مَتَاعَهُمْ ......حضرت یعقوب علیہ السلام سے باتیں مکمل ہوئیں، تو آپس میں کہنے لگے چلو یار دانے کھولیں، اپنے اپنے حصے کے دانے دیکھ لیں، کس طرح کے دانے ہیں ہمارے، کتنا ان کا بھاؤ ہے؟ اللہ فرماتے ہیں کہ جب انہوں نے غلہ کھولا......وَجَـدُوْا بِـضَـاعَتَهُمْ رُدَّتْ اِلَيْهِمْ ......وہ جتنے بھی پیسے دے کر آئے تھے۔ سارے دانوں میں موجود تھے۔ اس غلے میں موجود تھے...... رُدَّتْ اِلَيْهِـــمْ ......حضرت یوسف علیہ السلام نے احسان کر کے سارے کے سارے پیسے واپس کردیئے تھے انہیں......قَـالُوْا يٰـاَبَـانَـا...... جب انہیں دانے بھی ملے اور ساتھ پیسے بھی ملے۔ شور شروع کردیا۔ دونوں چیزیں جو مل گئیں، کہنے لگے......يٰـاَبَانَا مَـا نَبْغِىْ هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَيْنَا ...... وَنَمِيْرُ اَهْلَنَا...... وَنَحْفَظُ اَخَانَا وَ نَزْدَادُ كَيْـلَ بَـعِيْرٍ ......جلدی جلدی باتیں کرنے لگ گئے۔ ابا جی ابا جی یہ دیکھو ہمارے پیسے

بھی واپس آ گئے، یہ دانے بھی واپس آ گئے، اس طرح کا محسن ہم نے دنیا میں کوئی نہیں دیکھا۔ ابا جی غلہ بھی پورا ہے پیسے بھی پورے ہیں۔ وہی پیسے ہیں جو ہم دے کر آئے تھے...... رَدَّتْ اِلَیۡهِمۡ ...... اللہ فرماتے ہیں کہ جو تمہارے پیسے واپس کر سکتا ہے وہ تمہیں بھی معاف کر کے جنۃ المعلی میں بھجوا سکتا ہے۔

میں تم پر اعتماد نہیں کرتا:

یہ ان کو بتایا کہ تم نے اپنے حوصلے والا کام کیا۔ اس نے اپنی حوصلے والا کام کیا ہے۔ یہ کوئی عام آدمی نہیں، لگتا ہے کہ اس کے سر پر نبوت کا تاج چمک رہا ہے۔ جلدی جلدی باتیں کرتے ہیں۔

جب بندے کو بہت خوشی ہو تو ایسے ہی کرتا ہے۔ کہتا ہے لو جی یہ اس طرح ہو گیا ہے یہ اس طرح ہو گیا۔ یہ پیسے بھی آ گئے، یہ دانے بھی آ گئی، مال بھی پورا ہے، کمال ہے قرآن کی قسم، اس طرح کا بندہ ہم نے دنیا میں دیکھا ہی نہیں، لو جی ہم پہلے غلے کو روتے تھے۔ یہ دولت بھی دے دی، یہ اس نے پیسے لئے ہی نہیں، ہم جائیں گے۔

اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کو اس لئے تدبیر دی تھی کہ پیسے رکھ دے یہ آئیں گے۔ یہ آئے اور اکیلے نہیں آئیں گے۔ اس بنیامین کو ساتھ لے کر آئیں گے۔ جس کے لئے تیری آنکھیں ترس گئیں۔ اسے ساتھ لے کر آئیں گے۔ یہ تدبیر میں نے بتائی ہے۔ لو جناب حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ بڑا اچھا آدمی لگتا ہے۔ اس کی بڑی اچھی صفات ہیں۔ مجھے لگتا ہے۔ اللہ کا کوئی مقبول بندہ ہے لیکن...... لَنۡ اُرۡسِلَهٗ مَعَكُمۡ ...... حالانکہ میں نے ابھی دل سے ارادہ نکالا نہیں کہ میں نے اسے تمہارے ساتھ بھیجنا نہیں اپنے بیٹے کو، وہی تو نشانی ہے یوسف کی میری پاس، میں نے اب تم پر اعتماد کرنا ہی نہیں ہاں۔

میرے ساتھ وعدہ کرو:

ایک بات ہے۔ وہ یہ ہے کہ...... حَتّٰی تُؤْتُوْنِ مَوْثِقًا ...... میرے ساتھ وعدہ کرو، آخر والا تھا۔ مجبوری بھی تھی۔ غلہ نہیں تھا۔ معلوم ہوا یارو تم سوچو ضیاء القاسمی کی بات سن کر کہ نبی ہو، ولی ہو، سب محتاج ہیں میرے رب کے۔ تم کہتے ہو، روٹی یہ دیتے ہیں، رزق یہ دیتے ہیں، یہ دیکھ لو روٹی دیتے، اچھا یہ آٹا تو ختم ہو ہی جانا ہے۔ یہ گندم تو ختم ہو ہی جانی ہے۔ رہنے تو ہے نہیں۔ میں اب بنیامین تو تمہارے ساتھ نہیں بھیجتا...... حَتّٰی تُؤْتُوْنِ مَوْثِقًا ...... اچھا میرے ساتھ وعدہ کرو...... لَتَأْتُنَّنِیْ بِهٖ ...... کہ تم اسے واپس میرے پاس لیکر آؤ گے۔ ابھی وہ دل سے بات نکلی نہیں، وعدہ کرو کہ بنیامین کو واپس لاؤ گے۔

اللہ کی شان دیکھیں کہ کوئی جملہ زبان سے ایسا نکل جاتا ہے، اللہ نکلوا دیتا ہے۔ آپ نے یہ دیکھا ہوگا، او جی پرسوں حاجی صاحب ملے تھے۔ اچھے بھلے تھے۔ کہتے تھے یار مضبوطی سے مل لو، موت کا کیا پتہ ہے، دیکھو وہ پرسوں موت کا کیا پتہ ہے۔ یہ ایسے ہی جملہ اس کی زبان سے نکلوا دیا۔ تیسرے دن بعد موت آ گئی۔ ایسے نہیں ہوتا ہمارے ہاں۔

ایک دن کہتے تھے کہ زندگی کا کیا پتہ ہے، وہ اللہ اندر ایک بات ڈال دیتا ہے کہ یہ جب کھلے گی تو پھر اسے پتہ چلے گا کہ میں کون ہوں اور یہ کون ہے۔

اچھا لے جاؤ وعدہ کرو پھر آپ لائیں گے واپس اسے میرے پاس، لیکن یہ ہے کہ...... اِلَّا اَنْ یُّحَاطَ بِكُمْ ...... ہاں کہیں گھیراؤ میں نہ آ جائے۔ یہ جملہ کہہ دیا۔ ہاں کہیں گھیراؤ میں نہ آ جائے۔ وہاں کیا کہاں تھا؟...... اِنِّیْ اَخَافُ اَنْ یَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ ...... لے تو جاؤ یوسف کو مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں بھیڑیا نہ کھا جائے۔ کہا تھا کہ

نہیں؟ (کہا تھا) وہ بھیڑیئے والی بات ہی بن گئی۔ اللہ نے پہلے ہی زبان سے نکلوا دیا۔ بھیڑیا نہ کھا جائے۔

حکمران عقل کے ناخن لیں:

بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ بھیڑیئے نے یوسف علیہ السلام کے والد سے ملاقات کی۔ اس نے کہا کہ حضرت آپ نے میرا نام لے لیا۔ میں نبیوں کو کھا سکتا ہوں؟ میرا نام لے لیا۔ یہ مولوی تھوڑے ہیں۔ بھیڑیئے نے جو کام نہ کیا۔ یہ ملاں کرتے ہیں ماشاء اللہ یا وزیر داخلہ کافی ہے۔ معین حیدر صاحب، بھیڑیئے سے کم نہیں۔ آج اس کا بیان آیا ہے اللہ کے فضل سے، جو دینی اور طالب علم جماعتیں ہیں ہم ان پر پابندی لگا دیں گے۔ پہلے کون سے مولویوں کے محل گرا دیئے ہیں۔ وزیر داخلہ صاحب، اگر عقل نہیں تو کسی دکان سے خرید لے۔ اگر کہیں عقل ملتی ہے اسلام آباد کی کسی دکان سے، وہاں سے لے لو۔ یہ مولوی بڑی بڑی بلڈنگوں میں رہ کر پڑھانے کے عادی نہیں۔ یہ تو انار کے درخت کے نیچے ڈیرے لگا کر دین کی دھوم مچا دیتے ہیں۔ تمہیں ایسے ہی خیال ہے ان مولویوں کے ساتھ اللہ کی طاقت ہے اور یہ اللہ کو ماننے والوں کی طاقت ہے۔ جتنا تم رعب ڈالو گے۔ اتنا ہی یہ مدارس کو چندہ زیادہ دیں گے۔ یہ تو مدرسے ہے ہی ان کے یہ عوام کے، ان ساتھیوں کے، غریبوں کے، حالانکہ جسے اللہ نے مل دی ہے وہ چندہ دیتا ہوا روتا ہے کہ اس دفعہ حالات بہت خراب ہیں، یہ غریب روتا نہیں۔ یہ کہتا ہے کہ اگلے سال سو دیا تھا۔ اب نوے لے لو، اسی جگہ کھڑا رہے گا۔ یہ دین کے جو محل ہیں مدارس، ان پر جتنی مرضی پابندیاں لگا لیں، یہ نہیں ختم ہو سکتے میں مسترد کرتا ہوں تیرے اس منصوبے کو۔

یہ جو اعلان کیا ہے کہ جو قابل احترام شخصیات کی توہین کرے۔ اسے تین سال سزا، میں مسترد کرتا ہوں۔ میں نہیں مانتا۔ اور ملک میں نہیں ماننے دوں گا جو ابوبکرؓ کی توہین کرے گا۔ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ عمرؓ کی توہین کرنے والا اسلام کی سرحد کے قریب نہیں آسکتا۔ خبردار، اگر کسی نے صحابہؓ کی توہین کی، پرخچے اڑا کر رکھ دیں گے۔ ہم تیرے قانون کے پابند نہیں، ہم اللہ کے قانون کے پابند ہیں۔ جہنم جاؤ، مولوی، مولوی مولوی لڑتا ہے تمہیں؟ جب یہ مولوی اسلام آباد آتے ہیں کابل والے، افغانستان والے، ملاں عمر کے وزیر خارجہ، کوئی وزیر داخلہ، ایک چادر یہاں کندھے پر رکھی ہوئی، کرسی کی ضرورت ہی نہیں، نیچے بچھا کر بیٹھ جائیں گے۔

قیصر کا سفیر آیا آ کر پوچھا مدینے میں، مسلمانوں کو تمہارا امیر المؤمنین کہاں ہے؟ صحابیؓ کہنے لگا وہ لیٹا ہوا ہے اس نے دیکھا کہ ایک مٹی پر مسجد میں، کچے فرش پر ایک پتھر سرہانے رکھا ہے، لیٹا ہوا ہے۔ اس نے کہا یہ امیر المومنین ہے؟ نزدیک تو ہو کر دیکھو؟ تجھے پتہ چلے امیر المومنین ہے؟

جا تو جن کا ہے جا وہاں تو نے ہمارے ملک میں کون سی وزارت داخلہ چلانی ہے۔ کہا سارے جلسے مساجد میں کیا کرو۔ باہر نہیں ہم نے نکلنے دینا۔ امام بگاڑوں میں کرو اور مساجد میں کرو، میں نے کہا کہ یہ ہمیں قبول ہے، لیکن جلوس بھی امام بگاڑوں میں ہوں۔ بس اس پر حد لگا دو، حد لگا دو، نہ ہم جلوس گھنٹہ گھر نکالیں، نہ یہ جلوس نکالیں، یہ بھی اپنا جلوس محرم والا امام بگاڑے میں نکالا کریں۔ نہیں یہ تو روایت ہے ان کی۔ میں نے کہا کہ پھر ہماری بھی روایت ہے۔ تمہاری اکیلے کی روایت نہیں۔

جنرل مشرف صاحب انہیں عقل سے عاری وزیروں کو کسی اور محکمے میں لگا۔ یہ ملک نہیں چلا سکتے۔ ان کی وجہ سے پاکستان میں ان وزیروں کی اور این جی اوز، معین

الدین حیدر جیسے ان کی وجہ سے افراتفری ہے ملک میں۔

نبی کے ایک ایک لفظ میں توحید ہوتی ہے:

اگر گھیرے میں آ گئے تو اور بات ہے، وعدہ کرو انہوں نے کہا کہ ہم وعدہ کرتے ہیں۔ ہم بنیامین کو واپس لائیں گے، ہم وعدہ کرتے ہیں اب وعدے کے بعد اللہ کے نبی کے ایک ایک لفظ میں توحید ہے۔ میں نے آپ کو جب، میں نے سورۃ یوسف شروع کی تھی یہ میں نے نہیں کہا کہ میں یوسف علیہ السلام کی کتاب سنایا کروں گا، میں نے یہ کہا تھا کہ میں سورۃ کے لفظوں کے موتی نکال نکال کر دوں گا۔ کتاب میں سناتا رہا ہوں۔ جب میں بھی پیدا ہوا تھا اور آپ بھی پیدا ہوئے تھے۔ بڑے خوش ہوتے تھے وہاں سے سنا، جب غلہ لینے جارہے تھے یہ سارے مفسر ہیں۔ ماشاءاللہ

اللہ وکیل ہے:

وعدہ کرو، اچھا جی وعدہ ہو گیا۔ سنا اب فیصل آبادی، وعدہ ہو گیا۔ فرمایا کہ..... قَالَ اللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ..... میرے ساتھ مل کر وعدہ کرو۔ جو کچھ تم نے کہا ہے..... مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ..... اس پر اللہ وکیل ہے۔ یہ عربی کا جملہ، جو ساتھی عمرے اور حج پر جاتے ہیں ان کو پتہ ہے کہ وہاں تو عربی عرب والے، ہمیشہ بات بات پر کہتے ہیں۔ اللہ وکیل اللہ وکیل، کیا مطلب؟ جو وعدہ ہم نے آپ سے کیا ہے جو بات کی ہے، وہ بات اپنی جگہ پر پکی ہے۔ ہم کسی کی ضمانت نہیں دیتے۔ ہم اللہ کو وکیل کرتے ہیں..... حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ ..... سارے پڑھ کر اونچی اونچی......
حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ...... نِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ النَّصِيْرُ......

فرمایا میرے بیٹو اب میں بات پکی کر رہا ہوں، پکی، پہلے میں تم سے باتیں

کرتا رہا، کہ میرے یوسف کو واپس لے آنا، یا اس کے ساتھ کوئی زیادتی نہ کرنا، میں نے تم پر بھروسہ کیا۔ اعتماد کیا، اب میں تمہاری بات نہیں کرتا...... عَلٰی مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ......اب اللہ وکیل ہے اور جو کشتیاں اس کے سپرد ہو گئیں۔ کبھی بھی ڈوب نہیں سکتیں، پیغمبرانہ بات کی، نبیوں والی...... عَلٰی مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ...... اَللّٰهُ مَالِكٌ...... اَللّٰهُ وَكِيْلٌ......

خاندان نبوت کی وجاہت ہوتی ہے:

ابا جی پھر اجازت ہے بنیامین کو لے جائیں، فرمایا اجازت ہے جاؤ، لیکن ایک بات سنو، جب تم اس بادشاہ کے، مصر والے کے شہر میں جاؤ، تم ہو جوان، تم ہو نبی کے بیٹے، تمہارا لوگوں کو دور سے ہی پتہ چل جانا ہے، کہ تم پیغمبر کے صاحبزادے ہو، نبی کا بیٹا آخر خاندانی لوگ ہوتے ہیں پتہ چل جاتا ہے، میراثی چلتا ہوا آ رہا ہو تو دور سے ہی پتہ چل جاتا ہے۔

بعض بندے چہروں سے پہچانے جاتے ہیں، ہیجڑے چلتے ہوئے آ رہے ہوں تو دور سے پتہ چل جاتا ہے۔ ماشاء اللہ آ رہے ہیں۔ پٹواریوں کا دور سے پتہ چل جاتا ہے، پولیس والے کی تین میل سے بو آنی شروع ہو جاتی ہے کہ آ رہے ہیں، پتہ چل جاتا ہے۔

اللہ کے نبی کے بیٹے آتے ہوں۔ مجھے تو وہ سید سمجھ نہیں آتا۔ جس کا چہرہ نہ بتائے کہ میں سید ہوں، چہرہ بتاتا ہے یہ خاندانی آدمی ہے۔

یہ عبدالمطلب کا نام سنا؟ (ہے) حضور ﷺ کا دادا، جب ابرہہ نے اونٹ پکڑ لئے، یہ اپنے اونٹ لینے گیا، روایات میں آتا ہے کہ اس نے پیغام بھیجا کہ میں ملنا چاہتا ہوں، اس نے کہا لے آؤ اور جس وقت عبدالمطلب دربار میں داخل ہوا۔ وہ تخت

پر بیٹھا تھا۔ بیٹھا نہ رہ سکا، کیونکہ خاندان نبوت کا بڑا تھا، اس کا چہرہ دیکھ کر متاثر ہو گیا۔

حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ جب نجاشی کے دربار میں داخل ہوئے تو نجاشی کو اپنی پڑگئی۔ پادری کہتے ہیں کہ سجدہ نہیں کرنا۔ وہ کہتا ہے کہ یہ کرے نہ کرے یہ ہے کون؟ اس کا چہرہ بتا رہا ہے کہ یہ کسی خاندان کا آدمی ہے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کی بیٹوں کو وصیت:

اس لئے حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا...... یٰبَنِیَّ...... بیٹا...... لَا تَدْخُلُوْا مِنْ م بَابٍ وَّاحِدٍ ...... جب تم اس شہر میں جاؤ، بارہ کے بارہ ایک ہی دروازے سے داخل نہ ہونا۔ نظر لگ جائے گی۔ سوہنے جوان، کڑیل......

آنکھوں میں

چہرے میں

بھنوؤں میں

بالوں میں

حسن ہی حسن

لوگ کہیں گے یہ کہاں سے آگئے، یہ کون ہیں

حسن یوسف علیہ السلام دیکھ کر متاثر ہوئے:

بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ یوسف علیہ السلام کسی سفر پر جا رہے ہیں۔ ایک جگہ ڈیرے لگائے، سارا گاؤں دیکھنے آگیا۔ یہ کون ہے، کس کو جرأت تو ہو نہ، آہستہ آہستہ پوچھیں یہ کون ہے؟ ایک نے کہا کہ یہ کسی قوم کا معبود ہے؟ معبود؟ حضرت یوسف علیہ السلام بول پڑے فرمایا معبود نہیں، یہ کسی الٰہ کا بندہ ہے، جس کا بندہ

اتنا خوبصورت ہے اس کا مالک کتنا پیارا ہوگا۔ مسئلہ بھی ساتھ سمجھا دیا۔ اس کا مالک کتنا خوبصورت ہوگا۔

لَا تَدْخُلُوْا مِنْ م بَابٍ وَّاحِدٍ ...... ایک دروازے سے نہیں داخل ہونا۔ بیٹا نظر لگ جائے گی۔

نظر برحق ہے اور اس کا علاج:

نظر برحق ہے، تم ایسے نہ کہنا کہ مولوی ایسے ہی مسئلے بیان کرتا ہے۔ نظر برحق ہے۔ اس لئے علماء فرماتے ہیں، نظر لگ جائے، چاروں قل پڑھ کر دم کر دیا کرو، اللہ مہربانی فرمائے گا، وظیفہ بتا دیا تمہیں۔

مِنْ م بَابٍ وَّاحِدٍ ...... سارے کے سارے ایک دروازے سے داخل نہ ہونا۔ کئی دروازوں سے داخل ہونا...... وَادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ...... ایک کی بجائے مختلف دروازوں سے داخل ہونا۔ اکیلے اکیلے اور یہ تو میں نے تدبیر کی بات بتائی ہے۔

کیسا توکل:

اب پھر مسئلہ توحید ساتھ ہی بیان کر دیا۔ فرمایا...... وَمَا اُغْنِیْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ ...... ساتھ میں تمہیں مسئلہ بھی بتا دوں اگر کسی کو نقصان پہنچنا ہو تو دنیا کی کوئی طاقت اس کے نقصان کو روک نہیں سکتی۔ اگر کسی کو نفع پہنچنا ہو تو دنیا کی کوئی تدبیرا سکے نفع کو روک نہیں سکتی۔ میں نے تو تمہیں تدبیر بتائی ہے۔ نفع ونقصان کا میں بھی مالک نہیں۔ نفع ونقصان کا اللہ مالک ہے۔ ساتھ ہی بتا دیا۔ نفع ونقصان کا اللہ مالک ہے...... اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ...... حکم اللہ ہی کا ہے...... عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ ...... پہلے ارادہ کرو جب ارادہ کرلو، پھر باتیں چھوڑ دو، پھر ادھر اُدھر دیکھنا چھوڑ دو، پھر اس پر اعتماد

کر کے کشتی اس کے حوالے کردو......عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ......اللہ فرماتے ہیں کہ جو متوکل لوگ ہیں وہ اسی طرح کرتے ہیں۔

پہلے اونٹ کی ٹانگ کسی درخت کے ساتھ باندھتے ہیں، پھر اسے اللہ کے حوالے کرتے ہیں۔توکل یہ معنیٰ نہیں کہ ادھر چھوڑ دو گھنٹہ گھر، چھوٹے سے بچے کو، خود ہی آجائے گا۔اللہ توکل، یہ توکل کا معنیٰ کوئی نہیں، تدبیر پوری کرو۔اس کے بعد ڈوری اللہ کے حوالے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے بات سمجھادی:

یہ یعقوب علیہ السلام نے مسئلہ سمجھایا۔اللہ فرماتے ہیں......فَلَمَّا دَخَلُوْا ......جب یوسف علیہ السلام کے بھائی......مِنْ حَيْثُ اَمَرَهُمْ اَبُوْهُمْ ...... جیسے ابا جان نے حکم دیا تھا اسی طرح دروازوں سے داخل ہوئے۔

میں مصر شہر بھی گیا ہوں دو تین دفعہ اور میں دیکھتا رہتا ہوں، میری کوشش ہوتی ہے کہ ارض القرآن دیکھوں، قرآن نے جن جن جگہوں کے تذکرے کئے ہیں۔وہ دیکھوں، اب تمہیں تو اس طرح سمجھ نہیں آئے گا کہ وہ دروازے کس طرح تھے۔وہ دیکھنے کے بعد سمجھ آجاتے ہیں۔اسی طرح جس طرح ہمارے آٹھ بازار ہیں۔ہمارے تو ایک بازار میں دروازہ ہے۔وہاں سارے بازاروں میں دروازے تھے۔فصیل ہوتی ہے اس شہر میں اسے فصیل کہتے ہیں یہ اکیلے اکیلے داخل ہوئے، کوئی ادھر سے، کوئی ادھر سے، اکیلا بندہ جب داخل ہو تو بے شک بادشاہ ہو اس کا پتہ چلتا ہے؟(نہیں)

اور اگر گیارہ بندے داخل ہوں، پھر دور سے ہی پتہ چل جاتا ہے یہ کون سے

پیر صاحب جارہے ہیں، کیونکہ تم میں جو سید ہوتا ہے اور جو پیارا ہوا سے سید کہہ دیتے ہیں۔

سید حسین ہوتا ہے:

ہمارے ایک مولوی صاحب تھے وہ اچھے بھلے سید کہلانے لگ گئے۔ ایک دن سٹیج سیکرٹری نے اعلان کیا کہ اب تمہاری سامنے شاہ صاحب تقریر کریں گے۔ ایک اس میں اصلی سید بھی بیٹھا تھا۔ اس نے اٹھ کر کہا دوستو، ہمارے سید ہونے میں تو شبہ ہوسکتا ہے۔ اس کے سید ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ ہماری آنکھوں کے سامنے یہ سید بنا ہے۔ اس سے بڑا سید کون ہوسکتا ہے۔

سید صبح پڑھے نماز رب دی
بنا سجدے سید سجدا نہیں

بے شک سید کے سینے پر شمر ہو، سید سجدے سے بھاگتا نہیں۔ سید سید ہی ہوتا ہے۔ حضور کے خاندان سے جو ہوا۔ اس خاندان کا کوئی نقشہ تو اس کے چہرے پر آئے گا۔ آنکھیں بُری جیسے دیا بجھا ہو، رنگ توے کی طرح، سر کے بال نہیں، جس طرح کنوئیں کی ٹینڈ ہو، کیسا سید ہے؟ اس سے تو سیدنا بلالؓ کا چہرہ اتنا تھا کہ جب بازار جاتے تھے لوگ دیکھتے تھے کہ بلالؓ آرہا ہے۔

یہ جو مولویوں نے بنایا ہے کہ ناک ایسے تھا۔ پاؤں ایسے تھے۔ لب اس طرح تھے یہ سب بکواس ہے۔ مولویوں کا، بلالؓ رنگ کا کالا تھا ہم نے کالے دیکھے ہیں، حج پر، رنگ کا کالا تھا، لیکن اللہ فرماتے ہیں...... سِیۡمَاهُمۡ فِیۡ وُجُوۡهِهِمۡ مِنۡ اَثَرِ السُّجُوۡدِ...... ان کے چہرے پر میں نے ایسا نور بھر دیا تھا۔ دور سے پتہ چلتا تھا کہ محمد ﷺ کا صحابی آرہا ہے۔

اور بندوں کو نہیں جانوروں کو بھی، شاہ کا بھی پتہ چلتا ہے، بناسپتی کا بھی پتہ چلتا ہے۔اصلیوں کا بھی پتہ چلتا ہے، پتہ چل جاتا ہے۔

نبوت کا حسن:

حضور ﷺ کا حسن تھا چاند، دنیا چاند کو دیکھتی ہے۔چاند میرے حضور ﷺ کو دیکھتا تھا۔زلفوں کو دیکھتا تھا۔چاند نے تو دیکھنا ہے یہ قرآن کہتا ہے......قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِيْ السَّمَآءِ......محبوب جب آپ آسمان کی طرف چہرہ اٹھا کر دیکھتا ہے، میں تیری طرف دیکھتا ہوں۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

روشن کردیا مدینے کو میرے مصطفیٰ ﷺ کے حسن و جمال نے، روشن کردیا۔

اللہ کی تدبیر غالب آ گئی:

اس لئے فرمایا کہ تم اکیلے اکیلے آؤ، بہت اچھا جی۔اللہ فرماتے ہیں کہ یہ بھی ایک تدبیر تھی۔یعقوب چاہتا تھا کہ اس طرح ہو، لیکن اللہ نے یہاں بھی گھیرے ڈال دیئے۔یہاں بھی گھیرا ڈال دیا......فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰی يُوْسُفَ ......اللہ فرماتے ہیں کہ جب یوسف علیہ السلام کے دربار میں حاضر ہو گئے۔یوسف علیہ السلام نے دیکھ کر آج ایک نیا ہی جلوہ دیکھا۔آج ایک ایسے نوجوان کو دیکھا جس کی آنکھیں یوسف کے ساتھ ملتی ہیں۔آج ایک نوجوان کو دیکھا جس کی ڈیل ڈول یوسف سے ملتی ہے۔آج ایک نوجوان کو دیکھا جو مسکراتا ہے تو یوسف کی مسکراہٹ نظر آتی ہے۔آج ایک نوجوان کو دیکھا جس نے پچیس سال پہلے کی یادیں تازہ کرادیں۔

لیکن یوسف علیہ السلام تخت مصر پر بیٹھے تھے۔اس کی طرف دیکھنے لگے کہ پہلے تو میں بھوک مٹالوں۔

پیارو ذرا ادھر چلو، کسی کا بھائی گم ہو، بیٹا گم ہو، تو برس ہا برس کے بعد اچانک سامنے آجائے تو پھر اس کی کیفیت کیا ہوگی۔ اسے تقریر نہیں بیان کرسکتی۔ میں اگر چاہوں کہ اس کا لفظوں میں نقشہ کھینچوں، میں نہیں کھینچ سکتا۔آپ بھی نہیں کھینچ سکتے۔

حضرت یوسف علیہ السلام بنیامین کے ساتھ:

اللہ فرماتے ہیں......دَخَلُوْا عَلٰی یُوْسُفَ اٰوٰی اِلَیْهِ ...... اَخَاهُ ...... یوسف علیہ السلام نے فرمایا اچھا آ گئے ہو سارے؟ جی حاضر ہو گئے ہیں۔ اندر کی باتیں چھوڑتا ہوں کیونکہ وہ تو بیان نہیں ہوسکتیں۔جس وقت اچانک یوسف علیہ السلام کے سامنے بنیامین آیا تو یہ نقشے اب کیسے بیان ہوسکتے ہیں۔ دیکھا بھائی کو، سارے عملے کو بلایا کہ لو جی انہیں لے جاؤ۔انہیں ان کے کمرے دو، رہائش دو، سب کو ٹھہراؤ، اس نوجوان کو کھڑا رہنے دو، باقی کو لے جاؤ۔سب کو ریسٹ ہاؤس میں ٹھہرا دیا۔ وہ بادشاہ تھا۔چلو جناب......اٰوٰی اِلَیْهِ......

نبوت وصداقت جدا نہیں ہوسکتی:

چونکہ میں صحابہؓ کا غلام ہوں۔آپ کو تو پتہ ہے کہ میں تو سیکنڈوں میں ان کی شان نکالتا ہوں، ان الفاظ میں بھی شان نکلتی ہے دو آدمیوں کی، کہ یوسف علیہ السلام کے سامنے جب بھائی آیا......اٰوٰی اِلَیْهِ......فرمایا تم اپنے اپنے کمرے انہیں دے دو، اسے میرے پاس رہنے دو، وہ سارے چلے گئے۔فرمایا! اسے میرے خاص کمرے میں پہنچادو، آجاؤ اب میرے ساتھ۔

کسی کو کہا کہ اسے جنت البقیع میں لے جاؤ
کسی کو کہا کہ بدر میں لے جاؤ
کسی کو کہا کہ اُحد میں لے جاؤ
کسی کو کہا کہ خندق میں لے جاؤ
کسی کو کہا تبوک میں لے جاؤ

لیکن جب صدیق آیا اسے کہا کہ میرے پاس لے آؤ بنتی ہے بات کہ نہیں ؟(بنتی ہے)

جب تعارف ہوا تو:

اٰوٰی اِلَیۡہِ ......اسے میرے پاس ہی رہنے دو، تو جس وقت اپنے پاس رکھ لیا اپنے ساتھ لے گئے۔ فارغ ہو کر......اٰوٰی اِلَیۡہِ اَخَاہُ ...... پھر اس کمرے میں گئے خود، خود تشریف لے گئے اور جا کر فرمایا، کون ہے تو؟ اسے کیا پتہ تھا؟ کہ مجھے پوچھنے والا کون ہے؟ کون ہے تو؟

مجھ میں بھی ہمت نہیں ہے کہ اس مظلوم کے الفاظ کو میں اپنی زبان سے بیان کرسکوں۔ بنیامین نے کہا میرا کیا پوچھتا ہے، میں کون ہوں میں کیا بتاؤں کہ میں کون ہوں۔ میں اگر بتانے لگا پھر تو پوچھے گا کہ تیرا والد کون ہے؟ میں کیا بتاؤں کہ میرا والد کون ہے؟ پھر تو پوچھے گا کہ تو اتنا غمگین کیوں ہے۔ پھر میں تجھے اپنے غم کس طرح بیان کروں؟ جو برس ہا برس کے بعد میری چہرے پر دیکھ، میرے چہرے کے رنگ پر دیکھ، میرے چہرے کی کیفیات پر دیکھ، میں اتنا خوبصورت تھا کہ حسن مجھ سے خیرات مانگتا تھا۔ میں اتنا خوبصورت تھا کہ حسن مجھ سے خیرات مانگتا تھا۔ میرے چہرے پر تو اداسی نہیں دیکھتا۔ فکر نہیں دیکھ رہا۔ میرے چہرے کی لکیریں پڑھ کر تو ان میں کچھ تلاش

نہیں کر رہا۔ تجھے کچھ پتہ نہیں چل رہا کہ میں گم سم کیوں ہوں؟ تجھے پتہ نہیں چل رہا۔ مجھے یہ اکیلے کو چھوڑ کر اب بھی سارے چلے گئے۔ایسے ہی، مجھے اکیلے کو چھوڑ کر، مجھے نہیں، میرے والد کو، والد یعقوب کو، نبی ہیں، عام آدمی ہوتے تو صبر کے سارے بندھن ٹوٹ جاتے۔

اللہ نے فرمایا! آنسو نہیں بہانا سننا، ہے اس کی باتیں سن، حوصلے سے سن، جب سن لیں، پھر میں نہیں کہتا پھر قرآن کہتا ہے فرمایا ذرا، میری طرف دیکھ، یوسف علیہ السلام، میری طرف دیکھ، اگر تیرا چہرہ آئینہ بن جائے۔اس میں دیکھ، مجھے پہچاننے کی کوشش کر، بنیامین علیہ السلام پہچاننے لگ گئے۔اللہ نے فرمایا اب زیادہ تنگ نہ کرے، اب زیادہ اس کے صبر کا امتحان نہ لے۔اب اسے بتا کہ میں کون ہوں، فرمایا......اِنِّیْ اَنَا اَخُوْكَ ......میں تیرا بھائی یوسف ہوں۔فَلَا تَبْتَئِسْ ......اب تجھے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔اب تو محلوں میں آ گیا ہے تو اپنے بھائی کا مہمان ہے۔سخی لوگ اپنے بھائیوں سے ایسا ہی سلوک کرتے ہیں۔اب میں تجھے پوچھوں گا۔ دوسرے مرحلے میں اباجی کا۔

اب نہیں، تجھ سے یہی خوشی نہیں سنبھالی جانی اور میں تجھے دیکھ کر مسرت سے اچھل پڑا ہوں۔اب میں دوسرے مرحلے میں تجھ سے یعقوب علیہ السلام کے حالات دریافت کروں گا۔

(ان شاء اللہ اگلے جمعہ)

وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

حضرت یوسف علیہ السلام......خطبہ 21

خطبہ:

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلاَمٌ عَلٰی سَیِّدِالرُّسُلِ وَ خَاتَمِ الْاَنْبِیَآءِ وَ عَلٰی اٰلِہٖ الْمُصْطَفٰی وَاَصْحَابِہٖ الْمُجْتَبٰی اَلَّذِیْنَ ھُمْ خَیْرُالْخَلاَئِقِ بَعْدَ الْاَنْبِیَآءَ ......

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ......وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰی یُوْسُفَ اٰوٰی اِلَیْہِ اَخَاہُ قَالَ اِنِّیْ اَنَا اَخُوْکَ فَلاَ تَبْتَئِسْ بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ فَلَمَّا جَھَّزَھُمْ بِجَھَازِھِمْ جَعَلَ السِّقَایَۃَ فِیْ رَحْلِ اَخِیْہِ ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَیَّتُھَا الْعِیْرُ اِنَّکُمْ لَسَارِقُوْنَ قَالُوْا وَ اَقْبَلُوْا عَلَیْھِمْ مَّاذَا تَفْقِدُوْنَ قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِکِ وَ لِمَنْ جَاءَ بِہٖ حِمْلُ بَعِیْرٍ وَّ اَنَا بِہٖ زَعِیْمٌ قَالُوْا تَاللّٰہِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّاجِئْنَا لِنُفْسِدَ فِی الْاَرْضِ وَمَا کُنَّا سَارِقِیْنَ قَالُوْا فَمَا جَزَاؤُہٗ اِنْ کُنْتُمْ کٰذِبِیْنَ قَالُوْا جَزَاؤُہٗ مَنْ وُّجِدَ فِیْ رَحْلِہٖ فَھُوَ جَزَاؤُہٗ کَذٰلِکَ نَجْزِی الظّٰلِمِیْنَ......

صَدَقَ اللّٰہُ مَولاَ نَا الْعَظِیْمَ

گزشتہ سے پیوستہ:

سورۃ یوسف شروع ہے، مگر درمیان میں تسلسل قائم نہ رہ سکا۔ درمیان میں بعض خطبات مختلف عنوانات پر جو ضروری ہوتے ہیں اس لئے سورۃ یوسف کا تسلسل برقرار نہ رہ سکا۔ کوئی مضمون ہو اس میں حسن تسلسل سے پیدا ہوتا ہے۔ درمیان میں اگر

سلسلہ منقطع ہوجائے تو پچھلی بات بھول جاتی ہے۔

گزشتہ جمعہ حضرت یوسف علیہ السلام کے سلسلہ میں حضرت یوسف علیہ السلام کے محل کا ذکر ہو رہا تھا اس لئے ہر مضمون کا تقاضا یہ ہے کہ اسے مسلسل بیان کیا جائے۔

اس وقت جو آیات تلاوت ہوئیں۔ان میں حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کا مصر جس انداز میں داخل ہونا۔قرآن حکیم نے اسے اجمال کے ساتھ بیان کیا ہے......فَلَمَّا دَخَلُوا عَلٰى يُوسُفَ ...... جب برادران یوسف حضرت یوسف علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔آپ سن چکے ہیں کہ یعقوب علیہ السلام نے انہیں نصیحت فرمائی تھی کہ ایک دروازے سے داخل نہ ہونا، مختلف دروازوں سے داخل ہونا۔

بنیامین کے اکیلے رہنے کی حکمت:

اسی طرح اپنے والد کی نصیحت کے مطابق مختلف دروازوں سے داخل ہوئے، کیونکہ بھائی تھے دو دو کی جوڑی بن گئی۔ بنیامین اکیلے رہ گئے- دس بھائی جوڑے بن گئے اور گیارھویں بنامین تھے یہ اکیلے، بھائیوں سے الگ ہو کر الگ دروازے سے داخل ہوئے۔اللہ نے اسی میں ان کی بہتری فرما دی۔قرآن کہتا ہے کہ جس وقت حضرت یوسف علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔آپ نے انہیں عزت، اعزاز اور اکرم کے ساتھ ٹھہرایا۔شاہی محل میں انہیں کمرے الاٹ کر دیئے۔ بنیامین اکیلا رہ گیا۔

اس اکیلے رہنے میں بھی اللہ تعالیٰ کی حکمت تھی کہ یہ اکیلا رہ جائے گا اور یوسف علیہ السلام کو خلوت تنہائی میں بنیامین سے باتیں کرنے کا موقع مل جائے گا......

اٰوٰی اِلَیْـہِ اَخَـاہُ ...... یوسف علیہ السلام نے فرمایا، پوچھا! کہ تو اکیلا رہ گیا۔ تجھے کسی نے ساتھ نہیں رکھا۔ چل تو میرے پاس ٹھہر جا۔ یہ بھی اللہ کی تقدیر کا ایک حصہ تھا۔ اپنے پاس ٹھکانہ دے دیا۔

اس سے یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ اگر اللہ کا نبی بنیامین کو اکیلے نہیں رہنے دیتا تو اپنے پاس اکیلے کو ٹھہرا لیتا ہے۔ تو حضور ﷺ نے بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اکیلا نہیں رہنے دیا۔ اپنے پاس ٹھہرا لیا۔

پہلوئے مصطفیٰ میں بنا آپ کا مزار
پہنچی وہیں یہ خاک جہاں کا خمیر تھا

اسے اپنے پاس ٹھہرایا...... ظاہر یہ کہ اس کے ساتھ خلوت میں گفتگو بھی ہوتی تھی۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے بنیامین سے پوچھا:

ایک دن فرمایا کہ تو اداس اداس رہتا ہے تو کھل کر بات کیا کر، بادشاہی اپنی جگہ، وزارت اپنی جگہ، جب تو میرا مہمان ہے، کھل کر میرے ساتھ کیوں بات نہیں کرتا۔ اس نے کہا کہ وزیر صاحب ایک صدمہ ہے، ایک دکھ ہے، ایک غم ایسا لگا ہوا ہے کہ مجھے وہ مسکرانے کی اجازت ہی نہیں دیتا۔ میں کس طرح مسکراؤں، کھل کر بات کر، میں کس طرح خوشی کروں، تیرے ساتھ، ایک تیرے جیسا پیارا یہ اتفاقی بات کر رہے ہیں، ابھی پہچانا نہیں، اسے تو پتہ ہے کہ یہ بنیامین ہے۔ تیرے جیسا پیارا، حسن و جمال کا پیکر، میرا بھائی پتہ نہیں بڑا عرصہ ہو گیا میں نے اسے دیکھا نہیں۔ تیری شکل کچھ اس کے ساتھ ملتی جلتی ہے۔ میرے اس بھائی کے ساتھ، میں جب تجھے دیکھتا ہوں، تو مجھ پر وہ غم، وہ صدمہ اور دکھ طاری ہو جاتا ہے کہ تو بھی کسی کا بھائی ہوگا اے

کاش! میرا بھائی مجھے حاصل ہو جائے، تجھے دیکھ کر مجھے میرا وہ بھائی یاد آجاتا ہے۔ میں محل میں رہتے ہوئے بھی کس طرح تیرے ساتھ خوشی سے بولوں، یہ غم تھا اور ہوتا ہے۔ جسے میں الفاظ میں آپ کو نہیں سمجھا سکتا۔ غم ایک ایسی چیز ہے۔

بلبل کو دیا نالاں تو پروانے کو جلنا
غم ہم کو دیا جو سب سے مشکل نظر آیا

یہ غم جس سے بندہ چلنا بھول جاتا ہے، کہتے ہیں کہ چلنا بھول جاتا ہے۔

میری خوشی لٹ گئی ہے، اے کاش! تو محل میں خوش رہتا ہے۔ میں جھونپڑی میں خوش رہنے کو تیار ہوں۔ اگر میرا بھائی مجھے مل جائے۔

غور کرو اور سوچو:

اب آپ اس پر ذرا اللہ کی بے نیازی پر غور کرو، ہم یہاں اکٹھے اس لئے ہوتے ہیں کہ ہم قرآن کی روح میں اتریں۔ اللہ کے ساتھ کوئی اکڑ کر بات تو نہیں کر سکتا۔ رعب نہیں ڈال سکتا۔ نہیں تو ناں سہی، بندے ایسے کہہ سکتے ہیں تو وہ بھی ایسے کہہ سکتا ہے۔ بندہ کہتا ہے نہیں تو نہ سہی تو محتاج ہے میں مختار ہوں۔ اتنا طویل عرصہ گزر گیا ہے۔ بتایا نہیں، پتہ نہیں چلا۔ یہ جو بھائی باتیں کر رہا ہے۔ ساتھ باتیں کرتے ہیں۔ سامنے باتیں کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ گفتگو کرتے ہیں۔ یہ نہیں پتہ کہ جس میں تجھے حسن یوسف کی خوشبو آتی ہے، یہی یوسف ہے، بس تھوڑا سا بندہ اگر عقل وفکر ہو تو تھوڑا سوچے۔

مولویوں نے اگر مرنا نہیں تو پھر تو الگ بات ہے۔ سامنے بیٹھے ہیں۔ اللہ کے نبی، بھائی کو پتہ نہیں کہ یہ صاحبزادہ ہے، اسے پتہ نہیں۔

اللہ فرماتے ہیں کہ گول مسجد والوں کو مسئلہ سمجھ آجائے۔ میری مرضی ہے کہ

میں بتاؤں نہ بتاؤں۔ عالم الغیب میں ہوں۔ میرے سوا کوئی عالم الغیب نہیں۔ تیرے پیروں کو تو سب کچھ پتہ چل جاتا ہے۔ یہ نبی کا بیٹا ہے- صاحبزادہ ہے، بھائی کے سامنے بیٹھا ہے پتہ ہی نہیں کہ بھائی سے باتیں کر رہا ہوں۔

یہ جمعہ جو میرے پاس پڑھتے ہو اس لئے پڑھتے ہو کہ آپ کو دین آ جائے۔ میں اس لئے پڑھاتا ہوں کہ تمہیں دین آ جائے۔ ورنہ آپ کو پتہ ہے کہ جو مقرر لوگ ہیں میں ابھی ملتان سے آیا ہوں۔ ابھی ایک گھنٹہ پہلے پہنچا ہوں اور صرف جمعہ پڑھانے آیا ہوں اور وہاں ہماری اتنی بڑی کانفرنس ہے، ان سے چھپ چھپا کر سارا شہر پیچھے پڑا ہوا ہے، میں نے کہا کہ میں جمعہ نہیں چھوڑتا جو مرضی کرلو۔ تو یہ اس لئے کہ میرا اور آپ کا رشتہ دین کا رشتہ ہے۔ میں جو چل کر ملتان سے جمعہ پڑھانے آیا ہوں، آپ پتہ نہیں کہاں کہاں سے چل کر آتے ہیں۔

اگر میں آپ کو کتاب وسنت کی خوشبو تقسیم نہ کروں فائدہ کیا ہے تقریروں کا......اور اگر دل کے دریچے کھلے ہوں تو پیغمبر نے فاران کی چوٹی پر فرمایا......قُولُوا لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ ......ادھر سے تقریر ختم ہوگئی۔ادھر صدیق بن گیا۔زیادہ وقت ہی نہیں لگا۔

علم غیب پیغمبر بھی نہیں جانتا:

تو بنیامین کس سے بات کر رہا ہے؟ (حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ) پتہ ہے؟ علم غیب کیا ہے؟ ہم کہتے ہیں کہ قبر پر چڑا بیٹھ جائے تو قبر والے کو پتہ چلتا ہے کہ چڑا ہے یعنی قبر والا قبر میں یہی کام کرتا ہے کہ چڑا ہے کہ چڑی ہے۔ چڑے کا پتہ ہے تو سامنے جو بیٹھا ہے اسے اس بات کا علم نہیں کہ جس کے ساتھ میں بات کر رہا ہوں جس بھائی کے حسن کو دیکھ کر گفتگو کر رہا ہوں، وہ یہی ہے پتہ ہی نہیں......

لَا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہ ......اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا۔

اب یہاں اللہ کی بے نیازی دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یار مدتیں گزر گئیں۔ چالیس سال گزر گئے تھے۔ چالیس سال میں بندہ بدل جاتا ہے۔ چھوٹا بچہ کہاں پہنچ جاتا ہے۔ فرمایا اب بول، میں نے تیرے پاس اس لئے اسے بھیجا ہے کہ بول، یہ بھی اداس ہے۔ میں نے تجھے کبھی نہیں کہا کہ بول، کئی سال گزر گئے ہیں اب کہتا ہوں بول۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے بتایا میں تیرا بھائی ہوں:

قرآن کہتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام بول اٹھے...... قَالَ اِنِّیْ اَنَا اَخُوْكَ ......جس یوسف کو تلاش کرر ہے ہو میں تو وہی یوسف ہوں۔ تھوڑا سا دل میں تصور کرو، جب بنیامین کو یہ پتہ چلا ہوگا اس وقت حال کیا ہوگا؟ قرآن نے صرف یہ بتایا وہ حال بیان نہیں کیا۔

مفسرین فرماتے ہیں کہ اس لئے نہیں کہا کہ آپ کے سننے کے لئے وہ جگر ہی نہیں اس کیفیت کو سننے کے لئے جو کیفیت بنامین کی تھی۔ کلیجہ پھٹ جاتا تمہارا اگر میں وہ کیفیت بیان کر دیتا جو کیفیت بنیامین کی تھی......قَالَ اِنِّیْ اَنَا اَخُوْكَ ......میں تیرا بھائی ہوں......فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ......اب مایوسیوں کا دور ختم ہوگیا۔ اب بہاروں کا دور شروع ہوگیا۔ اب ان کی طرف نہ دیکھ، اب میری طرف دیکھ، اب تیری اور میری زندگی کا ایک نیا ہی ورق شروع ہوگا۔ نیا آغاز ہوگا اور اللہ تجھے ایسی لذت والی زندگی دے گا۔ اتنی لذت والی کہ اب تو اس خاندان کا بیٹا ہے، جسے والد بھی نبی ملا اور بھائی بھی نبی ملا۔

کسی کا والد اگر ولی ہو، لوگوں کے ساتھ باتیں کرتا ہے۔ یہ حضرت لاہوری کا خلیفہ ہے، کسی کو کہتا ہے کہ یہ شاہ عبدالقادر کا خلیفہ ہے۔ یہ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا خلیفہ ہے۔ یہ شیخ عبدالقدر جیلانیؒ کا خلیفہ ہے۔ اگر کسی نیک بندے سے اس کا تعلق ہو تو لوگوں کو بتاتا ہے کہ میرا اس کے ساتھ تعلق ہے۔ فرمایا کہ اس بندے سے زیادہ خوش قسمت کون ہوگا۔ جس کا ایک بھائی اللہ کا نبی ہے اور والد بھی اللہ کا نبی ہے۔ گھر جائے گا تو وہاں بھی نبوت کی رحمتوں کی بارش ہوگی اور بھائی سے ملے گا تو وہاں بھی نبوت کی بارش ہوگی۔

پریشان نہ ہو:

لَا تَبْتَئِسْ ......فرمایا تجھے اب پریشان ہونے کی ضرورت نہیں...... تَبْتَئِسْ ...... مایوس نہ ہو، اب مایوسی ختم، میرے بس میں نہیں کہ جب قرآن کی آیت آجائے، اس میں میرا دل کرتا ہے کہ اس میں سے موتی نکالوں...... فَلَا تَبْتَئِسْ ...... اب تو میرے پاس آ گیا ہے اب مایوسی چھوڑ دے، اب کیسی مایوسی۔

اب حضور فرمائیں کہ اب تو میرے پاس روضے میں آ گیا ہے تو کیوں مایوس ہے، تجھے کون سی پریشانی ہے اور پریشانی ہے ہی کوئی نہیں۔

فَلَا تَبْتَئِسْ ......اب تو میرے پاس آ گیا۔ اب تجھے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ اس پر تھوڑا سا اور غور کرو، جب بندہ اتنی خوشی میں ہو کہ یوسف مل گیا، تو والد کی وہ ساری تڑپ والی ساری کیفیت سامنے ہو جائے کہ

ابا جی کتنے تڑپتے ہیں
کتنے روتے ہیں

کیسے پریشان ہیں
کیسے بڑھاپا آ گیا
کیسے آنکھوں کی بینائی ضائع کرلی

جلدی کرو، کسی بندے کو باہر جا کر کہتا ہے یہ لے ہزار روپے، میرے والد کو بتادے کہ یوسف مل گیا۔

اس اضطراب میں بندہ سوچ کر اس طرح قدم اٹھاتا ہے۔ اللہ نے کان میں کہہ دیا کہ خاموش ہوکر بیٹھ جا۔ نہ پیغام بھیج، نہ یعقوب پیغمبر کو اطلاع بھیج، بس میری مرضی ہے۔ اس نے تجھے بتادیا کہ میں یوسف ہوں، یعقوب کو ابھی نہیں بتانا۔ اس کا امتحان ابھی اور لینا ہے۔

خدا کی قسم اگر اللہ ہمارے ساتھ اس طرح کے سخت پرچے ڈالنے شروع کردے تو ایک دن میں بیڑہ غرق ہوجائے۔

اگر ہمیں حکم مل جائے کہ اپنے بیٹے قربانی والے دن ذبح کردو، ہم تو مرغی ذبح کرنے کو تیار نہیں، کتنا اللہ کا ہم پر احسان ہے۔ بتانا نہیں۔

اگر نہیں بتانا تو پھر تو نے کیوں بتایا کہ میں تیرا بھائی ہوں۔ تو نہ بتانا، اس نے کہا کہ جو آرڈر آسمان سے آتا جائے گا۔ میں اسے پورا کرتا جاؤں گا۔ ابھی وہاں نہیں بتانا، فرمایا وہاں وہ خود بتائے گا کہ بتاؤ، نہ تیری ڈیوٹی ہے نہ میری ڈیوٹی ہے وہ ابھی ہمیں ملانے لگا ہے، وہ راستے کیسے بناتا ہے۔ جب اللہ نے کرنا ہوتو وہ پہلے بتا دیتا ہے کہ تو ایسا کر، وہ پہلے زکریا کو کہہ دیتا ہے کہ تو ایسے کر، ہاتھ پھیلا، تو جس وقت دعا کرے گا پھر خود ہی کہے گا کہ کہہ تو سہی، میں تو ننانوے سال کا ہو گیا ہوں۔ میرے بیٹا ہوسکتا ہے؟ یہ بھی کہلا دیا۔ ننانوے سال کا میں، بیوی کو سال کے قریب، بیٹا کیسے ہوگا،

یہ خود ہی کہلا دیا......فرمایا کیوں نہیں ہوسکتا۔ جب میں عطا کرنے پر آتا ہوں تو سب کچھ ہوسکتا ہے۔

اللہ نے اپنے نبی کو فرمایا:

دیکھو سارا اِدھر اُدھر سے لاکر اپنی توحید بیان کررہا ہے۔فرمایا! خود ہی کرے گا تجھے ضرورت ہی نہیں۔فرمایا......فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ ...... یوسف علیہ السلام سے بات کی اللہ تعالیٰ نے......فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ......اب جب اللہ کا نبی غلہ دینے لگا۔قرآن بتا رہا ہے۔ میں صرف ترجمہ کررہا ہوں۔ میں اِدھر اُدھر نہیں لے جاتا......جَعَلَ السِّقَايَةَ فِيْ رَحْلِ اَخِيْهِ ......اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے یوسف تیرے پر الزام نہیں۔ایک بات میں نے تجھ سے کرانی ہے۔ الزام تیرے پر نہیں دیتا۔کام تو ہی کر۔جس وقت انہیں غلہ دے دو، پانچ من غلہ ایک بندے کو دے کر، تو یہ چاہتا ہے کہ بنیامین میرے پاس رہے۔تیرے ملک کا قانون ہے کہ کوئی غیر ملکی بندہ اگر آجائی،شہر میں، غلط کاری میں پکڑا جائے، تیرے ملک کا قانون اسے رکھ نہیں سکتا۔ میں تجھے اسطرح کی تدبیر سکھاتا ہوں کہ تیرے ملک کا قانون بھی اسے رہنے پر مجبور کردے گا۔ایسا میں کرتا ہوں۔

فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ ......جس وقت ان کا غلہ اونٹوں پر لادنے لگو تو، گندم ڈال دو بوریوں میں، تو یہ جو تیرا پیالہ ہے، اس کے ساتھ ماپ ماپ کر لوگوں کو گندم دیتے ہو، غلہ دیتے ہو، یہ سونے کا پیالہ ہے، یا مٹی کا پیالہ ہے یا یہ تانبے کا پیالہ ہے، یا یہ چاندی کا پیالہ ہے۔اس پیالے کو......جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ ......اس بھائی کے گندم کے بوری میں چھپا دے......رَحْلِ اَخِيْهِ...... بہت اچھا۔

اب میں آپ کو آہستہ آہستہ کھل کر بات بتا رہا ہوں کہ وہ جو کچھ یوسف علیہ

السلام کررہے ہیں۔آپ کے ذہن میں بھی آئے گا کہ یہ تو بھی کسی کے ساتھ کرے تو ہم بھی تجھے اچھانہیں سمجھیں گے میں اس طرح کی کوئی بات کرکے آپ کوجیل میں ڈلوا دوں۔افیون ڈال دو، چرس ڈال دو یہ جائز ہے؟

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے نبی میرے ذمے ڈال دے تو یہ کسی کو کہہ دے کہ یہ پیالہ رکھ دے اس کے گندم کی بوری میں، غلے میں، رکھ دیا۔اچھا بھائی السلام علیکم جاؤ، اللہ کے حوالے، گندم میں نے تمہیں بہت اچھی دے دی ہے۔تمہارا گزارہ ہوجائے گا۔قحط کے دنوں میں بہت سکون سے تمہارا وقت گزرے گا۔السلام علیکم جاؤ۔

برادران یوسف واپسی کے لئے چل پڑے:

حضرت بنیامین بھی ساتھ چل پڑے،بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ بنیامین کو بتادیا کہ میں اس طرح کرنے لگا ہوں۔بعد میں نہ کہنا،اس نے کہا کہ اپنے پاس رکھنے کے لئے جو کرسکتے ہو کرو، میں نہیں جاتا۔میں نہیں کہتا، جو مرضی کر، مجھے اپنے پاس رکھ لے......ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ......جب شہر سے باہر نکلنے لگے،ایک بندے نے آواز دی۔ پیچھے لگادیئے پولیس والے،ایک نے آواز دی......یٰۤاَیَّتُهَا الْعِیْرُ......اواونٹوں والو......اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ......تم چور ہو،اچانک کسی پر الزام لگ جائے۔اللہ نے فرمایا کہ ان پر وہی الزام لگانا ہے۔جو انہوں نے یوسف پر لگایا تھا۔انہیں پتہ چلے کہ جھوٹے الزام لگاتے ہیں اور پھر بندے کے دل پر اس وقت اذیت اور تکلیف کیا پہنچتی ہے......اَیَّتُهَا الْعِیْرُ......اوقافلے والو!اواونٹوں والو!اتنا تم سے احسان کیا۔ ہمارے بادشاہ نے، چوری کرکے نکل گئے۔ٹھہرو! کہنے لگے......قَالُوْا وَاَقْبَلُوْا عَلَیْهِمْ مَّاذَا تَفْقِدُوْنَ......کیا تلاش کرتے ہو، کیا چوری ہوگیا تمہارا؟......قَالُوْا نَفْقِدُ

صُوَاعَ الْمَلِكِ...... بادشاہ کا پیالہ گم ہوگیا ہے اور جو پیالہ تلاش کر کے دے، کوئی بھی ہو...... حِمْلُ بَعِيرٍ ......ایک اونٹ غلے کا بھر کا انعام دیا جائے گا جو مرضی لے آئے۔ جس کے پاس ہے وہی بتا دے۔ اسے بھی انعام ملے گا۔ جلدی کرو بتا دو...... وَأَنَا بِهِ زَعِيمٌ ......اور انعام دینے میں، میں ضامن ہوں۔ جو پیالہ ہمیں واپس کر دے، ہمارے پر تو کیس ہو گیا۔ ہم ایک غلے کا بھرا ہوا اونٹ اسے دیں گے اور اس پر میں ضامن دینے پر......

قرآن کے لفظ پڑھتا جا رہا ہوں......قَالُوا تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُم...... مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْأَرْضِ وَمَا كُنَّا سَارِقِينَ ......خدا کی قسم ہے۔ ہم تمہارے علاقے میں اس محسن بادشاہ کے ملک میں کس طرح چوری کر سکتے ہیں۔ ہم تو اتنی دور سے غلہ لینے کے لئے آئے ہیں، تمہیں پتہ ہے ہم نیک لوگ ہیں فسادی نہیں۔ اپنی صفائی خود دے رہے ہیں۔

ہم تو نیک لوگ ہیں
ہم فساد کرنے نہیں آئے
ہم چوریاں کرنے نہیں آئے
ہم ڈاکے ڈالنے نہیں آئے

فسادی کون؟

معلوم ہوا کہ اصل فسادی وہ ہیں جو ڈاکے مارتے ہیں۔ چوریاں کرتے ہیں۔ ان کا نام نہیں لیتے، یہ ہماری حکومت والے، رات کو پکڑے جاتے ہیں، جب صبح چھترول ہوتی ہے پتہ چلتا ہے کہ تھانے کے سات سپاہی اس میں تھے۔ ڈاکو، فلاں عرصہ سے اس شہر میں تھے۔

مولویوں کو تو کہتے ہو کہ فسادی ہیں۔تم خود فسادی ہو،تمہارا علاج کیا ہے؟ ڈاکے مارنے،رشوت لینی، بے حیائی کی روک تھام کے لئے تمہیں گورنمنٹ نے مقرر کیا ہے اور تم بے حیائی کا فروغ خود کرتے ہو،اس سے بڑا فراڈ کیا ہوسکتا ہے کہ پورے ملک کو فتنہ اور فساد کا گہوارہ تم نے خود بنا دیا ہے۔افسر شاہی نے بھی۔اخبار پڑھے نہیں جاتے۔میں کوئی مبالغہ نہیں کر رہا۔اربوں کھربوں روپیہ کھا گئے اور ڈکار بھی نہیں مارا۔ وہ جو باہر بھاگتی پھرتی ہے۔کئی کھرب روپیہ، یہ کہہ رہے ہیں، وہ سب سے پہلے ڈکیٹ ہے۔نواب زادہ نصراللہ اب اتحاد کرنے لگا ہے۔معاہدہ کرنے لگا ہے اس ڈاکوؤں کی سردار سے۔

یہاں تم ہمارے چندے بند کرتے ہو،مسجد کے اور مدرسے کے، یہ عورت کے بارہ میں تھوڑی سی کمزور رائے رکھتا ہے۔نواز شریف کو نبی نہیں مانتے۔اس کا کلمہ نہیں پڑھتے۔ہم نہیں چندہ دیتے، وہ نواز شریف کی عورت جو پھرتی ہے، یہ مرد ہے، کلثوم نواز بندہ ہے۔بے نظیر عورت ہے اور یہ مرد ہے۔اب نہیں بولتے،اب کہاں گیا تمہارا اسلام......

فسادات کے اصل مفسر تم خود ہو سیاستدان اور کرپٹ ہو،کسی کے پاس اربوں،کسی سے کروڑوں، بے نظیر سے کھربوں،اربوں کی بات ہی کوئی نہیں۔

قرآن نے جو لوگ کم تولتے ہیں۔ان کو لکھا فسادی، جو جھوٹ بولتے ہیں۔ ان کو کہا فسادی، جو سود خور ہیں،سود کھا کر ایک مولوی کو عمرہ کرا دیا۔مولوی بھی ایڑی اٹھا کر چلتا ہے اور حاجی بھی پیٹ نکال کر چلتا ہے۔سود کا بھرا ہوا۔

اور پیشانی کا محراب پتہ نہیں کیا لگا کر کالا کیا ہوا ہے۔حاجی صاحب ہیں، سود خور،سب سے بڑا فسادی یہی ہے، جنہوں نے ملک کو فساد کی آماج گاہ بنا دیا۔

قرآن نے لفظ فساد ان لوگوں پر بولتا ہے۔ جن کے......

اخلاق کا

شرافت کا

وفا کا

جنازہ اٹھا دیا

یہ فسادی ہیں

مولوی فسادی ہے؟

مولوی بے چارہ اس لئے فسادی ہے کہ آٹھ دنوں کے بعد آپ کو اللہ کی رضا کے لئے قرآن سناتا ہے۔ حدیث سناتا ہے یہ اس لئے فسادی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ بے ایمانیاں نہ کیا کرو، اس لئے فسادی ہے۔

تم تو خود فسادی ہو، قرآن نہیں چھوڑتا، قرآن نہ مولوی پڑھتا ہے نہ تم پڑھتے ہو۔

ہم چور نہیں برادران یوسف کا اصرار:

انہوں نے کہا کہ ہم کوئی چوریاں کرنے آئے ہیں؟ ہم کوئی فسادی ہیں، ہم تو مسکین سے لوگ ہیں...... وَمَا كُنَّا سَارِقِيۡنَ...... ہم چور نہیں، ہم نے چوری نہیں کی، وہ بھی عقل سے کافی سیانا تھا...... قَالُوۡا فَمَا جَزَآءُهٗۤ اِنۡ كُنۡتُمۡ كٰذِبِيۡنَ ...... اچھا اگر تم جھوٹے نکلے تو تمہاری سزا کیا ہے؟ تم سے پیالہ نکل ایا، کیا سزا ہے؟ کہنے لگے...... جَزَاۤؤُهٗ مَنۡ وُّجِدَ فِىۡ رَحۡلِهٖ فَهُوَ جَزَآؤُهٗ ...... جس کے دانوں سے پیالہ نکل آئے گا۔ ہم اسے چھوڑ جائیں گے۔ دانے بھی چھوڑ جائیں گے۔ بندہ بھی تمہارے سپرد،

پکے ہو جاؤ؟ کہنے لگے ہم پکے ہو گئے۔ ہماری عزت نہیں رہی، ہم نے اس بندے کو کیا کرنا ہے؟ ہم نے کیا کرنا ہے، عزت بہت بڑی چیز ہے۔

سامان کی تلاشی شروع ہوئی تو:

اسنے کہا کہ ساری گندم اتارو، چلو سارے باری باری تلاشی لو، یہ اب دیکھیں۔ کھڑے، انہوں نے پہلے تلاشی بنیامین سے شروع نہیں کی۔ دوسروں سے دیکھا۔ یہ کتنے تھے؟ (دس) ان کے آخر میں بنیامین کی باری آ گئی...... ثُمَّ اسۡتَخۡرَجَهَا ...... مِنۡ وِّعَآءِ اَخِيۡهِ ......اللہ فرماتے ہیں کہ پیالہ تو تھا۔ انہوں نے کھولا ادھر ادھر کرتے رہے۔ پیالہ نکل آیا، وہ بھی دیکھیں، یہ بھی دیکھیں سارے پریشان یہ کیا ہو گیا؟ تو نے پیالہ اٹھایا ہے؟ تمہیں اس لئے لائے تھے؟ ہمارا نام بھی بدنام کر دیا۔ والد کا نام بھی بدنام کر دیا۔ ہم اس لئے لائے تھے۔ لو جی لے جاؤ، ہم اس طرح کے بندے کو ساتھ لے کر جانے کے لئے نہیں تیار، لے جاؤ۔ اسے، ہمارا کچھ نہیں لگتا۔ اس لئے ہم لائے تھے تجھے، بہت افسوس ہوا۔ منہ کالا کر دیا ہمارا، ہمارے پلے کچھ نہیں رہا۔ جاؤ لے جاؤ، ہم اس کے ذمہ دار نہیں لے جاؤ جہاں لے جانا ہے۔

یہ میرے ہاتھ میں قرآن ہے۔ اللہ بولتا ہے۔ فرمایا...... او تلاشی لینے والو، تلاشی کو چھوڑ اسے لے جاؤ ساتھ، بنیامین کو، بازو پکڑا اور لے گئے۔ اللہ فرماتے ہیں دس قوتوں والو، طاقت والے۔ بڑے ناز و فخر والے۔ تم تو کہتے تھے کہ ہم نے یوسف کا کوئی نشان نہیں رہنے دینا۔ ہم نے مٹا کر رکھ دینا ہے۔ کبھی والد کے نزدیک نہیں آنے دینا...... كَذٰلِكَ كِدۡنَا لِيُوۡسُفَ ......آج میں کس طرح یوسف کو عزت دے رہا ہوں۔ کس طرح میں نے یوسف کو کامیابی دے دی ہے...... كِدۡنَا......

اللہ نے مسئلہ واضح کر دیا:

اب گول مسجد والوں کو اللہ مسئلہ سمجھاتے ہیں۔ فرمایا! نہ ان کا قصور ہے نہ یوسف کا کام ہے، نہ بنیامین کی اس قسم کی بات ہے۔ یہ میرے ذمہ ڈال لو...... كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ ......فرمایا یہ تدبیر میں نے خود کی تھی۔ یوسف کے لئے، جب میں تدبیریں کرنے پر آ جاؤں، پھر ساری دنیا ایک طرف ہو جائے۔ میری تدبیر کا مقابلہ نہیں کر سکتے جو یوسف کو چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ کنوئیں میں ڈال کر اور وہ سمجھتے تھے کہ ہم نے یوسف کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا ہے۔ آج دوسرے بھائی کو چھوڑ کر جا رہے ہیں...... كَذٰلِكَ......وہ اکیلے جا رہے ہیں اور بنیامین یوسف کی طرف جا رہا ہے۔

اللہ کی حکمت:

واہ قرآن تیرے قربان جاؤں۔ اللہ میاں ہمارے پلے بھی کچھ نہیں ہم جتنے بیٹھے ہیں، جمعہ میں، ہم بھی خالی ہاتھ ہیں، ایسے ہی بازو پکڑ کر ہمیں جنت میں بھیج دینا۔ تیرا کچھ جانا ہے، اس کا کیا جاتا ہے۔ کسی نے پوچھنا ہے؟ اس طرح کی غلطی مجھ سے ہو جاتی، آپ نے مسجد سے نکال دینا تھا۔ یہ کہتا ہے کہ یہ سارا کچھ میں نے سکھایا ہے تو نے سکھایا ہے ہم تیرے ساتھ گزارش کرتے ہیں کہ ہمیں جنت دے دے۔ اللہ فرمائیں گے جاؤ جاؤ جنت میں، اس طرح کر دے، تجھے کوئی فرق پڑتا ہے۔

مَا كَانَ لِيَأْخُذَ اَخَاهُ فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ ......فرمایا میں ایسے نہ کرنا۔ یوسف اپنے بھائی کو اپنے پاس کبھی رکھ ہی نہیں سکتا تھا۔ قانون ہی نہیں تھا ملک کا، عجیب بات کی ہے، ملک کا قانون جو ہے اس کا لحاظ کیا اور قانون ایسا کرتا ہے قانون کا لحاظ، اللہ تیری مرضی، تو رب ہے، تو صمد ہے تو بے نیاز ہے، تیرے ساتھ کون بات کر سکتا ہے، تو

جو مرضی کر، تو بادشاہ جو ہوا۔

کہتے نہیں ہو گفتگو میں، او جی ان کی کیا بات ہے، بادشاہ جو ہوئے، کون پوچھے انہیں......

وہ جو چاہے تو قطرہ قطرہ کو سمندر کردے
وہ جو چاہے تو یتیموں کو پیغمبر کردے
خدا کے دین کا پوچھئے موسیٰ سے احوال
آگ لینے کو گئے تو پیغمبری مل گئی

اس نے کہا کہ آگ ہے۔ بیوی بچوں کو کہا کہ یہاں بیٹھو، میں آگ لاتا ہوں، سیکیں گے۔ موسیٰ گئے آگ لینے طور پر۔ آگ بولی آگے سے...... اَنَا رَبُّكَ...... اِنِّیُ اَنَــا اللّٰـهُ...... آگ کوئی نہیں، میں رب ہوں...... اِنِّـیُ اَنَــا الـلّٰــهُ...... فَخُلَعُ نَـعُـلَيُكَ...... بِـالُوَادِ الُمُقَدَّسِ طُوًى ...... جوتے اتار، میرے ساتھ باتیں کر، میں آگ نہیں، رب ہوں، کون پوچھے اسے، ساری دنیا ایک طرف ہوگئی، موسیٰ کلیم کو ختم کرنے کیلئے...... اَغُـرَقُـنَــا اٰلَ فِرُعَوُنَ ...... فرمایا فرعون کو اس کی اولاد سمیت پانی کی موجوں میں غرق کردیا۔ جب موسیٰ کی باری آئی تو فرمایا، مار ایک لاٹھی پانی پر، پانی کی مجال کیا ہے کہ تیری لاٹھی کے سامنے ڈٹ جائے، لاٹھی ماری پانی میں، اب کوئی بندہ مار کر دیکھے دریا پر، لاٹھی مارے، کچھ بگڑتا ہے، دریا کا، ادھر نبی نے لاٹھی ماری، ادھر اس نے راستہ دے دیا۔ ستر ہزار بندوں کو لے کر نکلے۔

اس نے کہا کہ یہ راستہ بن گیا۔ آجاؤ فوجیں ساری، دوڑ کر آؤ، موسیٰ جارہا ہے، ذیلی سڑک بن گئی ہے پانی پر، اللہ نے فرمایا کہ پیچھے مڑ کر نہ دیکھنا، اسے آنے دو، میں اس کے ساتھ نمٹ لوں گا۔ اسے ابھی پتہ چلتا ہے کہ سڑک ہے، یا غرق

ہے، اندر گیا تو ادھر غوطے دے کر مارا، باہر نہیں آ سکا پھر اس کا لشکر۔

جب وزیر اعظم اسیر اعظم ہوا:

اس لئے میں ہمیشہ حکمرانوں کو کہتا ہوں۔ اکڑو نہیں، اللہ محلات سے گرفتار کرا دیتا ہے۔ نہیں ہوئے؟ (ہوئے) اکڑو نہیں، ایسے ہی گردن اکڑا کر مت چلو، فوجی نے کہا، او میاں، اٹنشن، اس نے کہا کہ فوجی ہو؟ مجھے گرفتار کرنا چاہتے ہو، میں وزیر اعظم ہوں، اس نے کہا کہ ہوں گے، ابھی تین منٹ پہلے، اب کوئی وزیر اعظم نہیں، اب اسیر اعظم ہو، نہ ہم غریبوں سے کہنیاں مارا کرو۔

اشکال دور ہو گئے:

اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ تدبیر خود کی۔ قرآن نے سارے اشکال بھی خود دور کر دیئے...... كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوسُفَ ...... ہم نے خود یوسف کو یہ تدبیر سکھا دی۔ جس کی وجہ سے اپنی بھائی بنیامین کو میرا پیغمبر اپنے پاس رکھنے کی۔ استطاعت ہو گئی۔ میں نے بتایا اسے۔

درجات اللہ دیتا ہے:

اب اللہ خود آگے بیان کرتے ہیں۔ اس کے بعد بڑا عجیب جملہ فرمایا فرمایا...... نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مَّنْ نَّشَاءُ ...... او غلام آبادیو میں جس کے درجے چاہوں، تجھے کیا؟...... نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مَّنْ نَّشَاءُ ...... اسے کنعان سے بلا کر، اسے یعقوب نبی سے بلا کر، مصر پہنچایا، مصر میں اس کے لئے راستہ بنایا، راستہ بنانے کے بعد اسے یوسف کے پاس ٹھہرایا...... نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مَّنْ نَّشَاءُ ...... او غلام آبادی میں جسے چاہوں درجے دے دوں، سڑنے اور لڑنے کی ضرورت نہیں، حسد نہ کیا کر، اللہ جسے

عزت دینا چاہتا ہے، تو اس کا بگاڑ کچھ نہیں سکتا اور جس کا خدا کچھ نہ رہنے دے، تو اسے کچھ بنا کر نہیں دے سکتا۔ نرفع درجات من نشآء...... میں سید کے بیٹوں کو، وارث شاہ جیسوں کو، ہیر لکھنے پر مجبور کر دیا اور میں سکھوں کی اولاد میں سے مسلمان ہونے والے احمد علی لاہوریؒ کو تفسیریں لکھنے پر لگا دیا۔ یہ میری عطا ہے۔ جسے چاہے اللہ دے دے۔

مجھے بڑی شرم آتی ہے اور میں ندامت سے ڈوب جاتا ہوں جب بعض میرے اساتذہ جواب بقید حیات ہیں۔ زندہ ہیں وہ مجھے ایسے ملیں گے جیسے میرے شاگرد ہیں اور میں انہیں اسی طرح ملوں گا۔ جس طرح میں ان کا قفس بردار ہوں۔ مجھے پتہ ہے کہ استاد کے جوتوں کی مٹی میں ہیرے ہیں۔ موتی ہیں۔ مجھے سب کچھ یہاں سے ملا ہے۔ مجھے چونکہ پتہ ہے ان طالب علموں کو اس بات کا پتہ نہیں۔ اس لئے بے چارے محروم پھرتے ہیں۔

نَرۡفَعُ دَرَجَاتٍ مَّنۡ نَّشَاءُ ......رب جس کا مرضی چاہے درجہ بڑھا دے، رب کی اپنی مرضی ہے، اللہ فرماتے ہیں......وَرَبُّكَ يَخۡلُقُ مَايَشَاءُ وَ يَخۡتَارُ......اللہ جو چاہے پیدا کرے اور اپنی پیدائش کو، جسے چاہے چن کر درجہ عطا کر دے، ہے نا؟ (جی)......

پتھر بہت پھرتے ہیں، لیکن جس پتھر پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کھڑے ہو کر کعبہ بنایا۔ اسے اپنے گھر کے سامنے کھڑا کر دیا۔ کتنی عزت ہے، مقام ابراہیم، حجر اسود، پتھر ہی ہے۔ کالا، کعبہ میں لگا ہوا ہے۔ حضور ﷺ بھی اسے چومتے ہیں، پتھر ہی ہے۔ کتنا بڑا مقام ہے اس پتھر کا۔

وہ بھی پتھر ہے جو گھنٹہ گھر میں لگا ہوا ہے۔ وہ بھی پتھر ہے جو گول مسجد میں

فرش پر لگا ہوا ہے۔ فرش آئے گا تو جوتے اتار لے گا۔ گھنٹہ گھر آئے گا تو توجہ ہی نہیں دے گا۔

جسے چاہے رب اونچا کر دے یہ بھی کپڑا ہے۔ یہ عرب کا رومال ہے، قیمتی رومال ہے۔ یہ بھی کپڑا ہے۔ یہ قرآن پر غلاف ہے، یہ بھی کپڑا ہے یہاں آپ کو مل جائے نیچے پڑا ہوا۔ صف پر، آپ اٹھائیں گے۔ جھاڑو گے، سینے سے لگاؤ گے، چومو گے، میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ پانچ روپے کا سینے سے لگاتے ہو، چومتے ہو، کبھی آنکھوں پر رکھتے ہیں، تم کہتے ہو کہ مولوی صاحب، یہ رومال تیرے ساتھ لگا ہے اور یہ کپڑا قرآن سے لگا ہوا ہے۔

اور جو بندہ حضور سے لگ جائے، بس میری مجبوری ہے، میں گالی نہیں دیتا اور اور ساتھ آدمی کی عمر ہوتی ہے۔ ایک تیزی میں ہے، الحمد للہ میں نے چالیس سال آپ کی خدمت کی ہے۔ آپ نے قدر نہیں کی۔ جب دنیا سے رخصت ہوں گا پھر پتہ چلے گا، میرا تو دل کرتا ہے کہ خدا کی قسم بے وفاؤں سے ویسے ہی دوستی چھوڑ کر، اللہ کا ذکر کیا کروں...... فَاذْكُرُوْنِیْٓ اَذْكُرْكُمْ...... اللہ فرماتے ہیں کہ تم میرے ساتھ دوستی کر...... تو میرا یہاں ذکر کر میں تیرا وہاں ذکر کروں گا۔

حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ میرے پیر ہیں ان کا تذکرہ آتا ہے تو میرا دل بھر آتا ہے میری آنکھوں میں پانی آجاتا ہے۔ ہزاروں میل دور ہیں یہاں سے فوت ہو چکے ہیں۔ ولی کامل تھے۔ اللہ نے اس کی محبت دلوں میں پیدا فرما دی۔ فقیروں کو جو بادشاہی ہے وزیروں کو نہیں۔ اللہ ان بندوں کو بڑی عظمت دیتا ہے جو خدا کا ذکر کرتے ہیں۔

نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ...... میں جسے چاہوں اونچا کر دوں، جسے چاہوں

سچا کردوں، یہ خزانہ میرے پاس ہے......وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيْمٍ ......فرمایا ایسے ہی اپنے علم پر اکڑ مت......اپنے آپ کو بہت بڑا نہ سمجھا کرو، مجھ سے کئی بڑے پھرتے ہیں، مجھ سے بڑا کوئی نہیں۔

اللہ کی عطا کس کے صدقے؟

بارش نہیں ہوتی۔ لوگوں نے موسیٰ علیہ السلام کو عرض کی حضرت بارش نہیں ہوتی۔ مہربانی فرماؤ اور دعا کرو۔ بڑی دعا کی بارش نہ آئی۔ شہر سے باہر نکل گئے اور بارش شروع ہوگئی۔ موسیٰ علیہ السلام سوچنے لگے میں نبی ہوں رورو کر مانگا ہے بارش نہیں ہوئی۔ یہ کون سی اللہ کی مخلوق ہے جس نے دعا کی ہے اور قبول ہوگئی۔ دیکھا مولانا روم فرماتے ہیں کہ ایک چیونٹی ہاتھ ایسے اٹھائے ہوئے اللہ سے مانگ رہی ہے اس کی وجہ سے سارے علاقے کو باران رحمت مل گئی۔

پیارو......یاری اسی کے ساتھ ٹھیک ہے ہم ایسے ہی غلطی میں رہے۔ بندے بھی بہت کچھ ہوتے ہیں، کوئی چیز نہیں کوئی بندہ۔ اللہ ہی اللہ!

برادران یوسف کا ظلم:

چلو ہم تمہارے بھائی کو لے کر چلے ہیں تم نے جانا ہے تو چلے جاؤ......قَالُوْا اِنْ يَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ ......بول پڑے، چھوڑو اگر اس نے چوری کی ہے اس کے بھائی کیا کیا تھا؟ وہ پھر نہ ٹلے بات زبان سے نکال ہی دینی ہے کون سا پیسے لگتے ہیں؟ جو مرضی کہہ دے، کوئی بل آتا ہے، کوئی اشکال، تم نے زبان سے کہہ ہی دینا ہے کوئی زبان سے غلط لفظ نکال ہی دینا ہے یہ نہیں پتہ کہ ہر لفظ کا اللہ کے ہاں محاسبہ ہوگا۔

جاؤ جی جاؤ لے جاؤ۔اس کا بھائی بھی اسی طرح کا تھا۔اس نے بھی ایسا ہی کیا۔سامنے ہی بات کردی۔اس نے بھی چوری کی تھی۔قرآن کہتا ہے کہ پکڑ کر حضرت یوسف کے پاس لے گئے۔کیوں بھائی اب بتاؤ یہ کیا تم نے؟ آنکھیں اٹھانے کی طاقت تو تھی نہیں، موقع پر پکڑے جو گئے۔بنیامین بھی درمیان میں ہے۔ بندہ ہوتو ایسا ہی ہو، کہتے ہیں...... اِنْ یَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ...... یوسف علیہ السلام کے سامنے کہنے لگے اس کا بھائی تھا یوسف، اس نے بھی ایسا ہی کیا تھا۔کوئی کسی کو روک سکتا ہے۔بہت آپ اس طرح کے رقعے دیتے رہتے ہیں تمہیں کوئی روک سکتا ہے۔

یوسف علیہ السلام کے سامنے کہنے لگے......اِنْ یَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ ......اس سے پہلے اس کا بھائی نے بھی اس طرح کا کارنامہ سرانجام دیا تھا۔ سامنے کہہ دیا، ہائے، یہ جملہ کس کے بارہ میں کہا؟ یوسف علیہ السلام کے بارے میں، جس کو کافروں نے بھی دیکھ کر کہا......اَیُّهَا الصِّدِّیْقُ......او سچے، اس پر الزام لگا رہے ہیں۔اس نے بھی یہ کام کیا تھا۔

قرآن کہتا ہے اب چاہئے تو یہ تھا کہ اگر وہ ہمارے دور کا بادشاہ ہوتا، وزیراعظم ہوتا یا گنجا ہوتا پنجاب والا ماردو۔

خس کم جہان پاک

اس کے بچے بھی اٹھا کر لے جاؤ، ٹارچر سیل میں، اس طرح کرتے تھے۔ اللہ کے عذاب کی گرفت میں آ گئے۔

وہ حاکم بھی تھے اور نبی بھی۔انہوں نے کوئی بات جتلائی نہیں۔کہا کچھ نہیں، لیکن اتنی بات سننے کے بعد کہ اللہ کے نبی کو چور کہتے ہو، سنا تو غصہ بہت آیا، لیکن اتنا

جملہ کہا، اللہ فرماتے ہیں آہستہ سے کہا، جو کسی کو سنا نہ جائے...... اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا......
بہت غلط آدمی ہو ایسے موقع پر بھی بدبودار بات کی ہے...... كُنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا...... بہت
بری حرکت کی ہے تم نے۔

حضور ﷺ کا صبر:

اور حضور ﷺ کا صبر تو مثالی تھا۔ ایک عورت اپنے گھر کا سارا کوڑا کرکٹ جمع کر کے ٹوکری میں ڈال کر بیٹھی رہتی تھی، حضور ﷺ گلی سے گزرتے تھے تو وہ کوڑ کرکٹ اٹھا کر آپ کے جسم مبارک پر پھینکتی تھی۔ آپ کپڑوں کو اس طرح جھاڑتے تھے۔ جھاڑ کر فرماتے اچھا اللہ تجھے ہدایت دے۔ مجھ پر کوڑا پھینکنے والی، اللہ تیرے دل کا کوڑا دور کرے، کوڑا کرکٹ مٹی، دور کرے، حوصلے کی بات ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا صبر:

فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ......اس کے بھائی نے بھی اس طرح کیا تھا...... اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا ......لیکن اپنے دل میں......اللہ فرماتے ہیں اس صابر پیغمبر نے اونچی بھی نہیں کہا کہ کہیں ان کا دل نہ دکھ جائے۔ گھر جو بیٹھے تھے۔ کہتے ہیں کہ کوئی گھر آجائے تو پھر کچھ نہیں کہنا چاہیے۔

ہم اتنے اخلاق والے ہیں۔ گھر بھی معاف نہیں کرتے......اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا ...... وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ......اللہ بہتر جانتا ہے جو کچھ تم کر رہے ہو۔ اتنی بات کہہ دی۔ اللہ کو پتہ ہے جو کچھ تم کر رہے ہو۔

ایسا وقت آتا ہے کہ

ہائے کوئی دن، کوئی وقت تو بندے پر آتا ہے۔ کہ وہ سوچنے لگ جاتا ہے ظلم

کر لے، ظلم کی حدیں توڑ نا، انصاف قتل کر دو، جھوٹ بول لو، بے انصافی کرتا رہ، لیکن کبھی وقت ضرور ایسا آ تا ہے کہ بندے کی اکڑ، وہ جو گردن اکڑا کر چلتا ہے، کسی وقت وہ ٹوٹی ہے، جب ہوٹوٹتی ہے، پھر اللہ کہتا ہے کہ اب بات کر، تو بڑا یا میں بڑا۔ اب بات کر اکڑ کر چلتا تھا، اب تیرا کوئی بس چلتا ہے۔

بدکردار

بداخلاق

ظالم

سفاک

میری بغاوت کرنے اولا

اب بتا تو بڑا یا مچھر بڑا

اب بتا تو بڑا یا ابابیل بڑا

اب بات کر......

یہ حضور کا پیچھا کر رہا ہے۔ میں نے تجھ پر بم سے حملہ نہیں کرنا۔ میں نے زمین کو کہنا ہے کہ دو قدم آ گے جا، زمین نے نگلنا ہے، اسے پتہ چلے کہ یہ بڑا یا میں بڑا ہوں۔ پیغمبر کے ساتھ، اس قسم کی واہیات گفتگو......

پھر جب بندے کے ساتھ اس طرح تھوڑا سا اپریشن ہو، پھر اس کی تھوڑی سی طبیعت صاف ہوتی ہے۔ اپریشن، چوری بھی ہے اور اکڑتے بھی ہو۔ پہلا بھائی پتہ نہیں کتنا عرصہ ہوا۔ تم سے گم ہوا۔ اس پر بھی الزام لگا رہے ہو۔ پیالہ بھی تم سے پکڑا گیا۔ تمہاری حیثیت کیا ہے، تمہار کردار کیا ہے، کیا پلے ہے تمہارے؟ کیا عزت ہے تمہاری؟ کس بات کے تم بڑے ہو، تمہارے حسن کو چاٹنا ہے؟ تمہاری شکلوں کو دیکھ کر

یہاں تعویز لکھنے ہیں، کیا حیثیت ہے تمہاری، اپنی حیثیت واضح کرو، بس، ڈھیلے پڑ گئی، کوئی آنکھ اٹھانے والا نہ رہا۔

برادران یوسف علیہ السلام کی عاجزی:

قرآن بولا...... ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہو گئے۔ میری طرف دیکھو۔ اس نے کہا کہ ہاتھ کیوں جوڑے، تم تو بہت اونچے ہو، میں تو غریب ہوں، ہاتھ کیوں جوڑے؟ ساتھ کپکپی طاری ہو گئی۔ کانپتے کیوں ہو؟ ہاتھ کیوں جوڑتے ہو؟ آنکھیں نیچی کیوں کر لی۔ گردن اکڑی ہوئیں۔ اس میں لچک کیوں آ گئی۔ کیا وجہ ہے؟ اکڑ نہیں رہی؟ تم تو پہلے کہہ رہے تھے کہ اس کے بھائی نے پہلے چوری کی ہے۔ اب کانپنے لگے ہو۔ کیا جملہ، کہنے لگے......

یَـاَیُّهَـا الْعَزِیْزُ ...... بادشاہ، او مصر کے والی، میں تو ڈوبتا ہوں قرآن میں، جو کہتے تھے کہ تجھے کنوئیں میں ڈالنا ہے تیرا کچھ نہیں رہنا، ہاتھ جوڑ کر کہتے ہیں او مصر کے والی...... ذٰلِـکُـمُ اللّٰـهُ ...... اللہ فرماتے ہیں، گول مسجد والو اسے اللہ کہتے ہیں، دس کے دس ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہیں...... ذٰلِکُمُ اللّٰهُ...... یہ ہے اللہ......

یَـاَیُّهَـا الْـعَزِیْزُ ...... بادشاہ سلامت! اگر ہمیں اجازت ہو تو ہم ایک گزارش کر سکتے ہیں......

آ گئے گزارش پر
آ گئے التماس پر
آ گئے منت پر
آ گئے درخواست پر
آ گئے عاجزی پر

آ گئے انکساری پر

......یٰاَیُّھَا الۡعَزِیۡزُ......

بادشاہ! بتاؤ کیسا ہے؟ ایسا جملہ بولا کہ یوسف علیہ السلام بھی درد کی فضا میں ڈوب گئے۔ ان کا بڑا نمائندہ کہنے لگا، ہم پر مہربانی کر، ہم پر مہربانی نہیں کرنی...... اِنَّ لَہٗۤ اَبًا شَیۡخًا کَبِیۡرًا ......اس کے والد کو جب پتہ چلا، معمر، اس کی عمر بیت گئی ہے رنج اور غم میں۔ اس کی راتوں کا چین پہلے قائم نہیں۔ جب اس نے سنا کہ میرا دوسرا بیٹا بھی گم ہو گیا...... اِنَّ لَہٗۤ اَبًا شَیۡخًا کَبِیۡرًا ...... بہت بڑھاپے میں ہے، برداشت نہیں کر سکے گا۔

وہ برداشت کرتا یا نہیں کرتا۔ ہم برداشت نہیں کر سکتے۔ اس کی جدائی کو، او بادشاہ ہم دس کے دس ہاتھ جوڑ کر کہتے ہیں ہم پر بھی رحم کر اور یعقوب نبی پر بھی رحم کر......

دوستو! اب آپ تھوڑا سا تصورات کی دنیا میں ڈوب کر یہاں آؤ کہ چالیس سال سے جو والد سے جدا ہے۔ اسے کہا جائے، ہمارا بوڑھا باپ کیا کرے گا۔ اس کا حال کیا ہوگا۔ کہنے والے نے تو بات کہہ دی۔ یوسف علیہ السلام کے دل پر کیا بیت رہی ہوگی۔ ایسا مقام ہوتا ہے کہ اللہ نے جبرائیل کو فرمایا کہ جا میرے محمد ﷺ کو کہہ کر اگر تو چاہتا ہے کہ میں سارے پہاڑ اٹھا کر تیرے دشمنوں کو پیس کر رکھ دوں۔ فرمایا! اگر پیس سکتا ہوں تو ایمان بھی دے سکتا ہوں۔ یہ نبوت کا حوصلہ ہے...... اِنَّ لَہٗۤ اَبًا شَیۡخًا کَبِیۡرًا ...... ہمارا والد برداشت نہیں کر سکے گا۔ اس کا دنیا سے جنازہ اٹھ جائے گا۔ ہم پر رحم کر، اس پر بھی رحم کر...... اِنَّ لَہٗۤ اَبًا شَیۡخًا کَبِیۡرًا...... فَخُذۡ اَحَدَنَا مَکَانًا ...... تو ہم میں سے ایک بندے کو رکھ لے۔ اسے چھوڑ دے۔ اسے جانے دے۔ ہمارے لئے

نہیں والد کے لئے جانے دو۔یعقوب نبی کے لئے جانے دو،منت پر آ گئے۔

تو تو محسن ہے:

اور اگلا جملہ عجیب کہا کہ......اِنَّا نَرٰكَ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ ......او پیارے چہرے والے،ہم تجھے ایسا سمجھتے ہیں کہ تو محسن لگتا ہے۔

تو بڑا ہی اچھا آدمی ہے

تو بڑا اونچا آدمی ہے

تو بڑا سچا آدمی ہے

تو محسن ہے

تیرے چہرے پر ہم صبح سے دیکھ رہے ہیں کہ نور نبوت نظر آ رہا ہے۔ یعقوب پیغمبر کے ساتھ محبت کی جو سرخیاں تیرے چہرے پر نظر آ رہی ہیں۔عزیز مصر اور مصر کے بادشاہ! ہم پر رحم کر،اگر ہم سے ناراض ہے۔اس پر رحم کر جس کی آنکھیں رو رو کر دنیا سے رخصت ہو گئیں۔وہ برداشت نہیں کر سکے گا......اِنَّا نَرٰكَ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ......تیرے جیسا اچھا بندہ ہم نے نہیں دیکھا۔

اللہ فرماتے ہیں یوسف اب دیکھ انہیں ایسی تقریر کر گیا۔

باقی اگلے جمعہ ان شاء اللہ اگر زندگی رہی تو!

وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

﴿نوٹ﴾ اس خطبہ جمعہ کے بعد حضرت اقدسؒ چند ماہ صاحبِ فراش رہ کر داعیٔ اجل کو لبیک کہہ گئے۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ